

۱۱-۶۰

صَلَّى اللهُ
وَأَرْسَلَهُ
مُحَمَّدٌ

مَحَبَّتِ اطاعت انبوی

ڈاکٹر غفریل ابراہیم ظا خاٹر (مدینہ منورہ)

مُحَقِّقُ الْعَصْرِ حَضْرَتِ مَوْلَانَا

مفتی محمد خاں قادری

گزارش اسلامک پبلیکیشنز

دونوں جہاں ہیں سرخروئی
اور کامیابی کی ضمانت

بسمتِ علیم پر ایک نئی کتاب

محبت و اطاعتِ نبوی

صلی علیہ وسلم

تصنیف

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملاح خاطر (مدینہ منورہ)

ترجمہ

مفتی محمد حسن خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

1، گلش رحمن میلاڈسٹریٹ جامعہ اسلامیہ لاہور (نزد لاہور ایکسپوسنٹر)

0300,4407048,0321,9422054,042,5300353

نام ----- محبت و اطاعت نبوی ﷺ

تصنیف ----- ڈاکٹر ابراہیم ملاحاطر (مقیم مدینہ منورہ)

ترجمہ ----- مفتی محمد خان قادری 85173

اہتمام ----- محمد فاروق قادری

ناشر ----- کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

اشاعت اول ----- 1997

اشاعت دوم ----- جون 2007

بتعاون ----- الحاج صلاح الدین گوندل

ملنے کے پتے

- | | |
|--|--|
| ☆ فرید بک شال اردو بازار لاہور | ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی |
| ☆ احمد بک کارپوریشن روالپنڈی | ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی |
| ☆ اسلامک بک کارپوریشن روالپنڈی | ☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ لاہور |
| ☆ قادری رضوی کتب خانہ لاہور | ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور |
| ☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور | ☆ مسلم کتابوی گنج بخش روڈ لاہور |
| ☆ سنی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور | ☆ زاویہ کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور |
| ☆ مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور | ☆ نوری کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور |
| ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور | ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور |
| ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی | ☆ مکتبہ تنظیم المدارس لوہاری گیٹ لاہور |

کاروان اسلام پبلی کیشنز

1، گلشن رحمن میلاد سٹریٹ جامعہ اسلامیہ لاہور (نزد لاہور ایکسپوسنٹر)

0300,4407048/042,,5300353,0321,9422045

ہدیہ

ربِ محمدِ جل و علا شانہ

کی بارگاہِ مقدسہ میں

جس کی توفیق کے بغیر کوئی کچھ نہیں

امیدوار عافیت و مغفرت

محمد خان قادری

حرم کعبہ مکتہ المکرمہ

29 مارچ 1997 بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدَّ حُبًّا لِلَّهِ

(اہل ایمان، اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں)

اظہارِ نعمت

واما بنعمة ربك فحدث

(اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو)

اسی ارشاد باری تعالیٰ کے پیش نظر اس بات کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ اس کتاب کی چند خصوصیات ہیں۔

1- یہ کتاب مدینہ طیبہ میں لکھی گئی۔

2- اس کا ترجمہ 'حرم نبوی' حرم کعبہ اور مولد النبی ﷺ میں کیا گیا۔

3- آیات قرآنی کو چھوڑ کر، ترجمہ فقط بیس دنوں میں مکمل ہوا، جو خود مترجم کے لئے

بھی باعث تعجب ہے لیکن اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اسی طرح ہو جاتا

ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن اللّٰه

(اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اس کی اللہ کے حکم پر اطاعت کی جائے)

حسن ترتیب

۳
۲۳
۱۹
۲۰
۳۳
۳۴
۵۱
۵۳
۵۳
۵۵
۵۸
۶۰
۶۱
۶۲
۶۲
۶۲
۶۵
۶۷
۶۹
۷۰

الاحدا

حالات مصنف

کچھ ترجمہ کے بارے میں

الحاج لطیف احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

مقدمہ - از مصنف

حمد و صلوة کے بعد

چند بنیادی حقائق

باب اول

جملوات کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و عقیدت

فصل اول

جبل احد کی محبت

کھجور کا فراق میں رونا

تھر کا سلام عرض کرنا

درختوں کا سلام

پتھر اور درخت کا سجدہ

سجود شجر پر ایک اور شاہد

سجدہ کی اقسام

آپ کی تشریف آوری پر تمام شہر مدینہ کا روشن ہو جانا

زہر آلود گوشت کی گزارش

بغیر اجازت ذبح شدہ بکری کی گزارش

کھانے کی تسبیح پڑھنا

سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا

۷۱	لیلۃ جن میں درخت کا اطلاع دینا
۷۱	درخت کا آپ ﷺ کی نبوت پر گواہی
۷۲	حیوانات کا ادب و احترام
۷۵	اونٹ کا سجدہ
۷۹	فصل دوئم: جمادات اور اطاعت نبوی
۸۱	جبل احد کی طاعت
۸۲	جبل حرا کی طاعت
۸۳	جبل ثبیر کی طاعت
۸۳	مذکورہ احادیث اور اہم امور
۸۵	سوال و جواب
۸۵	آپ ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پہاڑ کا حرکت کرنا
	جواب
۸۹	بادل کا منتشر ہونا
۹۱	چاند کا پھٹ جانا
۹۳	منبر شریف کا جھوم اٹھنا
۹۵	آپ ﷺ کے اشارہ سے بتوں کا گرنا
۹۷	یوم بدر و حنین میں سنگریزے پھینکنا
۹۹	مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے
۱۰۲	چشموں کی کیفیت میں اقوال
۱۰۲	پانی کا بڑھ جانا
۱۰۴	کھانے میں اضافہ
۱۰۹	پتھر کی غلامی
۱۱۵	درختوں کی غلامی
۱۱۷	تھن کی فرمانبرداری
۱۲۰	

۱۲۳

۱۲۶

دوسرا باب

۱۳۳

نبی اکرم ﷺ سے انسانوں کی محبت

۱۳۵

فصل اول: حضور ﷺ کے ساتھ انسانوں کی محبت

۱۳۵

محبت کے عوامل و اسباب

۱۳۵

۱- محبت فردیہ (انسان کی اپنی ذات سے محبت)

۱۳۵

۲- محبت جلیہ

۱۳۶

۳- محبت شہوانیہ

۱۳۶

۴- محبت فطریہ

۱۳۶

محبت شاکلہ

۱۳۷

۶- محبت مصلحت و منفعت

۱۳۸

۷- محبت روحیہ

۱۳۷

۱- انسان کی ذاتی منفعت

۱۳۷

۲- غیر کی منفعت

۱۳۹

صفات کاملہ (محبت کا اہم سبب کسی کا کامل الصفات ہونا بھی ہے)

۱۳۹

مذکورہ محبتوں اور محبت نبی میں تطبیق

۱۳۳

نبی اکرم ﷺ سے محبت کے اسباب

۱۳۵

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت خلق کا سبب بنایا

۱۳۶

آپ ﷺ کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فضیلت عطا فرمائی

۱۳۸

امت سے آپ ﷺ کا تعلق ان کی ذاتوں سے بڑھ کر ہے

- ۱۵۰ امت پر آپ ﷺ کا حریص ہونا
- ۱۵۲ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنایا
- ۱۵۶ امت کی خاطر آپ ﷺ کے دل انور کا اضطراب
- ۱۵۸ آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت
- ۱۶۰ آپ ﷺ کا احباب سے ملاقات کا اشتیاق
- ۱۶۲ آپ ﷺ کی صفات جمال و کمال
- ۱۶۳ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خصائص اور معجزات سے نوازا
- ۱۶۹ آپ ﷺ کی چاہت کو اللہ تعالیٰ کا جلدی پورا فرمانا
ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا بدلہ
- ۱۷۳ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں
- ۱۷۴ اللہ و رسول ﷺ نے اس کا حکم دے رکھا ہے
- ۱۷۵ محبت نبی کی فرضیت پر دلائل
- ۱۷۸ والد، ولد، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر
- ۱۸۰ اپنی جان سے بڑھ کر محبت
- ۱۸۲ محبت الہیہ کی وجہ سے آپ ﷺ سے محبت
- ۱۸۴ آپ ﷺ کی توقیر کا حکم
- ۱۸۵ آپ ﷺ کی خاطر جان قربان کرنا
- ۱۸۶ آپ ﷺ کی اتباع محبوب الہی بننے کا سبب ہے
- ۱۸۸ آپ ﷺ کی طاعت کا حکم ہے
- ۱۸۹ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسوہ حسنہ بنایا
- ۱۹۰ آپ ﷺ کی محبت پر غیر کی محبت کو مقدم کرنے پر عذاب کی دھمکی
- ۱۹۳ آپ ﷺ سے محبت آپ ﷺ پر ایمان کی فرع ہے
- ۱۹۵ جاہوت ایمان
- ۱۹۸ محبت الہی کی دو اقسام فرض اور مستحب
- ۱۹۸ فرض محبت

- ۱۹۸ مستحب محبت
- ۱۹۸ محبت رسول ﷺ کی دو اقسام
- ۱۹۹ آپ ﷺ کی خدمت میں درود و سلام کا اجر
- ۲۰۰ دین سرایا خیر خواہی ہے
- ۲۰۲ صحابہ کا عمل و حال
- ۲۱۲ محبت کے آثار و ثمرات
- ۲۱۲ آپ ﷺ کے وصال کے بعد استمرار محبت
- ۲۱۳ طاعت
- ۲۱۳ اہم معاملہ پر تنبیہ
- ۲۱۵ آپ ﷺ کی اقتداء اور اخلاق سے اتصاف
- ۲۱۶ آپ ﷺ کے ذکر کی تعظیم
- ۲۲۱ آپ ﷺ کی سنت کی تعظیم
- ۲۲۳ سنت کا ادب، بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے
- ۲۲۵ حدیث بیان کرتے وقت آواز بلند نہ کرتے
- ۲۲۶ کثرت کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں درود و سلام
- ۲۳۰ اہل بیت اور صحابہ سے محبت و تعظیم
- ۲۳۵ آپ ﷺ کے حرم، مسجد اور شہر کی تعظیم
- ۲۳۵ آپ ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال
- ۲۳۹ گریبان کھلا رکھنا
- ۲۴۱ آپ ﷺ کے دیدار کا شوق
- ۲۴۱ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں جہنم کی خواہش، عدم ملاقات اور عدم صحبت پر افسوس و حسرت کا اظہار
- ۲۴۳ محبوب ﷺ کی تعلیمات کو قبول کرنا
- ۲۴۴ اللہ عز و جل کی محبت
- ۲۴۶

۲۴۹

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۵

۲۵۷

۲۵۹

۲۶۱

۲۶۳

۲۶۵

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۳

۲۷۶

۲۸۳

۲۸۵

۲۸۷

۲۹۰

۲۹۷

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۰

۳۰۳

ثمراتِ محبت

حلاوتِ ایمان کا پانا

اہم نوٹ

محبت کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت

آخرت میں آپ ﷺ کی سنگت

حضور ﷺ کا محبین سے ملاقات کا شوق

سعادت دارین کا حصول

صفتِ ایمان کا عطا ہونا

آپ ﷺ کا محب، ارتکابِ معصیت سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا

عرش کے سایہ میں

دخولِ جنت

جنت میں آپ ﷺ کی معیت

فصل کا خاتمہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے سربراہ

دوسری فصل

طاعتِ نبوی اور انسان

طاعت کا مفہوم

آپ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر خصوصی احسان فرمایا

یہ ایمان کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی طاعت قرار دیا ہے

اللہ کے حکم پر آپ ﷺ کی طاعت

توبہ کو معلق کر دیا

ثواب و عقابِ اشد انبیاء پر موقوف ہے

طاعتِ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

- ۳۰۵ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے۔
- ۳۱۰ طاعت رسول ﷺ کا عطف، طاعت اللہ پر
- ۳۰۶ اسم رسول ﷺ کا اسم جلالت پر عطف
- ۳۰۶ طاعت رسول ﷺ کا طاعت اللہ پر عطف
- ۳۱۳ جنات کو آپ ﷺ کی طاعت کا حکم
- ۳۱۶ آپ ﷺ کی سمع و طاعت
- ۳۲۸ آپ ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے
- ۳۳۱ صحابہ کرام نے ہر دشواری کو جھیل لیا
- ۳۳۲ اتباع کا مفہوم
- ۳۳۳ اتباع اور طاعت میں فرق
- ۳۳۳ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنانا
- ۳۳۶ اختلاف کے وقت معاملہ کو آپ ﷺ کی طرف لوٹانا فرض ہے
- ۳۳۸ آپ ﷺ کے فیصلہ کے بعد اختیار نہیں
- ۳۴۰ حکم اللہ کا فیصلہ مصطفیٰ ﷺ کا
- ۳۴۵ آیت کا شان نزول
- ۳۴۶ آپ ﷺ کی آواز پر فی الفور لبیک کہنا فرض ہے
- ۳۴۹ آپ ﷺ کی طاعت کو خالصتاً عبادت قرار دیا
- ۳۵۳ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شارع بنایا ہے
- ۳۵۷ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے صراط مستقیم کا ہادی بنایا ہے
- ۳۶۳ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بشیر و نذیر بنایا
- ۳۶۸ آپ ﷺ کے وعدہ و آئندہ خبر کو کامل طور پر تسلیم کرنا
- ۳۷۵ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسوہ حسنہ بنایا
- ۳۷۷ حجتہ الوداع کے موقع پر احرام کھولنے کا حکم
- ۳۷۹ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے
- ۳۸۳ آپ ﷺ کی بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیعت قرار دیا

۳۸۴

آپ ﷺ سے آگے بڑھنا حرام ہے

۳۸۵

آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا حرام ہے

۳۸۹

آپ ﷺ کی مخالفت کو حرام قرار دیا

۳۹۰

آپ ﷺ سے تنازع حرام ہے

۳۹۳

آپ ﷺ کی مخالفت حرام ہے

۳۹۶

آپ ﷺ کو ایذا دینا حرام

۳۹۸

آپ ﷺ کی آواز پر بیٹھے رہنے والوں پر وعید

۴۰۵

آپ ﷺ کی معصیت حرام ہے

۴۲۱

اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد لیا

۴۲۶

معصیت کے اسباب

۴۲۶

۱- شہوات 2- اتباع هوا و خواہش

۴۳۳

خواہشات

۴۳۵

اہوا (خواہش)

۴۴۱

معصیت کی سزا

۴۴۱

۱- وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جاتا ہے

۴۴۲

۲- وہ شیطان کا سپاہی ہے

۴۴۳

۳- عاصی سے توفیق چھن جاتی ہے

۴۴۳

۴- اللہ تعالیٰ عاصی سے محبت نہیں فرماتا

۴۴۶

۵- اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوتا ہے

۴۴۷

۶- عاصی گمراہ ہے

۴۴۹

۷- معصیت نفاق ہے

۴۵۱

۸- آپ ﷺ کا مخالف کافر ہے

۴۵۳

۹- عاصی سے جہاد

۴۵۴

۱۰- عاصی کے اعمال ضائع

۴۵۵

۱۱- عاصی لعنت کا مستحق بن جاتا ہے

- ۴۵۵ ۱۲- روز قیامت افسوس
- ۵۹ ۱۳- عاصی جنت میں پہلے داخل ہونے والوں میں نہ ہو گا
- ۴۶۴ شفاعت نبوی
- ۴۷۰ ۱۴- دائمی دوزخ میں
- ۴۷۵ اطاعت کرنے والا کا ثواب و اجر
- ۴۷۵ ۱- اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا
- ۴۷۶ ۲- طاعت، سراپا اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے
- ۴۷۷ ۳- طاعت، مومن کا وصف ہے
- ۴۷۹ ۴- مطیع، اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے
- ۴۸۱ ۵- مطیع، لشکر خدا کا سپاہی ہے
- ۴۸۳ ۶- ان کے عمل میں کوئی کمی نہ ہوگی
- ۴۸۴ ۷- اسے اجر حسن ملتا ہے
- ۴۸۶ ۸- ہدایت کا حصول
- ۴۸۷ ۹- فلاح کا حصول
- ۴۹۰ ۱۰- مطیع، اللہ کا مخلص ہوتا ہے
- ۴۹۳ ۱۱- آپ ﷺ کا مطیع نجات پائے گا
- ۴۹۴ ۱۲- قبر میں مطیع کا امان پانا
- ۴۹۴ ۱۳- طاعت و اتباع کرنے والی کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے
- ۴۹۵ ۱۴- مطیع کا صاحب فوز ہونا
- ۴۹۶ ۱۵- مطیع کے گناہوں کی مغفرت
- ۵۰۱ ۱۶- مطیع پر خصوصی رحمت
- ۵۰۴ ۱۷- اطاعت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا
- ۵۰۶ ۱۸- دخول جنت
- ۵۱۱ ۱۹- دائمی جنت

20 - جنت میں اعلیٰ رفاقت

۵۱۳

فصل کا خاتمہ

۵۱۴

اگر اطاعت شوق و رضا سے ہو

۵۱۸

جب طاعت خوف کی وجہ سے ہو

۵۲۱

کتاب کا خاتمہ

۵۲۵

1 - محبت و طاعت جمادِ انسان سے بڑھ جائے۔

۵۲۵

2 - یا دونوں برابر ہیں

۵۲۵

انسان کی تکریم و تفضیل کے مظاہر

۵۳۲

1 - اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی

۵۳۲

2 - اسے مسجود ملا مکہ بنایا

۵۳۳

3 - انسان کو احسن تقویم بنایا

۵۳۳

4 - جمادات اور کائنات کو اس کے تابع بنایا

۵۳۳

5 - انسان نے امانت کا بوجھ اٹھایا ہے

۵۳۵

6 - جنت میں مقیم رکھنا

۵۳۶

7 - ان میں انبیاء و مرسلین بنائے

۵۳۷

8 - قیام قیامت پر جمادات ختم

۵۳۸

9 - بہت سے جمادات دوزخ میں ہوں گے

۵۴۰

10 - معرفت بشر کامل ہے

۵۴۲

11 - مطیع کو ثواب اور عاصی کے گناہوں کی مغفرت

۵۴۳

12 - اللہ کا لطف

۵۴۴

13 - زمین میں خلیفہ بنایا

۵۴۶

14 - اللہ پر ایمان انسان کی فطرت بنایا

۵۴۷

15 - فطرتاً "عبادت الہی" پر بنایا

۵۴۹

محبت اور طاعت کے درمیان تلازم

۵۵۳

۵۶۰
 ۵۷۲
 ۵۷۸
 ۵۸۰
 ۵۸۳

دعویٰ محبت اور محبت صادقہ
 عمل طاعت
 ایک اور مرتبہ
 دو اہم امور
 رسول اللہ ﷺ کے بغیر تمام دروازے بند ہیں

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله

(اے نبی اعلان فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو تو میری اتباع کر لو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا)

کچھ ترجمہ کے بارے میں

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر دامت برکاتہم العالیہ نے ۱۳۱۳ ہجری صفر میں ”محبة النبی و طاعته“ مکمل کی ۱۳۱۷ ہجری کو حلب سے طبع ہوئی، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور ﷺ کی نظر عنایت سے بندہ کو ۱۳۱۷ھ میں پھر حرمین شریفین کی حاضری کا شرف نصیب ہو گیا، مذکورہ کتاب کے بارے میں علم تک نہ تھا، مصنف کی ایک اور کتاب ”الشوق الی رسول اللہ من الجزع الی ثوبان“ علم میں تھی۔ اس کی تلاش میں رہا۔ مکتبہ الایمان مدینہ منورہ میں شیخ عبداللہ امین سے ملاقات ہوئی۔ مطلوبہ کتاب کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے بتایا جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کتب کی نمائش لگی ہوئی ہے آپ وہاں چلے جائیں کتاب مل جائے گی۔ بندہ، الحاج محمد رفیق صاحب کے ساتھ وہاں گیا مگر کامیابی نہ ہوئی، دوسرے دن مکتبہ الایمان میں جانا ہوا تو وہاں موصوف کی اس کتاب ”محبة النبی و طاعته“ پر نظر پڑی تو دل خوشی سے جھوم اٹھا کتاب خرید لی ساتھ ہی وہاں سے امام ابن ابی عاصم کی کتاب ”الصلوة علی النبی“ بھی ملی جو نہایت ہی مختصر تھی۔ مسجد نبوی میں حاضر ہوا اور اس مختصر کتاب کا ترجمہ ایک ہی نشست میں ہو گیا اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اپنی قوم کے لئے ”محبة النبی و طاعته“ کا ترجمہ کیوں نہ کر لیا جائے بحمد اللہ ۲۳ مارچ ۱۹۹۷ء دس بجے دن ترجمہ شروع کر دیا۔ تین دن حرم نبوی میں مسجد نبوی کے صحن میں ترجمہ کا شرف ملا۔ اس کے بعد مکة المکرمہ واپسی ہوئی۔ ۲۶ مارچ کو سفر کی وجہ سے ترجمہ نہ ہو سکا۔ ۲۷ مارچ کو حرم کعبہ میں ۹ بجے دن دوبارہ ترجمہ شروع کیا، ہر روز ناشتہ سے فارغ ہو کر تقریباً ”ساڑھے آٹھ بجے ترجمہ شروع کرتا جو رات نو بجے تک جاری رہتا، درمیان میں ظہر کی نماز کے بعد ڈیڑھ دو گھنٹے دوپہر کے کھانے اور وضو کے لئے وقفہ کیا جاتا، اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل سے ۱۳ اپریل ۱۹۹۷ء کو بوقت چھ بجے شام بمقام مولد النبی ترجمہ مکمل ہو گیا یعنی یہ ترجمہ کل بیس دنوں میں مکمل ہو گیا جو خود میری سمجھ سے بھی بالاتر ہے کیونکہ خیال یہ تھا کہ ترجمہ پاکستان واپسی سے پہلے ہو جائے گا مگر جب اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمادی تو

یہ ترجمہ مکتہ المکرمہ سے عرفات جانے (حج) سے پہلے ہی مکمل ہو گیا۔ مجھے کچھ آنکھوں کی تکلیف ہوئی لیکن وہ بھی اس ترجمہ کے بعد ہوئی۔

مولد النبی کی چوکھٹ

اس ترجمہ کی ابتداء مسجد نبوی علی صاحبہا السلامیں ہوئی اور اختتام مولد النبی ﷺ کی چوکھٹ پر ہوا۔ جب ترجمہ کا آخری دن تھا تو عصر کے بعد دوران وضو یہ خیال آیا کہ اس ترجمہ کو مسجد نبوی اور حرم کعبہ میں ہونے کا شرف تو ملا کیوں نہ اسے اس مقدس مقام سے بھی نسبت ہو جائے جو حضور ﷺ کی جائے ولادت ہے۔ بندہ وضو کے بعد ”مولد النبی“ کی طرف روانہ ہوا مگر بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ گرمی ہے دھوپ کی وجہ سے کہاں بیٹھ کر یہ کام کیا جائے گا؟ ممکن ہے وہاں بیٹھنے ہی نہ دیا جائے، اچھا چلتے ہیں جو ہوا دیکھا جائے گا۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا ”مولد النبی“ کی چوکھٹ کے پاس پولیس کی گاڑی کھڑی ہے اس کے سایہ میں بیٹھ کر کام شروع کر دیا۔ جس جگہ سے کتاب کا ترجمہ وہاں شروع کیا اس کا عنوان یہ تھا ”اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے علاوہ ہر دروازے کو بند فرما دیا ہے“ ترجمہ مکمل ہونے کے بعد تک وہ گاڑی وہاں کھڑی رہی، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ سپاہی دوسرے لوگوں کو وہاں سے جانے کا کہتے بندہ کی طرف ان کی توجہ ہی نہ ہوتی۔ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے ترجمہ مکمل ہوا، حضور ﷺ کے محلہ سے برکت کے لئے چائے پی اور مغرب کی نماز بھی وہاں ادا کی اور پھر واپس حرم کعبہ آ گیا۔

الحاج لطیف احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

ترجمہ مکمل ہونے کے بعد دوسرے دن ہمدرد اہلسنت مولانا الحاج لطیف احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، ترجمہ کا مسودہ دکھایا تو نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے آپ نے بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری کی پیروی کی ہے انہوں نے حرم کعبہ میں ”الدولة المکیہ“ لکھی اور آپ نے اس عظیم کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ اس کی طباعت کی ذمہ داری میری ہے پاکستان جاتے ہی اس کی طباعت کا انتظام کر دیا

جائے گا، میں نے عرض کیا آپ سارا مسودہ پاس رکھ لیں، پاکستان جا کر وقت نہیں ملے گا لہذا اس کا یہاں ہی مطالعہ کر لیں لیکن جب منیٰ سے واپسی پر ملاقات ہوئی تو ان کا جسم حادثہ منیٰ کی وجہ سے سخت زخمی ہو چکا تھا مگر اس کے باوجود ان کا حوصلہ جوان تھا اپنے نواسے عزیزم الحاج محمد طیب حفظہ اللہ کو فرمایا اب مسودہ کا مطالعہ دشوار ہے اسے مفتی صاحب کے سپرد کر دو پاکستان جا کر ہی اس کا مطالعہ کریں گے، ہم تو واپس آ گئے مگر الحاج لطیف احمد چشتی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حرم میں ہی رکھ لیا، اللہ تعالیٰ ان کے مزید درجات بلند فرمائے اس کتاب کی طباعت عملاً کروانے کا انہیں اگرچہ موقع تو نہ مل سکا مگر اس کے اجر میں وہ شریک ہیں کیونکہ ان کی نیت و ارادہ تھا کہ اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

چونکہ یہ ترجمہ اور کتاب مجھے نہایت پسند ہے اس لئے میں نے اس کو بطور ہدیہ ”رب محمد“ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ عزیزم حافظ محمد ریاض قصوری حفظہ اللہ متعلم جامعہ اسلامیہ لاہور نے آیات اور ان کا ترجمہ کنز الایمان سے بڑی محنت کے ساتھ تحریر کیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔

التجا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے اسے نافع بنائے اور آخرت میں ذریعہ نجات

بنائے۔ امین بجاہ سید المرسلین

اسلام کا ادنیٰ خادم

محمد خاں قادری

جامعہ اسلامیہ لاہور

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده
 وولده والناس اجمعين

(جب تک تم اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے
 محبت نہیں کرو گے تم مومن نہیں ہو سکتے)

85173

تعارف مصنف

نام ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر عزای
کنیت ابو ابراہیم
نسب آپ کا سلسلہ نسب سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔

مقام ولادت

شام کے شمال مشرق میں نہر فرات پر واقع، ”ویر زور“ نامی شہر میں ایک علمی و مذہبی خاندان میں آپ کی ولادت ہوئی۔

تعلیم

قرآن حکیم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ ہائی سکول میں میٹرک کیا۔ اپنے علاقہ کے نامور اہل علم سے حدیث، فقہ، بلاغت، عروض وغیرہ میں استفادہ کیا۔

جامعہ دمشق میں داخلہ

اس کے بعد جامعہ دمشق کے کلیتہ الشریعہ میں داخلہ لے کر شریعت اسلامیہ میں ڈپلومہ کیا۔

جامعہ ازہر

اس کے بعد بھی آپ نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے جامعہ ازہر مصر میں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے ایم اے کے ساتھ ساتھ حدیث اور علوم حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

حجاز میں آمد

۱۲۷۶ھ میں آپ نے مدینہ منورہ آکر جامعہ اسلامیہ محمد بن سعود میں تدریس کے فرائض انجام دینا شروع کئے۔ اس جامعہ کے آپ وائس چیئرمین پھر چیئرمین بھی رہے۔

بہ معہ ملک عبدالعزیز مدینہ منورہ میں حدیث اور علوم حدیث کے استاذ بھی رہے۔ آج کل کلیتہً التربیہ مدینہ منورہ میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ الغرض بتیس سال سے شہر مدینہ کی مقدس فضاؤں سے معطر ہو رہے ہیں۔ آپ کے بہت سے تلامذہ ترکی، انڈونیشیا، یوگو سلاویہ، ہندوستان اور پاکستان میں اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ کی دعوت و تبلیغ سے ایسے بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا جن میں اکثریت تعلیم یافتہ لوگوں کی ہے۔

سیرت و شمائل پر کام

آپ نے دیگر موضوعات پر کام کے علاوہ سیرت و شمائل نبوی ﷺ پر بہت کام کیا ہے۔ درج ذیل کتب حضور ﷺ کے ساتھ ان کی عقیدت و محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۱۔ الخصائص التي انفرد بها النبي ﷺ عن جميع الانبياء عليهم السلام

۲۔ عظیم قدرہ ﷺ و رفعة مكانته عند ربه عز وجل

ڈاکٹر محمد عبدہ میمانی کی رائے

اس کتاب کی عظمت کو سراہتے ہوئے عالم اسلام کے عظیم مفکر ڈاکٹر محمد عبدہ میمانی تحریر کرتے ہیں۔

عظیم فاضل ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر نے اس کتاب میں رسول اللہ ﷺ کے ایک سو ایسے خصائص جمع فرمائے ہیں جو دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت آپ ﷺ ہی کا خاصہ ہیں۔

وہو اول کتاب تجمع فيه هذه الخصال
على هذا النحو وقد وفق المؤلف
الفاضل توفيقاً كبيراً في هذا الكتاب
الذي لقي قبولا حسنا في مختلف
الاطراف

یہ پہلی کتاب ہے جس میں اس قدر نہایت ہی احسن انداز میں خصائص کو جمع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت سے فاضل مصنف کو ایسی عظیم کتاب

لکھنے کی توفیق بخشی ہے جسے نہایت ہی قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔

اس کتاب کا ترجمہ بنام ”امتيازات مصطفیٰ ﷺ“ بندہ نے کیا تھا جو پاکستان کے علاوہ ہندوستان میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ ہندوستان میں اس کا ترجمہ نامور عالم دین مولانا

یاسین اختر مصباحی نے ”خصائص رسول“ کے نام سے کیا جو پاکستان میں بھی شائع ہوا ہے۔

- ۳ - شمائل الرسول
 - ۴ - سیرة الرسول
 - ۵ - فضائل النبی الکریم وردت فی القرآن الکریم
 - ۶ - الشوق الی رسول اللہ من الجزع الی ثوبان
 - ۷ - شوق الجمادات واستجابتها له
 - ۸ - فضائل المدینة المنورة (۳ جلدیں)
- (اس کا ترجمہ جامعہ محمدیہ غوثیہ بھیرہ کے علماء اور اساتذہ کر رہے ہیں)
- ۹ - فضائل مکہ المکرمہ
 - ۱۰ - مکانة الحرمین
 - ۱۱ - محبة النبی و طاعته بین الانسان والجماد
- زیر نظر ترجمہ اسی کتاب کا ہے۔
- یہ تمام کتب اس لائق ہیں کہ ان کے تراجم کر کے اشاعت کی جائے۔

مصنف کی تمام کتب کے نام

أ- المدرسة المدنیة :

- ۱ - الخصائص التي انفرد بها النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن جميع الأنبياء عليهم السلام .
- ۲ - عظیم قدره صلى الله عليه وآله وسلم ورفعة مكانته عند ربه عز وجل ، ط تاسعة ، وترجم لعدد من اللغات .
- ۳ - شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم - القسم الأول - سيطبع قريباً إن شاء الله تعالى .
- ۴ - سیرة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم - العهد المكي - كما وردت في

كتب السنة .

- ٥- الإشارة للحافظ مغلطاي ، تحقيق .
- ٦- فضائل النبي الكريم كما وردت في القرآن العظيم .
- ٧- الشوق إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الجذع إلى ثوبان .
- ٨- الأمانة العظمى ونبيها صلى الله عليه وآله وسلم ، ستعاد طباعته إن شاء الله تعالى .
- ٩- مع الرسول صلى الله عليه وآله وسلم في رمضان .
- ١٠- الحسن بن علي الخليفة الراشد الخامس .
- ١١- فضائل الصحابة الكرام رضي الله عنهم .
- ١٢- فضائل المدينة المنورة - ٣ مجلدات - ط الثالثة - نشر دار القبلة ، ومؤسسة علوم القرآن .
- ١٣- مختصر فضائل المدينة المنورة ، ط ثانية .
- ١٤- فضائل مكة المكرمة .
- ١٥- مكانة الحرمين الشريفين - نشر دار القبلة ، ومؤسسة علوم القرآن .

ب- مدرسة الإمام الشافعي رحمه الله تعالى

- ١٦- الإمام الشافعي وأثره في الحديث وعلومه .
- ١٧- مسألة الاحتجاج بالشافعي فيما أسند إليه ، والرد على الطاعنين بعضهم جهلهم عليه ، للخطيب البغدادي - تحقيق - ط ثانية .
- ١٨- بيان خطأ من أخطأ على الشافعي ، للإمام البيهقي ، نشرتهما رئاسة الإفتاء بالرياض .
- ١٩- حجية الحديث المرسل عند الإمام الشافعي ، ستعاد طباعته إن شاء الله تعالى .
- ٢٠- مناقب الإمام الشافعي ، لابن الأثير الجزري - تحقيق - وهو من كتابه الشافعي - نشر دار القبلة ومؤسسة علوم القرآن .

- ٢١- الشافي في شرح مسند الشافعي ، لابن الأثير الجزري ، تحقيق .
- ٢٢- ثلاثيات الإمام الشافعي ، نشر دار القبلة ، ومؤسسة علوم القرآن .
- ٢٣- السنن للإمام الشافعي - رواية المزني - تحقيق - نشر دار القبلة ومؤسسة علوم القرآن .
- ٢٤-٢٥ المسند للإمام الشافعي ، ومعه شافي العي على مسند الشافعي ، للحافظ السيوطي - تحقيق .
- ٢٦- الشافعي وعلم مختلف الحديث - ستعاد طباعته إن شاء الله تعالى .
- ٢٧- مناقب الإمام الشافعي ، لابن كثير الدمشقي ، نشر مكتبة الإمام الشافعي بالرياض .
- ٢٨- مناقب الإمام الشافعي ، للأبري ، تحقيق .
- ٢٩- تخریج أحاديث الأم ، للإمام البيهقي ، تحقيق .
- ج- علوم الحديث رواية :
- ٣٠- مجموع الحديث ، للشيخ محمد بن عبد الوهاب - تحقيق - بالاشتراك مع الأخ الأستاذ الدكتور محمود طحان ، نشر جامعة الإمام .
- ٣١- سبل السلام ، تعليق وتصحيح - بالاشتراك - ط ثالثة - نشر جامعة الإمام الرياض .
- ٣٢- شرح أربعين حديثاً - مكتوب على الآلة الكاتبة .

د- علوم الحديث دراية :

- ٣٣- بدعة دعوى الاعتماد على الكتاب دون السنة .
- ٣٤- مكانة الصحيحين - ط ثانية - نشر دار القبلة .
- ٣٥- السنة النبوية وحي .

٣٦- شبهاث حول السنة ودحضاها - نشر دار التراث بالمدينة المنورة .

٣٧- الإصااة في صاة حدبث الذبااة - نشر دار القبلة .

٣٨- نشأة علوم الحدبث ، سبببب قرببا إن شاء الله تعالى .

- المبسوط في علوم الحدبث ، وطببب منه :

٣٩- الحدبث المتواتر .

٤٠- الحدبث الآحاد - الالبقة الأولى .

٤١- الحدبث المعلل - ط ثانية - نشرتها كلها دار الوفاء بببب .

٤٢- الحدبث المعلل - ط ثانية - نشرتها كلها دار الوفاء بببب .

٤٣- الحدبث المعلل - ط ثانية - نشرتها كلها دار الوفاء بببب .

هـ- بين الإنسان والجماد :

٤٢- الإدراك عند الجمادات .

٤٣- معرفة الله عز وجل بين الإنسان والجماد .

٤٤- شوق الجمادات واستجابتها له صلى الله عليه وآله وسلم .

٤٥- مابة النبي صلى الله عليه وآله وسلم بين الإنسان والجماد ، نشر دار

القلم العربي بابل .

٤٦- الحدبث المعلل - ط ثانية - نشرتها كلها دار الوفاء بببب .

و- بباث مهمة في الكتاب والسنة

٤٦- حقوق الوالدين - سبببب قرببا إن شاء الله تعالى .

٤٧- المرأة في القرآن .

٤٨- الإحسان في القرآن .

٤٩- زواا السبببب عائشة ومشروعبة الزواا المبكر ، نشر دار القبلة .

٥٠- النظافة بين العلم والإبمان .

٥١- النظافة بين العلم والإبمان .

ز- الفتن وأشراط الساعة :

- ٥١- العداوة بين الإنسان والشيطان وأثر ذلك على الجريمة .
- ٥٢- كيف أرسى الإسلام قواعد الأمن في الأرض .
- ٥٣- أشراط الساعة .
- ٥٤- أنخبار الدجال .
- ٥٤- الردة قديمها وحديثها .
- ٥٥- المسيح عليه السلام ، قطعية رفعه ، وتواتر نزوله .

عن أبي بصير عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: من قرأ القرآن في يومه لم يمت بغيره

15- قالوا يا رسول الله اني نسيته في كل يوم

20- قالوا يا رسول الله اني نسيته في كل يوم

25- قالوا يا رسول الله اني نسيته في كل يوم

30- قالوا يا رسول الله اني نسيته في كل يوم

35- قالوا يا رسول الله اني نسيته في كل يوم

40- قالوا يا رسول الله اني نسيته في كل يوم

مَجْتَبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَاعَتِهِمَا

بَيْنَ الْإِنْسِيَانِ وَالْجَمَادِ

تَأْلِيفُ

أ. د. خَلِيلُ إِبْرَاهِيمَ مُلَّا خَاطِرِ الْعَزَامِي

تَرْبِيلِ الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ

١٤١٧ هـ

دَارُ الْقَمِّ الْعَزَنِيَّ بِحَلَبَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

شهادة

بأن محمدًا عبد الله ورسوله

قد بعثنا القديس بالبيان

٧١٣١ أ

بشهادة من شهدنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

از مصنف

تمام حمد و ثنای رب العالمین کے لئے جو جلال و جمال اور کمال میں یکتا اور منفرد ہے، عالم الغیب اور کبیر و متعال ہے۔ جس نے منصب بلند کرنے کے لئے اپنے بندوں کو مخصوص فرمایا، اپنے محبوب بندوں کے دلوں میں اپنا نور عطا فرما کر انہیں اکمل و اجمل بنایا، انہیں اس طرح ہادی اور ہدایت یافتہ بنایا کہ وہ مخلوق کی خالق کی طرف رہنمائی کریں اور بندوں کے لئے اسے ہر شے سے بڑھ کر محبوب بنا دیں۔

صلوات و سلام ہو اس ذات اقدس پر جو تمام موجودات کے سردار اور فخر کائنات ہیں یعنی سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ جن کی محبت و طاعت، جمادات، نباتات، حیوانات اور جن و انس کی کثیر تعداد میں ایسے ودیعت کر دی گئی ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ان کے ہاں ہر شے سے محبوب ہے، اگر آپ ﷺ ان کی نگاہوں سے غائب ہو جاتے ہیں تو وہ غمگین اور اگر انہیں آپ ﷺ کی محبت و قرب میسر آ جاتا ہے تو وہ فرحت و سرور سے پھولے نہیں سماتے، اگر آپ ﷺ ان سے جدا ہو جاتے ہیں تو انہیں زیارت کا شوق تڑپا دیتا ہے۔

اس حالت و کیفیت کے ساتھ وہ تمام اہل ایمان و اسلام، فاسقین و منافقین، کفار اور اہل عقل و ادراک کے لئے حجت کا درجہ رکھتے ہیں، آپ ﷺ پر تا قیامت اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہوں، آپ ﷺ کی آل، اصحاب اور ان کی اتباع کرنے والوں پر بھی، جب تک اللہ کا ذکر کرنے والے ذکر کر رہے ہیں اور اس کی یاد سے غفلت کرنے والے غافل ہیں۔

اے اللہ ہمیں اس قدر علم ہے جو تو نے ہمیں عطا فرمایا بلاشبہ تو علیم و حکیم ہے۔
اے اللہ اے کریم ہمیں علم نافع عطا فرما اور جو تو نے ہمیں علم عطا فرمایا اس کو ہمارے لئے نافع بنا اور ہمارے علم میں اضافہ و ترقی عطا فرما۔

اے اللہ وہی آسان ہے جسے تو آسان فرما دے، اگر تو چاہے تو غم، خوشی سے بدل جائے، ہمارے تمام امور میں آسانی فرما، سعادت پر خاتمہ فرما، انک علی کل شیء قدیر

حمد و صلوة کے بعد

بندہ نے مدینہ منورہ میں زیر نظر موضوع پر کچھ لیکچر دیئے جنہیں خوب پسند کیا گیا بعد میں متعدد اساتذہ، احباب و تلامذہ نے انہیں کتابی شکل میں لانے کا کہا تاکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے قارئین کو نفع ہو جیسے کہ ان لیکچرز کو سننے اور دیکھنے والوں کو ہوا۔ ان کے بار بار مطالبہ پر میں اللہ تعالیٰ تعالیٰ کی توفیق، عنایت اور اس کی عطا کردہ قوت سے اس طرف متوجہ ہوا میرے پاس ان اسباق کا تحریری ریکارڈ تو تھا نہیں اس لئے میں نے اپنے بچوں (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ہمیشہ خیر کی توفیق دے) سے کہا کہ وہ ریکارڈ شدہ کیسٹ سے مواد نقل کریں اور میں ان پر نئے سرے سے نظر ثانی کر لوں گا اور اس پر اضافات بھی کر دوں گا، تو مذکورہ نصوص کے تحت میں نے بعض فوائد کا اضافہ کر دیا ہے، آسانی کے لئے مختلف عنوانات قائم کر دیئے ہیں حواشی میں تمام حوالہ جات دے دیئے ہیں خواہ وہ قرآنی آیت ہے یا حدیث یا کسی اور کا قول ہے تاکہ اصل کی طرف رجوع آسان ہو جائے۔ البتہ اسباق کی ترتیب قائم نہیں رکھی، اللہ تعالیٰ (جو خلق و حکم میں یکتا اور وحدہ لا شریک ہے) سے دعا ہے وہ انہیں قارئین کے لئے مفید بنا دے جیسے کہ سننے والوں کے لئے مفید ثابت ہوئے، مجھے قول میں صدق اور عمل میں اخلاص عطا فرمائے اور خالصتاً اپنی رضا کے لئے قبول فرمائے۔

”محبة النبی و طاعته بین الانسان والجماد“ کے موضوع پر ماہ رمضان ۱۴۱۲ھ کی آمد پر کلیلۃ تربیہ میں لیکچر دیا تاکہ اس خوبصورت موسم میں آپ ﷺ کے ذکر سے برکت حاصل کی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب، صفی ﷺ کی سچی اور خالص محبت سے ہم سب کے دلوں کو منور فرما دے، اس کے توسل سے اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے، یہ روز قیامت آپ ﷺ کے قرب کا ذریعہ بن جائے، ہمیں دنیا میں

آپ ﷺ کی اتباع و طاعت نصیب ہو جائے اور آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت و سنگت حاصل ہو جائے۔ چونکہ محبت و طاعت نبوی ﷺ پر کوئی جامع کتاب بھی نہیں اس لئے میں نے اس کی آخری دو فصول میں بہت اضافہ کر دیا ہاں پہلی دو فصول کو اپنے حال پر رہنے دیا اگر اضافہ ہوا بھی ہے تو بہت تھوڑا۔

اس کتاب کے دو ابواب ہیں اور ہر باب کی دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل جمادات اور محبت حضور ﷺ

دوسری فصل جمادات اور طاعت حضور ﷺ

ان فصول میں طویل گفتگو نہیں کی کیونکہ میں نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام

”شوق الجمادات و استجابتها لہ ﷺ“ (جمادات کا حضور ﷺ کے ساتھ شوق و محبت اور آپ ﷺ کے بلانے پر حاضر ہونا) ہے لہذا مزید مطالعہ کے لئے اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

تیسری فصل انسان اور محبت حضور ﷺ

چوتھی فصل انسان اور طاعت حضور ﷺ

ان فصول میں تفصیلی گفتگو ہے، فصل ثالث میں تو لیکچر کی نسبت بہت اضافہ ہے۔

کتاب کی ابتدا میں کچھ بنیادی حقائق کا تذکرہ کر دیا ہے جیسا کہ خاتمہ (اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ اچھا کرے) میں انسان اور جماد کے درمیان تقابل پر گفتگو ہے۔

اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا ہے وہ ہم سب کو اپنے مقبولین میں شامل

فرمادے، ہمیں اپنی سچی محبت اور اپنے رسول و صلی ﷺ کی محبت و طاعت نصیب فرمائے،

ہمیں ہر ظاہری و باطنی فتنہ سے محفوظ رکھے، باقی عمر میں بھی ہماری حفاظت فرمائے،

ہماری اہل، اولاد، بیوی، ذریت، احباب اور مشائخ میں حفاظت فرمائے، ہم سب کو اپنے

محبوب مصطفیٰ کریم ﷺ کے جھنڈے کے نیچے جگہ عطا فرمائے، وہ نہایت ہی جود والا اور

کریم ہے۔

اس کی بارگاہ اقدس میں یہ بھی دعا ہے کہ ہمارے سلسلہ کتب کو خالصتاً اپنی رضا

کے لئے بنا دے، اسے قبول فرمائے، یہ نافع اور ذخیرہ ہوں اس دن کے لئے جہاں

مال و اولاد کام نہیں آئیں گے وہ روؤف، رحیم اور قادر و کریم ہے۔
 وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و حبیبنا محمد و علی الہ و صحبہ والحمد
 للہ رب العالمین

الراقم

ابو ابراہیم خلیل ابراہیم ملا خاطر العزازی

مقیم مدینہ منورہ

بروز جمعہ ۹ صفر الخیر ۱۴۱۳ھ

چند بنیادی حقائق

لا یؤمن احد کم حتی یكون هواه تبعاً لما

جتبه

(جب تک تمہارے ارادے اور خواہشات میری تعلیمات کے
مطابق نہیں ہو جاتے تم مومن نہیں ہو سکتے)

۱۔ خالق جل شانہ نے اس کائنات کو نہایت ہی منظم اور پُر حکمت بنایا ہے۔ اسے نہ تو عبث بنایا ہے اور نہ ہی کسی عبث کے لئے بنایا ہے۔ اس پر قرآنی نصوص کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ
مَرًّا الشَّحَابِ صُنِعَ اللَّهُ الَّذِي أَنْقَنَ كُلَّ
شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ

(النمل - ۸۸)

اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال
کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور
وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال یہ
کام ہے اللہ کا جس نے حکمت سے
بنائی ہر چیز بے شک اسے خبر ہے
تمہارے کاموں کی۔

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ
الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ

(السجده، ۷)

وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی
اور پیدائش انسان کی ابتداء "مٹی
سے فرمائی

۳۔ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط

(البقرہ، ۷۱- الانعام، ۱۰۱)

نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین
کا
بڑی برکت والا ہے وہ جس کے
قبضہ میں سارا ملک اور وہ ہر چیز پر
قادر ہے۔ وہ جس نے موت اور
زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو تم
میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے اور
وہی عزت والا بخشش والا ہے۔
جس نے سات آسمان بنائے ایک
کے اوپر دوسرا تو رحمن کے بنانے

۴۔ تَبَرَّكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
الَّذِي خَلَقَ
الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ
عَمَلًا ط وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ
الَّذِي خَلَقَ
سَبْعَ سَمَوَاتٍ طِبَاقًا مَاتَرَىٰ فِيهَا خَلْقَ
الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَاوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ
تَرَىٰ مِنْ فُطُورٍ ط ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ
يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ

(الملك ۳+۱)

میں کیا فرق دیکھتا ہے؟ تو نگاہ اٹھا کر
دیکھ تجھے کوئی رخسہ نظر آتا ہے۔
پھر دوبارہ نگاہ اٹھا، نظر تیری طرف
ناکام پلٹ آئے گی تھکی ماندی۔

۲۔ اس کائنات کے خالق، مدبر، مصور کی عظمت مسلمہ ہے۔ جس نے اسے پُر حکمت
بنایا اور اس کے لئے ایک پختہ اور عمدہ نظام قائم فرمایا۔

۳۔ اس کائنات میں جو کچھ ہے وہ اللہ عزوجل کی ملکیت ہے۔ وہ اس کی
وحدانیت و ربوبیت کا اقرار کرنے والا، اس کے حکم کا پابند اور اس کی منشا کو بجالانے والا
ہے، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی ”رب العالمین“ کو ہی دیکھیں تو یہ قرآن میں
بتالیس دفعہ آیا ہے۔ اس طرح رب السموات والارض، رب المشرق والمغرب متعدد دفعہ
آیا ہے۔

لغت میں رب کا معنی، مالک، مستحق، صاحب، سربراہ، مخدوم، مدبر، مربی، قیم، منعم،
مولیٰ اور مصلح کے ہیں۔ ان میں کوئی تضاد نہیں، اللہ تعالیٰ مالک بھی ہے اور مستحق
عبادت بھی، وہ صاحب بھی ہے اور مخدوم و مطاع بھی، وہ مدبر بھی ہے اور مربی بھی، وہ
زمین و آسمان کو قائم رکھنے والا بھی ہے اور اپنی مخلوق کو نعمتوں سے نوازنے والا بھی،
مخلوق کا مولیٰ بھی ہے اور ان کی اصلاح بھی فرماتا ہے۔

رہا معاملہ اس کی طاعت اور اس کے حکم کی بجا آوری کا تو اس سلسلہ میں جمادات کی
طاعت پر ایک قرآنی نص کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا
اَتَيْنَا طَائِعِينَ

پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین
سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی
سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے
(حم السجدہ - ۱۱)

عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ
حاضر ہوئے

ہم نے اس پر تفصیلی گفتگو اپنی کتاب ”الادراک عند الجمادات“ میں کی ہے۔
۴ - نافرمان انسانوں اور جنات کے علاوہ تمام مخلوق اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱ - وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ
عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا
يَسْتَحْسِرُونَ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
(الانبیاء ۱۹-۲۰)
اور اسی کے ہیں جتنے آسمانوں اور
زمین میں ہیں اور اس کے پاس
والے اس کی عبادت سے تکبر
نہیں کرتے اور نہ تھکیں رات دن
اس کی پاکی بولتے ہیں۔

۲ - وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ
لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ
(الاسراء - ۴۴)
اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی
ہوئی اس کی تہنیت نہ بولے ہاں تم
ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔

۳ - يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ
(الجمعة، التغابن - ۱)
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں
ہے۔

۴ - سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
(الحشر - ۱ - الصف - ۱)
اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں
میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور
وہی عزت و حکمت والا ہے۔

۵ - اس کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ سب کا سب اللہ عزوجل کے امر اور قدرت
کے تحت ہو رہا ہے۔ وہ اپنی ملکیت میں جس طرح چاہے تصرف فرمائے اس میں اس کا
کوئی شریک نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

۱ - قُلِ اللَّهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ
تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ
تَشَاءُ وَتُزِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلِيُّ
یوں عرض کر اے اللہ ملک کے
مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور
جس سے چاہے سلطنت چھین لے

اور جسے چاہے عزت دے اور جسے
چاہے ذلت دے ساری بھلائی
تیرے ہاتھ ہے بے شک تو ہی
سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو دن کا
حصہ رات میں ڈالے اور رات کا
حصہ دن میں ڈالے اور مردہ سے
زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ
نکالے اور جسے چاہے بے گنتی
دے۔

اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت
آسمانوں اور زمین اور ان کے
درمیان کی۔

بلندیوں کا مالک، صاحب عرش اپنی
وحی نازل فرماتا ہے جسے چاہتا ہے
تاکہ ملاقات کے دن سے آگاہ
فرمائے اس دن وہ تمام سامنے آ
جائیں گے اللہ تعالیٰ سے کوئی شی
مخفی نہ ہوگی آج کس کی حکومت
ہے اللہ واحد قہار کی۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ وہ کسی خاص وقت تک نہیں بلکہ ہر حال میں مالک ہے۔
کیونکہ ان میں روز قیامت تک مالک ہونے کا بھی ذکر ہے۔ تو وہ دنیا و آخرت دونوں
کے معاملات میں متصرف ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کا کوئی مثل ہے اور
نہ شریک۔

۶۔ تمام کائنات کی ہر کلی اور جزئی قدرت و امر الہی کے تابع اور اس کے پر حکمت

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُؤَلِّجُ
النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ
بِغَيْرِ حِسَابٍ

(آل عمران - ۲۶ - ۲۷)

۲۔ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا

(المائدة - ۱۸)

۳۔ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي
الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ
لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا
يَخْفَى سَعْيَ اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ
الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ

(المؤمن - ۱۵، ۱۶)

مقرر کردہ نظام کے تحت چل رہی ہے۔ اس پہ درج ذیل آیات قرآنیہ شاہد ہیں۔

۱ - وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ
مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ إِلَّا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ
تَبْرَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ

اور سورج اور چاند اور تاروں کو
بنایا سب اس کے حکم کے دبے
ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ پیدا کرنا
اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے
اللہ رب سارے جہان کا۔

(الاعراف - ۵۴)

۲ - وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُوا مِنْهُ
لَحْمًا طَرِيًّا وَ تَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً
تَلْبَسُونَهَا

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے
دریا مسخر کیا کہ اس میں سے تازہ
گوشت کھاتے ہو اور اس میں گہنا

(النحل - ۱۴)

بے شک آسمانوں اور زمین کی
پیدائش اور رات و دن کا بدلتے آنا
اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے
فائدے لے کر چلتی ہے اور وہ جو
اللہ نے آسمان سے پانی اتار کر مردہ
زمین کو اس سے جلا دیا اور زمین
میں ہر قسم کے جانور پھیلانے اور
ہواؤں کی گردش میں اور وہ بادل
کہ آسمان و زمین میں حکم کا باندھا
ہے ان سب میں عقلمندوں کے لئے
ضرور نشانیاں ہیں۔

۳ - إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَإِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي
تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا
أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ
الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ
وَ تَصْرِيْفِ الرِّيحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ
بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ
(البقرہ - ۱۶۴)

(فقیر نے ”الادراک عند الجمادات“ میں دیگر آیات کا بھی احاطہ کیا ہے)

۷ - انسان کا زمین و آسمان کے درمیان کسی شے کو مسخر کرنا، یہ بھی قدرت الہی کے
تابع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی اور بعضے آدمی اللہ کے بارے میں جھگڑتے یوں کہ نہ علم نہ عقل نہ کوئی روشن کتاب۔

۱ - أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنبِئٍ

(لقمان - ۲۰)

اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کو پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتی کو مسخر کیا کہ اس کے حکم سے دریا میں چلے اور تمہارے لئے ندیاں مسخر کیں اور تمہارے لئے سورج اور چاند مسخر کئے جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن مسخر کئے۔

۲ - اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلُكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرٍ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَٰبِّئِينَ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

(ابراہیم - ۳۲ - ۳۳)

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی کہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے اور وہ روکے ہوئے ہے آسمان۔

۳ - أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلُكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَيُمْسِكُ السَّمَاءَ

(الحج - ۶۵)

۸ - اس کائنات کے تمام جمادات صاحب ادراک اور طاعت کرنے والے ہیں۔ یہ

تمام کے تمام اپنے رب اور خالق کے معترف ہیں۔ اس کے عذاب سے اور اس کی نافرمانی سے ڈرنے والے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
وَالجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ
مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا
جَهُولًا

بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی۔
آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو
انہوں نے اس کے اٹھانے سے
انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور
آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی
جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا
نادان ہے۔

(الاحزاب - ۷۲)

یعنی ان جمادات نے اس امانت کے بوجھ اور عظمت کو جان لیا اور محسوس کیا ہم اس کا حق ادا نہ کر سکیں گے انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہم مکلف نہ ہونے کے باوجود اپنے مالک کی عبادت بجالاتیں گے مگر انسان نے اسے اٹھالیا۔

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ
لَهَا وَايَا رِضٍ أُتِيًّا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا
أَتَيْنَا طَائِعِينَ

پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور
وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین
سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی
سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے
عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ
حاضر ہوئے۔

(حم السجدہ - ۱۱)

۹۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کے کچھ اوقات، مقامات اور اشخاص کو خصائص عطا فرمائے ہیں۔ مثلاً رمضان المبارک کو دیگر مہینوں پہ فضیلت دی ہے۔ لیلۃ القدر کو بقیہ راتوں پر، جمعہ کو دیگر دنوں پر اور جمعہ کی گھڑی کو دیگر گھڑیوں پر، حریم شریفین کو باقی شہروں پر اور مساجد کو دیگر گھروں پر فضیلت عطا کی ہے۔

رہا انسان تو اس کی فضیلت کے بارے میں فرمایا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ
عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا
(بنی اسرائیل - ۷۰)

اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو
عزت دی اور ان کو خشکی اور تری
میں سوار کیا اور ان کو ستھری
چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی
بہت مخلوق سے افضل کیا۔

۲ - دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ
وَأَتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا
(بنی اسرائیل - ۵۵)

اور بیشک ہم نے نبیوں میں ایک کو
ایک پر بڑائی دی اور داؤد کو زبور
عطا فرمائی۔

۳ - تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى
بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ
دَرَجَاتٍ

(البقرہ - ۲۵۳)

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں
ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان
میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور
کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں
بلند کیا۔

۱۰ - ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کو تمام مخلوق پر حتیٰ کہ انبیاء و رسولان کرام پر

فضیلت بخشی، یہ دلائل اس پر شاہد ہیں۔

۱ - تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام سے یہ عہد لیا گیا کہ جب آپ ﷺ کی بعثت ہو

اور ان میں کوئی بھی زندہ ہو تو اس پر آپ ﷺ کی اتباع، آپ پر ایمان لانا اور

آپ ﷺ کے مشن کی مدد کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ
مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں

سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو

کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف

لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ

قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي

تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔
تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا
اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔
فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس
پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے
عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو
ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور
میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں
میں ہوں۔

قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ
الشَّاهِدِينَ
(آل عمران - ۸۱)

۲ - حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
ہوئے سنا۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد اسماعیل میں
کنانہ کو، کنانہ میں سے قریش کو،
قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم
میں سے مجھے منتخب فرمایا۔

ان اللہ اصطفیٰ کنانۃ من ولد اسماعیل
واصطفیٰ قریشا من کنانۃ واصطفیٰ
قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی
ہاشم

(المسلم - باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اسے ترمذی نے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔ (الترمذی، حدیث ۳۶۰۵)

۳ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا سید ولد آدم یوم القيامة
میں روز قیامت تمام اولاد آدم کا
(المسلم - کتاب الفضائل) سربراہ ہوں گا۔

۴ - ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا سيد ولد آدم ولا فخر
میں تمام اولاد آدم کا سربراہ ہوں
(الترمذی، حدیث ۳۱۳۸) مگر فخر نہیں کرتا۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انا سيد الناس يوم القيامة
میں روز قیامت تمام لوگوں کا
(المسلم - کتاب الایمان) سردار ہوں گا۔

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب ”عظیم قدرہ عند ربہ تعالیٰ“ کا مطالعہ کریں۔ (۱)

۱۱۔ نافرمان جن و انس کے علاوہ تمام کائنات کے جمادات، نباتات، حیوانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے معترف ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت، محبت، احترام، طاعت پر انعام اور بے ادبی پر عذاب سے آگاہ فرما رکھا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر سے واپس آئے، ہم بنو نجار کی ایک حویلی تک پہنچے تو دیکھا وہاں اونٹ ہے۔ جو اس کے پاس جاتا ہے وہ اسے کاٹنے دوڑتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اونٹ کو بلایا۔

فجاء واضعا مشفره الى الارض حتى
تو وہ اپنے ہونٹ زمین پر رگڑتا ہوا
برک بین یدیه
آپ کے سامنے حاضر ہو گیا۔

فرمایا اس کی نکیل لاؤ، اسے نکیل ڈال کر مالک کے سپرد فرمایا اور پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

انه ليس بين السماء والارض الا يعلم اني
نافرمان جن و انس کے علاوہ
رسول الله الا عاصي الجن والانس
زمین و آسمان کی ہر شے میرے
بارے میں جانتی ہے کہ میں اللہ کا
رسول ہوں۔

(مسند احمد، ۳، ۳۱۰، الدارمی، ۱ = ۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ، ۱۱، ۳۷۳، مسند عبد بن حمید،

۱۳۳۷، کشف الاستار، ۳، ۱۵۰، دلائل النبوة - لابی نعیم، ۲ = ۳۹۱، دلائل النبوة

للبيهقي ۶ = ۲۲)

۱۔ اس کتاب کا ترجمہ بنام ”امتیازات مصطفیٰ“ بندہ نے کیا جو پاکستان و بھارت میں طبع ہو چکا ہے، تلمذی۔

امام احمد کے رجال، صحیح کے رجال ہیں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں
 هذه طرق جيدة متعددة تفيد غلبة الظن یہ متعدد اسناد جید ہیں اور غلبہ ظن
 والقطع یا علم قطعی کی مفید ہیں۔

ان بنیادی حقائق کے بعد اب ہم جمادات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت و طاعت پر گفتگو
 شروع کر رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انسانوں کی محبت و طاعت کا تذکرہ
 آئے گا تو زیر بحث موضوع دو ابواب پر مشتمل ہو گا، ہر باب کی دو فصلیں ہوں گی۔

باب اول - رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمادات کی محبت و طاعت
 اس کی یہ دو فصلیں ہوں گی۔

فصل اول - آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جمادات کی محبت

فصل ثانی - جمادات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت

باب ثانی - رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانوں کی محبت اور طاعت

اس کی بھی دو فصلیں ہیں۔

فصل اول - آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انسانوں کی محبت

فصل ثانی - آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور انسانوں کی اطاعت

خاتمہ - آخر خاتمہ میں انسان اور جمادات کی محبت و طاعت

میں تقابل بیان کیا جائے گا۔

ہم نے الگ الگ فقرات کے ذریعے سے اس موضوع کو آسان بنانے کی بھی کوشش کی
 ہے۔ کیونکہ موضوع طویل ہے لیکن وقت طویل نہ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے ہی مدد و توفیق کا سوال ہے۔ کیونکہ وہ ہی جو ادو کریم ہے۔

... *(Faint, mostly illegible handwritten text in Urdu or Persian script)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...
 ... *(Faint, mostly illegible handwritten text)* ...

باب اول

جمادات کی حضور ﷺ سے محبت و عقیدت

فصل اول - محبت جمادات

فصل ثانی - طاعت جمادات

بسم الله

الحمد لله رب العالمين

والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

وبعد

فصل اول

اس فصل میں حضور ﷺ سے جمادات کی محبت، ان کی محبت کے مظاہر بصورت خوشی و سرور، سجود و رقت، محبوب کی بے ادبی کا ڈر اور ان کے ساتھ والہانہ لگاؤ کا تذکرہ ہو گا۔ جیسا کہ اختصاراً "نباتات اور حیوانات کی محبت کا بھی کچھ تذکرہ کیا جائے گا۔ تاکہ موضوع کی تکمیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہو جائے کہ اس محبت میں جمادات تنہا نہیں۔

۱۔ جبل احد کی محبت

یہ تو مسلم ہے کہ انسان کسی حسین منظر کی وجہ سے جماد سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نفس کو راحت، سکون، اطمینان اور حسب موقع انسانی حواس اس سے تاثیر حاصل کرتے ہیں۔

لیکن جماد، انسان سے محبت کرے یہ عجیب بات ہے اور بظاہر معروف بھی نہیں کیونکہ جماد نطق و زباں نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے جمادات میں بھی ادراک پیدا فرما رکھا ہے۔ (جیسا کہ میں نے "الادراک عند الجمادات" میں اسے واضح کیا ہے) اور ادراک کے مظاہر میں سے محبت کرنا، ناراض ہونا، رونا، خوشی و سرور، غضب، طاعت، خشوع، ڈرنا، شوق، یاد اور خشیت وغیرہ ہیں۔ جبل احد کے ادراک کا حصہ یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی محبت رکھ دی ہے۔ جیسا کہ اس کی محبت حضور ﷺ کے قلب انور میں تھی، حضور ﷺ نے اس بات کا اظہار فرمایا اور یہ آپ ﷺ سے تواتر سے منقول ہے۔ (اس کے لئے النظم المتناثر، ۱۲۸ اور الازہار المتناثرہ، ۱۳۶ کا مطالعہ کیا جائے)

ہم یہاں صرف دو احادیث کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما کا بیان ہے میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ خیبر کی طرف سفر کیا۔ جب آپ ﷺ واپس لوٹے اور احد دکھائی دیا تو فرمایا۔

هذا جبل يحبنا ونحبه (البخاری، کتاب الجہاد) یہ پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم میں روایت کے یہ الفاظ بھی ہیں۔

نظر رسول اللہ ﷺ الی احد فقال ان احدا جبل یحبنا و نجبه
 احد پہاڑ ہم سے اور ہم اس سے
 (المسلم - کتاب الحج) محبت کرتے ہیں۔

۲ - حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے ہے، ہم رسول ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کے لئے گئے۔۔۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں تیز چلنا چاہتا ہوں تم میں سے جو چاہتا ہے چلے ورنہ آہستہ رہے۔ ہم جب مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

هذه طابة وهذا احد وهو جبل یحبنا یہ شہر طابہ ہے اور یہ احد پہاڑ ہے
 ونجبه جو ہم سے اور ہم اس سے محبت
 (البخاری، کتاب الزکوٰۃ) کرتے ہیں۔

انسان طبعی طور پر خوبصورت مقامات مثلاً سرسبز پہاڑوں اور پھلوں و پھولوں سے لدے باغات کو پسند کرتا ہے۔ ان میں بیٹھنا اور انہیں بار بار دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ اسے راحت، طمانیت، سکون، آرام اور لذت و خوشی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ انسان ہر خوبصورت شے حتیٰ کہ جماد کو بھی پسند کرتا ہے۔ لیکن کسی سخت پتھر کا انسان سے محبت کرنا نہ عادت ہے اور نہ معمول بلکہ نادر و غیر معروف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مقام پر آپ ﷺ نے پہاڑ کی محبت کا ذکر پہلے اور اپنی محبت کا بعد میں ذکر فرمایا۔ جس نے بھی جبل احد کی زیارت کی ہے۔ وہ جانتا ہے بظاہر اس پہاڑ میں دوسرے پہاڑوں سے کوئی امتیاز نہیں بلکہ کئی دوسروں کے اعتبار سے کم درجہ کا مالک ہے۔ اس پر نہ کوئی درخت ہے نہ چشمہ اور نہ سبزہ۔

جب اللہ سبحانہ نے اس میں حضور ﷺ کی محبت کا پودا لگا دیا تو حضور ﷺ نے بھی اس سے محبت فرمائی۔

اس حدیث میں مقام نبی ﷺ کا بھی بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات میں آپ ﷺ کا شوق و محبت پیدا فرما دیا حالانکہ پہاڑ میں سوائے خشکی، سختی، قوت اور کثافت کے کچھ

نہیں ہوتا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان جمادات مثلاً مذکورہ پہاڑ میں اپنے منتخب اور محبوب نبی ﷺ کی محبت پیدا فرمادی جو بظاہر نہ شعور و عقل رکھتے ہیں اور نہ ادراک، اب اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی محبوبیت اور بلندی شان و مقام پر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

جب جمادات جو بظاہر عدم عقل و ادراک کی وجہ سے مکلف نہیں۔ آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو خود غور کریں اس انسان کو آپ ﷺ سے کس قدر محبت کرنی چاہئے جو عاقل، صاحب ادراک، مکلف اور مامور ہے؟

۲۔ کھجور کا فراق میں رونا

مسجد نبوی میں منبر شریف تیار ہونے سے پہلے آپ ﷺ ایک کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے، جب قیام طویل ہو جاتا یا کچھ تھکاوٹ محسوس فرماتے تو اس تنے پر دست اقدس بھی رکھتے، نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ جمعہ میں دور بیٹھنے والے آپ ﷺ کی زیارت نہ کر پاتے۔ آپ ﷺ کی عمر شریف بھی زیادہ ہو گئی تھی، صحابہ کے لئے آپ ﷺ کا اتنا طویل قیام دشوار گزرنے لگا، انہوں نے منبر تیار کرنے کا سوچا، عرض کرنے پر آپ ﷺ نے بھی اس رائے کو پسند فرمایا۔ لہذا منبر تیار کر لیا گیا، جب منبر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا، آپ ﷺ جمعہ کے خطبہ کے لئے حجرہ انور سے نکل کر منبر کی طرف بڑھے، آپ ﷺ کا گزر جب اس تنے کے پاس سے ہوا، آپ ﷺ وہاں نہ رکے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔

اذا بالجزع یصرخ صراخا شدیداً ویحن
حنیناً مولماً حتی ارتج المسجد و
تساقط البناء و تشقق الجذع ولم یهدأ
تو تنے نے چیخ و پکار شروع کر دی وہ
اس قدر دردناک انداز میں رویا کہ
پوری مسجد آواز سے گونج اٹھی۔
تنا پھٹ گیا۔

اس کا صحابہ پر یہ اثر ہوا

وبكوا بکاء شدیداً لحنین هذا الجزع
کہ انہوں نے بھی اس تنے کے
ساتھ خوب رونا شروع کر دیا۔

یہ بے جان تنا رویا اور چیخا ہاں ہاں

حضور ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے، اس پہ دست اقدس رکھتے ہوئے دلا سے دیا اسے
گلے لگایا یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے بے جان تنے سے گفتگو کی
اور اسے اختیار دیا، چاہے تو تجھے جنتی درخت بنا دیا جائے تیری جڑیں جنت کی نہروں اور
چشموں سے فیض یاب ہوں اور اہل ایمان تیرا پھل کھائیں یا تجھے دنیا کا پھل دار
درخت بنا دیا جائے۔ بایں طور کہ تجھے باغ میں لوٹا دیا جائے تو پھل دے اور مومن تیرا
پھل کھائیں؟ شوق میں رونے والے تنے نے جنتی ہونا پسند کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

افعل ان شاء الله افعل ان شاء الله
اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میں ایسا کرتا

ہوں

اس پر وہ تنا خاموش ہو گیا، اس کے بعد رسول ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لولم التزمہ لبقی یحن
مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی
الی قیام الساعة شوقاً الی رسول اللہ ﷺ
جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

اگر میں اسے گلے نہ لگاتا تو یہ اللہ
کے رسول ﷺ کے شوق میں
قیامت تک روتا رہتا۔

اس بے جان تنے سے چار پانچ ہاتھ رسول اللہ ﷺ دور ہوتے ہیں۔ لیکن وہ یہ دوری
برداشت نہ کر سکا، وہ سسکیاں لے لے کر رونے لگا، آپ ﷺ کے فراق میں نہایت
غمزدہ ہو گیا اور اس وقت تک خاموش نہ ہوا جب تک آپ ﷺ نے وصل کی صورت
میں اسے گلے نہ لگایا اور اختیار عطا نہ فرمایا۔ حالانکہ اس کے پاس عقل کہاں؟ ہم یہ
کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس نے دوبارہ باغ میں پھلدار ہونا قبول اس لئے نہیں کیا
کہ اگر وہ یہ قبول کر لیتا تو سینکڑوں میٹر حضور ﷺ سے دور ہو جاتا جب وہ چند ہاتھ
دوری کو برداشت نہیں کر سکا تو اتنی طویل مسافت کی دوری کیسے برداشت کر سکتا تھا؟ تو

اس نے دوبارہ پھلدار درخت ہونا قبول نہ کیا کیونکہ اگر وہ یہ قبول کر لیتا تو اسے دوبارہ فراق مل جاتا یا تو اس کی اپنی موت کی صورت میں یا اس کائنات سے حضور ﷺ کے وصال کی صورت میں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی موت آپ ﷺ کے وصال سے پہلے ہو جاتی تو وہ آپ ﷺ کے چند میٹر دور ہونے پر رویا اور چلایا

اب تو ہر حال میں دوری تھی، طویل فراق تھا تو جب اس نے چند ہاتھ پر فراق برداشت نہ کیا تو وہ باغ میں درخت بن کر اتنی دوری کیسے برداشت کر سکتا تھا؟ اس لئے اس نے جنتی ہونے کو اختیار کر لیا وہاں موت نہیں بلکہ بقا اور زندگی ہے۔ اگر موت یا دفن کی وجہ سے کچھ جدائی بھی ہوگی تو یہ عارضی و وقتی ہوگی اور پھر وصال دائمی ہوگا۔ کیونکہ جنت دار حیات ہے وہاں موت نہیں۔

اس تنے کے رونے اور شوق سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر حجت قائم فرمادی ہے۔ اگر وہ اس میں کوتاہی اور سستی برتیں۔ کیونکہ مسلمان اس جماد اور بے جان تنے سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ شوق و رونے کے حقدار ہیں۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

یا معشر المسلمین الخشبۃ تعن الی
رسول اللہ ﷺ شوقاً الی لقائه فانتم احق
ان تشتاقوا الیہ ﷺ
اے مسلمانوں! ایک لکڑی اللہ کے
رسول ﷺ کی ملاقات کے شوق
میں روتی ہے تو تم آپ ﷺ کے
(صحیح ابن حبان، ۸ = ۱۵۱) شوق کے زیادہ حقدار ہو۔

حضرت امام شافعی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حضور ﷺ کو عطا فرمایا وہ کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں فرمایا۔ اس پر حضرت عمرو بن سواد نے عرض کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردے زندہ کرنے کی طاقت عطا فرمائی۔ امام شافعی نے فرمایا۔

اعطی محمدا ﷺ حنین الجزع حتی
سمع صوتہ هذا اکبر من ذلک
حضور ﷺ کے لئے تنا رویا اور اس
کی آواز سنی گئی تو یہ اس سے
(آداب الشافعی و مناقبہ، ۸۳) کہیں بلند معجزہ ہے۔

میت کو زندہ کرنا اسے اس کے سابقہ حال کی طرف لوٹانا ہے۔ تنے کا رونا اس سے

نہایت ہی عظیم ہے کیونکہ کھجور کا تنا پودا تھا اگر اصل حالت کی طرف لوٹایا جاتا تو پودا ہی رہتا نہ بولتا نہ کلام کرتا نہ صاحب عقل کی طرح احساس رکھتا۔ لیکن یہاں تو جماد کو ادراک و احساس، محبت اور غم والا بنا دیا گیا۔ جیسا کہ اشرف المخلوق صاحب عقل و ادراک میں ہوتا ہے تو واقعہ ”یہ مردہ کو زندہ کرنے سے عظیم ہے۔ جزع، جماد ہونے کے باوجود، نباتات سے اٹھ کر اشرف المخلوقات میں شامل ہو گیا۔ میت جماد، عاقل، مدبر اور کامل الصفات بن گیا اور قدرت الہیہ کے لئے یہ ہرگز دشوار نہیں، آپ ﷺ کے فراق میں تنے کا رونا تو اتر سے ثابت ہے۔ بخاری و مسلم وغیرہ میں متعدد صحابہ سے یہ مروی ہے۔ کثیر ائمہ نے اسے بیان کیا ہے، جس کا تذکرہ ہم نے اپنی کتاب ”فضائل المدینۃ المنورہ“ اور ”الادراک عند الجمادات“ میں کیا ہے۔

۳۔ پتھر کا سلام عرض کرنا

مظاہر محبت میں سے ایک سلام بھی ہے، انسان اکثر طور پر اسے ہی سلام کہتا ہے جو اسے محبوب ہو اور وہ اسے پہچانتا ہو اگرچہ شریعت نے یہ تلقین کی ہے کہ تم ہر ایک کو سلام کہو خواہ اسے تم جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔

حضرت جابر بن سمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

انی لا عرف حجراً بمکة کان یسلم علی میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے
قبل ان ابعث انی لا عرفه الان اعلان نبوت سے پہلے سلام عرض
(المسلم۔ کتاب الفضائل) کرتا تھا۔ میں اسے اب بھی پہچانتا

ہوں۔

امام احمد، ترمذی اور بیہقی نے یہ الفاظ نقل کے ہیں۔

کان یسلم علی لیالی بعثت اعلان نبوت کی راتوں میں وہ مجھے
(مسند احمد، ۵ = ۱۰۵) سلام عرض کرتا تھا۔

پتھر کا یہ سلام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس مبارک قول کو بھی واضح کر رہا ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ کو سلام عرض کرنے میں پتھر ہی مخصوص نہیں بلکہ اس میں پہاڑ، درخت اور

ریت کے ذرات بھی شامل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم حضور ﷺ کے ساتھ مکہ کے بعض علاقوں سے گزرے۔

فمررنا بین الجبال والشجر فلم نمر
بشجرة ولا جبل الا قال السلام عليك
يا رسول الله
تو جن پہاڑوں اور درختوں کے
پاس سے گزرتے وہ آپ ﷺ کی
خدمت میں عرض کرتے۔ السلام
عليك يا رسول الله ﷺ

یہ الفاظ بھی آتے ہیں۔

فجعل لا يمر على شجر ولا حجر الا
سلم عليه
بیہقی کے الفاظ ہیں۔
ہر درخت اور پتھر آپ ﷺ کی
خدمت میں سلام عرض کرتا۔

فما استقبله شجر و لامدر الا قال له
السلام عليك يا رسول الله
ہر درخت اور سنگریزہ آپ ﷺ کا
استقبال کرتے ہوئے عرض کرتا
السلام عليك يا رسول الله ﷺ

دوسرے مقام پر انہی نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

ولا يمر بحجر ولا شجر الا قال السلام
عليك يا رسول الله وانا اسمعه
آپ ﷺ جس پتھر اور درخت کے
پاس سے گزرتے وہ عرض کرتا
السلام عليك يا رسول الله اور میں
اسے سنتا۔

اسے ترمذی نے حسن، حاکم نے صحیح قرار دیا، ذہبی نے حاکم کے حکم کو ثابت رکھا۔
دارمی، ابو نعیم اور بیہقی نے بھی اسے روایت کیا۔ (المستدرک، ۲، ۶۲۰)
ان تمام روایات میں یہ تصریح ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حجر، شجر، جبل اور
ذرات نے سلام عرض کیا۔

حدیث جابر میں یہ تھا کہ پتھر کا سلام آپ ﷺ نے سنا کیونکہ اس وقت آپ ﷺ تنہا تھے،
حدیث علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ سلام حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر ساتھیوں نے بھی سنا تو یہ

حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں جبال، اشجار اور احجار کا بصورت سلام نطق صریح تھا۔
جیسا کہ اہل سیر نے بیان کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اعلان نبوت فرمانے کا حکم
فرمایا۔

جعل لا یمر فی شعاب مکة و بطون تو آپ ﷺ مکہ کے جس علاقے
اودیتھا فیمر لحجر او شجر الا قال اور وادی سے گزرتے ہر پتھر اور
السلام علیک یا رسول اللہ درخت عرض کرتا السلام علیک یا

(دلائل النبوة للبیہقی، ۲، ۱۴۳) رسول اللہ ﷺ

یہاں یہ بات ذہن نشین کرنے کی ہے کہ الفاظ سلام (السلام علیک یا رسول اللہ)
عہد جاہلیت میں معروف نہ تھے۔ جب انہیں آپ ﷺ کے رسول ہونے کا علم ہوا تو ان
الفاظ سے سلام عرض کیا۔ تو اب فاسق جنات اور انسانوں کا حال کیا ہو گا؟ اس کا فیصلہ
خود کر لیجئے۔

۴۔ درختوں کا سلام

ہم یہاں صرف ایک روایت ذکر کر رہے ہیں۔

حضرت یعلیٰ بن مرثدہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے۔
ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا، حضور ﷺ آرام فرما ہوئے۔
فجاءت شجرة تشق الارض حتی تو ایک درخت نے زمین پھاڑتے
غشیته ثم رجعت الی مکانها ہوئے حاضر ہو کر سایہ کیا پھر اپنی
جگہ کی طرف لوٹ گیا۔

جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو ہم نے عرض کیا تو فرمایا۔

ہی شجرة استأذنت ربها عزوجل فی ان اس درخت نے رب العزت سے
تسلم علی فاذن لها مجھے سلام عرض کرنے کی اجازت
(مسند احمد، ۴ = ۱۷۳) مانگی جو اسے مل گئی۔

اسے امام احمد، طبرانی، ابو نعیم اور بیہقی نے روایت کیا، احمد، ابو نعیم اور بیہقی کے رجال،

صحیح کے ہیں اور حدیث کے دیگر شواہد بھی موجود ہیں۔

۵۔ پتھر اور درخت کا سجدہ

آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پتھر اور درختوں کے سجدہ کے واقعات نہایت کثرت سے موجود ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت ابو طالب، قریش کے شیوخ کے ساتھ شام کی طرف نکلے، حضور ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب راہب کے پاس پہنچے تو راہب ان کو ملنے کے لئے خود آگیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ملنے نہیں آتا تھا بلکہ توجہ ہی نہ دیتا تھا۔ قافلہ میں سے ہر ایک کو دیکھتا ہوا آپ ﷺ کے پاس آگیا آپ ﷺ کا دست مبارک پکڑ کر کہنے لگا۔

ہذا سید العالمین، هذا رسول رب العالمین، هذا یبعثہ اللہ رحمۃ للعالمین
یہ تمام کائنات کے سردار، یہ رب العالمین کے رسول اور انہیں اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

قریشی شیوخ نے کہا تجھے اس کا کیسے علم ہو گیا ہے؟ کہنے لگا۔ میں دیکھ رہا تھا جب تم سامنے کی گھائی چڑھے ہو۔

لم یبق شجر ولا حجر الاخر ساجدا کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جو
ولا یسجد الا لنبی سجدہ نہ کر رہا ہو اور یہ نبی کے لئے ہی سجدہ کرتے ہیں۔

یہ ابن شیبہ کے الفاظ ہیں، ترمذی نے اسے حسن کہا، ابو نعیم اور حاکم نے صحیح کہا تیبی اور بیہقی نے بھی نقل کیا تمام نے قراد (عبدالرحمن بن غزوان الضبی) سے جو ثقہ ہے اور یونس بن ابی اسحاق جو صدوق اور رجال مسلم میں سے ہے۔ ابو بکر بن ابی موسیٰ سے جو ثقہ ہے روایت کیا اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں حدیث سیدہ عائشہ فی بدء الوجی کے تحت کہا۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے جو بات اس سلسلہ میں سنی تھی وہ بحیرا راہب سے ہی تھی اور ترمذی کے نزدیک یہ

روایت حضرت ابو موسیٰ سے سند قوی کے ساتھ ثابت ہے اور الاصابہ میں بحیرا کے حالات میں فرمایا ”یہ واقعہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں، ترمذی وغیرہ نے اسے روایت کیا لیکن راہب کا نام نہ لیا، اس میں ان الفاظ منکرہ کا بھی اضافہ ہے۔

”واتبعہ ابونکر بلالا“ ان کے منکر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکرؓ نہ تھے اور نہ انہوں نے ان دنوں بلالؓ کو خریدا تھا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ کسی اور روایت کا ہو لیکن مذکورہ روایت میں شامل کر دیا گیا ہو۔ الغرض یہ کسی راوی کا وہم ہے۔

ہم کہتے ہیں جو روایت ہم نے ذکر کی ہے وہ ابن ابی شیبہ کی ہے اور اس میں یہ الفاظ نہیں، یہ سنن ترمذی اور بعد کے لوگوں کی روایت میں ہیں، حافظ ابن حجر نے جو کچھ فرمایا یہ حافظ ذہبی کے ”اسے تلخیص المستدرک میں منکر سمجھنے کا جواب بن سکتا ہے۔“

سجود شجر پر ایک اور شاہد

حضرت ابن عباسؓ سے ہے بنو عامر کا ایک آدمی آپ ﷺ کی خدمت میں آیا وہ طبیب تھا۔ کہنے لگا، اے محمد ﷺ آپ عجیب قسم کی باتیں کرتے ہیں کیا میں تمہارا علاج نہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے کوئی نشانی نہ دکھاؤں؟ آپ ﷺ نے سامنے موجود کھجور کے درخت کو بلایا۔

فاقبل الیہ وهو یسجد و یرفع و یسجد وہ اس طرح حاضر ہوا کبھی سجدہ ریز و یرفع رأسہ حتی انتھی الیہ فقام بین ہوتا کبھی سر اٹھاتا حتی کہ آ کر یدیہ آپ ﷺ کی خدمت میں کھڑا ہو گیا۔

پھر آپ ﷺ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ اپنے مقام پر لوٹ گیا، اس پر وہ معالج کہنے لگا۔

والله لا اكدبك شئى تقوله بعدها ابدا
 اللہ کی قسم اس کے بعد آپ ﷺ
 کی کسی بات کو کبھی بھی نہیں
 جھٹلاؤں گا۔

اسے ابو یعلیٰ نے رجال صحیح سے روایت کیا ہے۔ ماسوائے ابراہیم بن حجاج کے اور
 وہ بھی ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے اس کو صحیح کہا ہے، طبرانی نے کبیر میں، ابن سعد، ابو نعیم
 اور بیہقی نے دلائل میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام احمد، ترمذی اور حاکم نے صحیح قرار
 دیا ہے۔ امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی نے کبیر میں اور دارمی و بیہقی نے بھی لفظ سجود
 کے علاوہ یہ روایت ذکر کی ہے۔ (مسند ابو یعلیٰ = ۴ = ۲۳۶)

سجدہ کی اقسام

سجدہ کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ سجدہ عبادت ۲۔ سجدہ تعظیمی
 ۱۔ سجدہ عبادت - یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی جائز ہے کسی اور کے لئے ہرگز
 جائز نہیں نہ ہماری شریعت میں اور نہ سابقہ شریعتوں میں۔
 ۲۔ سجدہ تعظیمی - انسانی تخلیق سے لے کر حضور ﷺ کی تشریف آوری تک
 یہ سجدہ سماوی ادیان میں جائز تھا حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ نے جو سجدہ کیا تھا
 اکثر مفسرین کی رائے کے مطابق وہ سجدہ تعظیمی ہی تھا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
 ۱ - وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
 اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو
 فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ
 حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب
 مِنْ الْكٰفِرِيْنَ
 نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ
 منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو
 (البقرہ - ۳۴)

گیا۔

۲ - حضرت یوسف اور ان کے والدین علیہم السلام کے واقعہ میں ارشاد ہوتا ہے۔
 وَرَفَعَ اَبُوْیْہِ عَلٰی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَہٗ سَجْدًا
 اور اپنے ماں باپ کو تخت پر بٹھایا
 وَقَالَ یٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاوِیْلُ رُّعْیَاۤیِی (یوسف - ۱۰۰) اور سب اس کے لئے سجدے میں

گرے اور یوسف نے کہا اے
میرے باپ یہ میرے پہلے خواب
کی تعبیر ہے۔

یہ بھی سجدہ تعظیمی ہی تھا اور یہ آپ ﷺ کی تشریف آوری تک جائز رہا۔
حضرت عبداللہ بن اونی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ شام سے آئے
تو انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سجدہ کیا آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا؟ عرض کیا یا
رسول اللہ ﷺ میں شام گیا وہاں لوگ اپنے سربراہوں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے چاہا
کیوں نہ آپ ﷺ کو میں سجدہ کروں، فرمایا آئندہ ہرگز ایسا نہ کرو، اگر کسی کے لئے سجدہ
جائز ہوتا تو میں بیوی کو حکم دیتا وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ اسے امام احمد، ابن
ماجہ، ابن حبان نے روایت کیا، اس کے راوی، رجال صحیح ہیں۔ امام ابن ماجہ اور بزار
نے رجال صحیح کے ساتھ روایت کیا، حاکم نے صحیح کہا، ذہبی نے ان کے حکم کو ثابت
رکھا اور اس حدیث کے کثیر شواہد ہیں۔ (مسند احمد، ۴ = ۳۸۱)

یہ سجدہ فقط تعظیمی اور بطور احترام و اکرام تھا نہ کہ سجدہ عبادت۔ لیکن
حضور ﷺ نے اسے بھی حرام فرما دیا اور اعلان فرما دیا کہ یہ کبھی کسی کے لئے جائز
نہیں۔ پتھروں، درختوں اور جانوروں کا یہ سجدہ بطور تعظیم تھا بطور عبادت نہ تھا۔

۶۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری پر تمام شہر مدینہ کا روشن ہو جانا

محبت کے مظاہر میں سے آمد محبوب پر اظہار خوشی و سرور بھی ہے۔ جو محب سے
بصورت نور اور روشنی منعکس ہوتا ہے جیسا کہ مظاہر محبت میں سے یہ بھی ہے کہ فراق
محبوب پر غم اور حزن طاری ہو جاتا ہے۔ شہر مدینہ کا معاملہ بھی اسی طرح ہے ہجرت
کے موقع پر جب آپ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور جب رفیق اعلیٰ کی طرف
آپ ﷺ کا وصال ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جس روز آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف فرما ہوئے تو۔

اضاء من المدینة کل شیء مدینہ کی ہر شے روشن ہو گئی۔

اور جس دن آپ کا وصال ہوا تو

اظلم من المدینة کل شیء مدینہ کی ہر شے تاریک ہو گئی۔

جب ہم تدفین سے فارغ ہوئے تو ہمارے دل نہایت ہی پریشان و مضطرب تھے۔

امام احمد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم تمام نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اسے ابن

ماجہ، دارمی بغوی اور ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ (مسند احمد، ۳ = ۲۲۱)

یعنی جس طرح محب، محبوب کی آمد پر خوش اور فراق پر غمزدہ ہو جاتا ہے۔ شہر مدینہ بھی

آپ ﷺ کی تشریف آوری پر خوش ہو کر روشن ہو گیا اور جب وصال ہوا تو تاریک ہو کر غم کا اظہار کرنے لگا۔

۷۔ زہر آلود گوشت کی گزارش

محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محب ہر اس شے سے ڈرتا ہے جس سے اس کے محبوب کو خطرہ ہو چہ جائیکہ اسے تکلیف پہنچے، اور جب معاملہ محبوب کی ہلاکت تک پہنچ جائے تو محب کے لئے خاموش رہنا ہرگز ممکن نہیں رہتا۔ اس لئے وہ حتی الوسع ہر وہ طریقہ اختیار کرے گا جس کی وجہ سے محبوب ہلاکت سے محفوظ ہو جائے۔

جب غزوہ خیبر اپنے اختتام کو پہنچا تو ایک یہودی عورت نے صحابہ سے پوچھا حضور ﷺ بکری کے گوشت کا کون سا حصہ پسند کرتے ہیں؟ اسے بتا دیا گیا، اس نے بکری ذبح کر کے پکائی اور اس کی دستی کو زہر آلود کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کھانا تناول کرنے کے لئے جلوہ افروز ہوئے، ابھی لقمہ کو اٹھا کر منہ میں رکھا ہی تھا تو۔

اخبرته الزراع بانها مسمومة وان الشاة اس دستی نے اطلاع دی میں بلکہ کلها مسمومة تمام بکری زہر آلود ہے۔

آپ ﷺ نے صحابہ کو کھانے سے منع فرما دیا، آپ ﷺ نے یہود سے پوچھا تو انہوں نے اس بات کا اعتراف کر لیا، یہ واقعہ بخاری و مسلم میں متعدد صحابہ سے مروی ہے جیسا کہ

دیگر اہل مغازی و سیر نے اسے غزوہ خیبر کی تفصیل میں ذکر کیا ہے لیکن ہم ان میں سے بعض کے تذکرہ پر اکتفا کر رہے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے ایک یہودی عورت نے زہر آلود گوشت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تناول فرمایا پھر اس خاتون کو آپ کی خدمت میں لایا گیا تو اس نے اعتراف کرتے ہوئے کہا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا ما كان الله لیسلطک علی ذلک
اللہ تعالیٰ نے تجھے ناکام فرما دیا
(البخاری، کتاب الہبہ) ہے۔

روایت بزار میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے تناول فرمانے کے لئے ہاتھ بڑھایا

ان عضواً من اعضائها یخبرنی انھا
مسمومۃ
تو اس کے حصہ نے مجھے اطلاع دی
کہ گوشت زہر آلود ہے۔

(کشف الاستار، ۳ = ۱۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ جب خیبر فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زہر آلود بکری کا گوشت لایا گیا۔ ابو داؤد اور بیہقی میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے کھانے سے منع فرما دیا کہ

اخبرتنی انھا مسمومۃ
اس دستی نے مجھے زہر آلود ہونے
کی اطلاع دی ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جو یہودی یہاں ہیں ان کو میرے پاس لاؤ جب ان کو اکٹھا کر دیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں تم سچ کہو گے انہوں نے کہا ہاں ضرور فرمایا تمہارا والد کون ہے؟ کہنے لگے فلاں ہے فرمایا تم نے جھوٹ بولا تمہارا والد تو فلاں ہے کہنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ فرمایا ایک اور بات پوچھتا ہوں تم سچ کہو گے؟ کہنے لگے ہاں فرمایا کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟ کہنے لگے ہاں فرمایا کیوں ایسا کیا؟ کہنے لگے۔

اردنا ان کنت کاذبا نستریح منک وان
کنت نبیا لم یضرک (البخاری، کتاب الطب)
ہم نے چاہا تھا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کاذب

ہیں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی
اور اگر آپ ﷺ نبی ہیں تو نقصان
ہی نہ دے گا۔

ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے صحابہ کو کھانے سے منع فرما کر اس
یہودی عورت کو طلب فرمایا اور پوچھا کیا تو نے اس میں زہر ڈالا ہے؟ کہنے لگی آپ ﷺ
کو کس نے بتایا؟ فرمایا۔

اخبرتني هذه في يدي للذراع
مجھے اس دستی نے اطلاع دی ہے۔
(ابوداؤد، کتاب الديات)

مسند بزار میں ثقہ رجال سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا صحابہ رک جاؤ۔

فان عضوا من اعضائها يخبرني انها
مسمومة
اس کے ایک عضو نے مجھے زہر
آلود ہونے کی اطلاع دی ہے۔

(كشف الاستار، ۳ = ۱۴۱)

حافظ ابن حجر رقمطراز ہیں

فی الحدیث اخبارہ عن الغیب و تکلیم
الجماد لہ
اس حدیث سے آپ ﷺ کا غیبی خبر
دینا اور جماد کا آپ ﷺ سے گفتگو

(فتح الباری، ۱۰ = ۲۴۶) کرنا ثابت ہو رہا ہے۔

واقعہ "محبت اپنے محبوب کی اسی طرح حفاظت کرتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کی ہر تکلیف
سے دفاع کرتا ہے۔ کیا عالم ہو گا جب محبوب کو بڑا خطرہ لاحق ہو؟

۸۔ بغیر اجازت ذبح شدہ بکری کی گزارش

محبت جس طرح یہ چاہتا ہے کہ میرا محبوب صاحب تقویٰ، ورع اور زہد رہے اس
طرح وہ یہ بھی چاہتا ہے کہ محبوب کوئی ایسی شے استعمال نہ کرے جس سے اسے
تکلیف ہو وہ یہ ہی نہیں چاہتا کہ اسے تکلیف نہ ہو بلکہ اپنی ذات سے بڑھ کر محبوب کا

خیال رکھتا ہے۔ اس طرح کا معاملہ ایک بکری کا ہے۔ جسے بغیر اجازت مالک کے ذبح کر کے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کی خدمت میں لایا گیا تھا تو اس ذبح شدہ بکری نے آپ ﷺ کو اس پر مطلع کر دیا۔

ایک انصاری صحابی سے مروی ہے۔ ہم ایک جنازہ کے لئے رسول ﷺ کے ساتھ نکلے میں نے دیکھا آپ ﷺ قبر کھودنے والے کو ہدایات دے رہے ہیں۔ اسے پاؤں اور سر کی طرف سے کشادہ کرو جب واپس ہوئے تو ایک خاتون نے کھانے کے لئے عرض کیا آپ ﷺ تشریف لائے پہلے آپ ﷺ نے شروع فرمایا پھر صحابہ نے آپ ﷺ نے منہ میں لقمہ رکھا ہی تھا تو فرمایا۔

اجد لحم شاة اخذت بغیر اذن اهلها
میں نے محسوس کر لیا اس بکری کو
مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا
ہے۔

آپ ﷺ نے خاتون سے پوچھا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے بکری خریدنے کے لئے آدمی بھیجا تھا مگر نہ ملی پھر پڑوسی کی طرف پیغام بھیجا کہ اپنی بکری ہمیں بیچ دو مگر وہ بھی وہاں موجود نہ تھے پھر میں نے اس کی بیوی کو پیغام بھیجا تو اس نے بکری بھیج دی آپ ﷺ نے فرمایا اس کا گوشت قیدیوں کو کھلا دیا جائے۔

اسے امام داؤد، امام احمد، بیہقی اور دار قطنی نے اسناد صحیحہ سے بیان کیا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ ایک خاتون کے ہاں تشریف لے گئے اس نے بکری ذبح کر کے کھانا پیش کیا۔

وكانوا لا يبدؤون حتى يبتدئ النبي ﷺ صحابہ کی عادت تھی آپ ﷺ سے پہلے وہ ابتداء نہ کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے لقمہ لیا مگر تناول نہ فرمایا اور فرمایا

هذه شاة ذبحت بغیر اذن اهلها
اس بکری کو اس کے مالک کی
اجازت کے بغیر ذبح کیا گیا ہے۔

خاتون سے پوچھا تو عرض کرنے لگیں یا نبی اللہ ﷺ ہمارے اور سعد بن معاذ کے خاندان

کے درمیان اس قدر باہمی اعتماد ہے کہ اشیاء کی قیمتیں پوچھے بغیر
 نأخذ منهم وياخذون منا ہم ان کی اور وہ ہماری اشیاء
 استعمال کرتے ہیں۔

اسے امام احمد نے رجال صحیح سے بیان کیا ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور حبیب ﷺ کو مال حرام سے محفوظ رکھا اور اس لقمہ سے
 آگاہ کرایا جسے آپ ﷺ نے منہ میں ڈالا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ پر خصوصی عنایت
 ہے۔

۹۔ کھانے کا تسبیح پڑھنا

محبت کا ایک منظر یہ بھی ہوتا ہے کہ محب، محبوب کے سامنے اظہار سرور کرتا
 ہے۔ یہی وجہ ہے کھانے نے آپ ﷺ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی، اگرچہ یہ
 خلاف عادت ہے مگر ہے محبت کا ہی ایک منظر، یاد رہے جو پہلے ذکر ہوا یا آگے ذکر ہو گا
 یہ تمام کے تمام معاملات خارق عادت ہی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہم آیات کو برکت تصور کرتے تھے اور تم
 انہیں خوف کا ذریعہ سمجھتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے پانی میں
 کمی واقع ہو گئی، فرمایا، بچا ہوا پانی لے آؤ، ہم نے ایک برتن میں تھوڑا سا پانی پیش کیا
 آپ ﷺ نے اس میں اپنی مبارک انگلیاں داخل فرما دیں اور فرمایا۔

حی علی الطهور المبارک والبرکة من مبارک پانی کی طرف آؤ اور برکت
 اللہ کی طرف سے ہے۔

میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے پھوٹ پڑے۔
 لقد کنا نسمع تسبیح الطعام وهو ہم کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی تسبیح
 یوکل سنا کرتے۔

(البخاری، کتاب المناقب)

امام اسماعیلی، ترمذی اور بیہقی کے الفاظ ہیں۔

کنا ناکل مع النبی الطعام ونحن نسمع ہم آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا
تسبیح الطعام کرتے اور کھانے کی تسبیح سنا کرتے
(فتح الباری، ۶ = ۵۹۲) تھے۔

”کنا نسمع“ ہم سنا کرتے تھے“ کے الفاظ بتا رہے ہیں ایسا متعدد مرتبہ ہوا۔
ابن حبان نے سند قوی کے ساتھ انہی سے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

کنا مع رسول اللہ فی سفر فدعا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر
بالتعام وکان الطعام یسبح میں تھے آپ ﷺ نے کھانا طلب
(ابن حبان = ۸ = ۱۳۴) فرمایا تو وہ کھانا تسبیح پڑھ رہا تھا۔

۱۰۔ سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا

حدیث مذکورہ میں طعام کی تسبیح کا ذکر تھا ہم تو آپ ﷺ کے سامنے سنگریزوں کا تسبیح
کرنا بھی پاتے ہیں، انہوں نے صرف آپ ﷺ کے مقدس ہاتھوں میں ہی تسبیح نہیں
پڑھی بلکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں بھی
پڑھی۔ ہاں یہ آپ ﷺ کی عطا سے ہی ہوا، نبی اکرم ﷺ نے ان کو بظاہر تسبیح کا حکم
نہیں دیا لیکن عمل، قول سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا
وفی یدہ حصیات فسبحن فی یدہ آپ ﷺ کے دست اقدس میں
سنگریزے تھے جو تسبیح پڑھ رہے
تھے۔

ان کی تسبیح کو حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے
بھی سنا۔ پھر وہ سنگریزے آپ ﷺ نے یکے بعد دیگرے حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور
حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کو عطا فرمائے وہاں بھی ان کی تسبیح لوگوں نے سنی، اس کے
بعد ہمیں عطا فرمائے مگر کسی کے ہاتھ میں انہوں نے تسبیح نہ پڑھی۔

اسے امام ابو نعیم نے دلائل النبوة میں دو اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ ایک سند کے

تمام راوی ثقہ ہیں۔ محدث بزار نے دو اسناد سے اسے ذکر کیا ان میں سے ایک کے راوی ثقہ ہیں، اسے امام ابن ابی عاصم نے سند جید کے ساتھ نقل کیا، بیہقی اور طبرانی نے اوسط میں ایک اور سند سے ذکر کیا ہے، ہیشمی نے امام بزار کی پہلی سند کے بارے میں فرمایا اس کی سند صحیح ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا، بزار نے اسے دو سندوں سے ذکر کیا ہے ایک کے راوی ثقہ ہیں اور ان میں سے بعض میں ضعف ہے، شیخ تیمی نے اسے دلائل میں مختصر اور طویل طریقہ سے بیان کیا۔ (دلائل النبوة، ۲ = ۵۵۵)

ہم کہتے ہیں ابو نعیم کی پہلی سند اور بزار کی دوسری سند صحت حدیث کے لئے کافی ہیں۔

۱۱۔ لیلۃ الجن میں درخت کا اطلاع دینا

آپ نے پڑھا محب، محبوب کی تکلیف پر پریشان ہوتا ہے، اور اسے یہ خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں محبوب کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ جنات کا جہان انسانوں سے الگ ہے، جنات میں سے کچھ ایک رات درخت کے پیچھے سے حضور ﷺ کا قرآن سن رہے تھے اور یہ طائف کے واقعہ کے بعد کی رات تھی، تو اس درخت نے آپ ﷺ کو ان کی موجودگی کی اطلاع دی۔

حضرت عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں۔ میں نے مسروق سے پوچھا اس رات آپ ﷺ کو کس نے اطلاع دی تھی کہ آپ کا قرآن جنات بھی سن رہے ہیں۔ فرمایا تیرے والد (عبداللہ بن مسعود) نے مجھے بتایا تھا۔

اذنتہ بہم شجرة درخت نے ان کے بارے میں
(البخاری، مناقب الانصار) اطلاع دی تھی۔

۱۲۔ درخت کا آپ ﷺ کی نبوت پر گواہی دینا

محب اپنے محبوب کی بہتری ہی چاہتا ہے۔ اس لئے اس کے خیر میں تعاون و مدد کرنا اپنا فریضہ تصور کرتا ہے اور اپنے محبوب کے بارے میں اپنی معلومات دوسروں کو فراہم کرتا رہتا ہے۔ جماد اور درخت چونکہ آپ ﷺ کی رسالت سے آگاہ تھے۔ جب بھی رسالت پر گواہی کی ضرورت پیش آتی تو اس کا اعلان کرتے ہوئے کلام کرتے تاکہ

امانت کا ابلاغ، رسالت کی تصدیق اور شہادت کی ادائیگی ہو جائے، ایسا ہی واقعہ ایک ببول کے درخت کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے ایک بدو سامنے آیا آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ کہنے لگا گھر جا رہا ہوں، فرمایا کیا تیرے پاس خیر ہے؟ پوچھنے لگا اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اس بات کی گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا ذات و صفات میں کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں، کہنے لگا اس پر کوئی دلیل ہے؟ فرمایا یہ ببول کا درخت، پھر آپ ﷺ نے اس درخت کو بلایا اور وہ وادی کے کنارے پر تھا۔

فاقبلت تخد الارض خدًا حتی کانت
ببین یدیه
تو وہ زمین پھاڑتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گیا

آپ ﷺ نے تین دفعہ گواہی دینے کا فرمایا تو حسب حکم گواہی دی پھر اپنی جگہ لوٹ گیا، وہ بدو اپنے دیہات کی طرف یہ کہتے ہوئے لوٹا، اگر میری قوم نے میری بات مان لی تو میں انہیں لے کر آؤں گا۔ اور اگر وہ نہ مانے تو میں آپ ﷺ کی غلامی میں آ جاؤں گا۔

اسے ابن حبان، دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی نے کبیر میں، بزار، بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے طریق حاکم سے نقل کر کے کہا یہ سند جید ہے لیکن انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی اور نہ اسے امام احمد نے روایت کیا، بیہقی کہتے ہیں اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس کے رجال، صحیح کے رجال ہیں، اسے ابویعلیٰ اور بزار نے روایت کیا۔ بو صیری نے کہا شیخ حبیب الرحمن نے حاشیہ مطالب میں لکھا اسے ابویعلیٰ نے سند صحیح اور بزار، طبرانی اور ابن حبان نے صحیح میں ذکر کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں، اس حدیث کے شواہد ہیں مسلم میں حضرت جابر سے ہے، حضرت انس، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت یعلیٰ اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہم سے بھی ہے۔ ہم نے ان کی تمام اسناد اور روایات ”شوق الجمادات“ میں ذکر کیں ہیں۔

اس روایت میں دو اہم امور کی نشاندہی ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کے بلانے پر درخت کا آنا اور واپسی کے حکم پر لوٹ جانا آپ ﷺ کی طاعت ہے اور یہ خارق عادت ہے۔

۲۔ درخت نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے نبی کی نبوت و رسالت پر بول کر گواہی دی یہاں تک کہ اعرابی نے کانوں سے سنا اور یہ بھی خلاف عادت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پاک جس نے اپنے رسول اللہ ﷺ کی مدد و تائید اس سے بڑے دلائل سے فرمائی ہے وہ اس پر بھی قادر ہے۔

۱۳۔ حیوانات کا ادب و احترام

محب، محبوب کا احترام چاہتا ہے اور ایسا عمل کرتا ہے۔ جس سے اس کا محبوب خوش ہو۔ جب انسان عاقل اور مکلف ہو کر اپنے محبوب سے ایسا کرتا ہے تو حیوانات سے بھی اس کا صدور ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جمادات، حیوانات اور نباتات کو آپ ﷺ کے بارے میں آگاہ فرما رکھا ہے اور وہ آپ ﷺ کے مقام سے آگاہ ہیں، آپ ﷺ کا احترام و وقار اور آپ ﷺ کی خوشی اور آرام کا خیال کرنا انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ اس عمل میں حیوانات انسان کے ساتھ شریک ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے صحابہ اور ان کے متبعین کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت، اطاعت، اعزاز، احترام اور آپ ﷺ کی راحت کا خیال رکھنا جما دیا ہے جس کے مظاہر سے محبت کی تاریخ رقم ہے۔ تو اسی کا مظاہرہ حیوانات سے بھی ان کے حسب حال وقوع پذیر ہوا۔

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے گھر ایک وحشی حمار تھا۔

اذا خرج رسول الله لعب و اشتد و اقبل
وادبر فاذا احس برسول الله قد دخل
ربض فلم يترمرم مادام رسول الله في
البيت كراهية ان يؤذيه

جب آپ ﷺ باہر تشریف لے
جاتے تو وہ کھیلتا کودتا آگے پیچھے
ہوتا جب وہ محسوس کرتا آپ ﷺ
تشریف لے آئے ہیں تو وہ بے

حرکت ہو جاتا۔ جب تک تشریف
فرما رہتے وہ بدکتا تک نہ تھا تاکہ
کہیں آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔

اسے امام احمد نے دو طریق سے روایت کیا۔ ابو یعلیٰ، بزار، طبرانی نے اوسط میں
ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں اور دار قطنی نے رجال صحیح سے نقل کیا ہے۔ حافظ ابن
کثیر سند امام احمد کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یہ سند صحیح کی شرائط پر ہے مگر انہوں نے
اس کی تخریج نہیں کی اور یہ حدیث مشہور ہے۔ (شمائل الرسول لابن کثیر، ۲۸۳)
دیکھئے حیوان حضور ﷺ کی کس قدر عزت، احترام اور تعظیم بجالا رہا ہے۔ حرکت اور
بدکنے کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو تکلیف نہیں دیتا جب آپ ﷺ کی تشریف آوری جان
لیتا تو حرکت تک نہ کرتا حالانکہ حیوان ہے۔

کیا کہا جائے ان مسلمانوں کے بارے میں جن سے حجرہ شریف کے پاس اور سحری کے
وقت حرم نبوی کھلنے کے وقت، ریاض الجنۃ اور تقریبات و محافل میں آوازیں، دوڑنا،
شور اور کوتاہیاں سرزد ہوتی ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں اپنا اور اپنے نبی ﷺ کا
ادب و احترام عطا فرمائے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔

۲۔ اب ہم ایک نہایت ہی پر لطف واقعہ کا تذکرہ کرنا چاہ رہے ہیں جو آپ ﷺ کے
وصال کے بعد کا ہے۔ مگر اس میں حیوان کا ادب و احترام نبوی اپنے کمال پر ہے۔

خادم رسول حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے، میں سمندری سفر میں تھا کشتی ٹوٹ گئی
میں اس کے ایک تختے پر تھا اس نے مجھے شیروں کے جنگل میں جا پھینکا ایک شیر میری
طرف حملہ کے لئے بڑھا تو میں نے کہا اے ابو الحارث

انا مولیٰ رسول اللہ (النساء - ۶۳) میں رسول اللہ ﷺ کا خادم و غلام

ہوں

اور اس طرح یہاں پہنچا ہوں۔

فطاً طاً رأسہ و اقبل الی فدفعنی بمنکبہ
حتی اخرجنی من الاجمہ و وقفنی علی
اس نے سر جھکا دیا اور میرے پاس
آ کر مجھے سوار کر لیا اور جنگل سے

الطریق ثم هجهم فظننت انه یودعنی
نکل کر راستہ پر لے آیا یوں
آہستہ آہستہ بولنے لگا کہ مجھے
الوداع کہہ رہا ہے۔

اسے حاکم نے شرط مسلم پر صحیح قرار دیا، ذہبی نے اس حکم کو ثابت رکھا، طبرانی نے
کبیر میں، بزار، عبدالرزاق نے مصنف میں، ابو نعیم نے حلیہ اور دلائل میں، بیہقی اور
تیمی نے دلائل میں، ابو یعلیٰ نے، سیوطی نے اس کی نسبت خصائص میں ابن سعد
اور ابن مندہ کی طرف کی ہے۔

ہم کہتے ہیں اس کے رجال ثقہ ہیں، اکثر نے اسے محمد بن منکدر سے نقل کیا ہے۔ لیکن
ان سے ابوریحانہ کے طریق پر بھی مروی ہے۔ ابن سید الناس کہتے ہیں۔

واللیث اذوی فی سفینۃ مفردا بالروم فی فیفاء قفر بلقع
مازال یکلوه الی ان دلہ عندالامان علی سواء المشرع
یہ شیر ہے شیر، اور حملہ آور ہونا واضح کر رہا ہے۔ کہ وہ بھوکا تھا۔ لیکن جب اس نے
سنا کہ میں خادم رسول اللہ ﷺ ہوں تو اب اس نے سر جھکا دیا، ادب کرنے لگا پھر اسی پر
اکتفا نہ کیا بلکہ انہیں اٹھا کر لے چلا اور اس لشکر تک پہنچایا جو کافی دور جا چکا تھا۔ یہ
اس حیوان کا فعل ہے جو وحشی اور پھاڑنے والا ہے۔ کوتاہی برتنے والے مسلمانو سوچو تو
سی، تمہارا کیا حال ہے؟

شیر کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اس نے اس کے دل میں ادب و احترام نبوی
ودیعت کیا تھا۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ
اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر
اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس
کی اطاعت کی جائے۔

۱۴۔ اونٹ کا سجدہ

حضور ﷺ کی خدمت میں اونٹ کا جھکنا، مطیع ہونا اور آپ ﷺ کے حکم کو بجا لانا

تواتر سے ثابت ہے بہت سے صحابہ سے مروی ہے۔ ان میں حضرت انس بن مالک، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ، حضرت یعلیٰ بن مرہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن جعفر، حضرت عبد اللہ بن ابی اونی اور حضرت غیلان بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں۔ لیکن ہم بعض پر اکتفا کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے، انصار کے پاس اونٹ تھا جو سرکش ہو گیا اپنے اوپر کسی کو سواری نہ کرنے دیتا، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا وہاں چلو، جب وہاں پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قد صار مثل الكلب الكلب نخاف
علیک صولتہ
یہ ہلکائے کتے کی طرح حملہ آور
ہوتا ہے۔ ہمیں خوف ہے کہیں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ نہ کر دے۔

فرمایا فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا۔

فلما نظر الجمل الی رسول اللہ اقبل
نحوہ حتی خر ساجدا بین یدیه
جب اونٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سجدہ ریزی کی
حالت میں آ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیشانی سے پکڑ لیا اس کے بعد اس میں کبھی سرکشی نہ آئی۔ صحابہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چوپایہ ہے عقلمند نہیں یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتا ہے۔
ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لک
ہم صاحب عقل ہونے کی وجہ سے
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کے زیادہ
حقدار ہیں

فرمایا کسی بشر کے لئے جائز نہیں وہ کسی بشر کو سجدہ کرے اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو میں
خاوند کے حق کی وجہ سے بیوی کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔ اسے امام احمد اور بزار
نے رجال صحیح سے روایت کیا ہے۔ ماسوائے حفص بن اخی انس کے وہ ثقہ ہیں۔ بزار

نے اس طرح روایت کیا۔ نسائی نے دوسرے طریق سے، حافظ منذری کہتے ہیں اس کی سند جید ہے۔ اور اس کے راوی ثقہ اور مشہور ہیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں سند جید ہے، سیوطی نے تخریح حدیث شفا میں اس کو صحیح کہا ہے۔ (مسند احمد، ۳ = ۱۵۸)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی حویلی میں داخل ہوئے وہاں دو اونٹ آپس میں لڑ رہے تھے۔

فاقترب رسول اللہ منہما فوضعا
جرانہما علی الارض
تو دونوں نے اپنے چہرے زمین پر
رکھ دیئے۔

صحابہ نے عرض کیا، ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کسی انسان کا دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز نہیں، اگر جائز ہوتا تو میں خاوند کے عظیم حق کی بنا پر بیوی کو سجدہ کا حکم دیتا، اسے ابن حبان نے روایت کیا۔ اسی کی مثل بزار نے اور ترمذی نے آخری کو نقل کیا اور حسن کہا، ان تمام کی سند حسن ہے۔ (صحیح ابن حبان، ۳ = ۱۵۸)

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں سفر میں تھا اچانک بلبلاتا ہوا اونٹ آگیا۔

فلما کان بین السما طین خر ساجدا
جب وہ سامنے راستہ کے درمیان
پہنچا تو سجدہ ریز ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ انصاری لوگوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ اونٹ ہمارا ہے۔ فرمایا کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا یہ بیس سال سے ہمارے پاس ہے اب اس کی عمر زیادہ ہو گئی ہے ہم اسے ذبح کر کے تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ فرمایا کیا مجھے بیچتے ہو؟ عرض کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کا ہی ہے۔

یا رسول اللہ ہولک

فرمایا

موت تک اس سے حسن سلوک
کرو۔

فاحسنوا الیہ حتی یأتیہ اجلہ

صحابہ نے عرض کیا۔

نحن احق ان نسجد لک من البھائم
چوپائے سجدہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم
آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کا زیادہ
حق رکھتے ہیں۔

فرمایا کسی انسان کا کسی انسان کو سجدہ جائز نہیں۔ اگر جائز ہوتا تو خواتین، خاوندوں کو
سجدہ کرتیں۔ اسے ابن ابی شیبہ، بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل میں اور دارمی نے روایت
کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اس کی سند جید اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(الدارمی - ۱ = ۱۸)

جیسا کہ پیچھے گزرا یہاں سجود سے مراد سجدہ تعظیمی ہے نہ کہ سجدہ عبادت، کیونکہ
سجدہ عبادت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے جائز نہیں، جب صحابہ نے بطور
تعظیم و توقیر اجازت سجدہ چاہی تو منع فرماتے ہوئے واضح کر دیا کہ اب کسی انسان کو سجدہ
تعظیمی بھی جائز نہیں۔ الغرض آپ ﷺ نے انسانوں کے لئے سجدہ کا دروازہ ہی بند
فرما دیا۔

یہ آپ ﷺ کے ساتھ جمادات کی محبت کے چند مظاہر تھے۔ ان میں سے بعض
نباتات اور حیوانات کی محبت کا تذکرہ بھی تھا لیکن تمام غیر عاقل اور غیر مکلف ہیں۔
باوجود اس کے ان سے اپنے محبوب مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ شوق، محبت، رقت، تعظیم،
توقیر، اظہار فرحت و سرور بلکہ سجود کا اظہار ہوا، جب یہ جماد غیر عاقل کا حال ہے تو
سوچئے انسان عاقل، مدرک، مکلف اور مامور کا کیا حال ہونا چاہئے؟ کیا اسے جمادات،
نباتات اور حیوانات سے آگے بڑھ کر محبوب کی معیت اور حلاوت ایمان کو حاصل کر لینا
چاہئے یا ان سے پیچھے رہ جانا چاہئے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمیں اپنی محبت، اپنے نبی ﷺ کی محبت اور ایسے صالح
بندوں کی محبت اپنے پسندیدہ طریقہ کے مطابق عطا فرمائے، وہی جواد کریم بہتر مولیٰ اور
بہتر مددگار ہے۔

فصل دوئم

جمادات اور اطاعت نبوی

بسم الله الرحمن الرحيم
 الحمد لله رب العالمين
 والصلاة والسلام على
 سيدنا محمد وآله الطيبين
 الطاهرين
 بعد ذلك فقد أتانا
 من بعض المشايخ
 الذين هم على ما
 كان عليه من قبل
 من أن الصلاة
 في البيت
 إذا كان
 في البيت
 من غير
 أن يكون
 في البيت
 من غير
 أن يكون

فصل اول میں جمادات کی محبت کا تذکرہ اختصار کے ساتھ کیا۔ اب اسی طریقہ پر اللہ کی توفیق سے جمادات کی طاعت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ یہاں بھی جمادات کے ساتھ کچھ نباتات کی طاعت بھی بیان کی جائے گی تاکہ موضوع مکمل ہو جائے۔

۱۔ جبل احد کی طاعت

محبت سے اگر محبوب کی ملاقات ہو جائے تو وہ خوشی سے پھولا نہیں سماتا، وہ خوب فرحت و سرور کا اظہار کرتا ہے۔ لیکن اس میں یہ خیال رکھتا ہے کہیں اس کے محبوب کو ایذا نہ ہو، کچھ اسی طرح کا معاملہ جبل احد، جبل حرا اور جبل ثبیر سے وقوع پذیر ہوا، جب آپ ﷺ اپنے بعض کبار صحابہ کے ساتھ ان پر جلوہ افروز ہوئے تو یہ جھوم اٹھے جو خوشی و سرور کا اظہار تھا، آپ ﷺ نے انہیں ساکن ہو جانے کا حکم دیا تو یہ فی الفور بے حرکت ہو گئے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم احد پر چڑھے وہ کانپ اٹھا آپ ﷺ نے ایڑی ماری اور فرمایا۔

اثبت احد فما علیک الانبی او صدیق او احد ٹھہر جا تجھ پر نبی، صدیق اور شہیدان دو شہید ہیں۔

(البخاری، کتاب فضائل الصحابہ)

بخاری کے دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان بلا شبہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم احد پر تشریف فرما ہوئے تو احد نے حرکت کی آپ ﷺ نے

فرمایا۔

اثبت احد فما عليك الانبي و صديق و احد ساكن هو جاتجھ پر نبی، صديق
شہيدان اور دو شہيد ہیں۔
اسے امام احمد، ابو يعلى، ابن حبان نے رجال صحیح سے روایت کیا ہے۔

(مسند احمد، ۵/۳۱۰۵)

۲۔ جبل حرا کی طاعت

طاعت جبل حرا کے بارے میں متعدد روایات ہیں، بعض یہ ہیں

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت
عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم حرا پر تھے، پتھر نے
حرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اھلًا فما عليك الانبي او صديق او ٹھہر جاتجھ پر نبی، صديق اور شہيد
شہيد ہیں۔

(المسلم، فضائل الصحابہ)

اس کی دوسری روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاص کا ذکر بھی ہے۔

۲۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ہیں نو افراد کے جنتی ہونے کی گواہی دیتا
ہوں اور دسویں کی دوں تو گنہ گار نہیں۔ پوچھا گیا یہ کیسے؟ فرمایا ہم حرا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ تھے (تو حرا نے حرکت کی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اثبت حراء فانه ليس عليك الانبي او حرا ٹھہر جاتجھ پر نبی، صديق اور
صديق او شہيد شہيد ہیں۔

عرض کیا گیا وہ کون لوگ تھے؟ فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ،
حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ پوچھا گیا دسویں
کون؟ فرمایا، بندہ

اسے امام احمد، ابن ابی شیبہ، طیالسی، ابو داؤد، ترمذی، حاکم اور ابن حبان نے صحیح قرار دیا، ابن ماجہ اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا (مسند احمد، ۱۸۸=۱) حدیث عثمان، حدیث عبداللہ بن سعد بن ابی جرح، حدیث بریدہ، حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہم میں بھی جبل حرا کی حرکت کا تذکرہ ہے اور یہ تمام روایات ہم نے "فضائل المدینہ" میں ذکر کی ہیں۔

۳۔ جبل ثبیر کی طاعت

مکہ میں جبل ثبیر کا واقعہ بھی اس طرح ہے۔ جب آپ ﷺ کے وہاں مبارک قدم لگے تو اس نے حرکت کی آپ ﷺ نے ٹھہر جانے کا حکم دیا تو وہ ٹھہر گیا۔ حضرت ثمامہ بن حزن القشیری کہتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو میں وہیں تھا، آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نہیں جانتے رسول اللہ ﷺ ثبیر پر تھے، ان کے ساتھ ابو بکر، عمر اور میں تھا، پہاڑ نے حرکت کی۔

فرگت رسول اللہ ﷺ برجلہ وقال اسکن آپ ﷺ نے پاؤں سے ٹھوکر لگائی ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان اور فرمایا۔ رک جا تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

کہنے لگے ہاں ہم جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم تم میری شہادت کے گواہ ہو۔ اسے ترمذی نے روایت کر کے حسن کہا۔ نسائی اور دارقطنی نے بھی اسے روایت کیا۔

(ترمذی - کتاب المناقب)

مذکورہ احادیث اور اہم امور

۱۔ حضور ﷺ اور صحابہ کبار کی جلوہ افروزی کی بنا پر گونگے، بہرے اور سخت پہاڑوں کا حرکت کرنا خوشی اور ان کے قرب کی بنا پر تھا، یہ حرکت بطور زلزلہ نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے حکم پر انہوں نے سکون اختیار کر لیا، حجاز میں یہ پہاڑ سب

سے بڑے ہیں، احد، مدینہ میں اور حرا، تبیر مکہ میں باوجود اس کے وہ جھوم اٹھے۔
قاضی ابوبکر بن العربی لکھتے ہیں۔

انما اضطربت الصخرة ورجف الجبل پتھر اور پہاڑوں نے بطور فخر وجد کیا
استعظا بما كان عليه من الشرف کہ اسے شرف ملا اور اتنی عظیم
ويمن كان عليه من الاشراف ہستیاں تشریف فرما ہوئیں۔

(عارضۃ الاحوذی، ۱۳ = ۱۵۱)

- ۲ - یہ فائدہ عظیم بھی حاصل ہوا کہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر تمام شہدا ہیں۔ حضرت ابوبکر، صدیق اور محمد رسول اللہ ﷺ، عظیم نبی ہیں، بجز اللہ ان سبھی کو شہادت نصیب ہوئی اگرچہ اسباب مختلف تھے۔
- ۳ - حضور ﷺ کا انہیں ساکن رہنے کا حکم دینا، ان پر تشریف فرما ہونے والوں کے شرف کی وجہ سے تھا۔

۴ - یہ پہاڑوں کی حرکت مکہ میں بھی ہوئی اور مدینہ میں بھی گویا اللہ تعالیٰ ان اشخاص کے فضل و شرف کو بار بار واضح فرمانا چاہتا تھا۔

۵ - یہ حرکت کسی زلزلہ یا غضب کی وجہ سے نہ تھی العیاذ باللہ، یہ تو ان اشرف کی خوشی میں تھی جن کے سربراہ رسول اللہ ﷺ تھے۔

امام قسطلانی نے ابن منیر سے نقل کیا کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ جب پہاڑ نے حرکت کی تو آپ ﷺ نے یہ واضح کرنے کا ارادہ فرمایا کہ یہ حرکت اس طرح کی نہیں جو قوم موسیٰ علیہ السلام پر پہاڑ نے اس وقت کی تھی جب انہوں نے کلام الہی میں تحریف سے کام لیا۔

فتلك رجفة الغضب وهذه هزة الطرب وہ غضب کی کڑک تھی اور یہ
وهذا نص على مقام النبوة والصدقية خوشی کا وجد تھا یہی وجہ ہے کہ
والشهادة التي توجب سرور ما اتصلت یہاں مقام نبوت و صدیقیت اور
به فاقر الجبل بذلك فاستقر شہادت کا ذکر ہوا جس کی وجہ سے
(ارشاد الساری، ۶ = ۹۷) سرور میں اضافہ ہوا، اسے ٹھنڈک

ملی اور وہ سکون پا گیا۔

یسی وجہ ہے ان کے ساتھ آپ ﷺ نے معاملہ بھی عاقل والا فرمایا قول کے ساتھ آپ ﷺ نے مخاطب ہو کر فرمایا اثبت احد، اسکن ثبیر، اثبت حرا، اس طرح فعل کے ساتھ بھی کہ ان پر پاؤں سے ٹھوکر لگائی تو وہ ساکن ہو گئے۔

سوال و جواب

جب ان اشراف و ابرار کی مذکورہ صفات ان کے خوشی کے ساتھ جھومنے کا سبب تھیں تو پھر انہیں سکون کا حکم کیوں دیا گیا؟

جواب یہ ہے کہ واقعہ "خوشی کا ہی سبب تھا اور انہوں نے اس کا اظہار کیا اب ان کے لئے بہتر یہ تھا کہ جب ان پر یہ مبارک ہستیاں جلوہ افروز ہو چکیں تو ساکن ہو جاتے۔ تاکہ کہیں محبوب کو تکلیف نہ ہو اور انہیں علم ہو ان کا مقام کیا ہے؟ اسی طرح آپ ﷺ نے انہیں اس پر تنبیہ فرمائی کہ خوشی کا اظہار ضرور کرو مگر محب کی طرح ادب بجالاؤ لہذا پہاڑ اسی وقت ساکن ہو گئے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۱۱ = ۳۷۲)

آپ ﷺ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے پہاڑ کا حرکت کرنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں خبر دی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اسرائیلی سرداروں کے ساتھ پہاڑ پر چڑھے تو وہ لرز اٹھا، کیا اس پہاڑ کی حرکت اور جبل احد، شیر اور حرا کی حضور ﷺ کے مبارک قدموں کے نیچے ایک جیسی تھی؟

جواب :- ہرگز ایک جیسی نہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ جبل احد، حرا اور ثبیر کی حرکت تو اس خوشی و فرحت میں تھی کہ ہم پر اللہ کے حبیب ﷺ اور ان کے برگزیدہ صحابہ کرام (صدیق و شہید) تشریف فرما ہوئے ہیں، جب حضور ﷺ نے ان کے ان اوصاف سے آگاہ فرمایا تو وہ فی الفور ساکن ہو گئے تاکہ کہیں انہیں گزند نہ پہنچ جائے یہی وجہ ہے انہیں ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف بھی نہ ہوئی۔ الحمد للہ تعالیٰ

رہا معاملہ قوم موسیٰ علیہ السلام کا تو وہ اس کے بالکل برعکس ہے، انہوں نے تو

پھڑے کو معبود بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے ناراض ہوئے توبہ کا مطالبہ کیا تو وہ تیار ہو گئے۔ ان کی شریعت میں توبہ بصورت قتل تھی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان میں سے ستر افراد ساتھ لئے تاکہ اللہ تعالیٰ سے قوم کے بارے میں معافی مانگیں اور وہ اپنے نبی کے مقام سے بھی آگاہ ہو جائیں۔ لیکن جب مقام مقررہ پر پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کیا تو یہ معافی کے بجائے بگڑ کر کہنے لگے ہمیں بھی باری تعالیٰ کا دیدار کرواؤ، یہ ظلم اور سرکشی میں جب آگے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر پہاڑ کو حکم دیا۔ اس پر زلزلہ طاری ہو گیا، کڑک نے انہیں پکڑ لیا اور تمام کے تمام وہیں ڈھیر ہو گئے حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہتے ہوئے زندہ کرنے کی درخواست کی کہ میں بنی اسرائیل کو ان کے سرداروں کے بارے میں کیا جواب دوں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ فرمایا دیا، جب ان کے کبار کا یہ حال ہے تو نیچے والوں کا کیا ہو گا؟

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِخْتَارَ مُوسَىٰ قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا
لِّمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذتُّمُ الرِّجْفَةَ قَالَ رَبِّ
لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلِ وَآيَاتِي أَتُهْلِكُنَا
بِمَا فَعَلْنَا السُّفْهَاءَ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ
تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَاءُ وَتَهْدِي مَنْ تَشَاءُ
أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ
الْغَافِرِينَ

(الاعراف - ۱۵۵)

اور موسیٰ نے اپنی قوم سے سترہ
مرد ہمارے وعدے کے لئے چنے
پھر جب انہیں زلزلہ نے لیا موسیٰ
نے عرض کی اے رب میرے تو
چاہتا تو پہلے ہی انہیں اور مجھے
ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں اس کام پر
ہلاک فرمائے گا۔ جو ہمارے بے
عقلوں نے کیا وہ نہیں مگر تیرا
آزمانا تو اس سے بہکائے جسے چاہے
اور راہ دکھائے جسے چاہے تو ہمارا
مولیٰ ہے تو ہمیں بخش دے اور ہم
پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے

والا ہے۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی۔ بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔ اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر موت پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔

۲ - وَادُّ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَادِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا اِلَىٰ. بَارِئِكُمْ فَاَقْتُلُوا اَنْفُسَكُمْ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ وَاذْقَلْتُمْ يَمْوَسَىٰ لَنْ تُوْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللّٰهُ جَهْرَةً ۙ فَاخَذْنَاكُمْ الصُّعِقَةَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (البقرہ ۵۳ - ۵۶)

لہذا ان دونوں احوال کے درمیان نمایاں اور واضح فرق ہے، پہلی حالت میں حرکت، خوشی، سرور اور محبت کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کبار و اخیار میں سے کسی کو ادنیٰ سے ادنیٰ اذیت بھی نہ ہوئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ تو بہتر سے بہتر تھے۔ جبکہ دوسری حرکت غضب اور انتقام کی تھی یہی وجہ ہے کہ وہ تمام مر گئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر ان کو زندہ فرما دیا۔ یاد رہے ان دونوں جماعتوں کے ساتھ اولوالعزم نبی اور رسول تھے۔ بنی اسرائیل کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مسلمانوں کے ساتھ اللہ کے حبیب اور صفی سیدنا رسول اللہ ﷺ، لیکن دونوں رسولان کرام میں فرق

معروف ہے۔ رہا دونوں جماعتوں میں فرق وہ بہت ہی زیادہ ہے۔ جو مصطفیٰ مختار ﷺ کے ساتھ تھے وہ صدیق اور شہداء تھے جو انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے زیادہ بلند درجات پر فائز ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلَادِكَ رَفِيقًا
انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک
لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(النساء - ۶۹)

یہ فرمانبردار، تابع، محسن، صالح اور اللہ و رسول کے حقوق ادا کرنے والے تھے، یہ طاعت حکم کی بجا آوری، تصدیق و یقین کے آخری درجہ پر فائز تھے، حضور ﷺ نے انہی کے بارے میں فرمایا۔ انہوں نے نہ تجاوز کیا، نہ آگے بڑھے اور نہ ناجائز کا مطالبہ کیا۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے انہیں ان کی زندگی میں جنت کی بشارت عطا فرمادی، وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تا قیامت انسانوں پر انبیاء کے بعد فضیلت رکھنے والے ہیں۔ تو کیوں نہ پہاڑ ایسی ہستیوں کی تشریف آوری پہ خوشی سے جھومیں، کیوں نہ ایسی سعادت مندی پر فخر کریں۔

لیکن جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ان کا حال یہ نہ تھا، وہ موسیٰ علیہ السلام کے قریب نہ تھے۔ ان کا ان سے کوئی تھوڑا سا تعلق بھی نہ تھا۔ کیونکہ انہوں نے پچھڑے کو معبود بنا لیا تھا اور جب ان کو جہاد کا کہا تو کہنے لگے۔

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا
قَاعِدُونَ
تو آپ جائیے اور آپ کا رب تم
دونوں لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

(المائدہ - ۲۴)

جب ناراض ہوتے تو ندامت کا اظہار کرنے لگے اور رب کے حضور معافی طلب کرنے کے لئے کہا وہ سراسر بے ادب اور عدم تصدیق و یقین کا شکار تھے، جب معافی کے لئے حاضر ہوئے تو دیدار کا مطالبہ کر دیا تو وہ بغاوت و سرکشی اور اپنے نبی کی عدم تصدیق میں بہت آگے جا چکے تھے۔ اس وجہ سے وہ اللہ کے عذاب کے مستحق بن گئے۔ پہاڑ پر

زلزلہ طاری ہو گیا، کڑک نے پکڑ لیا اور تمام مارے گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی عزت اور تکریم کی وجہ سے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا تاکہ ان پر اتمام حجت اور ان کو انکار و تکذیب کا سبب نہ بنائیں۔ تو جیسا دو قوموں اور جماعتوں میں فرق تھا اسی طرح کی دونوں حالتوں میں بھی فرق ہے۔ جب وہ اپنے اوپر مبارک ہستیوں کی وجہ سے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے جھومے تو آپ ﷺ نے ٹھہرنے کا حکم دیا تو وہ فی الفور خاموش اور پر سکون ہو گئے۔

۴۔ بادل کا منتشر ہونا

آپ نے پڑھا احد، حرا اور تبیر کو آپ ﷺ نے قول اور فعل (پاؤں کی ٹھوکر) کے ذریعے حکم دیا تھا، اشارہ بھی حکم پر دال ہوتا ہے اور مامور سے طاعت مطلوب ہوتی ہے خواہ کسی لفظ کے ذریعے حکم ہو یا اشارہ کے ذریعے، مدینہ طیبہ میں آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے بادل کو منتشر ہونے کا حکم دیا تو وہ حکم بجالاتے ہوئے فی الفور منتشر ہو گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں قحط پڑ گیا، جمعہ کے دن آپ ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

هلک المال و جاع العیال فادع اللہ مالنا
ان یسقینا
مال ہلاک ہو گیا، لوگ بھوکے مر گئے اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے بارش کی دعا فرمائیے۔

رسول اللہ ﷺ نے مبارک ہاتھ دعا کے لئے اٹھا دیئے حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہ تھا۔

فثار سحاب امثال الجبال ثم لم یزل عن
منبره حتی رأیت المطر یتحد در علی
لحیته
تو پہاڑوں کی طرح بادل آ گئے اور برسے۔ ابھی آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے۔ میں

نے دیکھا آپ ﷺ کی مقدس
داڑھی تر ہو گئی۔

پھر بارش جاری رہی حتیٰ کہ دوسرا جمعہ آ گیا پھر وہی اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔
تهدم البناء و غرق المال فادع الله لنا
مکانات تباہ ہو گئے، اموال ڈوب
گئے، ہمارے لئے دعا فرمائیے

آپ ﷺ نے مبارک ہاتھ اٹھا دیئے اور دعا کی۔

اللهم حوالينا ولا علينا
اے ہمارے اللہ ارد گرد بارش ہو
مگر ہم سے اٹھالے۔

آپ ﷺ کے ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی کہ آسمان صاف ہو گیا اور مدینہ دائرہ کی طرح
صاف ہو گیا۔ اور وادی قناہ (نالہ) ایک مہینہ تک بہتا رہا، جو شخص بھی کسی علاقہ سے
آتا وہ بارش کی اطلاع دیتا۔ (ابن خزی، کتاب الاستسقاء)

اس واقعہ پر مختلف طریق سے متعدد روایات ہیں، روایت مسلم میں یہ اضافہ ہے۔
فرايت اسحاب يتمزق كانه الملاء حين
تطوى حيث شبه تقطع الغيم و طيه
على بعضه بالملحفه التي تلتف بها
المرأة اذا كانت منشورة ثم تطوى
میں نے بادلوں کو اس طرح پھٹتے
ہوئے دیکھا گویا بھری ہوئی فضا
لیٹ دی گئی ہو اور بادل آپس میں
اس طرح ایک دوسرے کے اوپر
ہو گئے جیسے کوئی خاتون پھیلی ہوئی
روئی کو دھاگے کی صورت میں جمع
کر دے۔ (اسلم، کتاب استسقاء)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

وفيه علم من اعلام النبوة في اجابة الله
تعالى دعا نبيه عليه واله الصلاة والسلام
اس حدیث میں شان نبوت کا بیان
ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی

عقبہ اومعہ ابتداء فی الاستسقاء وانتہاء
فی الاستصحاء و امتثال السحاب امرہ
بمجرد الاشارة
دعا قبول فرمائی پہلے نزول بارش میں
اور پھر بارش ختم فرمانے میں اور
اس میں محض آپ ﷺ کے اشارہ
سے بادلوں کا حکم بجالانا بھی ہے۔
(فتح الباری، ۲ = ۵.۷)

حدیث کے یہ الفاظ ”فما جعل یشیر بیدہ الی ناحیة من السماء الا تفرجت“
اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ کے اشارہ پر بادل متفرق ہو گئے۔ بلکہ مسلم کے الفاظ
میں بادل پھٹ گئے اور وہ ایک دوسرے میں گھستے ہوئے مدینہ سے چلے گئے۔ اہل مدینہ
پر دائرہ کی طرح ہو گئے، سورج نکل آیا اور لوگ دھوپ میں چلنے پھرنے لگے حالانکہ
مدینہ طیبہ کے اردگرد پہاڑوں، نالوں، وادیوں اور کھیتوں پر بارش ہوتی رہی۔ جب بادل
حکم مان رہے ہیں، بادل اشارہ سے پھٹ رہے ہیں تو سوچئے عاقل مکلف انسان کو اس
کی فرمانبرداری کس درجہ کرنی چاہئے۔ جسے اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟

۵۔ چاند کا پھٹ جانا

جب ضدی کفار نے مطالبہ کیا اگر تم چاند کے دو ٹکڑے کر دو تو ہم ایمان لے
آئیں گے۔ آپ ﷺ نے یہ بھی کر دکھایا اس پر بھی کہنے لگے اس نے ہم پر جادو کر دیا
ہے، مسافروں سے پوچھتے تو وہ کہتے ہم نے چاند دو ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ حتیٰ کہ اس
وقت موجود صحابہ نے اس کا مشاہدہ کیا اور اس پر گواہی دی، چاند کا دو ٹکڑے ہونا
احادیث متواتر سے ثابت ہے۔ (نظم المتناثر، ۱۳۵)

قرآن کریم میں بھی اس پر نص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَاَنْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ يَرَوْا آيَةً
يَعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ وَكَذَّبُوا
وَاتَّبَعُوا اَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ امْرٍ مُّسْتَقِرٌّ وَلَقَدْ
جَاءَهُمْ مِنَ الْاَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُرْدٌ جَرُّ حِكْمَةٍ
پس آئی قیامت اور شق ہو گیا
چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشان تو
منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو
ہے چلا آتا اور انہوں نے جھٹلایا

بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّزُورُ (القمر - ۱-۵)

اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے
اور ہر کام قرار پا چکا ہے اور بیشک
ان کے پاس وہ خبریں آئیں جن
میں کافی روک تھی انتہا کو پہنچی
ہوئی حکمت پھر کیا کام دیں ڈر
سنانے والے۔

ہم تمام روایات کا تذکرہ کرنے کی طاقت تو نہیں رکھتے صرف ایک کا تذکرہ اور بعض کی
طرف اشارہ بھی کریں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اہل مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چاند دو ٹکڑے کرنے کا
مطالبہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر کے دکھا دیا۔ (البخاری، کتاب المناقب)
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ۔
بخاری کی روایت میں دو دفعہ ہے۔ اشہدوا، اشہدوا مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے اس طرح الفاظ منقول ہیں، مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ میں
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اے اللہ تو بھی گواہ ہو جا

اللہم اشہد

جب ہم اللہ کے اس ارشاد مبارک کو پڑھتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُعْطَاكَ بِإِذْنِ اللَّهِ
اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر
اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس
(سورۃ النساء - ۶۴)

کی اطاعت کی جائے۔

تو ہم جمادات، نباتات اور حیوانات کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کا راز پا لیتے ہیں کہ یہ فقط
حکم خداوندی سے ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اذن دینے والا اور وہی حکم دینے والا ہے۔

بعض روایات میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند شق فرما کر انہیں دکھا دیا اور اپنے رب کو
اس پر گواہ بناتے ہوئے کہا اے اللہ آپ بھی اس پر گواہ ہیں، حاضر صحابہ کو گواہ بنایا
لیکن مشرکین، اسلام نہ لائے بلکہ ان کی سرکشی میں اضافہ ہو گیا اور انہوں نے کہا ہماری

طرح اس نے چاند پر بھی جادو کر دیا ہے حتیٰ کہ مسافروں سے پوچھتے تو وہ انہیں شق ہونے کا بتاتے، انشقاق کے وقت چاند آسمان سے زائل ہو گیا تھا۔ بلکہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے ایک حرا کی ایک طرف دوسرا دوسری طرف اور پہاڑ درمیان میں آ گیا اور رہے دونوں ٹکڑے آسمان پر، مطالبہ کرنے والے اہل مکہ نے یہ عجیب منظر آنکھوں سے دیکھا۔

بعض اہل قصہ نے جو کہا چاند آپ ﷺ کے گریبان سے داخل ہو کر آستین سے نکلا یا ہر ٹکڑا آپ ﷺ کی آستین میں آ گیا اس کی کوئی اصلی بنیاد نہیں۔

۶۔ منبر شریف کا جھوم اٹھنا

ہم نے اپنی کتاب ”الادراک عند الجمادات“ میں وہاں جن آیات قرآنی اور احادیث کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے منبر شریف کا جھوم اٹھنا بھی ہے۔ جب اس پر آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی آیت تلاوت کی اور بار بار خالق جبار اور متکبر کی عظمت کا تذکرہ کیا۔

حضرت عبید اللہ بن مقسم سے ہے میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا رسول اللہ ﷺ کے خطبہ کے بارے میں ارشاد فرمائیے تو انہوں نے فرمایا۔

آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں آسمان و زمین ہے اور فرما رہا ہے میں اللہ ہوں وہ قبضہ کھولتا اور بند فرماتا ہے میں مالک ہوں۔

حتى نظرت الى المنبر يتحرك من
اسفل شئ منه حتى انى لاقول اساقط
هو برسول الله
میں نے منبر کو دیکھا وہ اس طرح
حرکت میں تھا کہ مجھے خطرہ محسوس
ہوا کہیں رسول اللہ ﷺ گر نہ
جائیں۔ (المسلم، کتاب صفة المنافقين)

احمد اور ابن حبان وغیرہ نے انہی سے یوں روایت کیا ہے۔ آپ ﷺ نے منبر پر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا
اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی

قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ
بِيمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ
جیسا کہ اس کا حق تھا اور وہ
قیامت کے دن سب زمینوں کو
سمیٹ دے گا اور اس کی قدرت
(الزمر - ۶۷)

سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں
گے اور ان کے شرک سے پاک
اور برتر ہے۔

پھر کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں 'میں جبار ہوں' میں متکبر ہوں' میں مالک ہوں' میں بلند ہوں
اور اس نے اپنی ذات اقدس کی بزرگی بیان کی ہے۔ آپ ﷺ نے ان کلمات کو بار بار
دہرایا۔

حتى رجف بها المنبر حتى ظننا انه
حتى که منبر کانپ اٹھا ہمیں یہ گمان
سیخر بہ
ہونے لگا کہیں آپ ﷺ گر نہ
(مسند احمد، ۲ = ۷۲) جائیں۔

مشرکین نے آپ ﷺ کو عبادت اصنام کی دعوت دی تھی تو آپ ﷺ نے اس آیت کے
ذریعہ ان کا حال واضح کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کرتے اور بار بار اس جملہ کو
دہرایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت بیان کی ہے۔ اس سے ایک ہیبت کا سماں
طاری ہو گیا۔ جس سے چہروں پر خشوع کے آثار ظاہر ہوئے، کیسے نہ ہوں، یہ تو ایک
حقیقت ہے جس کا وقوع روز قیامت ہو گا، تمام زمین اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہو گی،
آسمانوں کو اپنے دست اقدس سے لپیٹ دے گا۔ اور منبر زمین کا ایک جز ہے۔ اس وجہ
سے اس پہ خشیت اور ہیبت طاری ہو گئی، اس پر شدید اضطراب اور خوف و نزع کا حال
طاری ہو گیا۔ حتی کہ صحابہ کو اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی
تکلیف عارض نہ ہو جائے۔

باقی آیت میں قیامت کا ذکر اس لئے ہے کہ اس دن تمام دعوے ختم ہو جائیں گے۔
اس لئے حدیث میں ہے میں مالک ہوں، کہاں ہیں جابر، کہاں ہیں متکبر، کوئی جواب نہیں

دے گا اور نہ کوئی بول سکے گا، اس کی نظیر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

يَوْمَ هُمْ بَرْزُورُنْ لَا يَخْفَىٰ عَلَيَّ اللَّهُ مِنْهُمْ
شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
جس دن وہ بالکل ظاہر ہو جائیں گے اللہ پر ان کا حال چھپا نہ ہو گا
(المومن - ۱۶) آج کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ

سب پر غالب کی۔

جب حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور تکرار فرمایا تو منبر سن کر جھوم اٹھا اور اس پر خوف و خشیت کی کیفیت طاری ہو گئی، جب آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ بھی خاموش و ساکن ہو گیا تو آپ ﷺ کی قرأت ہی تھی جس پر منبر جھوم اٹھا اگر کوئی دوسرا قرأت کرتا تو ایسا نہ ہوتا، جب آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی تو وہ بھی ساکن اور خاموش ہو گیا۔

۷۔ آپ ﷺ کے اشارہ سے بتوں کا گرنا

فتح مکہ کے وقت جب حضور ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے آپ ﷺ نے ہاتھ میں قوس لے کر ہر ایک کی طرف اشارہ کیا اور ساتھ آیات کی تلاوت فرمائی تو تمام بت اوندھے منہ جھک کر گر پڑے حالانکہ شیطان ان کو نیچے سے رصاص کے ساتھ سنبھال رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے فتح مکہ کے وقت رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔

فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بَعْدَ فَيُيَدُّ وَيَقُولُ وَقَالَ
جاء الحق لگائی اور پڑھا قل جاء الحق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے پاس تشریف لائے استلام فرمایا پھر بیت اللہ کا طواف کیا۔

فَاتَىٰ عَلَيَّ صَنَمَ إِلَىٰ جَنْبِ الْبَيْتِ كَانُوا
يَعْبُدُونَهُ قَالَ وَفِي يَدِ رَسُولِ ﷺ قَوْسٌ وَهُوَ
پھر اس کے پاس تشریف لائے جن کی کفار پوجا کرتے تھے، آپ ﷺ

اخذ بسية القوس فما اتى على الصنم جعل بطنه فى عينه ويقول وقل جاء الحق وزهق الباطل

كمان مارتے ہوئے پڑھا۔ قل جاء

(المسلم، کتاب الجهاد) الحق و زهق الباطل

رہا بتوں کا آپ ﷺ کے اشارہ سے گرنا تو اس پہ یہ روایات شاہد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ تشریف لائے تو کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے جن کے قدم ابلیس نے رصاص سے مضبوط باندھ رکھے تھے۔

فجاء ومعه قضيبه فجعل يهوى به الى كل صنم منها فيخر لوجهه و يقول جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا حتى مربه عليها كلها

آپ ﷺ تشریف لائے ہاتھ میں چھڑی تھی آپ ﷺ نے ہر بت پر ماری تو وہ منہ کے بل گر پڑا اور ساتھ آپ ﷺ اس آیت کریمہ کی تلاوت فرما رہے تھے جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حتیٰ کہ تمام بت گر پڑے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں، تمیمی نے دلائل میں، بزار اور بیہقی نے دلائل میں رجال ثقہ سے روایت کیا اور فاکھی نے بھی اسے نقل کیا۔ (المجم لکبیر، ۱۰ = ۳۳۹)

فلم يبق وثن استقبله الا سقط على قفاه مع انها كانت ثابتة بالارض

جس بت کے سامنے سے آپ ﷺ کا گزر ہوتا وہ پشت کے بل گر پڑتا حالانکہ وہ زمین میں گھڑے ہوئے تھے۔

اسے فاکھی، طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ذکر کیا، ابن حبان نے اسے صحیح کہا، بیہقی نے بھی دلائل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی مثل نقل کیا لیکن اس کی سند میں ضعف ہے لیکن سابقہ روایت اس کی موید ہے۔ (دلائل النبوة للبیہقی، ۵ - ۷۲)

۸۔ یوم بدر و حنین میں سنگریزے پھینکنا

ان دونوں غزوات میں قابل توجہ بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے مٹی یا سنگریزے کی مٹھی بھر کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو ان میں سے ہر ایک کی آنکھوں اور منہ میں داخل ہو گئی اور سب بھاگ گئے۔

بدر کے دن مشرکین کی فوج، مسلمانوں سے تعداد اور اسلحہ کے اعتبار سے تین گنا تھی، یوم حنین کو میدان ان کے پاس تھا، مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے اور صرف رسول اللہ ﷺ اور قلیل تعداد میں مجاہدین رہ گئے تھے، آپ ﷺ دشمنوں کی طرف بڑھے اور مٹھ بھر کر مٹی ان کی طرف پھینکی جس سے وہ بھاگ نکلے، آپ ﷺ نے کس قدر مٹی پھینکی تھی؟ صرف مٹھی بھر، لیکن جب معاملہ کی حقیقت ہم دیکھتے ہیں تو وہ بہت ہی خوب ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتَ
إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ
(سورۃ الانفال، ۱۷) تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی
بلکہ اللہ نے پھینکی

جب اس حقیقت سے آگاہ ہو گے تو اب ہر قسم کا تعجب اور حیرت ختم ہو جاتی ہے۔
ہم کچھ روایات کا تذکرہ بھی کئے دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے ہے، ہم غزوہ حنین میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک تھے، میں گھاٹی پر چڑھا، تو وہاں ایک دشمن سے ٹکر ہو گئی، میں نے اسے تیر مارا جو غائب ہو گیا معلوم نہیں کیا بنا؟ میں نے قوم کو دیکھا تو وہ دوسری گھاٹی پر تھی ان کی اور صحابہ کی ٹڈ بھیل ہو گئی، صحابہ میرے سمیت پیچھے ہٹے، اس وقت مجھ پر دو چادریں تھیں ایک تہ بند اور دوسری اوپر اوڑھی ہوئی تھی، تہ بند نیچے گر رہا تھا، میں بھاگتے ہوئے رسول ﷺ کے پاس سے گزرا تو آپ ﷺ شہداء سواری پر تھے، فرمایا ابن اکوع دشمن کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہے، جب کفار نے آپ ﷺ کو گھیر لیا تو آپ ﷺ

سواری سے نیچے تشریف لائے

تم قبض قبضة من تراب الارض ثم
استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه
فما خلق الله منهم انسانا الا ملأ عينيه
ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فزههم
الله عز وجل

مٹھی میں مٹی لی اور کفار کی طرف
پھینکتے ہوئے شاہت الوجوه فرمایا تو
ان میں سے ہر انسان کی آنکھیں
اس مٹی سے بھر گئیں اور وہ لوگ
بھاگ اٹھے اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست

دیدی۔

پھر ان کے غنائم مجاہدین میں تقسیم فرمائے (المسلم - کتاب الجہاد)

”مررت علی رسول اللہ فزعا“ میں حضرت ابن اکوع کا حال بیان ہوا ہے۔ جیسے کہ
حدیث کے سابقہ الفاظ بھی اس پر دلیل ہیں، آپ ﷺ نے بھی اسی کو واضح فرمایا یہ
نہیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی بھاگ نکلے ہوں کیونکہ اس پر اجماع ہے کہ آپ ﷺ کی یہ
خصوصیت ہے کہ آپ ﷺ سے ایسا ممکن نہیں۔

۲۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں غزوہ حنین میں آپ ﷺ کے
ساتھ تھا، میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ تھے ہم
جدانہ ہوتے تھے، آپ ﷺ اس سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ الجزائی نے بطور
ہدیہ پیش کی تھی، جب جنگ شروع ہوئی تو مسلمان کچھ پیچھے ہٹے لیکن رسول اللہ ﷺ
نے سواری کو کفار کی طرف حملہ آور ہونے کی لئے ایڑی لگائی، میں نے لگام پکڑی ہوئی
تھی اور اسے تیز رفتاری سے روک رہا تھا۔ ابوسفیان نے سواری کی رکاب پکڑی ہوئی
تھی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا عباس اصحاب سمرہ کو آواز دو (ان کی آواز خوب بلند تھی)
جب میں نے بلند آواز سے پکارا تو میرا حال یہ تھا۔

فوالله اكان عطفهم حين سمعوا صوتي
عطفة البقر على اولادها

اللہ کی قسم میں ان پر ترس کھا رہا
تھا۔ انہوں نے میری آواز کو یوں
محسوس کیا جیسے گائے کی اپنے بچوں
کے لئے ہوتی ہے۔

آگے سے آوازیں یا لبیک یا لبیک (ہم حاضر ہیں) آخر حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے کچھ سنگریزے لئے اور دشمن کی طرف پھینکے اور فرمایا۔

انہز مواورب محمد
اے دشمنو تمہیں شکست ہوگی رب
محمد ﷺ کی قسم

میں نے دیکھا جنگ تو جاری تھی لیکن خدا کی قسم
فما هو الا ان رما ہم بحصیاتہ فمازلت
اری حدہم کلیلا وامرہم مدبرا
سنگریزے پھینکنے کی دیر تھی میں نے
دیکھا ان پر رات کی طرح تاریکی
(المسلم - کتاب الجہاد) چھا گئی اور وہ بھاگ نکلے۔

یہ واقعہ جن صحابہ سے مروی ہے ان میں حضرت ابو عبدالرحمن القمری ہیں جن سے امام
احمد، داری، طیالسی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، بیہقی نے نقل کیا ہے۔ ان میں
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان سے امام احمد اور حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔
باقی بدر میں ایسا ہی ہوا اس بارے میں بھی متعدد روایات ہیں جیسا کہ حضرت ابن
عباس، حضرت حکیم بن حزام اور نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہم سے ہے۔

ائمہ اہل مغازی مثلاً امام زہری، محمد بن یحییٰ بن حبان، عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ
بن ابی بکر وغیرہ نے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مٹھ مٹی کفار کی طرف پھینکی اور
فرمایا ان کے چہرے بھر جائیں۔

فما من المشرکین احد الا اصاب
عینیہ و منخریہ و فیہ تراب من تلک
القبضة فولوا مدبرین
اس مٹھ مٹی سے ہر مشرک کا منہ،
ناک اور آنکھیں بھر گئیں اور پشت
دے کر بھاگ اٹھے۔

(دلائل النبوة - ۳ - ۷۸)

گویا آپ ﷺ کی پھینکی ہوئی مٹی کا ایک ذرہ، کثیر مٹی کی صورت اختیار کر گیا اور ہر کافر
کی آنکھیں، ناک اور منہ اس سے بھر گیا۔

۹ - مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے

اس موضوع سے مناسب آپ ﷺ کی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشموں کا جاری

ہونا بھی ہے، تھوڑا سا پانی آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا جاتا آپ ﷺ اس میں دست اقدس رکھ دیتے، اس کی برکت سے پانی اتنا بڑھ جاتا کہ کثیر لوگ اسے استعمال کرتے، واقعات تو بہت ہیں مگر ہم چار کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ مقام زورا پر تھے (یہ جگہ مدینہ کے بازار میں ہے اور وہاں اب مسجد ہے) آپ ﷺ نے ایک پیالہ منگوا یا جس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اس میں دست اقدس رکھا۔

فجعل الماء ينبع من بين اصابعه فتوضأُ
جميع اصحابه
آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان
سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے اور
تمام صحابہ نے وضو کیا۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا اس وقت صحابہ کی تعداد کیا تھی؟ فرمایا
كانوا زهاء الثلاثمائة
اس وقت تین سو صحابہ تھے۔

(المسلم، کتاب الفضائل)

اس روایت کی متعدد اسناد ہیں اور مختلف الفاظ سے مروی ہے۔

۲۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حدیبیہ کے ان صحابہ کو سخت پیاس لگی آپ ﷺ کے پاس کٹورا تھا جس سے آپ ﷺ وضو فرماتے۔ لوگ اس کی طرف متوجہ ہونے لگے فرمایا تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا پیاس لگی ہے پانی نہیں اس لئے اس کی طرف رجوع کیا ہے آپ ﷺ نے دست مبارک کٹورا میں رکھ دیا۔

فجعل الماء يثور بين اصابعه كما مثال
العيون فشربنا وتوضأنا
آپ ﷺ کی مقدس انگلیوں کے
درمیان سے چشموں کی طرح پانی
پھوٹنے لگا، ہم نے اس سے پیا بھی
اور وضو بھی کیا۔

کسی نے پوچھا اس وقت صحابہ کی تعداد کیا تھی؟ فرمایا اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔

لو كنا مائة الف لكفانا
اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو پھر بھی

(البخاری، کتاب المناقب) کافی ہو جاتا۔

۳ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم آیات الہیہ کو برکت تصور کرتے تم ان سے ڈرتے ہو، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے پانی میں کمی آجاتی آپ ﷺ فرماتے پانی تلاش کرو صحابہ تھوڑا سا پانی لے آتے آپ ﷺ دست مبارک اس میں رکھتے اور فرماتے۔

حی علی الطہور المبارک والبرکۃ من مبارک پانی کی طرف آؤ، برکت اللہ فلقد رأیت الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے ہے۔ میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ (البخاری - کتاب المناقب)

حضرت جابر سے مروی طویل حدیث میں ہے۔ ہم ایک غزوہ میں تھے آپ ﷺ نے فرمایا جابر وضو کے لئے آواز لگاؤ میں نے اونچی اونچی کہا وضو، وضو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پانی کا قطرہ تک نہیں ہے، ایک انصاری صحابی حضور ﷺ کے لئے مشکیزہ میں ٹھنڈا پانی رکھا کرتے تھے فرمایا فلاں انصاری کے مشکیزہ میں پانی دیکھو میں نے مشکیزہ جا کر دیکھا تو وہاں صرف اس کے منہ پر چند قطرے پانی تھا عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں اسے کسی خشک برتن میں ڈالتا ہوں تو پانی کے قطرے جذب ہو جائیں گے۔ فرمایا جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ، میں لایا آپ ﷺ نے اسے ہاتھ میں پکڑا کچھ پڑھا جو مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ پھر اس پر ہاتھ پھیرا۔ مجھے عطا فرمایا اور فرمایا ٹب لے آؤ، ٹب لا کر آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیا گیا، مشکیزہ کی طرح ہی اس میں بھی کیا۔ اپنا دست مبارک پھیلا کر اس کے اندر رکھ دیا اور مجھے فرمایا بسم اللہ پڑھ کر اس پانی کو میرے ہاتھ پر ڈالو میں نے حکم کے مطابق کیا۔

فرأیت الماء یفور من بین اصابع رسول اللہ ﷺ ثم فارت الجفنة ودارت حتی امتلأت میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ پڑا ٹب نے جوش مارا اور پانی سے بھر گیا۔

فرمایا جابر اعلان کر دو جسے بھی پانی کی ضرورت ہے وہ حاصل کر لے، تمام لوگوں نے اپنی

اپنی حاجت اور ضرورت کے مطابق پانی حاصل کر لیا حتیٰ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب ہر ایک کی ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

فرفع رسول اللہ ﷺ يده من الجفنة وهي
ملائی (المسلم کتاب الزہد) وہ ابھی بھرا ہوا تھا۔

آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے چشموں کے حباری ہونے کے بارے میں تواتر معنوی ہے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں اس واقعہ کو کثیر ثقہ راویوں نے جم غفیر اور متصل سند سے روایت کیا ہے اور یہ واقعہ متعدد مقامات پر پیش آیا، کبھی مجالس میں کبھی غزوات میں کبھی شہر مدینہ کے اندر اور کبھی باہر اور کسی نے بھی اس کے راویوں پر انکار نہیں کیا لہذا یہ واقعہ آپ ﷺ کے قطعی معجزات میں سے ہے۔ امام قرطبی رقم طراز ہیں۔ آپ ﷺ کی مقدس انگلیوں سے چشموں کا جاری ہونا متعدد بار متعدد مقامات پر ظہور پذیر ہوا۔

وودرت من طرق كثيرة يفيد مجموعها
العلم اقطعى المستفاد من المتواتر
المعنوى
یہ واقعہ اتنے کثیر طرق سے مروی ہے جن کا مجموعہ اس علم قطعی کا فائدہ دیتا ہے۔ جو تواتر معنوی سے حاصل ہوتا ہے۔

آگے کہتے ہیں ایسے معجزہ کا ظہور ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی سے نہیں ہوا، صرف آپ ﷺ کی ہڈی، پٹھے، گوشت اور خون سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

(فتح الباری - ۶ = ۵۸۵)

چشموں کی کیفیت میں اقوال

۱۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی جاری ہوا اور یہ پتھر سے چشمہ جاری ہونے سے کہیں بڑھ کر معجزہ ہے۔ اس کی تائید حضرت جابر کے یہ الفاظ بھی کرتے ہیں۔

فرأيت الماء ينبع من بين اصابعه
میں نے دیکھا آپ ﷺ کی مقدس

انگلیوں کے درمیان سے پانی پھوٹ
پڑا۔

امام مزنی کہتے ہیں حضور ﷺ کی مقدس انگلیوں سے چشموں کا جاری ہونا پتھر سے جاری ہونے والے چشمے سے کہیں بڑھ کر معجزہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عصا سے ضرب لگائی تو پانی جاری ہو گیا کیونکہ پتھروں سے پانی کا جاری ہونا معروف ہے لیکن گوشت اور خون سے پانی کا جاری ہونا معروف نہیں۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں حدیث ابن عباس تو اس معاملہ کو خوب واضح کر دیتی ہے۔ کیونکہ اس میں یہ ہے کہ صحابہ مشکیزہ لے آئے، آپ ﷺ نے اس پر ہاتھ رکھا پھر انگلیاں الگ الگ کیں تو آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی پھوٹ پڑا۔

ہم کہتے ہیں اگر اس روایت کے وہ الفاظ سامنے رہیں جنہیں امام احمد اور بیہقی نے نقل کیا تو بات اور کھل جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں تھوڑا سا پانی لایا گیا۔

فجعل رسول اللہ ﷺ علی فم الاناء وفتح
اصابعه قال فانفجرت من بین اصابعه
عیون
کشادہ فرمائیں تو ان کے درمیان
سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔

۲۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے پانی میں ہی کثرت پیدا فرما دی ہو اور آپ ﷺ کی انگلیوں سے نہیں بلکہ ان کے درمیان سے پھوٹ رہا ہو، اگر یوں بھی ہو تو پھر بھی یہ عظیم اور اعلیٰ معجزہ ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں پہلی صورت میں معجزہ نہایت ہی بلیغ ہے اور احادیث سے اس کی تردید نہیں ہوتی لہذا پہلا قول ہی بہتر ہے۔ (فتح الباری، ۶ = ۵۸۵)

ہم کہتے ہیں پہلا قول نہایت ہی واضح ہے رہا دوسرا قول تو خواہ موجود پانی کے اجزاء کو اللہ تعالیٰ نے بڑھا دیا ہو یا اور پانی کا اضافہ کر دیا ہو دونوں اعجاز کی صورت ہیں حضور ﷺ نے تھوڑا سا پانی لے کر امت پر رحمت و شفقت فرمائی کہیں یہ گماں پیدا نہ ہو جائے آپ ﷺ خدا ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کے لئے عدم سے موجود فرمانا بھی ہرگز دشوار نہ

تھا۔

۱۰۔ پانی کا بڑھ جانا

اس طرح متعدد جگہ پر پانی کا بڑھ جانا بھی آپ ﷺ کی شان اقدس کا اظہار ہے، کسی جگہ آپ ﷺ نے وضو کا پانی کنویں میں ڈالا، کسی جگہ ہاتھ رکھ دیئے، کسی جگہ کلی کا پانی ڈالا، کسی کنویں میں کلی فرمائی، کسی جگہ مشکیزہ کو مبارک ہاتھوں سے پکڑا، کسی جگہ کنویں میں کنکریاں ڈالنے کے لئے رکھوائیں، بعض اوقات یہ واقعات سفر میں پیش آئے اور بعض اوقات گھر میں، کچھ کا تذکرہ آپ بھی ملاحظہ کریں۔

۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہم حدیبیہ کے دن چودہ صد تھے۔ وہاں کنواں تھا جس سے ہم نے پانی استعمال کیا اب اس میں قطرہ پانی نہ رہا۔ آپ ﷺ کنویں کے کنارے پر تشریف فرما ہوئے

فدعا بماء فمضمض و مج فی البئر
فمکثنا غیر بعید ثم استقینا حتی
روینا
آپ ﷺ نے پانی منگوا کر منہ میں
رکھا اور پھر کنویں میں کلی فرمائی
تھوڑی دیر کے بعد ہم نے خوب

(البخاری، کتاب المناقب) سیراب ہو کر پانی پیا۔

۲۔ اور انہی سے مروی ہے، ہم آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، ہم ایک جگہ ٹھہرے یہاں پانی بہت کم تھا، ہم میں سے چھ (چھٹا میں تھا) آدمی پانی پینے کے لئے گئے میرے برتن میں اتنا پانی بھی نہ آیا کہ حلق تر ہو جائے۔ میں ڈول اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔

فغمس یدہ فیہا فقال ماشاء اللہ ان یقول
آپ ﷺ نے اس میں دست
مبارک داخل فرما دیا اور اللہ تعالیٰ
کی مشیت کے مطابق کچھ پڑھا۔

پھر آپ ﷺ نے ڈول میں لوٹا دیا۔

لقد رأیت احدنا اخرج بثوب خشية
میں نے دیکھا ہم میں سے ہر کوئی

الْغُرُقَ تَمَّ سَاحَتَ نَهْرًا

خطرہ غرق کے پیش نظر کپڑے
سنبھالنے لگا اور پانی نہر کی صورت
اختیار کر گیا۔

اسے امام احمد نے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے، حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ واقعہ یوم
حدیبیہ کے علاوہ کا ہے۔ (مسند احمد، ۴ = ۲۹۷)

۳۔ مسلم میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل پانی کے کنارے پر تشریف
فرما ہوئے دعا فرمائی اور

بصق فیہا فجاشت فسقینا واستقینا

اس میں لعاب دہن ڈالا جس کی
برکت سے وہ اہل پڑھا ہم خوب
سیراب ہوئے اور دوسروں کو بھی
سیراب کیا۔

۴۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے غزوہ تبوک کے حوالے سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ہمیں فرمایا۔ ان شاء اللہ کل تم تبوک کے چشمے پر پہنچو گے۔ اس وقت دن روشن ہو
چکا ہو گا۔ تم میں سے جو کوئی بھی پہلے پہنچ جائے۔ میرے آنے تک اسے ہاتھ نہ لگائے
ہم نے چلو کے ذریعے وہاں سے پانی جمع کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں اپنے
مبارک ہاتھ اور چہرہ اقدس دھو کر
پانی ڈالا جس کی برکت سے پانی
بصورت نہر جاری ہو گیا۔

غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیہ یدئیہ ووجہہ ثم اعادہ فیہا
فجرت العین بماء منہم

تمام لوگوں نے پانی استعمال کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

معاذ تیری زندگی طویل ہوگی تو اس
مقام پر ہرے بھرے باغ پائے گا

یوشک یا معاذ اذ طالبت بک حیاة ان
تری ماہہنا قد ملئ جنانا
(المسلم، کتاب الفضائل)

۵۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا

انکم ان لا تدرکوا الماء غدا تعطشوا
(المسلم۔ کتاب الفضائل) تمہیں پیاس لگے گی۔
کل تمہیں پانی نہیں ملے گا اور

اسی روایت میں ہے کہ ہم سو گئے اور گرمی آفتاب کی وجہ سے اٹھے، ہم حضور ﷺ کے ساتھ وہاں سے آگے چلے پھر اترے تو فرمایا تمہارے پاس پانی ہے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مشکیزہ تھا جس میں تھوڑا سا پانی تھا فرمایا لاؤ میں نے حاضر کیا فرمایا اس سے تھوڑا تھوڑا لے لو لوگوں نے وضو کیا اس میں سے تھوڑا سا پانی بچ گیا فرمایا۔

اذ دھر بھایا ابا قتادہ فانہ سیکون لہانبا
اے ابو قتادہ اسے محفوظ کر لو
عنقریب اس کی عظیم شان ہو گی۔

جب دوپہر کا وقت ہوا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
ہلکنا عطشا تقطعت الاعناق
ہم پیاس سے ہلاک ہو گئے، برباد ہو گئے

فرمایا تم ہلاک نہیں ہوئے اے ابو قتادہ مشکیزہ لاؤ میں نے حاضر کیا فرمایا۔

احلل لی غمری اس کا منہ کھول دو
میں نے کھول دیا۔

فجعل یصب فیہ ویسقی الناس فاردحم
آپ ﷺ نے اس سے انڈیلنا
الناس علیہ شروع فرمایا اور لوگوں نے پینا
شروع کیا حتیٰ کہ بھیڑ ہو گئی۔

فرمایا لوگو

احفوا الملاء فکلکم سیصدر عن ری
برتن بھر لو جو تمہیں بعد کی پیاس
میں سیراب کریں۔

تمام لوگوں نے پانی پیا حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی باقی نہ رہ گیا تو فرمایا اے ابو قتادہ تم بھی پیو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ پہلے آپ پییں، فرمایا، قوم کا ساقی آخر میں پیتا ہے۔ میں نے پیا اس کے بعد آپ ﷺ نے پیا۔

وبقى فى الميضاة نحو مما كان فيها اس مشکیزہ میں پانی اسی طرح باقی وہم یومئذ ثلاثمائة

رہا حالانکہ اس دن تین سو افراد

تھے۔

اسے امام احمد اور امام مسلم نے روایت کیا۔ (مسند احمد، ۵ = ۲۹۸)

تھوڑے سے پانی سے تین سو آدمیوں کا سیر ہو کر پینا اور پھر مشکیزہ کا اسی طرح بھرا رہنا بلاشبہ تعجب والی بات ہے۔ مگر جب ہم اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک پڑھتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس

کی اطاعت کی جائے۔

اور

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

(انفال - ۱۷)

تو ہم آگاہ ہو جاتے ہیں کہ اصلاً تصرف تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔

۶ - حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان بن حکم سے صلح حدیبیہ کے واقعہ میں منقول ہے۔ آپ ﷺ حدیبیہ میں تھوڑے سے پانی کے چشمہ پر تشریف فرما ہوئے تھوڑی دیر میں اس کا پانی ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں پیاس لگنے کی شکایت کی گئی آپ ﷺ نے ترکش سے تیر نکال کر دیا اور فرمایا اسے اس میں رکھ دو

فوالله ما زال يجيش لهم بالرى حتى الله كى قسم واپسى تك تمام لشكر اس صدروا عنه سے سیراب ہوتا رہا ہے۔

(البخاری، کتاب الشروط)

اس میں اختلاف ہے کہ کنویں میں نیزہ گاڑنے والے کون تھے۔ حضرت سلمہ یا حضرت براء یا حضرت ناحیہ بن جندب یا حضرت خالد بن عبادہ الغفاری کے نام منقول ہیں۔

۷۔ بخاری و مسلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث میں منقول ہے۔ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں بہت پیاس لگی۔ ہم نے ایک خاتون دیکھی جو پانی کا مشکیزہ لئے جا رہی تھی۔ ہم نے اس سے پانی کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگی یہاں پانی نہیں ہے۔ ہم نے پوچھا تیرے خاندان اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ کہنے لگی ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے۔ ہم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جانے کے لئے کہا۔ کہنے لگی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ ہم اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور اس نے وہ ساری بات بتائی جو میں نے بتائی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں مشکیزوں کو مس فرمایا یا ان میں کلی فرمائی۔
فشربنا عطاشا اربعون رجلاً حتر۔ ہم چالیس افراد نے خوب سیر ہو کر
روینا فملانا کل قربة معنا وادواة غیر انه پانی پیا تمام برتن بھی بھر لئے۔

لوسق بعیراً

اس کے علاوہ بھی بہت سے واقعات ہیں۔

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہر جگہ پانی کے اضاہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف تصرف فرمایا مثلاً قصہ حدیبیہ میں حضرت جابر نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی کر کے اس میں پانی ڈالا۔ دوسری روایت میں تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک ہاتھ ڈول میں رکھ کر کچھ پڑھا، حدیث مسلم میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اس میں لعاب دہن ڈالا، حدیث حضرت معاذ میں غزوہ تبوک کے چشمہ کے بارے میں آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اور چہرہ اقدس دھو کر پانی اس میں لوٹایا۔ حضرت مسود سے منقول ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنویں میں نیزہ گاڑنے کا حکم دیا، حضرت ابو قتادہ نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدح صغیر اٹھائے رکھا اور میں مشکیزہ سے ڈالتا رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پلاتے رہے، حضرت عمران بن حصین سے آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مشکیزوں پر ہاتھ پھیرا یا ان میں کلی فرمائی، ان تمام روایات کے مطابق پانی زیادہ ہو گیا اور کثیر تعداد نے پانی استعمال کیا۔ اور یہ امر عادی نہ تھا۔ کیونکہ اسے

عقل قبول نہیں کرتا حالانکہ زندگی بھر جنہوں نے اس کا بار بار، مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر مشاہدہ کیا انہوں نے اس کا ایک لمحہ بھی انکار نہیں کیا۔

بل کانو، ایلجوؤن الیہ عند العطش
الشدید لعلمہم بان اللہ تعالیٰ یجری
علی یدیہ الکثیر وما رمیت اذ رمیت
ولکن اللہ رمی وما ارسلنا من رسول الا
لیطاع باذن اللہ
بلکہ وہ شدید پیاس میں آپ ﷺ کی طرف یہ جانتے ہوئے رجوع کرتے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے دست اقدس سے پانی زیادہ فرما دیتا ہے وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ اور وَمَا اَرْسَلْنَا اس پر شاہد ہیں۔

اگر ہم اس کے ساتھ وہ روایات بھی سامنے لے آئیں جن میں آیا ہے۔ آپ ﷺ نے کچھ شکریزے کنویں میں ڈالنے کے لئے بھجوائے، وہ اس میں جب ڈالے گئے تو اس کے بعد اس کنویں کی تہ کا پتہ ہی نہ چلتا تھا جیسا کہ حضرت زیاد بن حارث الصدائی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے مروی ہے تو کس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ کے اذن سے جمادات کس طرح رسول اللہ ﷺ کے حکم بجالاتے ہیں۔

۱۱۔ کھانے میں اضافہ

آپ ﷺ کی برکت سے کھانے میں اضافہ ہونا تواتر معنوی سے ثابت ہے۔ کیونکہ یہ مختلف اوقات، مختلف مقامات اور مختلف احوال میں وقوع پذیر ہوا۔ کبھی شہر مدینہ کے اندر اور کبھی اس سے باہر۔ خواہ اس میں آپ ﷺ نے لعاب دہن ڈالا یا دست اقدس اس پر رکھا یا اس پر ہاتھ پھیرا، تمام کا تذکرہ کرنا تو ہمارے بس میں نہیں البتہ بعض کا ذکر کرتے ہیں اور بعض کی طرف اشارہ کریں گے۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جب خندق کھودی جا رہی تھی۔ میں نے آپ ﷺ کو نہایت ہی پست آواز دیکھا، اہلیہ کے پاس گیا پوچھا گھر میں کوئی شے ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہایت ہی پست آواز میں دیکھا، وہ میرے پاس چمڑے کا تھیلا لائی جس میں ایک صاع جو تھے، ہمارے پاس ایک مینڈھا تھا اسے میں نے ذبح

کیا، اہلیہ نے جو پیسے، میرے فارغ ہونے تک اس نے کام مکمل کر لیا پھر اس نے ہانڈی چڑھا دی پھر میں آپ ﷺ کی خدمت میں چلا تو اہلیہ نے کہا اپنا معاملہ حضور ﷺ پر اور صحابہ پر آشکار نہ کرنا۔ میں نے حاضر ہو کر سرگوشی کے انداز میں گفتگو کرتے ہوئے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس ایک دنبہ اور ایک صاع جو تھے ہم نے وہ پکائے ہیں آپ ﷺ اور چند صحابہ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے اعلان فرما دیا۔

یا اهل الخندق ان جابرا قد صنع سورا اے اہل خندق جابر نے کھانا تیار فحی ہلابکم کیا ہے اسے کھانے کے لئے آؤ۔

اور ساتھ مجھے فرمایا میرے آنے تک نہ ہانڈی چولہے سے اتارو اور نہ آٹے سے روٹی پکاؤ تو رسول اللہ ﷺ اپنے تمام لشکر صحابہ کے ساتھ تشریف لے آئے۔ بیوی نے مجھے سخت ست کہنا شروع کیا میں نے اسے کہا میں نے تیرے کہنے کے مطابق ہی آپ ﷺ سے عرض کیا تھا۔

فاخرجت له عجینا فبصق فیہ وبارک آٹا لایا گیا اس میں لعاب دہن عطا
ثم عمد الی برمتنا فبصق وبارک فرمایا اور برکت پھر ہانڈی میں
لعاب دہن سے برکت عطا فرمائی۔

اس کے بعد فرمایا اب روٹی پکاؤ اور سالن دیئے جاؤ مگر ہانڈی کو نیچے نہ اتارو۔
ہم الف فاقسم باللہ لقد اکلوا حتی اس وقت صحابہ کی تعداد ہزار تھی
ترکوه وانحرفوا وان برمتنا لتغط کما اللہ کی قسم سب نے سیر ہو کر کھایا
ہی وان عجیننا لیخبز کما هو جب واپس آئے تو ہماری ہانڈی
(البخاری، کتاب المغازی) اسی طرح جوش مار رہی تھی اور
ہمارا آٹا اسی طرح محفوظ تھا۔

۲۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا داخل ہو جاؤ اور بھینٹ نہ کرو۔ آپ ﷺ نے روٹیوں کے ٹکڑے فرما کر ان پر سالن ڈالا، ہانڈی اور تنور کو روٹی و سالن لے کر ڈھانپ دیا جاتا اسی طرح کئی مرتبہ کیا گیا حتیٰ کہ صحابہ سیر ہو گئے۔ اس حدیث کی کئی سندیں ہیں اور ان میں اضافہ بھی ہے۔

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ حضرت ابو طلحہ نے حضرت ام سلیم سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت ہی پست آواز سے بھوک محسوس کی ہے۔ کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ کہنے لگیں ہاں پھر وہ کچھ جو کی روٹی کے ٹکڑے لائیں اس نے انہیں کپڑے میں ڈھانپ کر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ساتھ صحابہ بھی تھے، میں وہاں جا کر کھڑا ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے ابو طلحہ نے بھیجا ہے؟ عرض کیا ہاں فرمایا کھانے کے لئے، عرض کیا ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام پاس بیٹھنے والوں کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ میں نے پہلے جا کر بتا دیا تو ابو طلحہ نے ام سلیم سے کہا۔

قد جاء رسول الله بالناس وليس عند
ناما نطعمهم حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے آئے
ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس اتنا کھانا
نہیں۔

انہوں نے آگے سے کہا فکر کیا؟

الله ورسوله اعلم
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہر
معاملہ کو ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

ابو طلحہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانوں کا استقبال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
ہلمی ما عندک یا ام سلیم
انہوں نے موجود روٹی پیش کر دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ان پر گھی ڈال کر
ڈھانپ دیا۔

ثم قال فيه رسول الله ماشاء الله ان يقول
پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشیت الہی کے
مطابق کچھ پڑھا۔

اور فرمایا دس دس آدمی کا گروپ آتا جائے اور کھانا تناول کرتے جائیں۔ اس طرح تمام
لوگ آئے اور انہوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا، ان کی تعداد ستیرا اسی تھی۔ اس روایت
کو مسلم نے نو طریق سے بیان کیا ہے۔ (البخاری، کتاب المناقب)
بعض روایات میں مثلاً "مسند احمد میں ہے کہ جو نصف مد تھے۔"

۴ - حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہم ایک سو تیس آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ تو ایک آدمی کے پاس صاع جو نکلے۔ انہیں گوندھ لیا گیا پھر ایک مشرک بکریاں چراتا ہوا آ گیا۔ اس سے فرمایا بکری بطور بیع یا عطیہ دے دو اس نے کہا عطیہ نہیں ہاں خرید لو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری خرید لی اور اسے بھی ذبح کر کے تیار کر لیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جگر کو الگ بھوننے کا حکم دیا۔

وایم اللہ ما من الثلاثین ومائة الا حزله رسول اللہ حزة حزة من سواد بطنها ان کان شاهدا اعطا وان کان غائبا خبأ له و جعل قصعتین فاکلنا منهما اجمعون وشبعنا وفضل فی القصعتین فحملته علی البعیر

اللہ کی قسم ہم ایک سو تیس آدمی تھے آپ نے اسے ٹکڑے ٹکڑے فرما کر تقسیم فرمایا جو حاضر تھے انہیں عطا فرمایا اور جو غیر حاضر تھے ان کے لئے رکھ لیا اور اسے دو پیالوں میں ڈال دیا ہم تمام نے جی بھر کر کھایا، ان میں سے جو بچا وہ میں نے اپنی سواری پر رکھ لیا۔

(البخاری، کتاب المناقب)

۵ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ قسم اس ذات اقدس کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں بھوک کی وجہ سے اپنے سینے کو زمین پر رکھ دیتا، کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا ایک دن اس راستہ پر بیٹھ گیا جدھر سے صحابہ کا گزر ہوتا تھا۔ حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے حال کو محسوس بھی فرمایا۔ فرمایا اے ابو ہریرہ عرض کیا ”حاضر“ فرمایا میرے ساتھ چلو، میں پیچھے ہو لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر داخل ہوئے مجھے بھی داخل فرمایا، گھر میں ایک پیالہ دودھ تھا فرمایا اصحاب صفہ کو بلا کر لاؤ میں نے دل میں سوچا یہ صرف میرے لئے کافی تھا۔ اصحاب صفہ کے لئے کہاں پورا آئے گا۔ انہیں بلا کر لایا تو فرمایا تم ہی انہیں پلاؤ، ذہن میں آیا اب تیرے لئے کچھ نہیں بچے گا۔

ہلم یکن من طاعة اللہ وطاعة رسوله بد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

طاعت کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

میں نے دودھ پلانا شروع کیا، ہر صحابی نے پیا مگر دودھ کا پیالہ اسی طرح بھرا رہا جب ہر صحابی نے سیر ہو کر پی لیا تو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔

فاخذ القدح فوضعه على يده فنظر الى
فتبسم
آپ ﷺ نے پیالہ لیا ہاتھ میں رکھ کر میری طرف دیکھا اور تبسم فرمایا

اور فرمایا اے ابو ہریرہ اب میں اور تم ہی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ، فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو میں نے پیا، فرمایا دوبارہ پیو۔ آپ ﷺ مجھے پینے کا حکم دیتے رہے یہاں تک کہ میں نے عرض کیا۔

لا والذي بعثك بالحق ما اجدله مسلکا
قسم اس ذات اقدس کی جس نے
آپ ﷺ کو بھیجا اب کوئی گنجائش
نہیں

فرمایا پیالہ مجھے دو میں نے پیش کیا آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی، بسم اللہ پڑھی اور دودھ پیا تو وہ ختم ہوا۔ (البخاری - الرقاق)

بکری کا جگر ایک سو تیس آدمیوں نے کھایا، ایک صاع جو اور بکری کو اتنے ہی آدمیوں نے کھایا پھر بقیہ حضرت عبدالرحمن نے اونٹ پر لادا، مذکورہ حدیث میں آیا کہ ایک پیالہ دودھ سے تمام اہل صفہ سیر ہو گئے۔ حالانکہ معمول کے مطابق تو ایک شخص کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ اصحاب صفہ کی تعداد اس وقت سو سے زائد یا اس کے قریب تھی تو اس معجزہ کا عظیم ہونا اور برکت نبوی ﷺ کا نہایت ہی آشکار ہونا سامنے آتا ہے۔

۱ - حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ ﷺ کے لئے بکری کا گوشت تیار کیا گیا فرمایا ابو رافع اس کی دستی لاؤ۔ میں نے پیش کیا دوبارہ فرمانے پر دستی پیش کی تیسری دفعہ فرمایا ابو رافع دستی لاؤ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

وهل للشاة الا ذراعان
ہر بکری کی دو ہی دستیاں ہوتی

ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا

لو سکت لناولتنی منها ما دعوت به تم اگر خاموش رہتے۔ میرے کہنے پر دیتے رہتے یہ ختم نہ ہوتیں۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں نقل کیا، امام احمد کی ایک سند حسن ہے۔ اسے امام احمد، ابن حبان اور ابو نعیم نے بھی سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اسے امام احمد، دارمی، ابن سعد، ترمذی نے شامل میں، طبرانی نے کبیر میں حضرت ابو عبیدہ خادم رسول اللہ ﷺ سے روایت کی اور اس کے راوی صحیح کے ہیں ماسوائے شمر بن حوشب کے انہیں بھی متعدد لوگوں نے ثقہ کہا ہے۔ لہذا یہ حدیث حسن ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں ثقہ راویوں سے روایت کیا، ابن کثیر نے ابوعبلی سے حضرت ابو رافع کی اہلیہ حضرت سلمیٰ سے اسے بیان کیا، اسے ابوعبلی، ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا، حافظ ابن حجر نے مطالب میں حضرت اسامہ بن زید سے نقل کر کے حسن کہا، اس میں کچھ ضعف ہے، اس کا شاہد ہے، محشی اور محقق نے بو صیری سے اس کا حسن ہونا نقل کیا ہے، اسے امام احمد نے ایسی سند سے روایت کیا ہے۔ جس میں مجھول راوی ہے یعنی ایک صحابی سے ہے۔ تو یہ حدیث مختلف طرق سے صحیح ہے۔ اس کے علاوہ متعدد نصوص ہیں جن میں خوارق اور معجزات عظیم کا تذکرہ ہے۔ مثلاً مسلم میں حضرت سلمہ سے مروی ہے کہ خیبر کے دن لشکر کا کھانا صرف اس قدر کھجور تھی جو بکری کے کھڑے برابر ہو۔

اس طرح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ سے ہے کہ قلیل زاد راہ سے پورے لشکر کو کھانا کھلایا گیا، مسلم میں حضرت جابر سے جو کا واقعہ اور ام مالک کی کچی کا واقعہ بھی منقول ہے۔ بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو کا واقعہ اسی طرح حضرت جابر کے والد کے تمام قرض خواہوں کے قرض کی کھجوروں سے ادائیگی کا واقعہ بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ کی تھیلی، حضرت سمرہ سے منقول پیالہ کا واقعہ، حضرت نعمان بن مقرن سے مروی واقعہ کہ کھجوروں کا ڈھیر چار سو آدمیوں کو دیا گیا، حضرت دکین بن سعید سے مروی ہے کہ تھوڑی سی کھجوروں کو چار سو چالیس افراد میں تقسیم کیا گیا اور ان کے

لئے کافی ہو گئیں، یہ تمام کی تمام روایات صحیح ہیں اور ان کے علاوہ بھی کثیر روایات ہیں، جن کا تذکرہ ہم نے کیا ہے معاملہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔

۱۲۔ پتھر کی غلامی

آپ کی عظمت میں سے پتھر اور چٹانوں کی غلامی بھی ہے، اس سلسلہ میں واقعات تو بہت ہیں کچھ ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت امین مخزومی کہتے ہیں۔ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا، یوم خندق میں ہم خندق کھود رہے تھے، ایک سخت چٹان سامنے آگئی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، فرمایا میں آ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے بطن مبارک پر پتھر بندھے ہوئے تھے کیونکہ ہم نے وہاں تین دن سے کچھ نہ کھایا تھا۔

فاخذ رسول الله المعول فضرب في الكدية فعاد كشيها اهيل
وہ چٹان ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

(البخاری، کتاب المغازی)

دیکھئے جس چٹان سے صحابہ کے کدال عاجز آ گئے حتیٰ کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پریشانی کا اظہار کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک ہی ضرب لگائی تو وہ ذرہ ذرہ ہو گئی۔

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ ایک چٹان ایسی آگئی جس میں ہماری کدالیں عاجز آ گئیں۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔

فاخذ المعون فقال باسم الله فضرب
ضربة فكسر ثلث الحجر
کدال لے کر اللہ کا نام لے کر
اسے ماری اس کا تہائی حصہ ٹوٹ
گیا۔

اور فرمایا اللہ اکبر

اعطيت مفاتيح الشام والله اني لا بصر
قصورها الحمر من مكاني هذا
مجھے ملک شام کی چابیاں عنایت کر
دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں
یہاں کھڑے اس کے سرخ محلات
دیکھ رہا ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر دوسری ضرب لگائی تو اس کا ایک اور تہائی حصہ ٹوٹ گیا، تو فرمایا اللہ اکبر

اعطيت مفاتيح فارس والله انى لا بصر المدائن وابصر قصرها الابيض من مكانى هذا
مجھے ملک فارس کی چابیاں دے دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں مدائن شہر اور اس کے سفید محل یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر تیسری ضرب لگائی تو باقی چٹان بھی اکھڑ گئی تو فرمایا۔ اللہ اکبر

اعطيت مفاتيح اليمن والله انى لا بصر ابواب صنعاء من مكانى هذا
مجھے یمن کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں یہاں سے صنعاء کے ابواب ملاحظہ کر رہا ہوں۔

اسے امام احمد، نسائی نے کبریٰ میں اور بیہقی نے روایت کیا، حافظ نے فتح میں اسے حسن کہا۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے بھی اس کی مثل نقل کیا، بیہقی نے حضرت عمرو بن عوف اور نسائی نے طویل حدیث سند حسن سے ایک صحابی سے نقل کی، اس کا کچھ حصہ ابو داؤد نے بھی نقل کیا ہے، طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس سے رجال صحیح سے روایت کیا ماسوائے عبداللہ ابن احمد بن حنبل اور نعیم العبدی کے یہ دونوں ثقہ ہیں۔ (مسند احمد، ۴ = ۳۰۳)

۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ سفر حج میں نکلے، طویل حدیث ہے اس میں بچے والی خاتون کا اور زراع کا واقعہ ہے۔ اس کا آخری حصہ یہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے کھجوروں کے باغات اور پتھروں کی چٹان دیکھی ہے۔ فرمایا، ان باغات کے پاس جاؤ اور ان سے کہو۔

ان رسول الله يامر كن ان تدانين لمخرج رسول وقيل للحجارة مثل ذلك
تمہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے تم رفع حاجت کے لئے پردہ

بنو اور اسی طرح پتھروں سے کہو۔

میں ان کے پاس گیا اور آپ ﷺ کا حکم سنایا۔

فوالدی بعثه بالحق نبيا لقد جعلت انظر
الى النخلات يخذن الارض خدا حتى
اجتمعن وانظر الى الحجارة يتقافزن
حتى صرن رجما خلف النخلات

اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو نبی برحق بنا کر بھیجا۔ میں نے دیکھا درخت اپنی اپنی جڑوں سے اکھڑ کر اکٹھے ہو گئے اور پتھروں نے جمع ہو کر درختوں کے ساتھ مل کر

دیوار بنالی۔

میں نے واپس آ کر عرض کیا، فرمایا پانی کا برتن لے کر چلو جب آپ ﷺ نے رفع حاجت فرمایا فرمایا اے اسامہ باغات اور پتھروں سے کہو اپنی جگہ واپس ہو جاؤ، لہذا میں نے انہیں آپ ﷺ کا پیغام دیا تو وہ اپنی جگہ لوٹ گئے، اسے ابو یعلیٰ، ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا، ان تمام کی سند میں معاویہ بن یحییٰ الصدقی ہے جو ضعیف ہے۔ اس کے باوجود حافظ نے مطالب میں فرمایا اس کی سند حسن ہے۔ اور اس میں ضعیف راوی ہے۔ لیکن امام احمد کے ہاں طریق یعلیٰ سے اس کا شاہد ہے۔ اس کے محقق نے یو صیری سے نقل کیا، اسے ابو یعلیٰ نے سند حسن سے روایت کیا ہے اور باب میں اس کے شواہد کا تذکرہ آچکا ہے، بیہقی کہتے ہیں باب میں اس حدیث کے شواہد آچکے ہیں۔ اس کی مثل حضرت جابر اور حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہم سے بچے اور درختوں کے بارے میں روایت ہے جس میں زراع کا اضافہ ہے۔ ہم کہتے ہیں اس حدیث کے متعدد شواہد ہیں آئندہ گفتگو میں اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۱۳۔ درختوں کی غلامی

جب پہاڑ غلامی کر رہے ہیں، پتھر حکم مان رہے ہیں، بادل طاعت کر رہے ہیں، مٹی حکم بجا لا رہی ہے۔ بت سجدہ ریز ہو رہے ہیں، پانی قربان ہو رہا ہے۔ کھانا طاعت گزار کی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ تو اب درختوں کی غلامی بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ ان کے بارے میں اتنے صحابہ سے مروی ہے کہ یہ معاملہ حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ ہم کچھ روایات کا

تذکرہ کر دیتے ہیں۔

۱۔ مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ دوران سفر ایک وسیع وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے میں پانی کا برتن لے کر ساتھ ہو لیا، آپ ﷺ نے دیکھا کوئی مقام ستر نہ تھا تو وادی کے کنارے پر درخت نظر آئے آپ ﷺ نے ایک کے پاس جا کر اس کی ٹہنی پکڑ کر فرمایا

انقادى على باذن الله
اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری طاعت
کر

وہ درخت غلام بن کر آپ ﷺ کے ساتھ اس طرح چل پڑا جیسے نکیل شدہ اونٹ اپنے مالک کے ساتھ چلتا ہے۔ حتیٰ کہ دوسرے درخت کے پاس آپ ﷺ پہنچ گئے اس سے بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا تو وہ بھی غلامی کرنے لگا، ان دونوں کو آپ ﷺ نے فرمایا۔

الثمما على باذن الله
اللہ کے حکم سے تم دونوں میرے
لئے پردہ بنا دو

میں پریشان ہوا شاید میرے قریب آنے کی وجہ سے آپ ﷺ دور تشریف لے گئے ہیں۔ میں بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ آپ ﷺ تشریف لے آئے اور دونوں درخت اپنی اپنی جگہ واپس لوٹ گئے (المسلم، کتاب الزہد)

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ ایک اعرابی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا۔

بم اعرف انک رسول الله
میں کیسے جان لوں آپ ﷺ اللہ
کے رسول ہیں؟

فرمایا اگر میں اس کھجور کے گچھے کو بلاؤں اور وہ گواہی دے میں اللہ کا رسول ہوں تو پھر کیا خیال ہے؟ کہنے لگا پھر مان لوں گا آپ ﷺ نے گچھے کو بلایا۔

فجعل العذق ينزل من النخلة حتى سقط
گچھا کھجور سے نیچے آگرا اور
فی الارض فجعل ينقر حتى اتى النبی
آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو
گیا۔

اس کے بعد فرمایا اب واپس لوٹ جا تو وہ اپنے مقام پر واپس لوٹ گیا۔ وہ اعرابی آپ ﷺ پر ایمان لے آیا، اسے امام احمد، بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، حاکم، ابن حبان نے صحیح کہا، ذہبی نے حکم برقرار رکھا، دارمی، ابویعلیٰ، طبرانی نے کبیر میں، بیہقی، ابو نعیم نے دلائل میں ذکر کیا ان میں سے اکثر کی سند صحیح ہے۔ ایک اور روایت کا تذکرہ قسم اول میں سجود درخت کے تحت گزر چکا ہے۔

۳۔ حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے تین چیزیں ایسی دیکھیں جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں دیکھیں اور نہ میرے بعد کوئی دیکھے گا، طویل حدیث میں ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، ایک جگہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی ایسی شے ہے جو ستر کا کام دے؟ عرض کیا ایک درخت ہے لیکن وہ ستر کے لئے کافی نہیں فرمایا اس کے قریب کچھ ہے؟ عرض کیا اس کے قریب ایک اور درخت ہے فرمایا ان دونوں کے پاس جاؤ اور کہو۔

ان رسول اللہ یاامر کما ان تجتمعا باذن رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں اللہ کے حکم سے دونوں جمع ہو جاؤ۔

وہ دونوں جمع ہو گئے۔ رفع حاجت کے بعد مجھے فرمایا انہیں واپسی کا کہہ دو میں نے کہا تو وہ اپنی جگہ واپس لوٹ گئے، بعض محدثین نے اسے یعلیٰ کے والد حضرت مرثدہ سے نقل کیا ہے، اسے امام احمد، ابن ابی شیبہ نے رجال صحیح سے نقل کیا ہے، ابن ماجہ، حاکم نے صحیح کہا، ذہبی نے اس حکم کو برقرار رکھا، ابو نعیم، بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا، ابن کثیر کہتے ہیں، یہ متعدد طرق جیدہ ماہرین حدیث کے ہاں غلبہ ظن و قطیعت تک پہنچاتے ہیں کہ حضرت یعلیٰ بن مرثدہ سے یہ واقعہ منقول ہے۔ (مسند احمد، ۴ = ۱۷۰)

اس سلسلے میں اور بھی روایات ہیں، بعض میں خود حکم دینے کا ذکر ہے اور بعض میں صحابہ کے ذریعے، ایسے واقعات دس صحابہ سے مروی ہیں ان میں حضرت عمر، حضرت انس، حضرت جابر، ابن عمر، حضرت بریدہ، ابن مسعود، حضرت غیلان بن سلمہ، حضرت یعلیٰ بن امیہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم ہیں۔

۱۴۔ تھن کی فرمانبرداری

جیسے جمادات اور نباتات نے رحمتہ للعالمین ﷺ کی طاعت کی اسی طرح حیوانات نے بھی غلامی کا حق ادا کیا۔ لیکن یہاں حیوان کے ایک جز (تھن) کی غلامی کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ خود حیوانات کی طاعت کا ذکر نمبر ۱۵ میں آ رہا ہے۔ اس بارے میں بہت سی روایات ہیں۔ ہم یہاں صرف دو کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میں نوجوانی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا، ہجرت کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا اے نوجوان کیا تو ہمیں کچھ دودھ پلائے گا؟ میں نے عرض کیا میں تو امین ہوں اس لئے دودھ نہیں پلا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس ایسی کوئی بکری ہے جو ابھی حاملہ نہ ہوئی ہو؟ عرض کیا ہاں ہے۔ میں نے پیش کی، آپ ﷺ نے مسح الضرع و دعا فحفل الضرع تھن کو مس فرما کر دعا کی تو وہ دودھ سے بھر گیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کونوں والا پتھر لائے اور اس میں دودھ دوہا، حضور ﷺ نے، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پھر میں نے دودھ پیا۔ آپ ﷺ نے پھر تھن کو حکم دیا خالی ہو جا تو وہ فی الفور دودھ سے خالی ہو گیا، میں نے عرض کیا مجھے تعلیم دیجئے۔ فرمایا۔

انک غلامم معلم تو معلم نوجوان ہے۔

میں نے آپ ﷺ کے مقدس منہ سے ستر سورتیں سیکھی ہیں۔

اسے امام احمد، طیالسی، ابن ابی شیبہ، ابو یعلیٰ، ابو نعیم، بیہقی، تیمی نے دلائل میں، طبرانی نے کبیر و صغیر میں، ابن سعد، فسوی، ابن حبان اور حسن بن عرفہ نے ذکر کی ہے۔ ذہبی اور احمد شاکر نے اسے صحیح کہا ہے اور یہ حسن حدیث ہے۔

(مسند احمد، ۱ = ۳۸۹)

اس حدیث میں دو اہم امور کا ذکر ہے۔

۱۔ دودھ کا اترنا حالانکہ وہ حاملہ نہ تھی خلاف عادت ہے۔

۲۔ آپ ﷺ کا تھن کو فرمانا دودھ سے خالی ہو جا اور پہلی حالت پر ہو جا۔

۳۔ حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے قصہ میں ہے۔ کہ جب ہجرت کے موقع پر

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر اور عامر بن فھیرہ اپنے راستے کی نشاندہی کرنے والے ابن اریقط کے ساتھ ام معبد کے خیمہ کے پاس سے گزرے تو ان سے گوشت یا کھجور کے بارے میں پوچھا تاکہ خرید کر استعمال کریں لیکن وہاں کوئی ایسی شے نہ تھی کیونکہ علاقہ قحط زدہ تھا، آپ ﷺ نے وہاں بکری دیکھی تو فرمایا ام معبد اس بکری کا کیا حال ہے؟ عرض کیا کمزوری کی وجہ سے دوسری بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔ فرمایا یہ دودھ دیتی ہے عرض کیا یہ اس عمر سے گزر چکی ہے۔ فرمایا، کیا تم مجھے دھونے کی اجازت دیتی ہو۔ عرض کیا۔

بابی انت وامی ان رأیت بھا حلبا فاحلبھا میرے ماں باپ قربان اگر آپ ﷺ دودھ محسوس فرماتے ہیں تو دھولیں۔

آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ کا مبارک نام لیا اور بکری کے لئے دعا فرمائی۔

فتفاحت علیہ ودرت واجترت و دعا
بانا یربض الرھط فحلب فیہ ثجا حتی
علاہ البھاء ثم سقاھا حتی رویت و
سقی اصحابہ حتی رووا
تو بکری کے تھنوں میں دودھ بھر
آیا۔ آپ ﷺ نے برتن منگوا کر
اسے دوہا حتی کہ برتن بھر گیا وہ
دودھ اس خاتون کو پلایا پھر اپنے
ساتھیوں کو دیا۔ انہوں نے بھی سیر
ہو کر پیا۔

پھر دوبارہ دوہا حتی کہ برتن بھر گیا۔

اسے طبرانی، ابن سعد، ابو نعیم، بیہقی نے دلائل میں، حاکم نے کئی طرق سے، بعض کو صحیح کہا، ذہبی نے اس حکم کو برقرار رکھا، عیشمی نے اسے صحیح کہا، ابن حجر نے حضرت قیس بن لقمان سے بیان کیا ہے۔ (المعجم الکبیر، ۴ = ۵۵)

ابن اثیر کہتے ہیں حدیث ام معبد علماء کے درمیان مشہور ہے اور کتب میں مروی ہے اور دلائل نبوت میں سے ہے۔ اسے حفاظ حدیث کی پوری جماعت نے روایت کیا

ہے، حافظ ابن کثیر کا قول ہے، یہ واقعہ مشہور ہے اور ایسے طرق سے مروی جو ایک دوسرے کو تقویت دیتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں اس حدیث میں بھی دو امور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ یہ واقعہ ہجرت کے موقع کا ہے اور واقعہ ابن مسعود کی بعثت کے ابتدائی دنوں کا

ہے۔ جیسا کہ حدیث جابر، حدیث بریدہ اور دیگر احادیث کثیر سے معلوم ہوتا ہے

۲۔ حدیث ابن مسعود میں تھا کہ آپ ﷺ نے تھن کو دودھ سے خالی ہونے کا حکم

دیا اور وہ حکم بجا لاتے ہوئے خالی ہو گیا لیکن قصہ ام معبد میں ہے وہ بکری پھر ہمیشہ

دودھ دیتی رہی اور یہ برکت تاحیات (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور تک) حاصل رہی۔ حتیٰ کہ

بہت سی روایات ہیں کہ قحط کے دنوں میں بھی وہ بکری دودھ دیا کرتی تھی۔

شاید واقعہ ابن مسعود میں دودھ واپس کر دینے کی وجہ مالک کا کافر ہونا ہو اور وہ ابن

ابی معیط تھا۔ رہا معاملہ حضرت ام معبد کی بکری کا تو اہل اسلام کے لئے تھی۔

۱۵۔ حیوانات کی فرمانبرداری

جمادات و نباتات کی طرح حیوانات نے بھی آپ ﷺ کی طاعت و غلامی کی۔ اس

بارے میں بعض روایات متواتر ہیں۔ جیسا کہ ذکر کریں گے یہاں محض موضوع کی تکمیل

کے لئے بعض روایات کا ذکر کر رہے ہیں۔ کیونکہ موضوع جمادات کی غلامی و محبت

ہے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ سب سے خوبصورت، سب سے زیادہ سخی

تھے اور سب سے زیادہ بہادر تھے، ایک رات اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے اور کچھ لوگ

جانب آواز (جس کی وجہ سے خوف لاحق ہوا تھا) نکلے تو دیکھا آپ ﷺ ادھر سے واپس

تشریف لا رہے ہیں۔

وہو علی فرس لابی طلحة عری فی آپ ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے پر

عنقه السیف وہو یقول لم تراعوا لم تھے، تلوار بھی ساتھ تھی اور فرمایا

فکر نہ کرو

تَراَعُوا

اور گھوڑے کے بارے میں فرمایا

وجدناہ بحرا اسے ہم نے سمندر سا تیز رفتار پایا ہے۔

حالانکہ وہ گھوڑا پہلے تیز رفتار نہ تھا (المسلم، کتاب الفضائل)

بخاری کی روایت میں ہے۔ ایک دفعہ اہل مدینہ خوف زدہ ہو گئے، حضور ﷺ ابو طلحہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلے اور وہ گھوڑا ست رفتار تھا۔ جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو فرمایا۔

وجدنا فرسکم هذا بحرا ہم نے اسے سمندر (تیز رفتار) پایا ہے۔

اس کے بعد اس کا مقابلہ نہ کیا جا سکتا۔ (البخاری، کتاب الجھاد)

بخاری کی ہی دوسری روایت میں ہے۔ جب لوگ خوفزدہ ہوئے تو آپ ﷺ ابو طلحہ کے کمزور و ست رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، لوگ بھی بعد میں نکلے واپسی پر فرمایا نہ گھبراؤ اور

انه لبحر فما سبق بعد ذلك اليوم یہ گھوڑا سمندر کی طرح تیز رفتار ہے۔ اس دن کے بعد اس کا کوئی گھوڑا مقابلہ نہ کر پاتا۔ (البخاری، کتاب الجھاد)

یہ گھوڑا نہایت ہی ست رفتار تھا مگر جب آپ ﷺ نے اس پر سواری فرمائی تو وہ اس قدر تیز رفتار ہو گیا کہ اس دن کے بعد اس سے آگے کوئی گھوڑا نہ گزر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں ہوں اللہ کے نبی اور اس کے منتخب بندے پر۔ اس گھوڑے کو آپ ﷺ کے سوار ہونے سے برکت حاصل ہو گئی کہ اس سے آگے نہیں گزرا جا سکتا تھا اور نہ ہی مقابلہ کیا جا سکتا جیسا کہ حضرت جعیل اشجعی کے گھوڑے کو آپ ﷺ کے ٹھوکر لگانے اور دعا دینے سے حاصل ہو گئی تھی۔

۲۔ حضرت جعیل اشجعی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھا میرے پاس جو گھوڑا تھا وہ نہایت ہی کمزور اور لاغر تھا رسول اللہ ﷺ پیچھے سے تشریف لے آئے فرمایا اے صاحب فرس جلدی چلو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ ست

اور کمزور ہے۔

فر رفع رسول الله مخفقة كانت معه فضر
بها وقال اللهم بارك له فيها
آپ ﷺ نے اپنے کوڑے سے
اسے ضرب لگائی اور دعا کی۔ اے
اللہ اس میں برکت عطا فرما۔

اس کے بعد اس کی کیفیت یہ تھی

ما املك رأسها ان تقدم الناس ولقد بعت
من بطنها باثني عشر الفا
میں اب اسے لوگوں سے آگے
بڑھنے سے روک نہیں سکتا تھا۔
میں نے اس کی اولاد کو بارہ ہزار
میں بیچا۔

اسے نسائی نے کبریٰ میں اور بیہقی نے دلائل میں ذکر کیا۔ حافظ نے اصابہ میں اسے صحیح
کہا

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میرے پاس اونٹ تھا اس نے مجھے
نہایت ہی پریشان کیا میں نے چاہا اسے یہیں چھوڑ دوں اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف
لے آئے۔

فدعالي وضربه فسار سيرا لم يسر مثله
(البخاری، کتاب الشروط)
آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اسے
ضرب لگائی پھر اس کی مثل کوئی
چل نہ سکتا تھا۔

مسلم میں ہے۔ میں حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھا آپ ﷺ سے اس حال میں
ملاقات ہوئی کہ مجھے سواری نے پریشان کر دیا تھا اتنی عاجز آچکی تھی کہ اس کے چلنے کی
امید نہ تھی آپ ﷺ نے فرمایا تیرے اونٹ کو کیا ہے؟ عرض کیا بیمار ہے، آپ ﷺ نے
اسے پچھلی طرف سے ٹھوکر لگائی اور دعا کی۔

فما زال بين ایدی الابل قدامها يسير
اس کے بعد تمام اونٹوں سے آگے
چلا کرتا۔

اور پوچھا اب اونٹ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا اب تو بہتر ہے۔ (المسلم کتاب المساقاة)

مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اسے چھڑی لگائی تو وہ دوڑ پڑا۔
فكنت بعد ذلك احبس خطامه لاسمع
حدیثہ فما اقدر علیہ
تکیل کھینچتا ہی رہ گیا مگر میں اسے
(المسلم، کتاب المساقاة) کنٹرول نہ کر سکا۔

آپ ﷺ نے اس اونٹ کو جھڑکا اور اس کے لئے دعا کی تو اب اس کو تکیل سے روکنا
دشوار ہو گیا کیونکہ اس کے بعد وہ دیگر اونٹوں سے آگے چلتا تھا، یہ واقعہ حاطب کی
اونٹنی کی مانند ہے۔

۴ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض
کی میں نے نکاح کیا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ بنو عمیس کی طرف ایک وفد بھیجا ان
میں سے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری اونٹنی چلنے سے عاجز آ چکی
ہے۔ آپ ﷺ نے اس اونٹنی کے پاس تشریف لا کر اسے پاؤں سے ٹھوکر لگائی تو حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد

والذی نفسی بیدہ لقد رأیتها تسبق
القائد
قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں
میری جان ہے۔ میں نے اسے
(المسلم، کتاب النکاح) ہمیشہ ہر قافلہ سے آگے چلنے والی
سواری کے بھی آگے ہی دیکھا۔

۵ - حضرت حکم بن حارث السلمی رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا۔
آپ ﷺ میرے پاس سے گزرے میری اونٹنی چل نہیں رہی تھی اور میں اسے مار رہا
تھا۔ فرمایا اسے نہ مارو آپ ﷺ نے اسے فرمایا

حل فقامت فسارت مع الناس
چل وہ لوگوں کے ساتھ چلنا شروع
ہو گئی۔

اسے طہرانی نے روایت کیا اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

حیوانات کی طاعت و حکم بجا آوری پر کثیر واقعات ہیں۔ جو ذکر ہوئے ہیں رہنمائی کے لئے

کافی ہیں۔

دونوں فصلوں کا خاتمہ

- ہم نے دو فصلوں میں محبت جمادات اور طاعت جمادات کے ساتھ ساتھ نباتات، حیوانات کی محبت کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ ان میں سے چار اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں۔
- ۱۔ جمادات ادراک رکھتے ہیں اسی طرح نباتات اور حیوانات بھی۔ ہم نے اس موضوع پر ضخیم کتاب لکھی ہے جو اللہ کی توفیق سے عنقریب شائع ہوگی۔
 - ۲۔ حضور ﷺ سے محبت و عقیدت جمادات کے ادراک کا ایک مظاہرہ ہے۔
 - ۳۔ اسی طرح آپ ﷺ کی طاعت بھی ادراک کا ہی مظہر ہے۔
 - ۴۔ حضور نبی کریم اور رسول امین ﷺ کی عظمت، بلندی مقام، رفعت شان اور آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہے۔ کیونکہ اس نے جمادات، نباتات اور حیوانات میں آپ ﷺ کی محبت و طاعت پیدا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہمیں اس بات سے آگاہ فرما دیا ہے کہ زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ ہے وہ اسی کے حکم سے مسخر ہوتا ہے جیسا کہ فرمان ہے۔

۱۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَةً ظٰهِرَةً وَّبَاطِنَةً
 کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے کام میں لگائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی۔
 (لقمان - ۲۰)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَّيُمَسِّكُ السَّمٰوٰتَ اَنْ تَقَعَ عَلٰی الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (الحج - ۶۵)

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کر دیا جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی کہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہے اور وہ روکے

ہوئے ہے آسمان کو کہ زمین پر نہ
گر پڑے مگر اس کے حکم سے۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔

۳ - وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۗ
(الجاثیہ - ۱۳) میں اپنے حکم سے

یہ خطاب انسان سے ہے۔ اگر اصل بھی مراد ہو تو وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو روز
قیامت آپ ﷺ کے جھنڈے تلے ہوں گے، حضور ﷺ اس وقت بھی نبی تھے جب
حضرت آدم علیہ السلام ابھی تخلیق بھی نہ ہوئے تھے تو آپ ﷺ کی ذات گرامی بالاتفاق
ان سے افضل ہے اور اگر عام لوگ مراد ہیں تو حضور ﷺ تمام کے سردار، ان سے بہتر
اور افضل ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام باقی تمام انسانوں سے افضل اور رسول باقی انبیاء
سے افضل اور اولوا العزم باقی رسولوں سے افضل اور آپ ﷺ ان تمام سے افضل ہیں،
جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر انسان کے لئے مسخر فرمایا ہے تو آپ ﷺ ان تمام سے
افضل ہیں، جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر انسان کے لئے مسخر فرمایا ہے تو آپ ﷺ کے
لئے یہ بطریق اولیٰ مسخر ہوں گے۔ کیونکہ آپ ﷺ رسولوں کے سردار اور تمام مخلوق
سے افضل ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے آگاہ فرمایا ہے کہ کچھ جمادات کو اس
نے بعض رسولوں کے لئے مسخر فرمایا جیسا کہ فرمان مقدس ہے۔

۱ - وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ
وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فَاعِلِينَ
(الانبیاء - ۷۹) اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما
دیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے
اور یہ ہمارے کام تھے۔

۲ - فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ
رِجَاءَ حَيْثُ أَصَابَ وَالشَّيْطَانُ كُلُّ بَنَاءٍ
وَعَوَاصٍ وَأَخْرَيْنَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ
(ص - ۳۶ - ۳۸) تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کر
دی کہ اس کے حکم سے نرم نرم
چلتی، جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں
کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور

دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔

جب یہ تسخیر حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے ہے تو آپ ﷺ کے لئے بطریق اولیٰ ہو گا۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل اور معزز ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو اس کائنات کی بعض چیزیں کافر خبیث کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ مثلاً دجال لیکن یہ اس پر کرم نہیں بلکہ بطور استدراج ہے۔ تو متقی انسان کو تو بطریق اولیٰ تسخیر حاصل ہوگی ہاں اگرچہ ان میں سے ہر کوئی لازم نہیں۔

آپ ﷺ کی تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام پر فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ ان سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد لیا گیا۔ ارشاد رب العزت ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ
مِّنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ
قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي
قَالُوا أَأَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ
الشَّاهِدِينَ

(آل عمران - ۸۰)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے۔ تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و صفی محمد ﷺ کی محبت جمادات، نباتات، حیوانات کے اندر ودیعت کر دی اور ان پر آپ ﷺ کی طاعت و فرمانبرداری لازم فرمادی، یہ کائنات

اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کے حکم سے مسخر ہوتی ہے۔ اس میں اسی کا ارادہ چلتا ہے اور اس نے اپنے رسول ﷺ کو اسی لئے مبعوث فرمایا ہے کہ اس کے حکم پر رسول کی طاعت کی جائے جیسا کہ خالق کا فرمان ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر
(النساء - ۶۴) اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس
کی اطاعت کی جائے۔

اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا ”انقادی علی باذن اللہ“ (اللہ کے حکم پر میری طاعت کر) تو ان جمادات وغیرہ کی طاعت آپ ﷺ کی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ہے اور اس کے ارادے کے مطابق ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جو مقام حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جن اعزازات سے نوازا ہے۔ اس سے آپ ﷺ آگاہ تھے تو جمادات، نباتات اور حیوانات کو احکام صادر فرمانے سے پہلے آپ ﷺ کو ان کے بجالانے کا یقین تھا بلکہ جب آپ ﷺ انہیں کوئی حکم صادر فرماتے تو ان کی بجا آوری کا صحابہ کو اپنی ذات سے بڑھ کر یقین ہوتا تھا۔ اس لئے وہ ہر معاملہ میں آپ ﷺ کی طرف رجوع کرتے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ ﷺ کی قدر و منزلت اور عزت و جاہ کو خوب جانتے تھے اور اس پر ایمان رکھتے تھے کہ اللہ آپ کے ارادے کو مکمل فرمانے والا ہے۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام اپنے نبی ﷺ کی محبت و طاعت میں ضرب الامثال ہیں، ان کے ایسے واقعات سے متعدد کتب پر ہیں۔

یہ تمام امور عالم ملک کے ہیں۔ جو شرعاً اور عقلاً جائز ہیں اور ایسی نصوص صریحہ سے ان کا ثبوت ہے جو قطعیت کی مفید ہے جیسا کہ گزر چکا ہے لہذا یہ کوئی بعید از قیاس باتیں نہیں۔ لیکن یہاں ایک اہم سوال باقی ہے کیا انسان محبت و طاعت میں جمادات، نباتات اور حیوانات سے بڑھ سکتا ہے، کیا یہ امت اپنے اسلاف صحابہ کرام کی طرح اپنے نبی ﷺ سے محبت و طاعت کا درجہ پاسکتی ہے تاکہ یہ ان کے طریق و نہج پر چل کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کر لیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالشَّابِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنَ الْمُهَجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور
انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان
کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی
اور وہ اللہ سے راضی۔ اور ان
کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن
کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان
(التوبہ - ۱۰۰)

میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔
یہاں یہ ذہن نشین رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی ﷺ سے محبت اور
آپ ﷺ کی طاعت کا حکم فرما رکھا ہے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قول میں ثابت قدمی عطا فرمائے گا ورنہ
جو کچھ ہم لکھتے، کہتے ہیں یہ ہمارے خلاف حجت بن جائے گا، آئندہ فصول میں آپ ﷺ
کی محبت و طاعت کے لزوم پر دلائل آئیں گے اور وہ ہر شے کا مقدمہ ہیں۔

نبی اکرم سے انسانوں کی محبت

در میں شہجریہ کی اون سہا میں ایک پتے مارا اور
 مہر اور پختہ کی تھی۔ اللہ اور جو حال کے ساتھ ان
 یہ کہ جس کے کہ جو ہوئے اللہ ان سے اسی
 دنیا لگا کر جو اللہ سے راضی اور ان
 کے لئے جو کرتے ہیں ان میں
 (۱۰۰) کہتے ہیں جو اللہ سے
 کیا ہے کہ جو اللہ سے
 اللہ سے ان سے کہ اپنے کی طرف سے کہ اور

شیخ محمد بن اسماعیل بن علی بن ابی طالب
 علیہ السلام نے فرمایا کہ جو اللہ سے
 اللہ سے کہ اپنے کی طرف سے کہ اور

دوسرا باب

نبی اکرم ﷺ سے انسانوں کی محبت

اس کی بھی دو فصلیں ہیں

انسان کی آپ ﷺ سے محبت

فصل اول

انسان اور آپ ﷺ کی طاعت

فصل ثانی

بہار

بہارِ ہندوستان - جلد اول

بہارِ ہندوستان

بہار

بہارِ ہندوستان

بہار

بہارِ ہندوستان

حضور ﷺ کے ساتھ انسانوں کی محبت

انسان کی تخلیق اصلاً اور فطرتاً محبت پر ہے۔ کسی عاقل انسان کا وجود محبت کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا، خواہ وہ محبت جبلی ہو یا دینی یا کسی اور وجہ سے، تاریخ میں مجازی محبوبوں کے بارے میں جو کچھ ملتا ہے وہ تصور محبت ناقص ہے۔ کیونکہ انسان جس قدر بڑا ہوتا ہے اس کی تمنا و آرزو بھی بڑی ہوتی ہے اور جس قدر انسان گھٹیا ہو گا اس کی خواہش بھی ادنیٰ اور کمزور ہو گی محبت کی طرف دعوت دینے والے بہت سے اسباب ہیں۔ لہذا پہلے ہمیں ان اسباب پر گفتگو کر لینی چاہئے تاکہ اس اہم اور حساس موضوع کو بہتر طور پر نبھایا جاسکے۔

محبت کے عوامل و اسباب

محبت کے عوامل و اسباب درج ذیل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ محبت فردیہ (انسان کی اپنی ذات سے محبت)

یہی وجہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو قربان نہیں کرتا مگر اس جگہ جو اس کے نفس سے زیادہ قیمتی اور معزز ہو، اس بنا پر جہاد پر ابھارتے وقت نفس کو مال پر تقدیم حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ وہاں مقصد اس سے کہیں بلند و اعلیٰ ہوتا ہے۔ کبھی یہ محبت انحطاط کا شکار ہو کر نفس اپنے آپ ﷺ کو غیر پر بلند سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور اسے اپنا وجود سب سے معزز، سب سے قیمتی اور ارفع دکھائی دینے لگتا ہے۔

۲۔ محبت جبلیہ

یہ تمام صاحب عقل لوگوں میں موجود ہے۔ مثلاً والد کی محبت اولاد کے ساتھ یا اولاد کی محبت والدین کے ساتھ، یہ فطرتی محبت ہے جس کی بنا پر والد، اولاد کے لئے کیا کچھ

نہیں کرتا، اگر انسان میں یہ فطرتی محبت نہ ہوتی تو دنیا میں اتنے محلات تعمیر نہ ہوتے اور اتنی طویل دنیا نہ ہوتی، والد تمام زندگی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلتا ہے۔ ماں، اولاد کی خاطر اپنے آپ کو ہلاکت کے دروازے تک لے جاتی ہے، والدین اولاد کی بہتری چاہتے ہیں خواہ اولاد چھوٹی ہو یا بڑی، انسان کو اس طرح، اہل، رشتہ دار اور خاندان سے محبت ہوتی ہے۔

۳۔ محبت شہوانیہ

مثلاً خاوند و بیوی کے درمیان محبت خصوصاً جب وہ جوان ہوں اور نکاح کے ابتدائی دن ہوں، جب کچھ مدت گزر جائے تو اکثر طور پر اس میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ پھر یہ تعلق شہوانی نہیں رہ جاتا بلکہ مروت اور اشتراک میں بدل جاتا ہے۔

۴۔ محبت فطریہ

اس میں جانب عقل غالب ہے۔ مثلاً حسن سے محبت کیونکہ کوئی کم ہی انسان ہو گا جو جمال سے محبت نہ کرے خواہ وہ جمال حقیقی یا خیالی یا واقعی ہو۔ مثلاً خوبصورت فطرتی مناظر جیسے آبشاریں، نہریں اور سرسبز پہاڑ حتیٰ کہ ان قدرتی مناظر کی تصویر ہو تو اس کی طرف بھی دل کھینچتا ہے۔ اسی طرح انسان کو حسین شکل و صورت دیکھ کر راحت محسوس ہوتی ہے۔

۵۔ محبت شاکلہ

یہ امر واقع ہے کہ انسان اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے ساتھ کسی صفت میں اشتراک اور یکسانیت رکھتا ہو۔ اسی لئے شہروں میں بہت سے ادارے، انجمنیں ہیں جن میں ایک صفت کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بہت کم ہوتا ہے کہ مختلف صفات کے لوگ آپس میں جمع ہوں، منقول ہے کہ ایک کوا اور کبوتر اکٹھے اڑتے، اکٹھے بیٹھتے، اکٹھے زندگی بسر کرتے آخر آشکار یہ ہوا کہ دونوں لنگڑے ہیں۔ تو پرندے بھی اپنے ہم سکلوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے بخیل، بخیل سے محبت کرتا ہے۔ صالحین

آپس میں، اسی طرح منافقین آپس میں محبت رکھتے ہیں، گونگے بہرے، گونگے بہروں کے ساتھ اور اسی طرح کاروبار کرنے والے آپس میں محبت کرتے ہیں الغرض جنس اپنی جنس سے مانوس ہوتی ہے۔

۶۔ محبت مصلحت و منفعت

اس محبت کی دو اقسام ہیں۔

۱۔ انسان کی ذاتی منفعت یہ بھی فطرتی بات ہے کہ انسان اپنے اوپر احسان کرنے والے کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ خصوصاً کسی خاص وقت اور تکلیف کے وقت احسان کرنے والے کا انسان قیدی ہو جاتا ہے۔ جب کوئی انسان پر مادی یا معنوی احسان بغیر طلب کے کرتا ہے تو اب اس کا نفس بغیر ارادے کے بھی محسن سے پیار کرنے لگ جاتا ہے۔ اس کا ذکر خیر کرتا رہتا ہے۔ اس کے بدلہ میں احسان کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور یہ امر مسلمہ ہے جس قدر احسان بڑا ہوتا ہے، اعتراف بھی اسی قدر بڑا ہو گا۔

۲۔ غیر کی منفعت۔ نفوس سلیمہ میں اہل خیر و اصلاح اور اہل استقامت کی محبت ودیعت ہوتی ہے۔ خواہ وہ کسی اور شہر، علاقہ یا قرون سابقہ کے لوگ ہوں۔ جب کسی انسان کو یہ بات پہنچتی ہے کہ ایک عالم فاضل، اللہ تعالیٰ کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہا ہے۔ طلاب اور مسلمان اس سے نفع پا رہے ہیں اور وہ اہل اصلاح و استقامت میں سے ہے تو انسان کا دل اس عالم کی طرف ضرور متوجہ ہو گا اس سے محبت کرے گا اور اس کی زیارت کا شوق رکھے گا۔

اسی طرح اگر انسان کو علم ہوتا ہے کہ فلاں حاکم عادل، صالح اور محنتی ہے۔ اپنی رعایا اور امت مسلمہ کا خادم ہے۔ اپنی رعایا کی علمی، دینی اور ثقافتی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ ان کے لئے امن اور تحفظ فراہم کر رہا ہے، سفر کے لئے سڑکیں، زراعت کے لئے نہریں، گزرگاہوں کے پل بنا رہا ہے۔ رعایا کی تکلیف اسے اپنی تکلیف محسوس ہوتی ہے، لوگوں کی خدمت کے لئے راتوں کو جاگتا ہے، دینی لحاظ سے اچھا ہے، اہل خیر و صلاح اور اہل استقامت و تواضع میں سے ہے۔ وہ اپنے آپ کو رعایا ہی کا ایک

فرد تصور کرتا ہے۔ تو انسان ایسے حکمران سے از خود محبت کرے گا بلکہ آرزو کرے گا۔ کاش میں اس کی رعایا میں ہوتا حالانکہ منفعت اسے حاصل نہیں ہو رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم زعماء اسلام، قائدین امت، علماء خلفاء مسلمین سے محبت رکھتے ہیں۔ حالانکہ وہ ہمارے زمانے میں نہیں اور نہ ہم نے ان کے دور سے کوئی منفعت حاصل کی۔

۷۔ محبت روحیہ

کبھی انسان کسی کو پہلی دفعہ دیکھتا ہے تو اس کے دل میں محبت موجزن ہو جاتی ہے۔ اس سے مانوس ہو جاتا ہے، اس کی سنگت میں خوشی ہوتی ہے گویا اسے وہ صدیوں سے جانتا ہے، اپنے نفس سے پوچھتا ہے یہ محبت کیوں؟ یہ انس کیا؟ یہ خوشی اور یہ سرور کیوں؟ اس کا کوئی سبب بظاہر دکھائی نہیں دیتا۔ پہلے نہ واسطہ نہ رابطہ بلکہ پہلی ملاقات تھی بلکہ ہو سکتا ہے ان دونوں کا تعلق ایک شہر سے نہ ہو، ایک قبیلہ سے نہ ہو، ایک علاقہ سے نہ ہو، ہو سکتا ہے جنس مختلف ہو۔ باوجود اس کے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کافی مدت سے جان پہچان ہے۔ اس کے برعکس بھی معاملہ ایسا ہی ہے کسی شخص کو پہلے نہ دیکھا ہوتا ہے نہ سنا ہوتا ہے ان کے درمیان رابطہ، میل جول اور جان پہچان نہیں ہوتی پہلی نظر دیکھتے ہی اس سے بغض اور کراہت محسوس ہونے لگتی ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟ تو اس کا سبب وہ پہلی ملاقات ہے جو خلقت ارواح کے وقت ہوئی تھی اور وہ تعارف ہے جو اس دن ہوا تھا۔ جو اس دن اکٹھے تھے وہ اس میں آپس میں محبت کرتے ہیں اور جو اس دن اکٹھے نہ تھے وہ اس کائنات میں آپس میں نفرت کریں گے۔ اس پر وہ روایت بخاری شاہد ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الارواح جنود مجنودة فما تعارف منها
 ائتلف و ما تناكر منها اختلف
 روحیں ایک اجتماعی لشکر کی مانند
 ہیں۔ آپس میں متعارف ارواح کا
 اجتماع رہا ہوتا ہے اور جو نفرت
 کرتی ہیں وہ جدا رہی ہوتی ہیں۔

۸۔ صفات کاملہ (محبت کا اہم سبب کسی کا کامل الصفات ہونا بھی ہے)

اس کائنات میں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی کامل انسان نہیں، آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے منتخب اور حبیب کے درجہ پر فائز ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہر بعد میں آنے والے کو آپ ﷺ کی ہی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جیسے جیسے کسی انسان کی صفات رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوتی جائیں گی وہ کمال کے قریب ہوتا جائے گا اور وہ اس لئے کہ معصوم فقط آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ آپ ﷺ کے بعد لوگ محفوظ بھی ہو سکتے ہیں۔ خاطی یا عاصی بھی ہو سکتے ہیں تو کمال اضافی چیز ہے لوگوں کے اعتبار سے بھی اور آپ ﷺ کے اعتبار سے بھی، جب ہم دیکھیں گے کہ لوگ اس سے ناقص ہیں تو وہ سب سے کامل ہو گا۔ اور جب حضور ﷺ کی نسبت سے دیکھیں گے تو ہر ایک کا کمال اس کے قرب کے مطابق ہو گا۔ تو جیسے جیسے صفات میں قریب ہوتا چلا جائے گا تو وہ انسان کامل ہوتا جائے گا اور ایسے کاملین سے محبت کرنا لوگوں کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان ائمہ ہدیٰ، صحابہ کرام، علما عاملین اور صالحین و مصلحین کے ساتھ ان کے مقام، رتبہ اور ان کے تزکیہ کے مطابق محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اپنے بندوں کے دلوں میں بھی اس کی محبت ڈال دیتے ہیں پھر اسے قبولیت عامہ نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ آئندہ آ رہا ہے۔ ان عوامل محبت کے بیان کے بعد ہم چاہتے ہیں انہیں حضور ﷺ کی محبت کی نسبت دیکھیں تو یہاں دو کے علاوہ باقی تمام موجود ہیں۔

مذکورہ محبتوں اور محبت نبوی ﷺ کے درمیان تطبیق

محبت جلیہ، محبت فطریہ، محبت مشاکلہ، محبت مصلحت اور محبت صفات کاملہ تمام کی تمام محبت نبوی کے اسباب بننے کی صلاحیت رکھتی ہیں، تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محبت جلیہ آپ ﷺ سے اس لئے ہے کہ آپ ﷺ ہر مسلمان کے لئے بمنزل والد کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

النبي اولى بالمومنين من انفسهم وازواجه
امهتهم
نبی کا حق تمام اہل ایمان پر ان کے
نفوس سے بھی زیادہ ہے اور اس کی
بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انما انا لکم مثل الوالد
میں تمہارے والد کی مانند ہوں۔

اسے امام شافعی، حمیدی، احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن حبان، ابن خزیمہ،
ابو عوانہ، طحاوی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

جب اولاد اپنے والد سے محبت کرتی ہے کیونکہ اس دنیا (جو مصیبتوں اور پریشانیوں کا
گھر ہے) میں وہ اس کے وجود کا سبب ہے۔ اس نے اسے پالا اس پر احسان کیا تو اس پر
محبت نبی ﷺ لازم بلکہ والد سے زیادہ کیونکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی اس کے لئے
دنیا و آخرت میں نجات کا سبب ہے۔ اگر صالح ہوا نبھا ورنہ آپ ﷺ کی شفاعت پائے
گا۔

۲۔ محبت فطریہ جو محبت جمال ہے۔ تو حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی صاحب جمال
نہیں۔ جب کسی مخلوق سے ادنیٰ جمال کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے تو اس ذات
مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا عالم کیا ہو گا؟ جو حسن و جمال صورت میں سب سے بلند اور
صفات و اخلاق میں اتنے بڑھ کر کہ کوئی انسان ان کی نظیر و مثل نہیں بن سکتا تو اب اس
محبت میں بھی دوسروں سے اولیٰ اور احق ٹھہرے۔

۳۔ محبت مشاکلہ، جیسے جیسے صاحب ایمان کے دل میں ایمان قوت پاتا جاتا ہے۔ تو
وہ اصل ایمان میں شریک ہو جاتا ہے اور تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں اور آپ ﷺ
تمام اہل ایمان کے سر تاج اور امام ہیں۔ جب دو آدمی آپس میں اللہ کی خاطر محبت
کریں، اس کی خاطر جمع ہوں، اس کی خاطر جدا ہوں تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عرش کے
سایہ میں جمع فرمائے گا اور اللہ کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے اللہ کے جلال میں
نور کے منبروں پر ہوں گے، جب کسی بھی شخص سے اللہ کی خاطر محبت کرنے سے اللہ
تعالیٰ اتنی محبت دیتا ہے تو کیا عالم ہو گا اس شخص کا جسے رسول اللہ ﷺ سے محبت ہو گی

(اس کا تفصیلی بیان آگے آ رہا ہے)

۴ - محبت مصلحت، اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات میں کوئی حضور ﷺ جیسا ہے؟ جس کا مخلوق پر احسان، انعام، افضال اور منافع آپ ﷺ کے برابر ہوں۔ پھر یہ کسی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو شامل ہیں، آپ ﷺ کے ہی سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہدایت دی، آپ ﷺ ہی کے سبب سے امت کو گمراہی سے بچایا، آپ ﷺ ہی کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے تاریکی سے نکالا، آپ ﷺ ہی کے سبب سے اسے سب سے بہتر امت بنایا اور پھر یہ آخرت میں تمام کی تمام جنت میں جائے گی..... ایسی خیر سے بلند خیر کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ کی قسم اس کے بعد کوئی خیر نہیں یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ کا جو شکر لازم ہوتا ہے۔ بندہ وہ ادا ہی نہیں کر سکتا، تو آپ ﷺ سے محبت کیوں نہیں کرے گا؟

۵ - اسی طرح محبت روحیہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں اس امت کو نبی اکرم ﷺ کی امت بننے کے لئے منتخب فرمایا۔ جیسا کہ آپ ﷺ کو اس امت کا رسول منتخب فرمایا۔ جب معاملہ یہ ہے کہ ان کے درمیان تطابق موجود ہے۔ اسی لئے انسان حریص ہوا کہ وہ اس امت سے پیدا ہو۔ حضور ﷺ کا فرمان اس پر شاہد ہے۔
انا حظکم من الانبياء وانتم حظی من انبياء میں سے میں تمہارا اور امتوں الامم میں سے تم میرا حصہ ہو۔

اسے بزار اور ابن حبان نے رجال صحیح سے روایت کیا۔

۶ - صفات کمال، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ثنا فرمائی، صفات و کمالات اور وہ خصائص عطا فرمائے جو سابقہ انبیاء علیہم السلام میں کسی کو عطا نہ ہوئے۔ اس کے بعد کیا رہ جاتا ہے؟ آپ ﷺ کے اخلاق سارا قرآن ہیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کے خلق کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرمایا کرتیں اللہ کے نبی کا اخلاق سارا قرآن ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

کان رسول اللہ احسن الناس خلقا
آپ ﷺ کا اخلاق تمام لوگوں سے
(البخاری - کتاب الادب) اعلیٰ اور اچھا تھا۔

طرق کثیرہ سے متعدد صحابہ سے منقول ہے۔ مسلم میں حضرت ابن مسعود، حضرت ابوالمہلی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی کو اہل زمین میں خلیل بنانا تو ابوبکر کو بنانا لیکن وہ بھائی اور ساتھی ہیں۔

وقد اتخذ الله عزوجل صاحبكم خليلا
اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو
اپنا خلیل بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت اور خلت دونوں کو جمع فرما دیا ہے۔ یہ شرف عظیم، فضل عمیم اور تکریم عظیم ہے۔ ہر وہ شخص جس کی ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کو مقتدا اور اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
اللَّهَ كَثِيرًا

بے شک تمہیں رسول اللہ کی
پیروی بہتر ہے۔ اس کے لئے کہ
اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو

(الاحزاب - ۲۱) اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کامل الذات اور کامل الصفات نہ ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تمام کے لئے رہنما اور مقتدا نہ بن سکتی، جب اللہ تعالیٰ نے تمام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم

دیا ہے تو یہ واضح کر رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے کامل ہیں

جن اقسام محبت کا تذکرہ ہم نے کیا ہے۔ یہ محبتیں طبعی ہیں اور یہاں مراد نہیں مراد تو

محبت شرعی ہے۔ کیونکہ محبت طبعی کا کوئی اثر اور وجود نہیں یہ اکثر لوگوں میں موجود

ہے۔ مگر وقت آنے پر وہ جھوٹے ثابت ہوتے ہیں، وہی محبت شرعیہ دینیہ (جس پر

گفتگو آ رہی ہے) تو یہ سلوک، اخلاق اور طبائع میں موثر ہے، ایسی محبت والا محبوب

کے اشارے کے تابع ہو جاتا ہے اور اس سے سچے اور جھوٹے کا امتیاز ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم سے محبت کے اسباب

وہ کہتے ہیں کہ عقل ہے۔ علم کی بھرتی ہے۔ سوجھ بھوج ہے اور اس کی
بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ

بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ
بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ
بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ بھرتی ہے کہ آپ

پہلا کتبہ درانی

پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی

پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی

پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی

پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی
پہلا کتبہ درانی

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے علاوہ آپ ﷺ سے محبت کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔ جن کا احاطہ ممکن نہیں کیونکہ ہر فضیلت، ہر منقبت ہر خصوصیت اور صفت آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا کرتی ہے اور یہ کیسے نہ ہو کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس عمل کا حکم دیا ہے اور اس نے اپنے رسول ﷺ کو ایمان کا عنوان بنا دیا ہے۔ اس دین اسلام کی طرف نسبت کے لئے برہان قرار دیا ہے۔

کسی بھی جماعت کی طرف اپنی نسبت کرنے والا، اس کے مؤسس و بانی کا احترام، وقار اور محبت اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے۔ اگرچہ وہ جماعت گمراہی کے لئے قائم ہو تو اس وقت محبت کا عالم کیا ہو گا جب جماعت ہدایت کے لئے قائم کی گئی ہو۔ اس وقت عالم کیا ہو گا جب جماعت دینی ہو۔ پھر کیا عالم ہو گا جب وہ قائم اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہو۔ انسان دین، دنیا اور آخرت کی ہر عزت کو صرف آپ ﷺ کے اتباع، طاعت اور آپ ﷺ کے طریق کو اپنا کر ہی پاسکتا ہے، جب اللہ تعالیٰ نے تمام دروازے بند فرما دیئے اور اعلان فرما دیا کہ کسی کو قبول نہیں کیا جائے گا مگر اسی کو جو اس دروازے سے آئے گا۔ اور وہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع کا دروازہ ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان کو باطل فرما دیا ماسوائے نبی اکرم ﷺ کے دین کے اور وہ اسلام ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا دین ہے تو اس دین کے نبی کا مقام و معاملہ کس قدر بلند ہو گا؟ جس کی اتباع، طاعت اور محبت کا حکم دیا گیا ہے؟ اس لئے ہمارے لئے تمام اسباب محبت نبی کا احاطہ ممکن نہیں اور نہ ہی یہ مقصد ہے ہاں بعض کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ کچھ رہنمائی حاصل ہو جائے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہدایت خلق کا سبب بنایا

جب حضور ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو لوگ گمراہی، تاریکی اور ضلالت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ طاقتور، کمزور کو نکل رہا تھا، جہالت کا دور دورہ تھا، مکمل اندھیرا تھا، شریعت غائب تھی، نیکی، نیکی نہ رہی تھی اور نہ برائی برائی، لوگ افتراق و انتشار کا شکار تھے، کوئی نظام نہ تھا، قبائل کا معاملہ اس کے بڑوں کے رحم و کرم پر تھا، چوری و ڈاکہ، قوت و طاقت کا

سرچشمہ سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم حنین مال غنیمت عطا فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تالیف قلب کے لئے دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیا، انصار کو حصہ نہ دیا، انہوں نے اسے محسوس کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اے انصاریو!

الم اجدکم ضلالاً فهداکم اللہ بی وکنتم
متفرقین فالفکم اللہ بی وعالۃ فاغناکم
اللہ بنی

کیا تم گمراہ نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ
نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت
دی، تم متفرق تھے میری وجہ سے
تمہیں اللہ نے محبت و الفت عطا
فرمائی۔ تم محتاج تھے میری وجہ سے
اللہ تعالیٰ نے تمہیں غنی فرما دیا۔

(البخاری، کتاب المغازی)

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فضیلت عطا فرمائی

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب اس امت کو اکرام، فضیلت، شرف اور ایسے فضائل و خصائص عطا فرمائے جو کسی اور امت میں نہیں، اسے سب سے بہتر امت بنایا، ان کا نام مسلمان رکھا، دین اسلام کے ساتھ اسے مخصوص فرمایا، یہ دین اس کا پسندیدہ ہے۔ اس دین کو امت کے لئے مکمل فرمایا، ان پر اپنی نعمت کا اتمام فرمایا، اس امت کو سابقہ انبیاء علیہ السلام کے حق میں ان کی امتوں کے خلاف گواہ بنایا، ان میں ایک گروہ تا قیامت حق پر قائم رہے گا، پل صراط سے سب سے پہلے یہ امت گزرے گی، سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی، دوسرے لوگوں کو اس کا فدیہ بنایا جائے گا، جنت میں اکثریت اس کی ہوگی، جنت کے سربراہ اسی میں سے ہوں گے، کفار تمنا کریں گے کاش ہم اس امت میں ہوتے اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

۱۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَمُّ بَہْتَرُ هُوَ ان سب امتوں میں جو
لُؤْکُوں میں ظاہر ہوئیں۔ بھلائی کا

وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

(آل عمران - ۱۱۰)

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ ہیں۔

(البقرہ - ۱۴۳)

۳۔ تیسرے مقام پر فرمایا۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

(المائدہ - ۳)

۴۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

نحن الاخرون السابقون يوم القيامة (البخاری، کتاب الجمعة)

ہم دنیا میں آخری، قیامت میں سب سے پہلے ہوں گے۔

۵۔ مسلم کے الفاظ ہیں۔

نحن اول من يدخل الجنة

ہم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الر تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ رَبَّمَا يُودُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

یہ آیتیں ہیں کتاب اور روشن قرآن کی، بہت آرزوئیں کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے۔

(الحجر، ۱ - ۲)

کیا کیا بتائیں جو اس امت کو عطا کیا گیا اگر رسول ﷺ نہ ہوتے تو یہ انعامات ہرگز اسے نہ ملتے تو اب بتائیں آپ ﷺ سے محبت کیوں نہ کی جائے؟ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اور عزت و شرف سے نوازے۔

۳۔ امت سے آپ ﷺ کا تعلق ان کی ذاتوں سے بڑھ کر ہے

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی، صفی اور خلیل حضور ﷺ کو سابقہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کی امتوں سے بڑھ کر تعلق عطا فرمایا اس طرح اپنی امت کے ساتھ ان کی ذاتوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کو تعلق عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ
وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ
الْمُؤْمِنِينَ
بے شک سب لوگوں سے ابراہیم
کے زیادہ حق دار وہ تھے جو ان
کے پیرو ہوئے اور یہ نبی اور ایمان
(آل عمران - ۶۸) والے اور ایمان والوں کا والی اللہ

ہے۔

جس ذات اقدس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام (جو بعد کے تمام انبیاء کے والد ہیں) سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔ وہ تمام سے بھی اولیٰ ہوگی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

انا اولیٰ بموسىٰ منهم
میرا تعلق موسیٰ علیہ السلام سے ان
(البخاری، کتاب مناقب الانصار) سے بڑھ کر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

انا اولیٰ الناس بعیسیٰ بن مریم فی
الدنیا والاخرۃ
میرا تعلق حضرت عیسیٰ سے
دنیا و آخرت میں سب سے بڑھ کر

(البخاری، کتاب احادیث الانبیاء) ہے

جب آپ ﷺ کا تعلق سابقہ انبیاء سے سب سے زیادہ ہے تو اپنی امت کے ساتھ سب سے زیادہ کیوں نہ ہو گا؟ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ
یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے

وَأَزْوَاجَهُ أُمَّهَاتُهُمْ ط (الاحزاب - ۶) زیادہ مالک ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے امت کے ساتھ آپ ﷺ کا تعلق ان کی جانوں سے بھی زیادہ بتایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

انا اولی بالمؤمنین من انفسهم (البخاری، کتاب الکفالیہ)۔ زیادہ ہے۔ میرا تعلق ان کی جانوں سے بھی

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

مامن مؤمن الا وانا اولی به فی الدنیا ہر مومن کے ساتھ دنیا و آخرت والآخرۃ میں میرا تعلق ہر شے سے زیادہ ہے۔

جو ذات اقدس تیری ذات سے بھی تیرے قریب اور حقدار ہے۔ اس کے ساتھ تیرا تعلق کیسا ہونا چاہئے؟ اس محبت و تعلق کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے؟ جو ذات، نفس سے بھی زیادہ حقدار ہو۔ وہ نفس پر مقدم ہوگی بلکہ نفس کو اس کی طاعت و رضا میں فنا کر دینا چاہئے۔

صحابہ کرام کا معمول یہی تھا وہ اپنی ہر قیمتی متاع کو اپنے نبی ﷺ کی طاعت میں قربان کر دیا کرتے، جان کا نذرانہ پیش کرنا ان کے لئے حقیر سا تحفہ تھا۔ حتیٰ کہ حالت جنگ میں آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے سامنے کھڑے ہو جاتے تاکہ آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ ہر کوئی اس تمنا کا اظہار کرتا کہ اس حال میں میرے جسم کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے مگر ایسا نہ ہو کہ میرے نبی ﷺ کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے اور میں اپنے گھر آرام میں بیٹھا رہوں، کتب سیر و مغازی کا مطالعہ کرنے والا شخص جان لے گا۔ ایسی جماعت کائنات میں ان کے سوا کوئی نہیں جن کی تربیت رسول اللہ ﷺ کی مقدس نگاہوں نے فرمائی تھی۔ ہم نے ان کے احوال پر مکمل کتاب ”الشوق الی رسول اللہ ﷺ من الجذع الی ثوبان“ لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کی طباعت جلدی ہو جائے۔

۴۔ امت پر آپ ﷺ کا حریص ہونا

جس قدر آپ ﷺ امت کے غمخوار اور حریص ہیں اور کوئی نبی نہیں۔ اس پر ہمیں خود اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔
(التوبہ - ۱۲۸) تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

آپ ﷺ کی غمخواری میں سے امت پر رحمت و رافت اور اس کا نجات پانا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا میری اور میری امت کی مثال اس شخص کی ہے جس نے آگ جلائی اس میں کیرے مکوڑے کرنے شروع ہو گئے۔

فانا اخذ بحجزكم وانتم تقحمون فيه
(المسلم، کتاب الفضائل) میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر کھینچ رہا ہوں اور تم اس میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔

یعنی آپ ﷺ پیچھے سے پکڑ رہے ہیں تاکہ آگ سے بچ جائیں اور یہ خود اس میں گر رہے ہیں، آپ ﷺ ان کی نجات چاہتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے لئے دونوں جہانوں کی سعادت چاہتے ہیں اور یہ شقاوت چاہ رہے ہیں حالانکہ ان دونوں میں کیا تقابل ہے؟

آپ ﷺ کی غمخواری میں سے اپنی مقبول دعا کو امت کی شفاعت کے لئے موخر و محفوظ کرنا بھی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا ہوتی ہے۔ ہر نبی نے وہ کر لی ہے۔

وانی اختبأت دعوتی شفاعه لامتی یوم
القیامۃ میں نے روز قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لئے دعا کو محفوظ کر لیا

(المسلم، کتاب الفضائل) ہے۔

بخاری و مسلم نے اسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے۔

آپ ﷺ کی امت پر حرص کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ امت کے بارے میں آپ ﷺ کو راضی فرمائے گا اور پریشان نہیں ہونے دے گا۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب
(الضحیٰ - ۵) تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو
جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو العاصؓ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے بارے میں فرمایا۔
رَبِّ اِنَّهُمْ اَضَلُّنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ
اے میرے رب بے شک بتوں
تَبِعَنِي فَاِنَّهٗ مِنِّي
نے بہت لوگ بہکا دیئے تو جس نے
(ابراہیم - ۳۶) میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔
اِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ
اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ
فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں
(المائدۃ - ۱۱۸) بخش دے تو بیشک تو ہی ہے غالب
حکمت والا۔

آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا دیئے اور روتے ہوئے فرمایا۔ اے اللہ میری امت، میری امت، اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو حکم دیا۔ جلدی جاؤ اور پوچھو حالانکہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ رونے کی کیا وجہ ہے؟ جبریل امین نے آکر پوچھا تو آپ ﷺ نے اطلاع دی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبریل میرے نبی کے پاس جا کر خوشخبری سناؤ۔

انا سنر ضیک فی امتک ولانسوؤک
ہم تمہیں امت کے بارے میں
(المسلم - کتاب الایمان) خوش کریں گے۔ ہم پریشان نہیں
ہونے دیں گے۔

جس ذات اقدس کی امت پہ شفقت، رحمت اور رافت و غمخواری کا یہ عالم ہو اس سے
محبت کیوں نہ کی جائے؟

۵۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سراپا رحمت بنایا

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو امت کے لئے سراپا رؤف و رحیم اور تمام جہانوں کے
لئے رحمت بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت
سارے جہان کے لئے (الانبیاء - ۱۰۷)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ
رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم
میں سے وہ رسول جن پر تمہارا
مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری
بھلائی کے نہایت چاہنے والے
مسلمانوں پر کمال مہربان

(التوبہ - ۱۲۸)

اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک اسماء میں سے دو اسماء رؤف اور رحیم عطا فرمائے اور امت
کے حق میں ان دونوں کے ساتھ آپ ﷺ کو موصوف فرمایا۔
اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ارشاد گرامی ہے۔

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ
أَذْنٌ قُلٌّ أُنْزِلَ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ
لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان
غیب کی خبریں دینے والے کو
ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کاہن
ہیں۔ تم فرماؤ تمہارے بھلے کے
لئے کاہن ہیں۔ اللہ پر ایمان لاتے

(التوبہ - ۶۱)

ہیں اور مسلمانوں کی بات پر یقین
کرتے ہیں اور جو تم میں مسلمان

ہیں ان
 کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول
 اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے
 دردناک عذاب ہے۔

امت کے حق میں آپ ﷺ کی رحمت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا مبارک وصال
 پہلے ہو گیا تاکہ امت کے لئے پہلے جا کر انتظام فرما سکیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے
 ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان اللہ عزوجل اذا اراد رحمه امه من عباده
 قبض نبیها قبلها فجعله لها قرطا وسلفا
 بین یدیها
 جب اللہ تعالیٰ کسی امت سے
 رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے
 نبی کو اس سے پہلے وصال عطا فرما
 کر اسے ان کے لئے انتظام کرنے
 (المسلم، کتاب الفضائل)

والا بنا دیتا ہے

دنیا میں آپ ﷺ نے امت پر بہت تخفیف فرمائی۔ مثلاً آپ ﷺ فرمایا کرتے اگر
 مجھے امت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو میں یہ کرتا اور آخرت میں جب
 انبیاء و رسل کرام جیسی ہستیاں نفسا نفسی کے عالم میں ہوں گی تو اس وقت آپ اپنی
 امت کے معاملات کو حل کروا رہے ہوں گے، آپ کی زبان پر اللهم امتی امتی ہو گا،
 امت کی فکر میں ہوں گے اور اپنی ذات کو اپنے رب عزوجل کے سپرد کر دیں گے،
 آپ کی اللہ تعالیٰ کی رحمت، امت کی خاطر حاصل کرنے میں آگے ہوں گے اسی طرح
 حوض کوثر پر بھی پہلے بھیجے گئے ﷺ تو جب صورت حال یہ ہے تو وہ محبوب کیوں نہیں؟
 صلوات اللہ و سلامہ علیہ

۶۔ سابقہ امتوں کے بوجھ امت سے ختم

حضور ﷺ کی امت سے شفقت و رحمت یہ بھی ہے کہ آپ نے وہ تمام بوجھ اور
 بیڑیاں کاٹ ڈالیں جو سابقہ امتوں کے پاؤں میں تھیں۔ امت کے لئے طیبات کو حلال
 اور خبثات کو حرام فرمایا۔ ہر خیر کی طرف امت کی رہنمائی فرمائی اور ہر شر سے امت کو
 بچنے کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔ تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جیسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین، اسلام کو آسان تر بنایا اس میں کسی قسم کی کوئی تنگی، حرج اور مشقت نہیں رکھی، اسے فطرت کے مطابق بنایا تاکہ دائمی طور پر اس کی دعوت دی جا سکے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

هُوَ أَجْتَبَكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ

اس نے تمہیں پسند کیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔

(الحج - ۷۸)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ

اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی

(المائدہ - ۶)

و رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْهَا
لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ
بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ
النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْنُوزًا عِنْدَهُمْ
فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا أُولِي الْأَبْصَارِ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

(الاعراف ۱۵۶ - ۱۵۷)

رکھے۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ
الْعُسْرَ
اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر
دشواری نہیں چاہتا۔

(البقرہ - ۱۸۵)

تخفیف کی ایک مثال ملاحظہ کیجئے کہ بنی اسرائیل میں توبہ بصورت قتل تھی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ أَنْتُمْ
أَنْفُسَكُمْ بَاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ
بَارئِكُمْ فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
عِنْدَ بَارئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا
اے میری قوم تم نے بچھڑا بنا کر
اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اپنے پیدا
کرنے والے کی طرف رجوع لاؤ۔
تو آپس میں ایک دوسرے کو قتل
کرو یہ تمہارے پیدا کرنے والے
کے نزدیک تمہارے لئے بہتر ہے تو
اس نے توبہ قبول کی بیشک وہی
ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

(البقرہ - ۵۴)

اور اسلام میں توبہ، گناہ پر ندامت اس پر مغفرت و معافی مانگ لینا اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا
عزم کر لینا ہے، اگر وہ حقوق العباد میں سے ہوں تو اس پر ان سے بھی معافی مانگ لی
جائے، کیا اس سے بڑھ کر بھی آسان توبہ ہو سکتی ہے؟ دوسری مثال سامنے رکھئے جب
سابقہ قوموں کے کپڑے یا جسم پر پیشاب لگ جاتا تو اسے چاقو وغیرہ سے کاٹنا پڑتا جیسا کہ
حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے متفق علیہ حدیث میں مروی ہے لیکن ہمارے دین اسلام میں پانی
سے دھو لینا کافی ہے۔ جس ذات اقدس نے ایسی شریعت لا کر دی ہو، سابقہ امتوں کے
بوجھ ختم کر دیئے ہوں تو اس کی جزا سوائے محبت، احترام و وقار کے اور کیا ہوگی؟

۷۔ اہمت کی خاطر آپ ﷺ کے دل انور کا اضطراب

کاش مسلمان وہ جان لیں جو آپ ﷺ کے قلب کبیر و رحیم پر اپنے (اہل اتباع) مومنین کے شوق و محبت میں گزرتی ہے۔ جو ان کی ہدایت، نجات اور دنیا و آخرت کی پریشانیوں سے ازالہ کے لئے آپ ﷺ کی حرص ہے، دن رات آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر کیا گزرتی ہے، آپ ﷺ ان کی کس طرح فکر مندی میں رہتے ہیں، ان کے دنیا اور آخرت میں لاحق خوف پر آپ ﷺ کتنے پریشان و غمگین رہتے ہیں، ان کی کوتاہیوں، عدم اتباع اور ان کے اعراض و غفلت پر غم، حزن، افسوس اور جزع و نزع میں آپ ﷺ کا دل انور ٹوٹ ٹوٹ جاتا ہے، ان پر آنے والی مشقت آپ ﷺ پر گراں گزرتی ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کئی دفعہ تسلی دیتا ہے تاکہ کہیں آپ ﷺ اپنے آپ کو اس غم اور پریشانی میں ہلاک و قتل نہ کر ڈالیں، کاش مسلمان مذکورہ کیفیت اور دیگر کیفیات سے آگاہ ہو جاتے جو ان سے کئی گنا بڑی ہیں تو وجد، شوق اور آپ ﷺ کی محبت میں پگھل جاتے بلکہ اس شرمندگی اور حیا پر پگھل جاتے جو آپ ﷺ کی اتباع میں برت رہے ہیں، آپ ﷺ سے دور ہونے پر روتے، اپنے اعراض اور قلت اتباع پر آنسو بہاتے، یہ سوچتے ہم کل حوض کوثر یا پل صراط یا محشر میں کس منہ سے ملاقات کریں گے۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کی ان دردناک کیفیات سے آگاہ تھے۔ اس لئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں ہر وہ شے فدا کر دی جس کے آپ ﷺ اہل تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منتخب فرمایا اور اس کا انہیں اہل اور حقدار بنایا، ارشاد فرمایا

وَكَاؤُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا
اور وہ اس کے زیادہ سزاوار اور
(الفتح - ۲۶) اس کے اہل تھے۔

قرآن میں کئی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو تسلی دی تاکہ کہیں آپ ﷺ غم، پریشانی اور حزن کی وجہ سے ہلاکت میں نہ پڑ جائیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فَلَعَلَّكَ بِنِجْعِ نَفْسِكَ عَلَيَّ إِثْرِهِمْ إِنْ لَمْ
ان کے پیچھے اگر وہ اس بات پر
يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا

(۱ لکھنؤ - ۶) ایمان نہ لائیں غم سے۔

یعنی آپ ﷺ ان کے اعراض پر غم، پریشانی اور افسوس پر اپنے آپ کو قتل یا ہلاک نہ

کریں۔

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٍ إِنَّ اللَّهَ
عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

نہ جائے اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ
(الفاطر - ۸) وہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کتنے پیارے انداز میں آپ ﷺ کی پریشانی کا ازالہ فرما دیا۔ تاکہ
آپ ﷺ کا غم دور ہو اور ان کے اعراض پر بطور حسرت و افسوس اپنے آپ کو ہلاک نہ
کریں، کیا مقام ہے اس قلب اقدس کا جسے امت کے غم کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ
تسلی دلا رہا ہے۔ یاد رہے آیات میں بیان کردہ غم و ملال کفار کے بارے میں ہے، اہل
ایمان کے بارے میں آپ ﷺ کے غم و پریشانی کا عالم کیا ہو گا؟
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

پیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم
میں سے وہ رسول جن پر تمہارا
(التوبہ - ۱۲۸) مشقت میں پڑنا گراں ہے۔

یعنی امت پر ہر شاق معاملہ آپ ﷺ پر گراں گزرتا ہے بلکہ ہر معاملہ امت میں
آپ ﷺ آسانی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ کی شریعت، نہایت آسان،
کامل اور آرام دہ ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ آسان فرمادے۔

ایسے قلب انور رحیم و شفیق کا کیا بدلہ دیا جا سکتا ہے۔ اور ایسے صاحب دل کو کیا
پیش کیا جا سکتا ہے؟ صلوات اللہ و سلامہ علیہ

یہی وجہ ہے جب روز قیامت کافر اس امت کی جہنم سے نجات اور جنت کی نعمتوں میں
ان کی اقامت دیکھیں گے تو تمنا کریں گے کاش ہم بھی ان میں شامل ہو کر یہ
فضل و تکریم اور احسان حاصل کر لیتے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

الرِّفْقَ تَلَسَّكَ آيَاتِ الْكِتَابِ وَقُرْآنِ مَبِينٍ
رُبَّمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ

یہ روشن کتاب کی آیات ہیں کافر آرزو
کریں گے کاش مسلمان ہوتے،
(الحجرات - ۱۲)

۸۔ آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت

اور اللہ تعالیٰ نے جن شانوں سے آپ ﷺ کو نوازا ہے۔ ان میں شفاعت بھی ہے۔ آپ ﷺ کو دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت شفاعت عظمیٰ کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کو متعدد شفاعتیں بھی عطا کی گئیں ہیں۔ مثلاً جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ اس کو دوزخ سے نکالنے اہل صغائر اور اہل کبائر کے لئے ایسی شفاعت جو رونہ ہو میدان محشر میں مخلوق کی تکلیف رفع کرنے کے لئے اور دخول جنت کے لئے، ان تمام کا تفصیلی تذکرہ اور ان پر دلائل ہم نے اپنی کتاب الخصائص میں ذکر کئے ہیں۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئیں۔ ان میں سے ایک اعطیت الشفاعۃ شفاعت کا درجہ دیا گیا ہے۔

(البخاری - کتاب التیمم)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
انا سید الناس یوم القیامۃ میں روز قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گا۔

آگے چل کر فرمایا۔

فیاتونی فیقولون یا محمد انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وقد غفر لک ماتقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک (البخاری، کتاب احادیث الانبیاء)

لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے یا محمد آپ ﷺ اللہ کے رسول، خاتم النبیین، آپ ﷺ کے اگلے پچھلے معاف ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔

آپ ﷺ اپنی امت کے ان لوگوں کی شفاعت بھی فرمائیں گے۔ جو دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے ماسوائے ان لوگوں کے جن پر دوزخ دائمی ہو جائے گی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے (البخاری، کتاب التفسیر)

آپ ﷺ کی شفاعت محض اہل صغائر کے لئے ہی نہیں بلکہ اہل کبائر کے لئے بھی ہے۔ جیسا کہ امام احمد، طیالسی، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے اسے صحیح کہا، ترمذی نے حضرت جابر سے روایت کر کے حسن کہا۔ ابن حبان اور حاکم نے صحیح کہا اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا اور ایسی روایت دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے یہی وجہ ہے معراج کی رات جب حضور ﷺ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کر کے آگے گزرے تو وہ رو دیئے رونے کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل
الجنة من امته اکثر ممن یدخلها من
امتی
امتی میری امت سے زیادہ جنت
میں اس لئے رویا ہوں یہ نوجوان
میرے بعد دنیا میں گئے لیکن ان کی
امت میری امت سے زیادہ جنت
(البخاری - باب المعراج) میں داخل ہوگی۔

حضرت ابوسعید کی روایت میں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بنی اسرائیل کہتے ہیں میں اللہ کے ہاں سب سے معزز ہوں
وہذا اکرم علی اللہ منی
اور اللہ کے ہاں یہ (حضور) مجھ
سے معزز ہیں۔

اموی نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں۔
لوکان ہذا وحده ہان علی ولکن معہ
امته وہم افضل الامم عنداللہ
(فتح الباری، ۷ = ۲۱۱)
جو اللہ کے ہاں تمام امتوں سے
افضل ہے۔

اس لئے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جنت میں آپ ﷺ کی امت زیادہ داخل ہوگی۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

انی لارجوان تکونوا شطر اہل الجنة
(البخاری، کتاب الرقاق) میں امیدوار ہوں تم اہل جنت کا
نصف ہو گے۔

بلکہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

ثلثی اهل الجنة
تم اہل جنت کا دو تہائی ہو گے۔

(مسند احمد، ۵ = ۳۳۷)

ہر امتی جنت میں داخل ہو گا۔ البتہ جس نے نافرمانی کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی تکذیب کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گناہ یہود و نصاریٰ پر ڈال دیئے جائیں گے۔ جیسا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ (المسلم - کتاب التوبہ)

نافرمان اگر کافر ہوا تو وہ جنت میں کبھی داخل نہیں ہو گا اور اگر مسلمان ہے تو ابتدائی طور پر داخل ہونے والوں میں نہیں ہو گا ہاں بعد میں داخل ہو گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے بارے میں خوش فرمائے گا۔ جیسا کہ پیچھے بیان کر چکے۔
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب
(الضحیٰ - ۵) تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حوالے سے اللہ کے ہاں یہ تکریم ہے تو اب ان لوگوں کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیسا معاملہ ہونا چاہئے جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ہی سب کچھ ہیں؟ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو یہ عطا عام اور فضل عظیم کہاں نصیب ہوتا؟

۹ - آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا احباب سے ملاقات کا اشتیاق

کامل و تام اور نافع محبت وہ ہوتی ہے۔ جو دو ہم مرتبہ کے درمیان ہو۔ لیکن شریف اور رزیل کے درمیان یا کامل و ناقص کے درمیان یا بلند اور پست کے درمیان تو یہ پہلے کا فضل و کرم ہوتا ہے ورنہ دوسرے کا کیا مقام؟ تو کیا صورت ہو گی جب ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری طرف امت کے افراد، پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب ایک طرف خود خالق ہو اور دوسری طرف مخلوق؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
(المائدہ - ۵۴) وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا

پیارا

دوسرے مقام پر فرمان ہے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ط
اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے
(المائدہ - ۱۱۹) (التوبہ - ۱۰۰) راضی۔

(المجادلہ - ۲۲) (البینتہ - ۸)

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی محبت اور رضا کو پہلے اور پھر بندوں کی محبت اور رضا کا بیان فرمایا۔ جو سراسر کرم ہی کرم ہے۔

جب کامل، ناقص سے محبت میں پہل کر رہا ہو تو یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ناقص معذرت کرے یا محبت میں تاخیر کرے بلکہ ہونا تو اس کے خلاف چاہئے تھا کہ اس سے محبت، شوق اور سعادت میں جلدی کی جاتی۔ کیونکہ یہ اس کی محبت کا بدلہ ہے جو برابر نہیں بلکہ نہایت بلند ہے بلکہ اگر دونوں برابر ہوں تب بھی محبت میں جلدی کی جائے کیونکہ دوسرے کی محبت کے جواب میں تاخیر بلا و مصیبت ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ومن البلیۃ ان تحب ولا یحبک من عند

(یہ بہت بڑی مصیبت ہے کہ تو محبت کرے اور تیرا محبوب تجھ سے محبت نہ کرے)

ویصد عنک بوجہہ وتلع انت فلا تغبہ

(اور وہ اپنا چہرہ تجھے نہ دکھائے، اور تو اس سے غائب ہی نہ ہو)

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبت کرنے والوں اور احباب کے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر فرماتے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان تشریف لائے اور فرمایا اے اہل ایمان تم پر سلام اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے ساتھ آملنے والے ہیں۔

ووددت انا قد رأینا اخواننا
میں اپنے بھائیوں کو دیکھنا چاہتا
ہوں۔

ہم نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اولسنا اخوانک یا رسول اللہ؟

کے بھائی نہیں؟

انتصر اصحابی و اخواننا الذین لم یأتوا تم میرے اصحاب ہو، میرے بھائی
بعد ابھی آئے نہیں۔

ہم نے عرض کیا آپ ﷺ انہیں کیسے پہچانیں گے جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے؟
فرمایا کیا تم نہیں دیکھتے پانچ کلان گھوڑے کا مالک دوسرے گھوڑوں میں اسے پہچان لیتا
ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہاں۔ فرمایا۔

فانہم یأتون غرا محجلین من الوضوء وہ آئیں گے تو پانچوں وضو والے
انا فرطہم علی الحوض (المسلم، کتاب الطہارۃ) ان کا حوض پر انتظار کروں گا۔
اعضاء چمک رہے ہوں گے۔ میں

محبت کرنے والے کی جزا اس سے محبت کرنا ہی ہے اور اشتیاق رکھنے والے کی جزا اس
کا اشتیاق رکھنا ہی ہوتا ہے۔ عنقریب اس پر گفتگو آ رہی ہے۔

۱۰۔ آپ ﷺ کی صفات جمال و کمال

ہم آپ ﷺ کے اوصاف کے بارے میں کیا کہیں؟ جبکہ آپ ﷺ کا ہر نعت خواں
یہی کہتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ ہم نے آپ ﷺ کی مثل نہ پہلے کوئی دیکھا اور نہ آپ ﷺ
کے بعد، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو حسن صورت اور حسن اخلاق سے نوازا تو اس
رسول اللہ ﷺ کو کیسے نوازا ہو گا جو تمام جمال و کمال کا جامع ہے؟ حضور ﷺ تمام مخلوق
سے بڑھ کر اللہ عزوجل کی معرفت رکھتے ہیں، آپ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی خشیت سب
سے زیادہ تھی، آپ ﷺ سب سے بہادر، خلق اور خلق میں سب سے اعلیٰ، سب سے
بڑے سخی، سب سے خوبصورت، تیز ہوا سے بڑھ کر سخاوت فرمانے والے، معرکوں میں
بڑے بڑے آپ ﷺ کی پناہ لیتے، کبھی سوال پر انکار نہیں فرمایا۔ کثیر العطاء

سلام کے وقت دوسرے کے ہاتھ چھوڑنے سے پہلے ہاتھ نہ چھوڑتے، آپ ﷺ کا ہر
ہم مجلس اپنے آپ ﷺ کو سب سے قریب تصور کرتا، آپ ﷺ نوجوان پردہ دار بچی

سے بھی زیادہ صاحب حیا تھے، خرچ کرتے وقت فقر کا کبھی خوف لاحق نہ ہوتا، بچوں اور عیال کے ساتھ شفقت فرماتے، مزاح فرماتے، ہر حال میں صرف حق ہی کہتے، فحش گو نہ تھے، ہاتھ سے کبھی کسی کو نہ مارا نہ کسی خاتون کو اور نہ کسی خادم کو، ہاں حدود شریعت کی وجہ سے سزا دی، کبھی ذاتی وجہ سے ناراض نہ ہوئے، کسی سے انتقام نہ لیتے مگر اس صورت میں جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حدود توڑتا، جب صحابہ گفتگو کرتے آپ ﷺ ان کے ساتھ شریک ہوتے، جب وہ کلام کرتے آپ ﷺ متوجہ ہو کر سنتے، ہم مجلس کی طرف پورے متوجہ ہوتے، اکثر تبسم فرماتے، خواتین پر نہایت ہی رحیم تھے، لوگوں میں شامل رہتے، بچے پانی لے کر دم کروانے آتے تو ٹھنڈا ہونے کے باوجود اس میں ہاتھ داخل فرماتے، آپ ﷺ کی خدمت میں لونڈیاں اور بچیاں آتیں ان کی ضروریات پوری کرنے تک کھڑے رہتے۔ آپ ﷺ گناہوں کے نام سے بھی دور تھے۔ دو معاملات میں اختیار ملتا تو آسان کو پسند فرماتے۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو، اگر گناہ ہو تو اس سے سب سے دور رہتے، چشم پوش، آسانی پیدا فرمانے والے، سخت نہ تھے اور نہ ہی غلیظ بازار میں آواز نہ لگاتے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے، ہاں عفو و درگزر سے کام لیتے۔

آپ ﷺ متواضع، زردبار، صبر والے، شفیق، رؤوف، رحیم، مہربانی والے، غم خوار، بچوں پر رحیم، بڑوں کے غمخوار، نرم دل، پاکیزہ نفس، منقی جسم، کریم الاخلاق کامل الشمائل، کامل العبادۃ اتنا قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک سوج جایا کرتے، اپنے رب کے شکر گزار، صاحب حیا، پردہ پوش، خندہ پیشانی والے، شدید خوف رکھنے والے، پاکیزہ اور اعلیٰ نسب، رب پر متوکل، اسی کا سہارا لینے والے، امت پر شفیق، امت کو نقصان سے باخبر فرمانے والے، آپ ﷺ کا جسم خوشبو دار اور نہایت ہی ملائم تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے کوئی خوشبو اور کستوری آپ ﷺ کی خوشبو سے بڑھ کر نہیں پائی، میں نے آپ ﷺ کے جسم سے بڑھ کر کسی حریر و دیباچ کو نرم نہیں پایا، آپ ﷺ کا پسینہ موتیوں کی طرح تھا اور ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھا، حضرت ام سلیم اسے شیشی میں محفوظ کر لیا کرتیں پھر اسے بطور خوشبو استعمال کیا کرتیں۔ آپ ﷺ کا رنگ مبارک سفید اور چہرہ اقدس من ٹھار تھا۔ ﷺ

ہمارے لئے آپ ﷺ کی تعریف اور وصف کرنا ممکن ہی نہیں، اس عمل سے صحابہ کی زبانیں اور عبارات عاجز ہیں ہماری کیا حیثیت ہے؟ ہم اس ذات اقدس کی تعریف کر بھی کیا سکتے ہیں؟ جسے اس کے مولیٰ نے صاحب کمال و جمال بنایا، تمام مخلوق اور بندوں سے بہتر بنایا اور اپنے مخصوص بندوں میں سے بھی منتخب فرمایا ﷺ

ہم جو کچھ ذکر کر رہے ہیں یہ محض تقریب ہے نہ کہ مقاربت، یہ تنبیہ ہے تعین نہیں

جس ذات اقدس کی یہ عظیم شان ہو اسے محبوب کیوں نہ بنایا جائے؟ انسان ایسی شخصیت کے قرب کا شوق رکھتا ہے اور اس کی جناب میں حاضری کی تمنا رکھتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی عمل ہے۔

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خصائص اور معجزات سے نوازا

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی، حبیب اور صفی ﷺ کو تمام مخلوق سے افضل، تمام رسل سے معزز بنایا، آپ ﷺ کی قدر و منزلت کو عظیم، مقام کو بلند اور درجات کو اعلیٰ بنایا۔ ایسے خصائص سے نوازا جو دیگر انبیاء علیہم السلام میں بھی نہیں پائے جاتے، ایسے امتیازات، کرامات اور معجزات دیئے جن کا مقابل نہیں، کسی دوسرے میں وہ نہیں پائے جاتے، آپ ﷺ کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے عمد لیا گیا حضرت آدم علیہ السلام ابھی کیچڑ میں تھے تو آپ ﷺ اس وقت بھی نبی تھے، آپ ﷺ پہلے مسلمان اور خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ کا تعلق انبیاء سے ان کی امتوں سے بھی زیادہ ہے۔ اہل ایمان کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیادہ ہے، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو تمام اہل ایمان کی مائیں بنایا، آپ ﷺ کو بندوں پر سراپا احسان قرار دیا۔ تمام خلق سے بہتر اور اولاد آدم کا سربراہ بنایا، آپ ﷺ کی طاعت اور بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت و بیعت قرار دیا ہے۔ اللہ پر ایمان کو آپ ﷺ کی ذات پر ایمان کے ساتھ متصل فرمایا، آپ ﷺ رحمۃ للعالمین اور اہل ایمان کے لئے رؤف رحیم ہیں، آپ ﷺ کی رسالت کو عام بنایا، آپ ﷺ کی حفاظت و عصمت کا ذمہ لیا، آپ ﷺ کی زندگی اور شہر کی قسم اٹھائی، آپ ﷺ کو نام لے کر نہ پکارا، نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا، بلکہ

یوں پکارنے کا حکم دیا یا رسول اللہ، یا نبی اللہ ﷺ آپ ﷺ کی آواز پر آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا، سراپا نور بنایا۔ آپ ﷺ کے بلانے پر فی الفور حاضر ہونا لازم فرمایا۔

آپ ﷺ پر درود و سلام کو دائمی بنایا، اسراء و معراج عطا فرمایا، شق صدر اور شق قمر کا معجزہ دیا۔ باوجودیکہ آپ ﷺ معصوم ہیں آپ ﷺ خطا نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے معاملات پر بخشش کا اعلان فرمایا، آپ ﷺ کو جوامع الکلم عطا کیا گیا، تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں، رعب کے ساتھ مدد کی گئی، اللہ تعالیٰ اور مقرب فرشتوں نے آپ ﷺ کی گواہی دی، آپ ﷺ کے ظاہری حیات کے وقت کو تمام ادوار سے افضل بنایا، بیت المقدس میں تمام انبیاء کا امام بنایا بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے امتی امام کے پیچھے نماز ادا کریں گے، آپ ﷺ پیچھے بھی آگے کی طرح دیکھتے، آپ ﷺ کا خواب حق تھا، آپ ﷺ پر تمام انبیاء ان کی امتوں سمیت پیش کئے گئے، علوم غیبیہ پر آپ ﷺ کو مطلع فرمایا، دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت رکھی گئی، آپ ﷺ کو شاہد، مبشر، نذیر، اللہ کی طرف داعی اور سراج منیر بنایا، آپ ﷺ کو شفاعت عظمیٰ کا تاج پہنایا گیا ﷺ

روز قیامت سب سے پہلے آپ ﷺ اٹھیں گے۔ آپ ﷺ وفد انبیاء کے امام اور خطیب ہوں گے، تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، پل صراط سے آپ ﷺ کا گزر پہلے ہو گا۔ جنت کے دروازے پر آپ ﷺ ہی پہلے دستک دیں گے، پہلے داخل بھی آپ ﷺ ہی ہوں گے۔ آپ ﷺ ہی کو مقام وسیلہ و فضیلت عطا کیا گیا ہے، مقام محمود، حوض محشر اور کوثر بھی آپ ﷺ کے ہیں، آپ ﷺ کے ہاتھ میں جھنڈا ہو گا، آپ ﷺ تمام انبیاء اور مرسلین کے سردار ہیں۔ سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے اور شفاعت قبول کی جانے والے ہیں۔ روز قیامت آپ ﷺ کی امت سب سے زیادہ ہو گی، حالت مایوسی میں آپ ﷺ ہی بشارت و خوشخبری دینے والے ہوں گے ﷺ

اس کے علاوہ بھی کثیر امتیازات ہیں جن کا ذکر ہم نے ”فضائل النبی الکریم“

الخصائص التي انفرد بها" اور "عظیم قدرہ" میں شواہد اور دلائل کے ساتھ کیا ہے۔

جس مقدس ہستی کی ایسی ان گنت شانیں ہوں اس سے محبت، اس کا احترام و اکرام کیوں نہ کیا جائے، اور اس کی ملاقات و دیدار کا شوق کیوں نہ رکھا جائے؟

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم دے رکھا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی اور حبیب ﷺ کے احترام، وقار اور عزت و قدر کرنے کا حکم دیا ہے۔ انہیں تعلیم دی ہے کہ آپ ﷺ کا نام لے کر نہ بلاؤ بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہو۔ بخلاف سابقہ انبیاء علیہم السلام کے انہیں ان کی امتیں نام لے کر بلایا کرتیں، اس اسلوب کو خود باری تعالیٰ نے اختیار فرمایا کہ آپ ﷺ کو کہیں بھی نام لے کر خطاب نہیں فرمایا۔ بلکہ نبوت و رسالت کے ساتھ خطاب فرمایا، بخلاف سابقہ انبیاء کے کہ انہیں نام لے کر خطاب فرمایا کچھ مثالیں ملاحظہ کیجئے آپ ﷺ کے بارے میں خطاب فرمایا۔

۱۔ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

اے رسول ﷺ پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے

(المائدہ - ۶۷)

۲۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے۔ اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے۔

(الانفال - ۶۴)

جبکہ دیگر انبیاء کو یوں خطاب فرمایا۔

يُنُوحُ اهْبِطْ بِسَلْمٍ

اے نوح کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام ہیں۔

(ہود - ۴۸)

يَمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ

اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ

(القصص - ۳۰)

اے ابراہیم بیشک تو نے خواب سچ
کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے
نیکوں کو۔

يَا اِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ
نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ
(الصفت، ۱۰۴ - ۱۰۵)

آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا۔

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا
نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک
دوسرے کو پکارتے ہو۔

لَا تَحْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا
(النور - ۶۳)

جبکہ امم سابقہ میں تھا۔

بولے اے نوح تم سے جھگڑے اور
بہت ہی جھگڑے

قَالُوْۤا يٰنُوْحُ قَدْ جَدَلْتَنَا فَاكْثَرْتَ جِدَالِنَا
(هود - ۳۲)

کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے
رب سے دعا کرو۔

قَالُوْۤا يٰمُوْسٰى اذْعُ لَنَا رَبِّكَ
(الاعراف - ۱۳۴)

آپ ﷺ کے بارے میں فرمایا، آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند نہ کرو جیسا کہ باری تعالیٰ
کا فرمان ہے۔

اے ایمان والو اپنی آوازیں
اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے
(نبی) کی آواز سے اور ان کے
حضور چلا کر نہ کہو۔ جیسے آپس میں
ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو
کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ
ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔
بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست
کرتے ہیں۔ رسول اللہ کے پاس

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْۤا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اِنْ تَحْبَطْ اَعْمَالُكُمْ
وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغْضُوْنَ
اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْۤا بِاللّٰهِ فَلَوْ اَنَّهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ
وَاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ
وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۴
وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْۤا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ

خَيْرًا لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾

(الحجرات - ۲ - ۵)

وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز
گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے
لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔
بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر
سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے
عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے
یہاں تک کہ تم آپ ﷺ ان کے
پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے
لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔

آواز بلند کرنے سے منع فرمایا اور پست آواز کرنے والوں کی مدح فرمائی اس کے بعد بھی
کوئی تکریم کا درجہ ہوتا ہے؟
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٨﴾
لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

(الفتح - ۸ - ۹)

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر
اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ
اے لوگو تم اللہ اور اس کے
رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی
تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ
کی پاکیزگی بیان کرو۔

جو لوگ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالاتے ہیں ان کا درجہ اور ثواب یوں بیان فرمایا۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ (الْبِي)
قوله تعالى) فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَ
نَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ
وہ جو غلامی کریں گے اس رسول
بے پڑھے غیب کی خبریں دینے
والے کی تو وہ جو اس پر ایمان

هُمْ الْمُفْلِحُونَ

لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور

(الاعراف - ۱۵۷) اسے مدد دیں اور اس نور کی

پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا

وہی بامراد ہوئے۔

اور توقیر، محبت سے بلند ہے جیسا کہ آئے گا، جب اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے نبی کی توقیر کا

مطالبہ فرما رہا ہے تو اسے آپ ﷺ سے کس قدر محبت ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ ہمیں آپ ﷺ

کی توقیر، تعظیم اور مدد کا حکم دے رہا ہے۔ تو کیا یہ محبت اور تعظیم کا تقاضا نہیں؟

۱۳ - آپ ﷺ کی چاہت کو اللہ تعالیٰ کا جلدی پورا فرمانا

آپ ﷺ کی محبت اور رضا جوئی کے وجوب پر ایک اہم دلیل یہ بھی ہے۔ اللہ

تعالیٰ بغیر مطالبہ کے آپ ﷺ کی چاہتوں کو پورا فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوْ

لِيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا

وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهُ

(البقرہ - ۱۴۴)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا

آسمان کی طرف منہ کرنا۔ ضرور ہم

تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی

طرف جس میں تمہاری خوشی ہے

ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی

طرف اور اے مسلمانو تم جہاں

کہیں ہو اپنا منہ اس کی طرف

کرو۔

یہ رضا محبت ہے کیونکہ آپ ﷺ کو بیت المقدس کی طرف نماز کا حکم دیا گیا تھا۔

ان خواتین کے بارے میں جنہوں نے اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کیا تھا یہ آیت

مبارکہ نازل ہوئی۔

تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤَيِّ إِلَيْكَ مَنْ

تَشَاءُ ط وَمَنْ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا

جُنَاحَ عَلَيْكَ

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور

اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور

جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے

(الاحزاب - ۵۱) تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم
پر کچھ گناہ نہیں۔

تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ
ما اری ربک الا یسارع فی ہواک میں آپ ﷺ کے رب کو
(فتح الباری، ۹ = ۱۶۵) آپ ﷺ کی چاہت کو جلدی پورا
کرتے دیکھتی ہوں۔

یہاں ”فی ہواک“ کا معنی ”فی رضاک“ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی رضا اور شوق کو بغیر مطالبہ کے پورا فرماتا ہے۔ صرف
اس بنیاد پر کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ یہ میرے نبی ﷺ کی چاہت ہے تو مسلم غلام کی
حالت کیا ہونا چاہئے؟ وہ کیوں نہ آپ ﷺ سے محبت کرے گا اور اپنے رب کے
فضل و لطف کو حاصل کرے گا؟

۱۳۔ ہر تعلق رکھنے والی شئی کی تکریم

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہر شئی کی تکریم فرمائی ہے۔
آپ ﷺ کے نسب کو سب سے بہتر نسب بنایا، آپ ﷺ کی اہل بیت سے رجس کو
دور فرما دیا اور پاکیزگی عطا فرما دی، آپ ﷺ کے ساتھ ان پر درود و سلام کا حکم دیا،
قربت داروں سے محبت کو لازم فرما دیا۔ ارشاد فرمایا۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ط
تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ
اجرت نہیں مانگتا مگر قربت کی
(الشوریٰ - ۲۳) محبت۔

آپ ﷺ کی قوم اور خاندان کو شرف و بلندی بخشی
وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ
اور بے شک وہ شرف ہے
(الزخرف - ۴۴) تمہارے لئے اور تمہاری قوم کے

لئے۔

یعنی یہ آپ ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کی قوم کے لئے شرف ہے، آپ ﷺ کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں بنایا، آپ ﷺ کے بعد ان کا نکاح حرام فرما دیا، آپ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تمام جنتی خواتین اور نساء عالمین کی سردار بنا دیا، ان کی والدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں محل دیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جنتی نوجوانوں کا سردار بنایا۔ آپ ﷺ کے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو سید الشهداء کا درجہ دیا، آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو اہل تقویٰ اور تمام مخلوق پر فضیلت بخشی تاکہ وہ اس کے نبی کے عظیم ساتھی بنیں، آپ ﷺ کے وقت کو تمام اوقات سے افضل فرمایا، آپ ﷺ کے قبلہ کو پہلا گھر بنایا، آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود لیا، آپ ﷺ کے شہر کو حرم بنایا، اس کی قسم کھاتے ہوئے سورۃ البلد نازل فرمائی، شہر مدینہ کو حرم بنایا، منبر پاک کو حوض پر رکھا، ریاض الجنۃ عطا فرمایا، احد کو جنتی قرار دیا، آپ ﷺ کی مسجد کو یہ عزت بخشی کہ اس میں ہر نماز کا ثواب ہزار نماز کے برابر قرار دیا مسجد حرام، بیت المقدس کے ساتھ ساتھ اس کی طرف سفر کی اجازت دی، آپ ﷺ کی امت کو امت وسط، خیر الامم اور تمام سابقہ امتوں پر گواہ بنایا آپ ﷺ کا ہمزاد مسلمان ہو گیا جو خیر کا ہی کہتا پھر شفاعت کا درجہ دیا تاکہ سب کو آپ ﷺ کی فضیلت کا علم ہو جائے، اس کے ساتھ ساتھ پھر فرمایا۔

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ
اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب
(الضحیٰ - ۵) تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو
جاؤ گے۔

جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو یہ عطا فرما رہا ہے اور یہ سب آپ ﷺ کی تکریم و عزت ہے تو ہم کیوں نہ آپ ﷺ کی قدر، عزت اور تعظیم کریں، ہم آپ ﷺ سے محبت کیوں نہ کریں؟

۱۵۔ ہمارے ساتھ نیکی کرنے کا بدلہ

شرعاً عقلاً فرض ہے جو تمہارے ساتھ کوئی نیکی کرے تم بھی اس کا اچھا بدلہ دو
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من متع او اهدى اليكم معروفًا فكافؤه
فان لم تجدوا فادعوا الله له حتى تعلموا
ان قد كافا تموه
جو تمہیں ہدیہ یا تحفہ دے تم بھی اس کا بدلہ دو
اگر تمہارے پاس نہیں تو اسے دعا دو یہاں تک
کہ وہ اس کا بدلہ بن جائے۔

(مسند احمد، ۲ = ۶۸)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ

نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی

(الرحمن - ۶۰)

جب دنیاوی امور کا معاملہ یہ ہے تو اس کا کیا مقام ہو گا جو ہدایت، نجات اور سعادت
دارین میں سب سے عظیم ہے؟

ہر عاقل انسان چاہتا ہے کہ جس نے اس کے ساتھ نیکی کی ہے۔ اس کا بہتر بدلہ دے
اور اگر ممکن نہیں تو اسے یاد رکھا جائے اور جیسے جیسے تحفہ عظیم ہو اعتراف بردھتا ہے۔
جب امور دنیا کا حال یہ ہے تو اس ہستی کے ساتھ کیا جذبہ ہونا چاہئے جس کی وجہ سے
جہنم سے چھٹکارا ہو گا، جس کے سبب ہدایت نصیب ہوئی، جس نے صراط مستقیم عطا
فرمایا۔ جس کی وجہ سے دارین کی سعادتیں حاصل ہوں گی اور اب بھی، پہلے بھی اور بعد
میں بھی۔ ہر حال میں تمہارا بہتری چاہنے والا ہو اور اس کا تعلق تم سے تمہاری ذات
سے بھی بڑھ کر ہو۔

جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا اور آگے ہمارے لئے بھیجا ہے۔ اس کا بدلہ کیسے
دیا جا سکتا ہے۔ اس کا مقابلہ ثمن سے نہیں کیا جا سکتا، اسے کوئی ترازو تول نہیں سکتا،
کوئی عقل اس کا احاطہ نہیں کر سکتی، کوئی شعور اس کا ادراک نہیں کر سکتا، جب امور
دنیا کا یہ حال ہے حالانکہ ان کا مقابلہ ممکن ہے تو امور آخرت شفاعت، سعادت اور
جنت کا تقابل کیسے کروایا جا سکتا ہے؟ جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ نہیں ادا کر سکتے تو ہمیں

آپ ﷺ کے لئے دعا (درود و سلام) کا حکم دیا گیا ہے ہم کیا بدلہ دیں؟ کتنی دعا کریں؟ کیا ہماری دعا کا ان احسانات سے کوئی موازنہ ہے؟ ہم اس مقابلہ سے یقیناً عاجز ہیں، محبت، احترام اور تعظیم و توقیر ان احسانات کے مقابل بہت کم درجہ کی چیز ہے؟

۱۶۔ آپ ﷺ، اللہ کے رسول ہیں

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کا خواہش مند ہے۔ اس پر اس کے رسول، صفی اور حبیب ﷺ سے محبت کرنا لازم ہے۔

۱۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا محبوب بنا رکھا ہے، محبت کی شرط یہ ہے کہ محبوب کے محبوب سے بھی محبت کی جائے۔

۲۔ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ ایمان کی شرط محبت ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ ﷺ کو رسول مان لیا جائے حالانکہ آپ ﷺ محبوب نہ ہوں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ محبت، توقیر اور تعظیم کا حکم دے رکھا ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی صورت میں مخلوق پر سب سے بڑا احسان فرمایا ہے۔

۵۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت اپنی طاعت اور آپ ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی شان کو بلند، مقام کو اعلیٰ، قدر کو عظیم، منزلت کو افضل بناتے ہوئے تمام مخلوق سے بہتر اور تمام رسولوں سے افضل بنایا ہے۔

آپ ﷺ کے ساتھ محبت کا درجہ کیا ہو گا؟ جو اللہ سے محبت کا دعویٰ کرے مگر اس کے رسول ﷺ کو محبوب نہ بنائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی عبادت قرار دے رکھا ہے اور اسے اپنی ہی محبت بنا دیا ہے تو ایسا شخص جھوٹا ہے وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں اللہ پر تو ایمان لایا ہوں مگر اس کے رسول ﷺ پر نہیں تو اس دعویٰ میں بھی جھوٹا ہی کہلائے گا۔

۱۷۔ اللہ و رسول ﷺ نے اس کا حکم دے رکھا ہے

سابقہ تمام گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ شرعاً اور عقلاً نبی اکرم ﷺ سے محبت کرنا لازم

ہے۔ تو جب اسکے ساتھ اللہ و رسول کا حکم بھی شامل کر لیا جائے تو پھر اب اس کا مقام کتنا عظیم ہو گا؟ بلکہ صرف محبت ہی لازم نہیں بلکہ ہر مخلوق سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت لازم ہو گی اور جس نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی مخلوق سے محبت کی وہ برباد ہو گیا۔ (اس پر گفتگو آ رہی ہے) ایمان کی شرط محبت ہے جو ایمان لایا اور محبت نہ کی وہ مومن نہیں، اس میں تاکید یہ جملہ مبارک بھی کرتا ہے۔

المرء علی دین خلیلہ ہر بندہ اپنے محبوب کے دین پر ہوتا ہے۔

ایمان کا ذوق و مزہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ محبت کرنے والا ہی چکھ سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کو اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کی ثنا فرمائی اور آپ ﷺ کی گواہیاں دیں۔

یہ تمام اور اس کے علاوہ کثیر دلائل تقاضا کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ محبت کی جائے اور ہمارے لئے ان تمام اسباب اور عوامل کا احاطہ میں لانا ممکن نہیں جو آپ ﷺ کی محبت کے موجب ہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ہر صفت، ہر خلق، ہر کمال اور ہر خصوصیت آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا کرتی ہے، جب آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور ﷺ کے مقام سے آگاہ ہیں، آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے معاملات سے آگاہ ہیں، آپ ﷺ کے شمائل و فضائل سے آگاہ ہیں تو پھر آپ ﷺ سے محبت کرنا ہو گی خواہ خوشی سے یا بامر مجبوری اور اس سے بڑھ کر کیا دلیل بیان کی جائے کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے محبت کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی واضح فرما دیا ہے کہ ہر مخلوق سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کی جائے اور جو ایسا نہیں کرے گا وہ عذاب کا مستحق ہے۔

اے اللہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی اس درجہ پر محبت عطا فرما جس سے تو اور وہ (ﷺ) راضی ہو جائیں۔ انہ سمیع مجیب جواد کریم و بالاجابہ جدیر

محبت نبوی کی فرضیت پر دلائل

کتابت شد در سن ۱۰۰۰ هجری قمری
در شهر کابل در کتابخانه
مجلس شورای اسلامی
توسط آقای...

این کتاب در سال ۱۰۰۰ هجری قمری
در شهر کابل در کتابخانه
مجلس شورای اسلامی
توسط آقای...

تذکره نویسندگان

۱- آقای...
۲- آقای...
۳- آقای...
۴- آقای...
۵- آقای...
۶- آقای...
۷- آقای...
۸- آقای...
۹- آقای...
۱۰- آقای...

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں نے حضور ﷺ سے محبت، آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور احترام و وقار کا حکم دیا جیسا کہ ان دونوں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ سے محبت ہر شے سے بڑھ کر ہونی چاہئے۔ جس نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی غیر سے محبت کی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کی دھمکی ہے۔ جیسا کہ اس شخص سے ایمان کی نفی ہے جو آپ ﷺ سے ہر شے سے بڑھ کر محبت نہیں کرتا، آپ ﷺ سے محبت کے لزوم اور ہر شے سے بڑھ کر محبت کرنے پر بہت سی نصوص ہیں۔ ان پر قرآن کریم اور سنت نبویہ شاہد ہے۔ اس پر صحابہ کرام قائم و دائم رہے۔ تمام کا نہیں بعض کا ذکر کر رہے ہیں تاکہ تقریب و تنبیہ ہو جائے اور طوالت بھی نہ ہو۔

۱۔ تقدیم محبت

متعدد نصوص میں ہے کہ آپ ﷺ سے محبت والد، اولاد، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر کرنا لازم ہے۔

۱۔ والد اور اولاد سے بڑھ کر محبت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه
من والده وولده

(البخاری، کتاب الایمان) اسے اس کے والد اور اولاد سے

زیادہ پیارا نہ لگوں۔

جو شخص والد اور اولاد سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت نہیں کرتا اس کے کامل ایمان کی نفی پر مصطفیٰ ﷺ نے قسم اٹھائی ہے۔ والد کو اولاد سے اصل ہونے کی وجہ سے پہلے ذکر

کیا، دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ماسوائے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے تمام لوگوں کے والد تو ہیں لیکن تمام کی اولاد نہیں تیسری وجہ زمانے اور بزرگی کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

اولاد، والد سے اور والد، اولاد سے جو بھی محبت رکھے لیکن ان دونوں کو حضور ﷺ سے ایک دوسرے سے بڑھ کر محبت لازم ہے۔ والد اور ولد کا تذکرہ اس لئے ہے کہ عاقل کے یہ اہل اور مال سے بلکہ بعض اوقات یہ نفس سے بھی زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ حدیث کا عنوان بنایا ہے۔ ”باب حب الرسول ﷺ من الایمان“ (حضور ﷺ سے محبت ایمان ہے) ماں کا ذکر نہیں ہوا؟ اس لئے کہ لفظ والد میں شامل ہے۔ اگر والد سے مراد صاحب اولاد ہو یا ایک کے ذکر سے دوسرے کا ذکر از خود آگیا جیسا کہ ضدین میں سے ایک کے ذکر سے دوسرے کا از خود ہو جاتا ہے یا یہاں والد اور ولد کا ذکر بطور تمثیل ہے مراد تمام اعزہ ہیں گویا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی ہر عزیز سے بڑھ کر محبوب ہو۔

۲۔ والد، ولد، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔

لا یؤمن احد کم حتی اکون احب الیہ
من والدہ و ولدہ والناس اجمعین
(البخاری - کتاب الایمان)

تم میں سے کوئی اس وقت تک
مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں
اسے اس کے والد، اولاد اور تمام
لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو
جاؤں۔

مسلم کی روایت میں ہے۔

حتى اکون احب الیہ من ولدہ و والدہ
والناس اجمعین

یہاں تک کہ میں اسے اس کی
اولاد، والد اور تمام لوگوں سے
زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس کی دوسری روایت میں ہے۔

لا یؤمن عبد وہ بندہ مومن نہیں ہو سکتا۔

ایک روایت الرجل (آدمی) کے ساتھ یہ الفاظ ہیں۔

حتیٰ اکون احب الیہ من اہلہ و مالہ یہاں تک کہ میں اسے اس کے
والناس اجمعین اہل، مال اور تمام لوگوں سے
(المسلم، کتاب الایمان) محبوب ہو جاؤں۔

ان دونوں روایات میں والد، ولد، اہل، مال، الناس اجمعون کا تذکرہ ہے۔ والد، ولد اور
اہل کے بعد الناس کا ذکر عام کا خاص پر عطف ہے۔ یہ تمام انسانوں کو شامل ہے۔ اور
جن کا ذکر ہوا مثلاً والد و ولد تو یہ نفس پر جبلی اور فطری طور پر معزز ہوتے ہیں جیسا کہ
مسلم کی دوسری روایت میں ولد کو والد پر مقدم کر دیا یہ مزید شفقت، احسان اور لطف
کی وجہ سے ہے، امام خطابی فرماتے ہیں یہاں طبعی محبت نہیں بلکہ اختیاری مراد ہے۔
کیونکہ انسان کو اپنے نفس سے محبت طبعی ہے نہ کہ اختیاری قلبی۔ پھر فرمایا اس کا
مفہوم یہ ہے کہ یعنی تم میری محبت میں اس وقت تک سچے نہیں جب تک تم اپنے نفس
کو میری طاعت میں فنا نہ کر دو اور اپنی خواہش پر میری رضا کو ترجیح نہ دو اگرچہ اس
میں ہلاکت ہو جائے۔

(شرح مسلم للنووی، ۲ = ۱۵)

امام ابن بطلال اور قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ محبت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ محبت اجلال و اعظام جیسے والد کی محبت۔

۲۔ محبت شفقت و رحمت، جیسے ولد کی محبت۔

۳۔ محبت مشاکلہ جیسے بقیہ لوگوں کی محبت۔

حضور ﷺ نے اپنی محبت میں ان تمام کو جمع فرما دیا ہے۔ (النووی، ۲ = ۱۵)

ابن بطلال کہتے ہیں حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس کا ایمان کامل ہو گا۔ اس پر یہ
واضح ہو گا کہ حضور ﷺ کا حق مجھ پر حق اب، حق ابن اور تمام لوگوں کے حق سے
زیادہ ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی وجہ سے ہم نے دوزخ سے نجات اور گمراہی سے ہدایت

پائی ہے۔

قاضی عیاض کہتے ہیں آپ ﷺ کے طریقہ کی نصرت، آپ ﷺ کی شریعت کا دفاع، آپ ﷺ کے ظاہری حیات میں ہونے اور آپ ﷺ کی خاطر مال و جان فدا کرنا محبت کے ہی مظاہر ہیں۔ پھر فرمایا ہماری گفتگو سے واضح ہو گیا کہ ایمان کی حقیقت اس محبت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی، آپ ﷺ پر ایمان تب صحیح ہو گا جب بندے کے نزدیک آپ ﷺ کی قدر و منزلت والد، ولد، ہر محسن اور صاحب فضیلت سے بڑھ کر ہو جو یہ اعتقاد نہیں رکھتا یا برابر تصور کرتا ہے وہ مومن نہیں (شرح النووی، ۲ = ۱۶)

ان مذکورہ احادیث میں والد، ولد، اہل، مال اور الناس کا ذکر آ گیا ہے۔ ابھی نفس کا ذکر رہتا ہے اور جب تک نفس سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت نہ کی جائے ایمان صحیح نہیں ہوتا۔

۳۔ اپنی جان سے بڑھ کر محبت

حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے ہے ہم حضور ﷺ کے ساتھ تھے آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ لانت احب الی من کل شیء الامن نفسی آپ ﷺ مجھے میری جان کے علاوہ ہر شے سے محبوب ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا والذی نفسی بیدہ حتی اکون احب الیک من نفسک
نہیں قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی محبوب ہو جاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب حالت یہ ہے۔

واللہ لانت احب الی من نفسی
اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی محبوب ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

اے عمر اب (بات بنی)

الآن یا عمر

(البخاری، کتاب الایمان والندور)

اس حدیث کے بعد تمام مخلوق کا ذکر آگیا ہاں اجمالاً ہے عنقریب قرآن کریم کی وہ آیت مبارکہ آئے گی جس میں اس اجمال کی خوب تفصیل ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں مذکورہ محبت کی علامت یہ ہے کہ کبھی انسان کو اختیار دیا جائے کہ تیرے سامنے دو چیزیں ہیں ایک تیرا ذاتی فائدہ ہے اور ایک زیارت نبوی ﷺ ان دونوں میں سے جس کو تو چاہے حاصل کرے اگر وہ کہتا ہے مجھے ذاتی فائدہ سے کوئی

غرض نہیں اور نہ ہی مجھے اس کے عدم حصول پر کوئی افسوس۔ مجھے تو آپ ﷺ کی زیارت چاہئے کیونکہ اس کے عدم حصول پہ دکھ اور قلق ہے تو اسے محبت کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ (فتح الباری، ۱ = ۵۹)

اور یہ صرف زیارت یا عدم زیارت تک معاملہ محدود نہیں بلکہ آپ ﷺ کے طریقہ و سنت کی نصرت، شریعت کا دفاع، مخالفین شریعت کا قلع قمع کا حکم بھی یہی ہے اور اس باب میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی شامل ہے۔

ہم کہتے ہیں مذکورہ گفتگو میں متصور اور متبادل شے کا اہم ہونا ضروری ہے۔ مثلاً والد، ولد اور اہل کی مانند ہو کیونکہ اگر وہ حقیر ہے تو وہ قابل التفات ہی نہیں۔ حضور ﷺ سے محبت اور دیگر مخلوق سے بڑھ کر محبت سے کسی مسلمان کا دل بالکل خالی تو نہیں ہوتا ہاں تفاوت ضرور ہوتا ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو آپ ﷺ پر ایمان صحیح لے آیا تو اس کا دل آپ ﷺ کی محبت راجح سے خالی نہ ہو گا ہاں اس میں درجات کا تفاوت ہو سکتا ہے کچھ ایسے ہوں گے جنہوں نے اس سے حصہ وافر پا لیا۔ کچھ نے بہت کم حصہ پایا مثلاً جو شخص خواہشات میں مستغرق اور اکثر اوقات غفلت کا شکار رہتا ہے، اکثر اہل ایمان کا حال یہ ہے کہ جب حضور ﷺ کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ ﷺ کے دیدار کا شوق ان میں اس قدر پیدا ہوتا ہے کہ اہل، اولاد اور مال پر اسے ترجیح دیتے ہیں، اہم امور میں جان

بھی دے دیتے ہیں، نفس کے اندر ایسا وجدان پاتے ہیں۔ جسے رو نہیں کیا جا سکتا مگر یہ حال غفلت کی وجہ بہت جلدی زائل ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری، ۱ = ۶۰)

۲۔ محبت الہیہ کی وجہ سے آپ ﷺ سے محبت

حضور ﷺ نے ہمیں اس سے آگاہ فرما رکھا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو اس سے جبریل امین اور اہل آسمان اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین میں اس کے لئے قبولیت عطا کر دی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر تو اس سے جبریل بھی محبت کرتا ہے۔ پھر آسمان پر آواز دے کر کہتا ہے اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ پھر زمین میں اسے قبولیت نصیب ہو جاتی ہے۔

(البخاری - کتاب الخلق)

(یوضع له القبول) کا معنی یہ ہے کہ اہل زمین بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اس کی نظیر حدیث کا جملہ ثم توضع له البغضا فی الارض ہے۔ لہذا جو آدمی آپ ﷺ سے محبت نہیں کرے گا اور آپ ﷺ سے محبت کو ترجیح نہیں دے گا۔ وہ اس معاملہ سے خارج ہو جائے گا۔ تھوڑا سا پہلے آپ ﷺ کا یہ فرمان گزرا ہے اگر دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو میں ابو بکر کو بناتا۔

وقد اتخذ الله عزوجل صاحبكم خلیلاً تمہارے صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خلیل بنا رکھا ہے۔

یہ روایت مسلم و بخاری میں متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ تو آپ ﷺ اللہ کے خلیل اور اللہ کے حبیب ہیں تو جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے اسے آپ ﷺ کے ساتھ بھی محبت لازم ہوگی۔

ورنہ وہ نہ مومن ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کا محب

اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے۔

احبوا الله لما يغذوكم به من نعمه الله سے محبت کرو کیونکہ تم اس کی
واحبونی لحب اللہ نعمتیں کھاتے ہو اور میرے ساتھ
اللہ کی خاطر محبت کرو۔

اسے ترمذی نے حسن کہا، حاکم نے صحیح اور ذہبی نے ان کا حکم برقرار رکھا، طبرانی نے
کیر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا اس کا شاہد گزر چکا ہے۔

۳۔ آپ ﷺ کی توقیر کا حکم ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی تعظیم، احترام اور اجلال و اکبار کا حکم دیا ہے اور یہ
عمل محبت سے اوپر کا درجہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝^۸ بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر
لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝^۹
اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ
اے لوگو تم اللہ اور اس کے

(الفتح - ۸ - ۹)
رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی
تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ
کی پاکیزگی بیان کرو۔

”تعزروہ“ کے معنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہیں۔ تعزروہ
آپ ﷺ کی تعظیم کرو، ایک روایت کے مطابق اس کا معنی تعظیم میں مبالغہ کرو۔
”توقروہ“ - یہ توقیر سے ہے اس کا معنی احترام، اجلال و اعظام کے ہیں، حضرت قتادہ کہتے
ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی تکریم و تعظیم اور احترام کا حکم دیا ہے۔ اب معنی
یہ ہو گا۔ اے اہل ایمان تم اپنے رسول ﷺ کی تعظیم، غایت درجہ کا احترام و اعظام بجا
لاؤ۔ آپ ﷺ کی رائے اور حکم کا احترام کرو اور یہ تمام چیزیں آپ ﷺ سے محبت پر
دلیل ہیں، امام حلیمی فرماتے ہیں یہ درجہ محبت سے بلند ہے کیونکہ ہر محب تعظیم کرنے
والا نہیں ہوا کرتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے والد، اولاد سے محبت کرتا ہے لیکن اولاد پر اس کی
تکریم لازم ہے اور یہ محبت تعظیم کی دعوت نہیں دیتی، اولاد، والد سے محبت کرتی ہے تو
یہاں تعظیم و تکریم دونوں جمع ہوتے ہیں۔ مولیٰ اپنے غلاموں سے محبت کرتا ہے مگر ان

کی تعظیم نہیں کرتا، غلام اپنے مالکوں کی تعظیم و محبت دونوں کرتے ہیں تو اس سے واضح ہو گیا کہ تعظیم کا درجہ محبت سے بلند ہے، محبت کا داعی محب کی طرف سے محبوب پر خیرات کی بارش کر دیتا ہے۔ اور تعظیم کا داعی، محبوب کے لئے ایسی صفات کاملہ ثابت کرتا ہے۔ کہ تعظیم کرنے والے کی ضروریات اس سے متعلق ہوتی ہیں اور پوری کوشش کے باوجود وہ ان کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔

جب یہ حالت غلام اور مالک کے اور والد اور اولاد کے درمیان ہے تو یہ معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حقوق ہم پر مالکوں کے حقوق غلاموں پر اور آباء کے حقوق اولاد پر سے کہیں اعظم، اجل اور لازم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دوزخ سے آپ ﷺ کے وسیلہ سے بچانا ہے اور اس دنیا میں ہمارے ارواح، ابدان، اعراض، اعمال، اہل اور اولاد آپ ﷺ کی وجہ سے محفوظ ہوئے اور ہم آپ ﷺ کی اطاعت کریں تو ہم جنت پائیں۔ تو ان نعمتوں کا مقابلہ کوئی نعمت کر سکتی ہے؟ اور کون سا احسان جو ان احسانات کے ہم پلہ ہو سکتا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر آپ ﷺ کی طاعت کو لازم کیا اور فرمایا اگر تم نے ان کی نافرمانی کی تو دوزخ میں جاؤ گے اور اگر اتباع کر لو تو جنت پاؤ گے تو اس رتبہ کے مشابہ کوئی مرتبہ ہو سکتا ہے؟ کون سا درجہ ہے جو بلندی میں اس درجہ کے برابر بھی ہو سکے؟ تو ہم پر لازم ہے کہ ہم آپ ﷺ سے محبت کریں اور آپ ﷺ کی بے انتہا تعظیم کریں۔ اس تعظیم سے کہیں بڑھ کر جو غلام اپنے آقا کی کرتا ہے۔ اور جو اولاد اپنے والدین کی کرتی ہے۔ اس پر کتاب اللہ وارد ہے اور اسی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(الاعراف - ۱۵۷)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے خبردار فرما دیا ہے۔ کہ کامیاب وہی ہو گا جس نے ایمان کے ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم کو جمع کیا اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ لفظ تعزیر سے یہاں تعظیم ہی مراد ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ جل شانہ کا مبارک فرمان ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مَبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ⑧
 لَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
 وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَآصِيلاً ⑨ (الفح - ۸ - ۹)

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر
 اور خوشی اور ڈر سنانا تاکہ اے
 لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر
 ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر
 کرو اور صبح شام اللہ کی تقدیس
 بیان کرو۔

تو اس سے واضح ہو گیا کہ امت میں آپ ﷺ کا یہ حق ہے کہ آپ ﷺ کی عزت، تعظیم
 اور ادب و احترام کیا جائے آپ ﷺ کے ساتھ بے تکلفی کو اختیار نہ کیا جائے جیسے کہ
 خاندان ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم میں یہ داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی آواز
 سے آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح اونچی گفتگو نہ کی جائے کہیں اعمال
 ضائع نہ ہو جائیں اور آواز پست رکھنے والوں کی مدح فرمائی اور اس کے خلاف کرنے
 والوں کی مذمت فرمائی وہ غیر عاقل ہیں کیونکہ وہ حجرات کے باہر سے آپ ﷺ کو آواز
 دیتے ہیں اور یہ تمام چیزیں سورۃ الحجرات میں ہیں اور یہ باب بڑا وسیع ہے ان چند سطور
 میں ان کو کیسے لایا جا سکتا ہے؟

۴ - آپ ﷺ کی خاطر جان قربان کرنا

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر واضح فرما دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ تمام
 لوگوں کے نفوس سے اشرف، ازکی اور بزرگ تر ہے اس لئے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے
 نفس کو ان پر فدا کرنے سے اعراض کرو، تم اپنی جان کا دفاع تو کرو مگر آپ ﷺ کی
 ذات اقدس کا نہ کرو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ
 الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا
 يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ

مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات
 والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول
 اللہ ﷺ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ
 یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان

پاری سمجھیں۔

اس میں ”وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ“ واضح طور پر اس پر دلیل ہیں۔ کہ آپ ﷺ کی ذات کریمہ کے ساتھ اپنی ذات سے بھی بڑھ کر محبت کرنا لازم و فرض ہے۔ ورنہ انہیں اپنی جان سے پیاری سمجھنے پر اللہ تعالیٰ عتاب نہ فرماتا۔

کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ فرمایا ہے میرے نبی ﷺ کی ذات، تمہارے نفوس سے کہیں اکرم و اشرف اور ازکی و اجمل ہے۔ تمہارے لئے صرف یہی جائز ہے کہ ان کی ذات کو اپنے نفوس سے مقدم سمجھو اور اپنے نفوس کو ان سے مقدم نہ بناؤ اور واقعہ ”صحابہ کرام کی یہی شان تھی انہوں نے ہر حال میں اپنے نفوس کو آپ ﷺ پر فدا کر دیا۔

وہ تو آپ ﷺ کی ہی سلامتی چاہتے تھے۔ اس محبت و قربانی کا اظہار ان سے کئی مواقع پر ہوا خواہ معرکہ و جہاد ہو یا شہر مدینہ جیسا کہ ان کا تذکرہ متعدد جگہ ملتا ہے۔

۵۔ آپ ﷺ کی اتباع محبوب الہی بننے کا سبب ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و صفی ﷺ کو اپنا حبیب بنایا۔ اور آپ ﷺ کی اتباع پر اتباع کرنے والے کو محبت الہی اور گناہوں کی مغفرت کا مژدہ سنایا ہے۔ جب آپ ﷺ کی اتباع، محبت الہی اور غفرانِ ذنوب کا ثمر عطا کر رہی ہے تو آپ ﷺ سے محبت پر ثمر کا مقام کیا ہو گا؟ کیونکہ اتباع تو محبت کی فرع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست

(آل عمران - ۳۱)

رکھے گا۔ تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والے مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے قلوب کو آپ ﷺ کی اتباع کی طرف رہنمائی فرمادی ہے۔ یہی وہ رہنمائی ہے جو اس امت کو مشکل سے مشکل حالات اور ان معاشرہوں میں چلا رہی ہے۔ یہاں یہ علم ہی نہیں کہ کس کی اتباع کرنی چاہئے اور کس کی راہ کو اپنانا چاہئے کیونکہ ہر راستہ اور طریق انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ سوائے اس راستہ کے جو رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ جو اس سے ہٹا وہ گمراہ و ہلاک ہو گیا اور جو

آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا اور آپ ﷺ کی اتباع کر لی تو وہ سعادت مند اور نجات پانے والا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا پیغام ہمیشہ اس امت اور ہر اس شخص کے لئے آواز دے رہا ہے جو اللہ سے محبت چاہتا ہے کہ فاتبعونی (میری اتباع کرو) تو تم یہ مقام پا لو گے ”یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم“ (تمہیں اللہ اپنا محبوب بنائے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا)

محبت الہی کے لئے اتباع نبوی ﷺ کے علاوہ تمام در بند کر دیئے گئے ہیں۔ تو اتباع کرنے والا اس نام (محبت) کا مستحق صرف آپ ﷺ کی اتباع سے بنا، تو جب حضور ﷺ کی اتباع کرنے والا اللہ تعالیٰ کا حبیب اور محبوب بن جاتا ہے تو خود آپ ﷺ کا مقام کیا ہے؟ جب آپ ﷺ کی اتباع، متبع کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے تو آپ ﷺ سے محبت کا مقام کیا ہو گا؟ حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے محبوب ہیں۔

اہل علم نے محبت اور خلت کے درمیان فرق کیا ہے، محبت کا مقام خلت سے بلند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ مقام حضور ﷺ کو حاصل ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کرنے والے محبوب الہی ہونے کا درجہ پا لیتے ہیں جبکہ مقام خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متبعین کو یہ درجہ عطا نہیں فرمایا۔

امام بیہقی فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو خلیل بنایا تو یہ ان کے دور میں دشمنان خدا کے مقابل تھا نہ کہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت سے، اور وہ یہ کہ تمام روئے زمین پر کفر ہی کفر تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی توحید اور معرفت سے آگاہ فرما دیا، دنیا میں آپ علیہ السلام کے علاوہ کوئی روح ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی معرفت و اعتراف رکھتا ہو، آپ علیہ السلام کو اللہ نے بایں طور خلیل بنایا اولاً ہدایت کا اہل ثانیاً امر و نہی عطا فرمائے جس کی انہوں نے طاعت کی پھر ثالثاً ان پر ابتلا کا دور آیا جس میں صبر کا مظاہرہ کیا تو اس دن سے آپ علیہ السلام خلیل اور باقی تمام دشمن قرار پائے کیونکہ آپ علیہ السلام مطیع اور دوسرے لوگ نافرمان تھے باقی حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے حبیب کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ اس پر یہ قرآنی آیت شاہد ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران - ۳۱) اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

جب آپ ﷺ کی اتباع، تبع کو یہ فائدہ دیتی ہے کہ اللہ کے مقام محبوبیت کو پالیتا ہے تو جس کی اتباع کی جا رہی ہے وہ بطریق اولیٰ محبوب ہو گا۔

اور محبت کا درجہ خلت سے اونچا ہے، اہل علم نے حبیب اور خلیل کے درمیان فرق پر بھی کثیر گفتگو کی ہے، شیخ ابو عبدالرحمن السلمی فرماتے ہیں حبیب وہ ہوتا ہے جس کی اتباع کرنے والا اسم محبت (محبوب) کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسم محبت کا اطلاق آپ ﷺ پر نہیں ہوا کیونکہ آپ ﷺ کا حال و مقام اس محبت سے کہیں بلند ہے۔ اس نام کے مستحق تو آپ ﷺ کی غلامی کرنے والے بن رہے ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اللَّهُ

(آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

رہا خلیل کا معاملہ تو اس کی اتباع کرنے والے کو درجہ خلت نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس کا اطلاق کیا گیا ہے۔ تو درجہ محبت، خلت سے بلند ٹھہرا، ہر حبیب خلیل ہوتا ہے، لیکن ہر خلیل، حبیب نہیں ہوتا یہ بھی یاد رہے آپ ﷺ کو دونوں مقامات (محبت و خلت) حاصل ہیں۔ جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔ جب آپ ﷺ کا تبع، اسم محبت پاتا ہے (اور اتباع لازم ہے) تو آپ ﷺ محبوب ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت لازم ہوگی کیونکہ جب آپ ﷺ کی اتباع سے محبت الہی حاصل کی جا سکتی ہے تو آپ ﷺ کی محبت سے کیوں حاصل نہ ہوگی؟ یاد رہے اتباع، محبت کے بعد ہی ہوتی ہے جیسا کہ اتباع و طاعت کے درمیان فرق میں اس کا بیان آ رہا ہے۔

۶۔ آپ ﷺ کی طاعت کا حکم ہے

کتاب و سنت میں کثیر نصوص موجود ہیں۔ جن میں آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا گیا

ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا صرف انہی لوگوں کو حاصل ہو گی جنہوں نے آپ ﷺ کی طاعت کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ

(الفتح - ۱۸) تمہاری بیعت کرتے تھے۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ
اللَّهُ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا۔ (آل عمران - ۳۱)

طاعت کبھی محبت و خوشی سے ہوتی ہے اور کبھی بغیر محبت کے مثلاً ایک آدمی مجبوراً حکم جاری کر رہا ہے مگر خود اسے ذہنی طور پر تسلیم نہیں کرتا، لیکن اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا صرف اسے نصیب ہو گی جو طاعت بہ دل و جاں کرے، یہ مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاصل ہے، حضور ﷺ کا مطیع جب ثواب کبیر حاصل کر رہا ہے (کیونکہ طاعت لازم ہے) تو محبت کرنے والا ایسا ثواب کیوں نہ پائے گا؟ جب طاعت لازم ہے (جو کبھی بغیر رضا کے ہوتی ہے) تو محبت کیوں لازم نہ ہو گی؟ جب یہ علم ہے کہ محبت ایمان کا عنوان ہے۔ بلکہ اس کا اعلیٰ درجہ ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحت ایمان کے لئے یہ شرط لگائی کہ آپ ﷺ کے فیصلے کو بغیر کسی تنگی دل کے قبول کیا جائے اور اسے کامل طور پر تسلیم کیا جائے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسوہ حسنہ بنایا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ
اللَّهَ كَثِيرًا ۗ

بیشک تمہیں رسول اللہ ﷺ کی
پیروی بہتر ہے۔ اس کے لئے کہ
اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو

(الاحزاب - ۲۱)

اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

آپ ﷺ کی اتباع و اقتدا، آپ ﷺ کے طریق، اقوال، افعال، احوال اور اخلاق کو اپنانا لازم ہے۔ اس پر یہ آیت شریفہ سند کبیر اور بنیادی حیثیت کی حامل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اقتدا کا حکم دیا ہے تو اقتدا محبت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ گویا اس نص نے وجود محبت کو شرط قرار دیا ہے کیونکہ وجوب اقتدا، وجود محبت کو متقاضی ہے۔ انسان، محبوب ہی کی اقتدا کرتا ہے۔ محبوب ہی کے نقش قدم پر چلتا ہے خصوصاً احوال و اخلاق میں اور آپ ﷺ کی ذات اقدس تو بے مثل رہنما ہے۔

۸۔ آپ ﷺ کی محبت پر غیر کی محبت کو مقدم کرنے پر عذاب کی دھمکی

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس پر وعید سنائی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر کسی مخلوق کی محبت کو مقدم نہ بنائیں۔ خواہ وہ شے انسان کو کتنی ہی عزیز کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ
وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ
اقتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ
مَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِمَّنْ اللَّهُ
وَرَسُولُهُ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى
يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفَاسِقِينَ ٤

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور
تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی
اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ
اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ
سودا جن کے نقصان کا تمہیں ڈر
ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ
چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور
اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ
پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں
تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ
فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

(التوبہ - ۲۴)

یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ انہیں وعید سناتے ہوئے آگاہ فرمادیں جو شخص

اپنے اہل، رشتہ داروں اور خاندان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ترجیح دے گا اور ان مذکورہ چیزوں کو ان سے زیادہ محبوب بنا لے گا تو پھر اس عذاب و عقاب کے بارے میں سوچ لو جو تم پر وارد ہونے والا ہے۔ اس آیت میں چند اہم امور ہیں۔

۱۔ سابقہ احادیث میں کچھ اشیاء کا ذکر آیا تھا مثلاً والد، ولد تو اس آیت میں زیادہ اشیاء کا ذکر ہے۔ مثلاً آباء و ابنا، بھائی، خاوند، بیوی، خاندان، اموال، تجارت، خوبصورت و پسندیدہ گھر۔ آیت میں بھائی، خاوند و بیوی اور خاندان کا تذکرہ ہے۔ حدیث میں اہل اور الناس کا تھا۔ آیت میں اموال، تجارت اور مساکن ہیں حدیث میں مال کا ذکر تھا اس آیت اور احادیث میں مجموعی طور پر ان اشیاء کا ذکر ہے۔

۱۔ نفس ۲۔ والد ۳۔ ولد ۴۔ بھائی بہن ۵۔ خاوند و بیوی ۶۔ اہل ۷۔ خاندان ۸۔ بقیہ لوگ ۹۔ اموال ۱۰۔ تجارت ۱۱۔ رہائش، ان کے بعد کوئی شے نہیں رہ جاتی، اگر کوئی انسان ان تمام سے یا ان میں سے کسی سے، اللہ اور رسول ﷺ سے زیادہ محبت رکھتا ہے تو وہ خطرے پر ہے اسے عنقریب عذاب و عقاب ہو گا لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت و عقیدت رکھے۔

۲۔ اس میں اللہ و رسول ﷺ سے بڑھ کر کسی سے محبت رکھنے والے کے لئے تہدید شدید ان الفاظ میں بیان ہوئی۔

فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ

۳۔ وعید جن الفاظ پر ختم ہو رہی ہے وہ یہ ہیں۔

واللہ لا یہدی القوم الفاسقین اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو راہ نہیں دکھاتا۔

فسق کے معنی خروج کے ہیں۔ یہاں اس سے کیا مراد ہے؟

۱۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی فسق پر موت آئے۔

۲۔ اس سے مراد فاسق قوم ہے جنہیں فسق کی وجہ سے ہدایت نصیب نہ ہوئی، اس میں وہ بھی داخل ہوں گے جنہوں نے باقی چیزوں کو اللہ و رسول سے محبت میں مقدم کر لیا تو اب ان کو بھی بہتری کی طرف ہدایت نہیں مل سکتی۔

۳۔ اگر اس سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جنہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی طرف ہجرت پر آباء و ابنا کو ترجیح دی تو ان کا فسق طاعت سے معصیت کی طرف نکلنا ہے اور

یہ ان کے لئے شدید وعید ہے۔

۳ - صاحب التحریر کا قول ہے کہ یہاں فسق سے مراد کفر ہے۔ کیونکہ مقابل ہدایت ہے اور کفر ضلالت ہے اور ضلالت ہدایت کی ضد ہے۔

ممکن ہے یہاں فسق سے مراد اللہ کی طاعت سے معصیت کی طرف نکلنا ہی ہو تو اب تمام اقوال اس میں آجائیں گے۔ وہ اس لئے کہ کبھی خروج کفر تک پہنچا دیتا ہے اور کبھی اس سے کم درجہ پر۔ اس پر قرآن مجید میں بہت سے نظائر ہیں۔ یہاں کفر اور نفاق کو فسق سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

۱ - وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ
اور بے شک ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں اتاریں اور ان کے منکر نہ ہوں گے مگر فاسق لوگ۔ (البقرہ - ۹۹)

۲ - إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
بیشک منافق وہی پکے بے حکم ہیں۔ (التوبہ - ۶۷)

تیسرے مقام پر ہے۔

۳ - وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔ (النور - ۵۵)

چوتھے مقام پر ہے۔ منافقین کے بارے میں فرمایا۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ
ان پر ایک سا ہے تم ان کی معافی چاہو یا نہ چاہو اللہ انہیں ہرگز نہ بخشے گا بیشک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (المنفقون - ۶)

واضح رہے آیت میں فسق کا فقہی معنی ترک واجب نہیں کیونکہ یہاں طاعت سے خروج ہے۔ الفاظ یہ ہیں "ان اللہ لا یهدی" ہدایت، ضلالت کی ضد ہے اور ترک

واجب اس سے عام ہو گا۔

تو جو بھی اللہ و رسول ﷺ سے بڑھ کر ان اشیاء کے ساتھ محبت کرے گا اس کے لئے یہ وعید ہے جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے، اس شدید وعید سے کوئی چھٹکارا نہیں مگر جسے اپنے لطف و فضل سے بچالے۔ صاحب کشف کہتے ہیں کہ یہ آیت اتنی شدید ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی آیت شدید نہیں۔ گویا یہ پیغام افسوس ان لوگوں پر جو دین کے معاملہ کو بڑا آسان سمجھتے ہیں اور یقین کی رسی کو کمزور، بڑے بڑے اپنے آپ کو صاحب تقویٰ اور صاحب ورع سمجھنے والوں کو انصاف کرنا چاہئے کیا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے دین کے بارے میں اس کے مقابل استقامت اور ثبات پاتے ہیں۔ جو انہیں آباء، ابناء، اخوان، خاندان، مال، مساکن اور تمام حصص دنیا میں حاصل ہے؟ کیا دل ان سے اللہ کی خاطر خالی ہے؟ یا اللہ تعالیٰ کے مقابل کسی حقیر شی کی طرف مصلحت کی خاطر راغب ہے؟

اور نہیں جانتا کون سی طرف اطول ہے اور شیطان نے حصص دنیا میں اغواء کر رکھا ہے اور اسے پرواہ ہی نہیں گویا اس کے ناک پر مکھی بیٹھ گئی ہے جسے وہ اڑا رہا ہے۔

۴۔ اس تہدید اور وعید کے بعد مسلم مومن اور اہل یقین کا کیا عمل ہونا چاہئے؟ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم کامل طور پر مانے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہر شے سے بڑھ کر محبت کرے، خود اللہ تعالیٰ نے سچے اہل ایمان اور کافر مشرکین کا حال بیان فرمایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ

اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

(البقرہ - ۱۶۵)

تو سچے مومن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ ان کی محبت پر کسی کو مقدم نہیں سمجھتے۔ خواہ وہ کتنی ہی اعلیٰ و بلند کیوں نہ ہو۔

۵۔ آپ ﷺ سے محبت لازم ہے اور اس کا بڑا مقام ہے اس پر یہ آیت کریمہ اہم دلیل ہے۔ حضرت قاضی عیاض فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ سے محبت کے لزوم، وجوب و فرض، اس کی عظمت اور آپ ﷺ سے محبت کا استحقاق رکھنے پر یہ آیت مبارکہ بطور دلیل، حجت اور تنبیہ کافی ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ نے خوب متنبہ فرمایا ہے جو شخص ان سے اللہ و رسول ﷺ سے بڑھ کر محبت کرے گا اس کے لئے یہ وعید ہے۔ ”فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ“ پھر اختتام آیت پر ایسے لوگوں کو فاسق قرار دیتے ہوئے بتا دیا کہ ایسے لوگ گمراہ ہیں اور انہیں اللہ ہدایت عطا نہیں فرمائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے حبیب ﷺ سے محبت کو جمع مخلوقات کی محبت سے مقدم کرنے کا حکم دیا ہے تو یہ اصلاً محبت کے لزوم پر بھی اہم دلیل ہے۔ کیونکہ اگر نفس محبت لازم ہی نہیں تو اس کے مقدم ہونے کا وجوب کیسے ہو سکتا ہے؟

۹۔ آپ ﷺ سے محبت، آپ ﷺ پر ایمان کی فرع ہے

حضور ﷺ نے اس شخص کے ایمان کی نفی فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت نہیں کرتا اور وہ اس لئے کہ ہر انسان، اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لاتدخلون الجنة حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابوا
(المسلم - کتاب الایمان)

قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ایمان لائے بغیر جنت میں نہیں جا سکتے اور اللہ کی خاطر محبت کئے بغیر تم مومن نہیں ہو سکتے۔

تو بغیر ایمان دخول جنت کی نفی اور بغیر محبت کے ایمان کی نفی فرما دی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل
ہر انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تمہیں دوست بناتے

(مسند احمد، ۲ = ۳۰۳) وقت غور کرنا چاہئے۔

اسے امام احمد، طیالسی، ابوداؤد، ترمذی نے حسن کہا، حاکم نے صحیح، ذہبی نے حکم برقرار رکھا، بیہقی، قضاعی اور نووی نے بھی صحیح کہا۔ وہ کیسے مومن ہو سکتا ہے جو آپ ﷺ سے محبت نہیں رکھتا؟ جن کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت عطا فرمائی اور پھر آپ ﷺ کے ذریعہ سے ہی نجات ہوگی تو جس طرح آپ ﷺ پر ایمان لازم ہے۔ اس طرح آپ ﷺ سے محبت کرنا بھی الگ لازم ہے کیونکہ آپ ﷺ سے محبت، آپ ﷺ پر ایمان لانے کی فرع ہے۔

بلکہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کی خاطر محبت کرنے والوں کی محبت لازم فرمائی ہے۔ جیسا کہ امام مالک اور امام احمد نے روایت کیا ہے۔

بلکہ انصار کی محبت کو ایمان کا حصہ اور ان کی محبت کو علامت ایمان قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث انس میں ہے۔ (البخاری، کتاب الایمان)
تو آپ ﷺ سے محبت کا کیا مقام ہو گا؟

بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا جو ان سے محبت کرے اللہ ان سے محبت فرمائے گا جیسا کہ حدیث براء میں ہے۔ (البخاری، مناقب الانصار) انصار کو یہ مقام کہاں سے ملا؟ آپ ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ سے محبت، آپ ﷺ کی خدمت و نصرت اور اتباع سے تو ان کی محبت ایمان کی علامت اور ان سے بغض، نفاق کی علامت اور ان کی محبت امت پر لازم، جو ان سے محبت کرے اس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے تو ان سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت لازم ٹھہری تو جب آپ ﷺ کے توسل و صدقہ سے پانے والوں کی محبت لازم ہے تو خود مصطفیٰ ﷺ سے محبت لازم و فرض کیوں نہ ہوگی؟

۱۰۔ حلاوت ایمان

علماء نے ایمان کے کئی درجات بیان کئے ہیں۔ سب سے کم درجہ عوام کے ایمان کا ہے۔ پھر تقلیدی ایمان، پھر ایمان عقلی، سب سے اعلیٰ ایمان ذوقی ہے اور یہ ایمان صرف اس کو نصیب ہو سکتا ہے جو اپنے اللہ اور رسول ﷺ سے کامل طور پر محبت کرنے والا ہو، آپ ﷺ کا محب صادق اس بلند درجہ پر کیوں نہ ہو؟ کیونکہ ایسی محبت، ایمان حقیقی کی علامت ہے جس کی وجہ سے مومن اپنے اندر ایسی حلاوت و ذوق پاتا ہے کہ پھر

اس کی مستی میں وہ اپنے شب و روز گزارتا ہے، ایمان کی حلاوت بھی ہے اور ذائقہ بھی، اس کا شعور صرف کامل ایمان والا ہی کر سکتا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جس میں تین چیزیں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اسے ہر شے سے محبوب ہوں۔

۲۔ بندہ ہر شے سے اللہ کی خاطر محبت کرے۔

۳۔ اسلام لانے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اس طرح ناپسند ہو جیسے آگ میں جانا

(ابن خاری، کتاب الایمان)

محبت نبی ﷺ انسان کو اس وقت ہی حلاوت ایمان بخشنے گی جب آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کو رضاء تام اور کامل طور پر دلی رغبت سے اس طرح قبول کر لیا جائے کہ آپ ﷺ کی طرف سے اور آپ ﷺ کی نسبت سے جو بھی حکم آئے گا اس پر ظاہر و باطن سے عمل ہو گا۔

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ذاق طعم الایمان من رضی باللہ رباً
وبالاسلام دیناً وبمحمد رسولاً

(المسلم، کتاب الایمان)

جو آدمی چاہتا ہے وہ ایمان کی حلاوت چکھے اس کی پہلی صفت یہ ہوتی چاہیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر شے سے بڑھ کر محبت کرے۔

جب ایمان واجب و لازم ہے تو اس تک پہنچانے والی شے بھی لازم ہو گی۔

یہاں قابل توجہ ایک بات یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے دونوں محبتوں کو ضمیر واحد سے بیان فرمایا ہے۔ احب الیہ مما سوا ہما، پھر ”مما سوا ہما“ فرمایا ”ممن سوا ہما“ نہیں فرمایا حالانکہ ”ما“ عاقل غیر عاقل دونوں کو شامل اور ”من“ صرف عاقل کے لئے آتا ہے تو مقصد دونوں کو شامل کرنا تھا، جن جن محبوب اشیاء کا ذکر گزرا ان میں عاقل بھی ہیں۔ والدین، ابناء، اخوان، ازواج، اہل، خاندان اور غیر عاقل بھی ہیں۔ مال، تجارت، مساکن، تو لفظ ”ما“ تمام کو شامل ہے۔

باقی آپ ﷺ نے اسم جلال اور لفظ رسول ذکر کرنے کے بجائے دونوں کی طرف

ضمیر ذکر فرمائی ہے۔ اس کی متعدد حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ سب سے اچھی یہ ہے کہ تشبیہ کی ضمیر لا کر اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ ان دونوں محبتوں کا مجموعہ معتبر ہے، ان میں سے ایک کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ جب تک دوسری اس سے نہ ملے۔ مثلاً جو اللہ سے محبت کرتا ہے مگر آپ ﷺ سے محبت نہیں رکھتا تو ایسی محبت اس کے لئے ہرگز نافع نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں اشارہ ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اللَّهُ

(آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

تو آپ ﷺ کی اتباع دونوں میں دائر ہے۔ بندوں کی محبت اللہ سے اور اللہ کی محبت بندوں سے۔ رہا معاملہ اس خطیب کا جس نے کہا ”ومن يعصهما“ (جس نے اللہ و رسول ﷺ دونوں کی نافرمانی کی) تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا تو اچھا خطیب نہیں۔ تجھے دونوں کا ذکر الگ الگ کرنا چاہئے تھے۔ اس کی حکمت یہ تھی کہ دونوں کی نافرمانی مستقل اور الگ الگ تھی اور یہ چیز عطف سے حاصل ہوتی ہے۔ معطوف اور معطوف علیہ دونوں حکم میں مستقل ہوتے ہیں۔ اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

(النساء - ۵۹) حکومت والے ہیں۔

رسول کے ساتھ اطیعوا کا اعادہ ہے لیکن اولی الامر کے ساتھ نہیں کیونکہ ان کی اطاعت رسول ﷺ کی اطاعت کی طرح مستقل نہیں۔ (فتح الباری، ۱ = ۶۱)

ہم کہتے ہیں جب دونوں محبتوں کا پس منظر ایک ہے تو فرمایا ”مما سواهما“ جو رہنمائی کر رہا ہے۔ ان دونوں کا حکم واحد ہے اور دونوں لازم ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ ان میں سے ایک تو لازم ہو جبکہ دوسری لازم نہ ہو تو یہ اس بات پر کھلی دلیل ہے کہ دونوں محبتیں فرض ہیں حافظ ابن حجر نے بعض علماء کے حوالے سے تقسیم محبت کرتے ہوئے لکھا۔

محبت الہی کی دو اقسام، فرض اور مستحب

فرض محبت

ایسی محبت جو انسان کو اس کے اوامر کو بجالانے اور اس کے نواہی سے رکنے پر ابھارے، اپنے مقدر پر خوش رہے، جو شخص معصیت میں پڑ جاتا ہے خواہ حرام کا ارتکاب کر کے یا ترک واجب کر دے تو اس میں محبت الہی کی کمی ہو چکی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے خواہش نفس کو مقدم کر لیا، کبھی اس میں کمی مباحات میں کھلی چھٹی اور ان کی کثرت سے بھی ہو جاتی ہے کیونکہ اس سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان رجا کے پہلو میں وسعت سمجھ لیتا ہے۔ جو اسے معصیت پر ابھارتی ہے یا دائمی غفلت کا شکار ہو کر معصیت میں پڑا رہتا ہے۔

مستحب محبت

نوافل پر دوام، شہات سے اجتناب، ایسی محبت سے کم ہی لوگ متصف ہوتے

ہیں۔

محبت رسول ﷺ کی دو اقسام

اسی طرح آپ ﷺ سے محبت کی دو اقسام ہیں، فرض۔ مستحب

ہاں اتنا اضافہ سامنے رہے کہ مامورات اور منہیات وہی ہوں گے جو آپ ﷺ نے عطا فرمائے، صرف آپ ﷺ کا طریقہ ہی اپنایا جائے، آپ ﷺ کی تعلیمات پر ہی اطمینان ہو۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے کسی حکم پر دل میں تنگی پیدا نہ ہو، جو 'ایثار، حلم اور تواضع وغیرہ جیسے اعلیٰ صفات میں آپ ﷺ کی اقتدا کی جائے، جو اپنے نفس کو اس راہ کا پابند بنا لے گا وہ حلاوت ایمان پالے گا اور اس کے مطابق اہل ایمان کے مختلف درجات ہیں۔ حکم تو یہی ہے۔ رہی حقیقت کیا ہے؟ تو اسے ذوق کے علاوہ کسی سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا اور خود ذوق کی بھی کوئی تعبیر نہیں، اس کی ماہیت کو لفظوں میں واضح نہیں کیا جا سکتا۔ بس وہ ذوق ہی ہے اور کچھ نہیں۔ ہم اسے جتنا بھی واضح کریں وہ رہنمائی تو ہے ذوق نہیں کیونکہ اس کا حصول تو ذوق سے ہی ہو گا تو جو حلاوت ایمان کا ذوق

چاہتا ہو وہ محبت نبی ﷺ اپنے اوپر لازم سمجھ لے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی خدمت میں درود و سلام پر اجر

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام پڑھا کریں اور یہ واضح کیا کہ یہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے مَلَائِكَةِ کا بھی معمول ہے۔ قرآن میں ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
(الاحزاب - ۵۶) (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود

اور خوب سلام بھیجو

درود و سلام عرض کرنے کے بہت ہی فوائد ہیں۔ جو صلوة و سلام عرض کرنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔ جن کا تذکرہ ہم نے ”فضائل المدينة المنورة“ میں کیا ہے۔ یہاں چار کا ذکر ضروری ہے۔

۱۔ صلوة و سلام عرض کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوة کا نزول ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الصلاة)

۲۔ روز قیامت حضور ﷺ کا سب سے زیادہ قرب نصیب ہو گا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

۳۔ ۳۔ ایسے شخص کے دنیاوی و اخروی امور کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابی بن کعب کی حدیث میں ہے۔

جب آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں درود و سلام کا مقام یہ ہے تو آپ ﷺ سے محبت کا مقام کیا ہو گا؟ یہ ثواب و اجر جو کچھ پایا جا رہا ہے یہ سب آپ ﷺ پر صلوة و سلام عرض کرنے کی برکت ہے تو جب درود و سلام عرض کرنا لازم ہے تو پھر محبت کیوں لازم نہ ہو گی، بلکہ یہ واجب نہیں اوجب ہو گی کیونکہ صلوة و سلام اور اس میں کثرت محبت کا ہی مظہر ہے۔ جب مظہر واجب ہے تو اصل اوجب ہو گا۔

۱۲۔ دین سراپا خیر خواہی ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے خیر خواہی امت مسلمہ پر لازم فرمادی ہے۔ جیسے کہ خود اپنی ذات اقدس اور کتاب اللہ کے لئے لازم کر رکھی ہے۔ معذورین پر جہاد اس شرط پر ساقط فرما دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خیر خواہی کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعْفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى
وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ
حَرْجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ مَا عَلَى
الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
(التوبہ - ۹۱)

ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں اور نہ
بیماروں پر اور نہ ان پر جنہیں
خرچ کا مقدور نہ ہو جب کہ اللہ
اور رسول کے خیر خواہ رہیں۔ نیکی
والوں پر کوئی راہ نہیں اللہ بخشنے
والا مہربان ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ غزوہ میں شرکت کی تلقین فرمائی تو صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں حضرت عبداللہ بن مفضل المزنی رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی سواری مل جائے تو ہم بھی شرکت کریں، فرمایا۔

لا اجد ما احمکم علیہ میں نہیں پاتا جس پر تمہیں سوار کروں
تو وہ روتے ہوئے واپس ہوئے ان پر یہ بات گراں گزری کاش ہمارے پاس بھی سواری
اور خرچ ہوتا تو ہم بھی جہاد میں شریک ہوتے، اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اور حضور ﷺ
کے ساتھ ان کی محبت دیکھی تو ان کے عذر کو قرآن میں نازل فرمایا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعْفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى
(الی قولہ) فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
ضعیفوں پر کچھ حرج نہیں اور نہ
بیماروں پر۔

(التوبہ - ۹۱)

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا، کس کی خیر خواہی؟ فرمایا۔

لله ولكتابه ولرسوله ولائمة المسلمين وعامتهم
 رسول ﷺ، مسلمانوں کے آئمہ
 اللہ کی، اس کی کتاب، اس کے
 (المسلم - کتاب الايمان) اور عام مسلمانوں کی۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں ہمارے آئمہ نے تصریح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ
 کی اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی لازم ہے۔ (الشفاء ۲ = ۵۸۲)

امام ابو بکر الاجری کہتے ہیں یہ خیر خواہی دو طرح کی ہے ایک آپ ﷺ کی دنیاوی
 زندگی میں اور دوسری وصال کے بعد، ظاہری حیات میں صحابہ کی خیر خواہی، آپ ﷺ کی
 مدد، حفاظت، آپ ﷺ کے مخالفین سے دشمنی، آپ ﷺ کی سمع و طاعت اور آپ ﷺ
 کی خاطر جان و مال کی قربانی تھی۔
 جیسا کہ باری تعالیٰ نے واضح فرمایا۔

رَجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
 مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا
 بَدَّلُوا بَدِيلًا
 (الاحزاب - ۲۳)
 کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر
 دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں
 کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور
 کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ
 بدلے

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ
 الصَّادِقُونَ
 اور اللہ و رسول ﷺ کی مدد کرتے
 ہیں وہ سچے ہیں۔

(الحشر - ۸)

آپ ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی
 توقیر و تعظیم اور ہر شے سے بڑھ کر محبت، آپ ﷺ کے طریقہ کی تعلیم، شریعت کا فہم،
 اہل بیت و صحابہ سے پیار، آپ ﷺ کے طریقہ سے انحراف کرنے والے سے
 نفرت و بغض اور پرہیز کرے۔ آپ ﷺ کی امت سے پیار، آپ ﷺ کے اخلاق،
 سیرت و اعمال کا مطالعہ کرنا اور ان پر زندگی بسر کرنا۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں، ہماری
 گفتگو سے واضح ہو گیا کہ خیر خواہی ثمرات محبت میں سے ایک ثمر اور اس کی علامات میں

سے ایک علامت ہے، امام احمد کا قول ہے۔ اعتقادی فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ امام قرطبی علماء کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے خیر خواہی آپ ﷺ کی نبوت کی تصدیق، امر و نہی میں آپ ﷺ کی فرمانبرداری، آپ ﷺ کے دوستوں سے محبت، دشمنوں سے نفرت، آپ ﷺ کی توقیر، محبت، آپ ﷺ کی آل سے محبت، آپ ﷺ کی تعظیم، سنت کی تعظیم، مردہ سنت کا احیاء، اس کا مطالعہ، اس کا فہم اس کا دفاع اور اشاعت، اس کی دعوت اور آپ ﷺ کے اخلاق حسنہ سے متصف ہونا ہے۔ (القرطبی، ۸ = ۲۲۷)

لغت میں نصیحت کا معنی اخلاص ہے۔ جب موم سے شہد نکال لیا جائے تو کہا جاتا نصیحت العسل بعض نے کہا نصیح کا معنی وہ شے ہے جس کے ساتھ صلاح ہو۔ یہ نصیح سے مشتق ہے جس کا معنی وہ دھاگہ ہوتا ہے جس سے کپڑا سینٹے ہیں۔ نصیح کو یہ مناسبت ہے کہ یہ بھی منصوح کے خلل کو دور کرتا ہے جیسے دھاگہ کپڑے کے خلل کو دور کر دیتا ہے۔ جب آپ ﷺ کی خیر خواہی لازم اور اس کا معنی آپ ﷺ پر ایمان لانا، آپ ﷺ کی طاعت اور آپ ﷺ سے محبت کرنا جیسا کہ گزرا تو یہ اس بات پر دال ہے کہ آپ ﷺ کی محبت فرض عین ہے۔

۱۳۔ صحابہ کا عمل و حال

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آپ ﷺ سے محبت، توقیر، احترام، طاعت، حکم کی بجا آوری، خیر خواہی، دوستوں سے محبت، دشمنوں سے نفرت اگرچہ وہ لوگوں میں کتنا محبوب معزز کیوں نہ ہوتا، آپ ﷺ کی سنت کی تعظیم، اس کا دفاع، آپ ﷺ کے اخلاق اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر عمل ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اس میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔

یہاں تمام کے احوال کے ذکر کی گنجائش تو نہیں ان کا ذکر ہم نے اپنی کتاب ”الشوق الی رسول اللہ من الجذع الی ثوبان“ اور ”نشأة علم المصطلح“ میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی توقیر، احترام اور قربانی میں ان میں سے بعض مظاہر کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

۱ - حضرت عروہ بن زبیر، حضرت مسور بن مخرمہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہم سے بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے لئے نکلے (اس میں ہے) عروہ بن مسعود نے کہا اے محمد ﷺ، میں دیکھ رہا ہوں لوگ آپ ﷺ کو چھوڑ جائیں گے اور بھاگ جائیں گے۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

۱ - امصص بظر اللات انحن نفر عنہ و جا کر اپنے بت لات کی مشرماگاہ ندعہ؟
چوم، کیا ہم آپ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگنے والے ہیں؟

کہنے لگا یہ کون ہے؟ بتایا گیا ابو بکر ہیں کہنے لگا قسم خدا کی اگر اس احسان کا بدلہ میں نے چکا دیا ہوتا جو تیرا مجھ پر ہے تو میں ضرور تجھے جواب دیتا پھر اس نے آپ ﷺ سے گفتگو شروع کی دوران گفتگو وہ آپ ﷺ کی مبارک داڑھی پر ہاتھ رکھتا، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس تلوار لئے کھڑے تھے اور انہوں نے خوض پہنا ہوا تھا، جب عروہ نے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے اس کے ہاتھ پر تلوار کا دستہ مارا اور کہا

۲ - اخربید عن لحيه رسول الله
آپ ﷺ کی داڑھی مبارک سے ہاتھ کو پیچھے رکھ

عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے لگے میں مغیرہ بن شعبہ ہوں، عروہ نے کہا۔ اے دھوکہ باز میں تیرے بارے میں بات نہیں کر رہا۔

۳ - پھر عروہ نے اپنی آنکھوں سے صحابہ کے معاملات کو دیکھا اور کہا
فوالله ما تنخم رسول الله نخامة الا
وقعت في كف رجل منهم فدلک بها
وجهه وجلده
خدا کی قسم آپ ﷺ ناک مبارک پھینکتے تو ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہر کوئی لے کر اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا۔

۴ - واذا امرهم ابتروا امره
جب کوئی حکم دیتے تو بجالانے میں بہت جلدی کرتے۔

۵ - واذا توضأ کا دوا یقتلون علی وضوئہ
جب وضو فرماتے تو آپ ﷺ کے

بچے ہوئے پانی کو حاصل کرنے میں
قرب تھا لڑ پڑتے۔

گفتگو کے وقت آپ ﷺ کے پاس
آواز کو پست رکھتے۔

تعظیم کرتے ہوئے آنکھیں اٹھا کر
نہ دیکھتے۔

۶ - واذا تكلموا خفضوا اصواتهم عنده

۷ - وما يحدون اليه النظر تعظيماً له

عروہ نے واپس جا کر قوم سے کہا میں بڑے بڑے بادشاہوں مثلاً قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے
درباروں میں گیا ہوں۔

۸ - والله ان رأيت مليكاً قط يعظمه
اصحابه ما يعظم اصحاب محمد محمداً
اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کی
ایسی تعظیم نہیں دیکھی جو محمد ﷺ
کے غلام محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔

پھر اس نے جو دیکھا تھا بیان کیا۔ (البخاری - کتاب الشروط)

اس واقعہ میں تعظیم صحابہ کے کئی مظاہر ہیں، عروہ کے دعویٰ (صحابہ بھاگ جائیں
گے) کا رد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کس انداز سے کیا اور واضح کیا کہ اسلام کی قربت، رشتہ
داری سے کہیں قوی ہے، حضرت مغیرہ بن شعبہ نے عروہ کے ہاتھ پر ضرب لگائی حالانکہ
وہ ان کا سگا چچا تھا اور پھر گفتگو کے دوران داڑھی کی طرف ہاتھ بڑھانا عربوں کا معمول
بھی تھا لیکن حضرت مغیرہ کو گوارا نہ ہوا پھر عروہ نے صحابہ کی تعظیم کے جو مظاہر دیکھے
ان کا تبرک لینا اور آپ ﷺ کی توقیر و احترام کرنا یہ سب کا سب ایسی محبت و تعظیم ہے
جس کی مثال پیش ہی نہیں کی جاسکتی مثلاً ناک مبارک سے تبرک لینا، وضو کے پانی کے
لئے قتال، خدمت اقدس میں آواز کا پست رکھنا اور تعظیم کی خاطر چہرہ اقدس کی طرف
نظر بھر کر نہ دیکھنا وغیرہ۔

۹ - حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول ﷺ کو سرخ رنگ کے خیمہ میں
دیکھا۔

رأيت بلالا اخذ وضوء رسول الله ورأيت
الناس يبتدرون ذاك الوضوء فمن اصاب
میں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آپ ﷺ
کے وضو سے بچا ہوا پانی پکڑے دیکھا

منہ شیا تمسح بہ ومن لم یصب منہ
شیاء اخذ من بلل ید صاحبه
(البخاری، کتاب الصلاة)

لوگ اس سے پانی حاصل کر
رہے تھے جسے کچھ ملتا وہ اسے جسم
پر مل لیتا اور جسے نہ ملتا وہ
دوسرے کے ہاتھ سے اس کی تری
حاصل کر رہا تھا۔

اس کی متعدد سندیں اور متعدد روایات ہیں۔

۱۰۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی محبوب
نہ تھا، میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بڑا نہ تھا۔

ما کنت اطیق ان املأ عینی منہ اجلالاً
لہ وسئلت ان اصفہ ما اطقت لا نی لم اکن
املاً عینی منہ

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجلال و اکرام کی
وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر
نہیں دیکھ سکا اگر کوئی مجھ سے

(المسلم - کتاب الایمان)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپا کے بارے میں
پوچھے تو میں نہیں بتا سکوں گا
کیونکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر بھر کر
دیکھ ہی نہیں سکا۔

یہ حال صرف حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کا نہیں بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے۔

۱۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

لم یکن شخص احب الیہم من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی
محبوب نہ تھا۔

(الترمذی، کتاب الادب)

ترمذی نے روایت کر کے اسے صحیح کہا۔

۱۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے قرض کی ادائیگی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

واللہ ان مجلس بنی سلمة لیظنرون الیہ اللہ کی قسم بنو سلمہ کے لوگ

هو احب اليهم من عيونهم ما يقربونه
 مخافة ان يؤذوه
 آپ ﷺ کو تک رہے تھے
 آپ ﷺ کی ذات انہیں ان کی
 آنکھوں سے بھی محبوب تھی لیکن
 (الدارمی، ۱ = ۲۸)
 وہ اس خوف کی وجہ سے قریب نہ
 آئے کہیں تکلیف نہ ہو۔

دارمی اور احمد نے اسے رجال صحیح سے روایت کیا، حافظ ابن حجر نے اسے حسن کہا۔
 (فتح الباری، ۷ = ۳۹۸)

۱۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

لقد رأيت رسول الله والحلاق يحلقه و
 اطاف به اصحابه فما يريدون ان تقع
 شعرة الا في يد رجل
 (المسلم، کتاب الفضائل)
 میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ
 تشریف فرما ہیں۔ حجام آپ ﷺ کی
 حجامت کر رہا ہے۔ صحابہ حلقہ بنا کر
 ارد گرد بیٹھے ہیں کوئی بال زمین پر
 نہ گرنے دے رہے تھے بلکہ اپنے
 ہاتھوں پر لے لیتے۔

ان کے مظاہر محبت میں سے، آپ ﷺ پر فدا ہونا، آپ ﷺ کا دفاع کرنا، آپ ﷺ کی
 ہر تکلیف کو اپنے اوپر لینا، آپ ﷺ کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہر
 بڑی قربانی دینا ان کے لئے نہایت آسان تھا۔ یہ موضوع بڑا وسیع ہے ہم نے اس پر
 مکمل کتاب "الشوق الی رسول اللہ ﷺ" تحریر کی ہے۔

۱۴۔ انہی مظاہر میں سے احد کے دن حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔

يا نبی اللہ بابی انت وامی لا تشرف
 لا یصیبک سهم من سهام القوم فحری دون
 نحرک
 اے اللہ کے نبی میرے والدین
 آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ آپ ﷺ
 نہ جھانکیں کہیں دشمن کا تیر نہ لگ
 جائے میرا سینہ آپ ﷺ کے سینہ
 (البخاری، کتاب المغازی)

کے سامنے حاضر ہے۔

۱۵۔ حضرت ابو وجانہ رضی اللہ عنہ نے بھی احد کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر دفاع کیا۔
حتی صار ظہرہ کا لقفن من السہام حتی کہ ان کی پشت تیر لگنے کی وجہ سے چھلنی ہو گئی۔

اور بہت سے انصاری صحابہ نے دفاع کرتے ہوئے جان دے دی۔

۱۶۔ محبت و تعظیم صحابہ کا ایک مظاہرہ یہ بھی تھا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
عدم ابتدائہم بالاکل قبلہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ صحابہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کھانا
(مسند احمد، ۳ = ۳۵۱) شروع نہیں کرتے تھے۔

اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا اور ذہبی نے اس حکم کو ثابت رکھا ہے۔

۱۷۔ محبت و تعظیم کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگ جاتا
اس کا بھی احترام کرتے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

ما تغنیت ولا تمنیت ولا مست ذکری نہ میں نے گانا گایا اور نہ میں نے
بیمینی منذ بایعت بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زنا کیا نہ میں نے اس دائیں ہاتھ
(ابن ماجہ، کتاب الطہارت) سے ذکر کو مس کیا۔ جب سے میں
نے اس ہاتھ سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی اس طرح منقول ہے، حاکم نے اسے صحیح کہا اور
ذہبی نے اس حکم کو ثابت رکھا، (المستدرک، ۴ = ۱۰۹)

۱۸۔ ان کی محبت و تعظیم کا ایک مظاہرہ یہ بھی تھا کہ اپنے والدین اور اپنی جان کو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرتے، مثلاً کہتے

مجھے اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا فرمائے۔

ہمارے والدین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا

ہوں۔

جعلنی اللہ فداک اوفداک

ابی وامی بابی انت وامی

۱۹ - حضور ﷺ سے ان کی محبت و تعظیم کا ایک مظاہرہ یہ بھی تھا۔

انا قدموا من سفر بدوؤا به فنظروا الیہ جب کسی سفر سے واپس ہوتے تو
وسلموا علیہ قبل ان یذهبوا الی بیوتہم اپنے گھر جانے سے پہلے آپ ﷺ
کی زیارت کرتے سلام عرض کرتے
پھر گھر جاتے۔

جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ترمذی اور حاکم نے نقل کیا ہے۔

ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے صحیح کہا (المستدرک، ۳ = ۱۱۱)

۲۰ - آپ ﷺ سے محبت و احترام کا یہ تعلق تھا کہ آپ ﷺ کے چہرہ اقدس کی تکریم
کرتے مثلاً حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

والذی کرم وجہ محمد ﷺ
قسم اس ذات اقدس کی جس نے
(المسلم، کتاب الجہاد) آپ ﷺ کے چہرہ انور کو یہ بزرگی
بخشی۔

۲۱ - ان کے مظاہر محبت میں سے ایک یہ بھی ہے۔ ہجرت کے موقعہ پر جب
آپ ﷺ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے تو وہ آپ ﷺ کے نچلی منزل پر ٹھہرنے
سے پریشان ہوئے اور ساری رات بیوی کے ساتھ اوپر والی منزل میں ایک کونے میں بسر
کی اس خوف سے کہ کہیں ہماری حرکت سے رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ ہو حتیٰ کہ
عرض کیا۔

لا اعلو سقیفة انت تحتها حتی تحول
جس چھت کے نیچے آپ ﷺ ہوں
(المسلم، کتاب الاشریہ) میں وہاں اوپر نہیں رہ سکتا تو
رسول اللہ ﷺ پھر اوپر تشریف فرما
ہو گئے۔

۲۲ - صحابہ کی محبت یہ بھی تھی اگر بچے زیارت رسول اللہ ﷺ کے لئے چند دن نہ
جاتے تو ان کی مائیں ان سے ناراض ہوتیں اور انہیں ڈانٹتیں جیسا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
کی والدہ نے انہیں ڈانٹا۔

لانہ لم یر رسول ﷺ عدۃ ایام
(المسلم، کتاب الجہاد)
کیونکہ انہوں نے چند دنوں سے
آپ ﷺ کی زیارت کا شرف نہیں
پایا تھا۔

ترمذی نے اسے روایت کیا اور حسن کہا، اسے امام احمد اور امام نسائی نے السنن الکبریٰ
میں ذکر کیا۔

۲۳۔ یہ بھی محبت کا ہی مظاہرہ ہے کہ جب ازواج مطہرات کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا تو
انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو ہی پسند کیا۔

۲۴۔ اسی میں سے ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جیش اسامہ کو روانہ کیا اور
اس جھنڈے کو نہ کھولا جسے خود رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا۔

۲۵۔ بلکہ وہ آپ ﷺ کی اشیاء کی تعظیم کرتے حتیٰ کہ کسی مشرک کو چھونے نہ دیتے
جیسا کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابوسفیان سے کیا جب فتح مکہ سے
پہلے ان کے ہاں آیا تو آپ ﷺ کی بچھی ہوئی چادر لپیٹ لی تاکہ وہ اس پر نہ بیٹھ
جائے۔

۲۶۔ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی تلوار کا یہ احترام کیا کہ ابوسفیان کی بیوی
ہندہ کو اس سے قتل نہ کیا کہ یہ عورت ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار سے قتل کرنا
مناسب نہیں۔

۲۷۔ یہ بھی تعظیم ہی کا مظاہرہ تھا کہ بعض صحابہ کرام نے بال نہ مونڈوائے کیونکہ
انہیں رسول ﷺ نے مس فرمایا تھا۔

۲۸۔ ان کی محبت کی ایک صورت یہ بھی تھی جب آپ ﷺ ان کے درمیان
تشریف فرما ہوتے۔

لم یرفعوا الیہ روؤسہم اعظاماً لہ
تو آپ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے
آپ ﷺ کی طرف سر نہ اٹھاتے۔

جیسا کہ حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ میں ہے۔ (المستدرک، ۱ = ۱۲۰)

۲۹۔ جب آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے ان کے سرؤں پر

پرندے ہیں جیسا کہ بخاری میں حضرت ابو سعید خدری سے، امام احمد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت براء اور امام احمد، ابو داؤد طیالسی اور حاکم نے حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (البخاری، کتاب الجهاد) (المستدرک، ۱ = ۱۲۰)

۳۰ - آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آواز بلند نہ کرتے۔ اور کوئی ایسا کرتا تو سختی سے منع کرتے۔ جیسا کہ امام احمد، ترمذی اور ابن حبان نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (مسند احمد - ۲۱/۲۳۰)

۳۱ - ان کی محبت کا ثبوت ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے اسلام پر جتنی خوشی ہو سکتی تھی وہ ان کے اپنے آباء کے ایمان لانے پر نہ ہوتی جیسا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

۳۲ - موت کے وقت صحابہ کے یہ الفاظ بھی سامنے رہنے چاہئیں۔

غدا القی الاحبة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و حزبه کل ہم اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور

(الشفاء، ۲ = ۵۶۸) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں سے ملنے

والے ہیں۔

۳۳ - ان کی محبت اس قدر انتہائی درجہ پر تھی کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ ہم دشمن کے ہاتھوں ریزہ ریزہ ہو جائیں مگر ایسا وقت نہ دیکھنا پڑے کہ ہم آرام سے بیوی و بچوں میں ہوں اور ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں میں کانٹا چب جائے، ابوسفیان نے حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ کی اسی تمنا کو سن کر کہا تھا۔

والله ما رأیت من الناس احدا يحب احدا اللہ کی قسم میں نے کسی کو کسی سے

کحب اصحاب محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جو

(الشفاء، ۲ = ۵۷۰) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے

کرتے ہیں۔

۳۴ - بلکہ ان کی محبت تو ہر تصور سے بالاتر تھی، اگر ان کا کوئی عزیز رشتہ دار مثلاً

والد، بھائی یا خاوند و بیوی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے تو انہیں بھی قتل کرنے سے

دریغ نہ کیا جیسا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کیا، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے جو گفتگو ہوئی

تھی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خواہش کی مجھے اجازت دی جائے میں اپنے باپ عبد اللہ بن ابی بن سلول کو قتل کرنا چاہتا ہوں۔

۳۵۔ ان کی محبت کا ایک منظر یہ بھی تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار نے طواف کی اجازت دی مگر انہوں نے یہ کہہ کر طواف کعبہ سے انکار کر دیا۔

ماكنت لا فعل حتى يطوف به رسول جب تک اس کا طواف رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں فرمائیں گے میں نہیں کہہ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
(مسند احمد، ۴ = ۳۲۴) سکتا۔

۳۶۔ محبت و توقیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی تھی جب ان میں بڑے مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے تو اتنی آہستہ کرتے کہ دوبارہ پوچھنا پڑتا کیا کہہ رہے ہو؟ (البخاری، کتاب التفسیر)

۳۷۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو محبت والوں کا حال یہ تھا کوئی تو بے ہوش ہو گیا، کوئی بیٹھا ہی رہ گیا، کسی کا دماغ چل بسا بلکہ کوئی فوت ہو گیا حتیٰ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خطبہ دینا پڑا۔

ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ یہ باب بڑا وسیع ہے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی تعظیم اور اتباع میں شدت حد درجہ تھی اس کا کچھ تذکرہ آثار محبت میں آئے گا، جیسا کہ ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمسک اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت ان کا حال تھا خواہ موجود ہوتے یا غائب، ظاہری حیات میں تھے یا وصال ہو جانے کے بعد۔

محبت کے آثار و ثمرات

محبت کرنے والے پر محبت رسول ﷺ کے آثار کا ظہور لازمی ہے۔ خواہ وہ صحابہ ہوں یا ان کے بعد کے لوگ، وہ آثار کثیر ہیں مگر ہم ان میں سے تیرہ (۱۳) کا ذکر کریں گے جن سے واضح ہو جائے گا کہ کون اس محبت میں سچا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے یہ ہماری تحریر، ہمارے لئے اور تمام قارئین کے لئے حجت اور مفید ہو جائے اور جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں یہ ہمارا حال بن جائے۔

۱۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد استمرار محبت

صحابہ کرام میں اعلیٰ درجہ کی محبت تھی اس میں کوئی شک نہیں اگرچہ آپس میں اس درجہ میں متفاوت تھے، ان کی محبت کا ظہور متعدد مواقع پر بصورت تعظیم، توقیر، قربانی اور تبرک کے ہوا، ان کا تذکرہ پیچھے گزرا ہے۔ اسی طرح بعد کی امت کو بھی آپ ﷺ سے اس طرح محبت کا مظاہرہ کرنا چاہئے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من اشد امتی لی حبا، ناس یكونون
بعدي یود احدہم لو رأنی باہلہ و مالہ
کرنے والے میرے بعد آئیں گے
جو چاہیں گے کاش ہمیں اہل اور
مال خرچ کر کے آپ ﷺ کی
زیارت ہو جائے۔

تو محب چاہے گا مجھے آپ ﷺ کی ایک دفعہ زیارت ہو جائے خواہ اس کے لئے مجھے اہل اور مال خرچ کرنا پڑے تو اس کی محبت کیسی ہوگی؟ جب ایسا شخص سب سے زیادہ سخت محبت کرنے والوں میں سے ہے تو جو ان میں سے اشد ہو گا اس کا عالم کیا ہو گا؟ یہ صحابہ کا حال تھا اور ان کے سربراہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

۲۔ طاعت

طاعت کا باعث دو چیزیں ہیں ۱۔ محبت ۲۔ خوف
 اگر طاعت کا باعث عتاب و سزا کا خوف ہو تو یہ نافع نہیں اور نہ ہی اس پر ثواب ہے جیسے ہی مطیع موقع پائے گا طاعت چھوڑ دے گا مثلاً جب آمر فوت ہو گیا یا معزول کر دیا گیا یا موجود نہیں تو اب مطیع، عمل نہیں کرے گا کیونکہ وہ تو اسے بوجھ محسوس کر رہا تھا جو زائل ہو گیا لیکن جب باعث محبت و شوق ہو گا تو آمر کی موجودگی یا عدم موجودگی اسے متاثر نہیں کرے گی کیونکہ اب عمل مطیع دلی خواہش اور ثواب کی نیت سے بجالا رہا ہے۔ محب کی شان بھی یہی ہے وہ مطیع ہوتا ہے۔ طاعت کے بغیر محب کا وجود متصور نہیں ہو سکتا جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تعصی الا له وانت تظہر حبه هذا لعمری فی القیاس بدیع
 (اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے اور دعویٰ محبت کا، اللہ کی قسم یہ عجیب تماشا ہے)
 لو کان حبک صادق لا طعته ان المحب لمن یحب مطیع
 (اگر اس کی محبت میں سچا ہے تو اس کی اطاعت کرتا کیونکہ محب، محبوب کا مطیع ہوتا ہے)

فی کل یوم یتدیک بنعمة منه وانت لشکر ذاک مضیع
 (ہر دن تو اس کی نعمت سے شروع کرتا ہے اور اسے ضائع کر کے شکر یہ ادا کر رہا ہے)
 قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں جو کسی سے محبت رکھتا ہو وہ اس کی پیروی کرتا ہے۔
 ورنہ وہ محبت میں سچا نہیں فقط مدعی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہی سچا ہو گا جن پر محبت کے آثار کا اظہار ہو اور سب سے پہلی علامت یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا اپنانا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی اتباع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل اور نواہی سے بچنا، تنگی و آسانی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو اپنانا اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اللہ

اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
(آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کو ترجیح دینا، انہیں خواہش نفس سے مقدم رکھنا جیسا کہ باری تعالیٰ
کا فرمان ہے۔

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ
يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي
سُبُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْتُونَ عَلَى
أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط

(الحشر - ۹) اور جنہوں نے پہلے سے اس شر
اور ایمان میں گھر بنا لیا دوست
رکھتے ہیں انہیں جو ان کی طرف
ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں
میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز
کی جو دیے گئے اور اپنی جانوں پر
ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں
شدید محتاجی ہو۔

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اتباع سنت میں مروی حدیث نقل کر کے کہا جو شخص اس صفت
سے متصف ہو گیا وہ اللہ و رسول ﷺ سے کامل طور پر محبت کرنے والا ہے اور جس نے
ان میں سے کسی امر کی مخالفت کی وہ محبت میں ناقص ہے۔ لیکن اس کے نام سے نہیں
نکلے گا۔

اہم معاملہ پر تنبیہ

یہاں ہم ایک اہم امر پر تنبیہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر نافرمانی کرنے
والے سے محبت چھن نہیں جاتی اگرچہ مفروض یہی ہے کہ محب مطیع ہوتا ہے، نافرمان
نہیں ہوتا لیکن کبھی کبھی محب سے نافرمانی سرزد ہو جاتی ہے مثلاً شراب پینے والے صحابی
کا واقعہ جنہیں شراب پینے پر بار بار سزا دی گئی آخری دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر
لعنت کی کہ کتنی دفعہ تیرے ساتھ ایسے ہوا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔

لا تلعنوه فوالله ما علمت انه يحب
 الله ورسوله
 اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم میں
 جانتا ہوں یہ اللہ اور اس کے
 (البخاری، کتاب الحدود) رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

حضور ﷺ نے یہ تصدیق فرمادی کہ یہ محبت میں سچا ہے لیکن طاعت میں کوتاہی کرنے
 والا ہے۔ اس لئے سچے مومن پر لازم ہے کہ وہ شریعت کے مخالف فعل سے نفرت
 کرے مگر مومن عاصی کی ذات سے نفرت نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی
 حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کی زبان سے بیان فرمایا۔

قَالُوا لَنْ لَمُ تَنْتَهَ اِلْوُطَ لَتَكُونَنَّ مِنْ
 الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٤﴾ قَالَ اِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِّنَ
 الْقَالِينَ ﴿١٦٥﴾ رَبِّ نَجِّنِي وَاَهْلِي مِمَّا
 يَعْمَلُونَ ﴿١٦٦﴾ فَانجَيْنَاهُ وَاَهْلَهُ اَجْمَعِينَ ﴿١٦٧﴾ اِلَّا
 عَجُوزًا فِي الْغُبَرَيْنِ (الشعراء ١٦٤، ١٦٥، ١٦٦، ١٦٧)

بولے اے لوط اگر تم باز نہ آئے
 تو ضرور نکال دیئے جاؤ گے۔ فرمایا
 میں تمہارے کام سے بیزار ہوں۔
 اے میرے رب مجھے اور میرے
 گھر والوں کو ان کے کام سے بچا۔
 تو ہم نے اسے اور اس کے سب
 گھر والوں کو نجات بخشی مگر ایک
 بڑھیا کہ پیچھے رہ گئی۔

ان کے عمل سے نفرت کی ہے، ان سے نفرت نہیں ورنہ ان کے لئے دعا کیوں
 کرتے؟ مومن مطیع اور محب کی شان یہی ہے وہ عاصی مومن سے جب کوئی مکروہ فعل
 دیکھتا ہے تو اس فعل سے نفرت کرتا ہے اور مومن کے لئے ہدایت و توفیق کی دعا کرتا
 ہے۔

۳۔ آپ ﷺ کی اقتدا اور اخلاق سے اتصاف

مظاہر و آثار محبت میں سے ایک یہ ہے کہ محب، محبوب کی صفات کو اپناتا ہے۔ اس
 کے افعال و احوال کی اقتدا کرتا ہے اور بڑے شوق سے ان کی جستجو کرتا ہے ورنہ وہ
 محب صادق کہاں؟ جب عام محب کا یہ حال ہے تو جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے گا

نہیں اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کے لئے اسوہ حسنہ بنایا، آپ ﷺ کی اتباع و طاعت کا حکم دیا اور آپ ﷺ کی مخالفت و نافرمانی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ تو حضور ﷺ کے محب پر یہ لازم ہے کہ اپنے آپ کو آپ ﷺ کے اخلاق و صفات سے متصف کرے اور آپ ﷺ کے افعال و احوال کی پیروی کرے (یہ تمام حسب طاقت لازم ہیں) ورنہ محب صادق نہیں بن سکے گا، اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے میں اتباع ضروری ہے۔ تاکہ خشیت و خشوع اور ورع و حیا میں اضافہ ہو، آپ ﷺ کی عبادت میں اتباع یعنی فرائض و نوافل نماز، روزہ اور رقت و بکاء میں اتباع، اخلاق میں اتباع، حلم، تواضع، محبت، شفقت، کرم، شجاعت، زبان کی حفاظت، سچ، گناہوں سے دوری، صفات میں اتباع، وقار، رقت قلب، صبر، آس، غمخواری، بچوں پر شفقت، بڑوں کا احترام، صفاء نفس، جسم کی طہارت، دعوت میں اتباع، اخلاص، ہدایت، مخلوق کی حرص، اہل ایمان کا درد، اس کے علاوہ ہر معاملہ میں اتباع کی جائے جو شخص محبت نبی ﷺ کا دعویٰ کرتا ہے مگر کھانے، پینے، لباس، صورت، بیٹھنے اٹھنے میں، کلام، اعتقاد، عبادت میں آپ ﷺ کی اتباع نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے کیونکہ محبت کی شرط جس قدر طاقت ہو محبوب کی موافقت اور عدم تکلف ہے۔ بلکہ وہ احوال اس کی طبیعت بن جاتے ہیں، اور اس میں یہ بھی شرط ہے ان میں اپنی طرف سے کسی شے کا اختراع نہیں کرنا بلکہ اس کے مطابق چلنا ہے جو شریعت نے بیان کر دیا ہے اور اس میں اخلاص اور نیت کی سچائی نہایت ضروری شے ہے۔

۴۔ آپ ﷺ کے ذکر کی تعظیم

حضور ﷺ کی حرمت و توقیر اور احترام و تعظیم اسی طرح لازم ہے جیسے آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں تھا اور آپ ﷺ کے ذکر، آپ ﷺ کی حدیث کا تذکرہ یا سنت کا، اسی طرح نام و سیرت کے سماع کے وقت تعظیم لازم ہے، وصال کے بعد جب آپ ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو صحابہ رو پڑتے اگر کوئی آپ ﷺ کے گھر کے پاس سے گزرتا تو چہرہ کو ڈھانپ کر اور جھکا کر گزرتا، جب آپ ﷺ کی سنت کا تذکرہ چھڑ جاتا تو وہ باقی تمام کو

بھول جاتے۔

۱۔ متعدد روایات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوتے، جبیر بن نفیر کی روایت میں ہے منبر نبوی کی ایک جانب کھڑے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر کے رو پڑے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔

قام ابوبکر علی المنبر فقال قد علمتم سیدنا ابو بکر منبر پر کھڑے ہوئے اور ما قام به رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبکی تم اعادھا کہا تم جانتے ہو جس کے ساتھ تم بکی تم اعادھا تم بکی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے پھر وہ رو دیئے اس طرح تین دفعہ کیا۔

پھر فرمایا لوگو اس دنیا میں معافی اور عافیت سے بڑھ کر کوئی شے افضل نہیں لہذا اللہ تعالیٰ سے یہی مانگا کرو، اسے امام احمد، حمیدی، نسائی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، بخاری نے الادب میں، ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کیا۔ (مسند احمد، ۱ = ۳)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے فرمایا چلو حضرت ام ایمن کی ملاقات کے لئے جاتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں، دونوں صحابہ نے رونے کی وجہ پوچھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہاں سے بہتر ہے۔ وہ کہنے لگیں میں اس لئے نہیں رو رہی کہ وہاں بہتر نہیں وہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یقیناً یہاں سے خیر ہے۔

ولکن ابکی ان الوحی قدانقطع من السماء
میں تو اس لئے رو رہی ہوں کہ
آسمان سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو
گیا۔

فجعلنا یبکیان معها
تو اس کے ساتھ دونوں نے رونا
(المسلم، فضائل الصحابہ) شروع کر دیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔

کان لا یذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا بکی
جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ ہوتا

(ابن سعد، دارمی۔ ۱ = ۴۰) رو پڑتے۔

۴۔ حضرت عمرو بن میمون سے ہے۔ میں ہر جمعرات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زیارت کرتا۔

فما سمعہ یقول لشی قط قال رسول اللہ ﷺ حتی کانت ذات عشیة فقال قال رسول اللہ ﷺ فاغرورقت عیناہ وانتفخت او داجہ فانا رأیتہ محلولة ازراہ
آپ کو میں نے کبھی نہیں سنا کہ یہ نہ کہا ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حتیٰ کہ ایک شام ابھی یہ الفاظ ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا“ کہے ہی تھے کہ ان کی آنکھیں برس پڑیں اور گلے کے پٹھے پھول گئے اور کہا میں نے آپ ﷺ کی کھلے گلے کی صورت میں زیارت کی ہے۔

اسے دارمی، ابن ماجہ نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔ اور حاکم نے اسے صحیح کہا اور یہ بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

تابعین اور تبع تابعین کے بھی حضور ﷺ کی تعظیم کرنے کے کثیر واقعات ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت امام مالک سے حضرت ایوب السختیانی (جو ثقہ، حجت اور کبار اور عباد سے ہیں) کے بارے میں سوال ہوا تو فرمایا میں نے جس جس سے حدیث لی ہے ان تمام میں حضرت ایوب افضل ہیں، انہوں نے دو حج فرمائے۔

ولا اسمع منه غیر انہ کان اذا ذکر النبی ﷺ بکی حتی ارحمہ فلما رأیت منه مارأیت واجلالہ للنبی ﷺ کتبت عنہ
میں نے ان سے حدیث نہیں لی تھی مگر جب ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کا ذکر ہوتا تو رو پڑتے حتیٰ کہ مجھے بھی دکھ ہونے لگتا جب میں نے ان کا یہ عمل دیکھا اور

(الشفاء، ۲ = ۵۹۶)

حضور ﷺ کا احترام تو میں نے ان سے حدیث لکھی۔

۲۔ حضرت مصعب بن عبداللہ، حضرت امام مالک کے بارے میں بیان کرتے ہیں
 اذا ذكر النبي ﷺ يتغير لونه و ينتحب حتى يصعب ذلك على جلسائه فقیل له یوما فی ذلك فقال لورأیتم مارأیت لما انکرتم علی ماترون
 جب ان کے پاس حضور ﷺ کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ بدل جاتا، حالت غیر ہو جاتی حتی کہ اہل مجلس پریشان ہوتے ایک دن ان سے پوچھا گیا تو فرمایا اگر تم وہ دیکھ لو جو میں دیکھتا ہوں تو پھر محسوس نہ کرو۔

۳۔ یہ بھی بیان کرتے ہیں میں نے محمد بن منکدر (جو ثقہ اور مدینہ کے افضل تابعین میں سے ہے) کی زیارت کی ہے۔ وہ قراء کے سربراہ تھے۔

لا نکاد نسأله عن حدیث ابداء ابکی حتی نرحمه
 ہم ان سے جب حدیث رسول ﷺ کے بارے میں پوچھتے تو وہ رو پڑتے حتی کہ ہمیں ان پر ترس آتا۔

۴۔ میں نے امام جعفر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی وہ کثیر المزاج اور متبسم تھے۔

فاذا ذکر عنده النبي ﷺ اصفر، وما رأیته یحدث عن رسول الله ﷺ الا عن طهارة
 جب ان کے پاس حضور ﷺ کا تذکرہ ہوتا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا اور ہم نے انہیں بغیر وضو حدیث رسول ﷺ بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۵۔ حضرت عبدالرحمن بن قاسم (بن محمد بن ابی بکر صدیق یہ ثقہ، جلیل اور صاحب ورع ہیں) کے بارے میں امام ابن عینیہ سے ہے کہ یہ اپنے دور کے لوگوں میں سے افضل تھے۔

یذکر النبی ﷺ فی نظر الی لونه کانہ
نرف منه الدم و قد جف لسانہ فی فمہ
ہیبة لرسول اللہ ﷺ
حضور ﷺ کا ذکر ہوتا تو ان کا رنگ
ایسا ہو جاتا۔ جیسے خون ابھی بنے
والا ہے، حضور ﷺ کی ہیبت کی
وجہ سے ان کی زباں منہ میں خشک
ہو جاتی۔

۶۔ میں عامر بن عبداللہ بن زبیر (جو نہایت ثقہ، عابد، کبیر اور صاحب قدر و منزلت ہیں)
کے ہاں آیا کرتا تھا۔

فاذا ذکر عندہ النبی ﷺ بکی حتی لا
یبقی فی عینیہ دموع
جب ان کے پاس حضور ﷺ کا
تذکرہ ہوتا تو اتنا روتے کہ ان کی
آنکھوں میں آنسو نہ رہتے۔

۷۔ میں نے امام زہری (محمد بن شہاب قرشی) فقیہ، حافظ حدیث، ان کی جلالت پر
اہل علم کا اتفاق ہے یہ اہل حجاز و شام کے امام ہیں) نہایت ہی خوش و خرم رہنے والے
تھے۔

فاذا ذکر عندہ النبی ﷺ فکانہ ما عرفک
ولا عرفتہ
جب ان کے پاس حضور ﷺ کا
تذکرہ کیا جاتا تو اس طرح ہو جاتے
نہ تجھے ہی پہچانتے نہ تو ان کو
پہچانتا۔

۸۔ میں صفوان بن سلیم (ثقہ ہیں) جو عابد اور مجتہد تھے، کے پاس جایا کرتا
جب ان کے پاس حضور ﷺ کا ذکر
ہوتا تو اتنا روتے اور روتے رہتے
یہاں تک کہ لوگ چھوڑ کر چلے
جاتے۔

۹۔ حضرت قتادہ کے بارے میں مروی ہے۔

کان اذا سمع الحدیث اخذہ العویل
جب وہ حدیث کا سماع کرتے تو

(الشفاء، ۲ = ۵۹۷) چیخ و پکار کے ساتھ رو پڑتے۔

یہ تمام کے تمام واقعات ذکر نبی ﷺ کی توقیر، تعظیم اور اجلال کے ہیں۔ واللہ تعالیٰ المعین والموفق، تعظیم حدیث کا تذکرہ بعد میں آ رہا ہے۔

۵۔ آپ ﷺ کی سنت کی تعظیم

ہم نے اپنی کتاب، (نشأة علم المصلح) کی فصل ثالث اور رابع میں دور صحابہ و تابعین میں سنت نبویہ کی اشاعت اور خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ وہاں سنت کی تعظیم، اس کی محافظت، اس کے مخالف پر نکیر، ان کا کتاب اللہ سے محبت، حدیث سے احتجاج اور اس کے احترام و توقیر پر لوگوں کو متوجہ کرنا بھی بڑی تفصیل سے بیان ہوا یہاں محض یاد دہانی کے لئے چند چیزیں ذکر کر رہے ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا خواتین تم سے مساجد کے لئے اجازت چاہیں تو انہیں منع نہ کرو اس پر ان کے بیٹے بلال بن عبداللہ نے کہا واللہ ہم انہیں منع کریں گے حضرت عبداللہ نے خوب برا بھلا کہا اس قدر ہم نے کسی سے انہیں ناراض ہوتے ہوئے نہیں دیکھا اور فرمایا

انخبرک عن رسول اللہ ﷺ وتقول واللہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہا ہوں اور تو کہہ رہا ہے ہم لنمنعن

(المسلم، کتاب الصلاة) منع کریں گے (یعنی تجھے یہ کہنے کی

کیسے جرات ہوئی؟)

تو جب بیٹے نے سنت کے خلاف بات کی تو آپ خاموش نہ رہے حالانکہ بیٹے کے یہ کہنے کی بھی وجہ تھی کہ خواتین میں تغیر آچکا تھا جیسا کہ بعض روایات میں اس پر تصریح ہے۔ (فتح الباری، ۲ = ۳۳۸)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو سگریزے پھینکتے ہوئے دیکھا تو کہا۔

لا تخذف فان رسول اللہ ﷺ نہی عن سگریزے نہ پھینکو رسول اللہ ﷺ

الحذف

نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اور ساتھ ہی آپ نے فرمایا اس سے نہ تو شکار ہوتا ہے نہ دشمن کو مارا جا سکتا ہے اس سے یا تو کسی کا دانت ٹوٹ جائے گا یا کسی کی آنکھ نکل جائے گی۔

اس کے بعد اسے پھر سنگریزے پھینکتے ہوئے دیکھا، تو فرمایا

احديثك عن رسول الله ﷺ انه نهى عن

میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے

الحذف لا اكلمك كذا وكذا

بیان کیا آپ ﷺ نے اس سے منع

فرمایا ہے۔ اور تو پھر سنگریزے

پھینک رہا ہے اب میں تیرے

مسلم کے الفاظ ہیں۔

ساتھ گفتگو ہی نہیں کروں گا۔

لا اكلمك ابدا

(البخاری، کتاب الصيد) نہیں کروں گا۔

۳ - حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مدائن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے آپ نے پانی طلب فرمایا ایک دھقان چاندی کے برتن میں پانی لایا آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا میں نے تمہیں بتایا نہیں میں اس میں پانی نہیں پیوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

لا تشربوا في اناء الذهب والفضة ولا

سونے چاندی کے برتنوں میں نہ پیو

تلبسوا الديباج و الحرير فانه لهم في

الديباج و الحرير فانه لهم في الدنيا وهو لكم في الاخرة يوم القيامة

لئے دنیا میں ہے تمہارے لئے یہ

(البخاری، کتاب الاطعمه) آخرت میں ہے۔

آپ اس علاقہ کے رئیس پر خاموش نہ رہے بلکہ برتن کو پھینکا اور فرمایا میں اس میں پانی

نہیں پیوں گا، اسی طرح کے کثیر واقعات ہیں تفصیل کے لئے ہماری مذکورہ کتاب کا

مطالعہ کریں۔

سنت کا ادب، بغیر طہارت کے بیان نہ کرتے

۱۔ حضرت ضرار بن مرہ شیبانی کوئی کا بیان ہے۔

کانوا یکرہون ان یحدثوا بحديث علی اسلاف بغیر وضو حدیث بیان کرنا
غیر وضوء مکروہ سمجھتے تھے۔

۲۔ حضرت قتادہ سے بھی مروی ہے، حضرت ضرار کا وصال ۱۳۲ ہجری اور حضرت
قتادہ کا ۱۱۰ کے بعد ہوا۔

حضرت اعمش کے بارے میں ہے جب بغیر وضو حدیث بیان کرنا پڑ جاتی تو تیمم کر لیتے۔
(الشفاء، ۲ = ۶۰۱)

۳۔ حضرت قتادہ کے بارے میں ہے۔ فرماتے حضور ﷺ کے ارشادات مبارکہ کے لئے
وضو مستحب ہے اور وضو کے بغیر حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے، حضرت جعفر بن محمد کا
عمل بھی یہی تھا۔

۴۔ عبداللہ بن صالح سے منقول ہے کہ امام مالک اور امام لیث دونوں
لا یکتبان الحدیث الا وہما طاہران طہارت کے بغیر حدیث نہیں لکھتے
تھے۔

اس لئے خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "الجامع لاخلق الراوی و آداب السامع" میں یہ
عنوان قائم کئے۔ من کرہ التحدیث علی غیر طہارة، من کان اذا اراد
التحدیث علی غیر طہر تیمم (الجامع لاخلق الراوی، ۱ = ۴۱۰) جیسا کہ انہوں
نے ایک فصل قائم کی جس میں ان احوال کا تذکرہ کیا جن میں حدیث بیان کرنا مکروہ ہے
تو فرمایا چلنے کی حالت یا کھڑے ہونے کی حالت میں حدیث بیان کرنا یہاں تک کہ دونوں
راوی اور سامع بیٹھ جائیں، بعض ان سے اور بعض قاضی عیاض سے سل کر دیتے
ہیں۔

۱۔ حضرت مالک بن انس کا گزر شیخ ابو حازم پر ہوا وہ حدیث بیان کر رہے تھے یہ
گزر گئے اور فرمایا میں نے وہاں ایسی جگہ نہ پائی جہاں میں بیٹھتا۔

فکرہت ان اخذ حدیث رسول اللہ ﷺ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث
وانا قائم کھڑے ہو کر حاصل کرنا پسند نہیں

کرتا۔

۲۔ امام مالک سے پوچھا گیا تم حضرت عمرو بن دینار سے حدیث کیوں نہیں لیتے فرمایا میں ان کے پاس گیا تھا مگر وہاں لوگ حالت قیام میں حدیث لکھ رہے تھے۔

فاجللت حدیث رسول اللہ ان اکتبه وانا میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا قائم مقام کھڑے ہو کر لکھنے سے بلند سمجھتا ہوں۔

۳۔ امام مالک سے مروی ہے ایک شخص حضرت سعید بن مسیب کے پاس حدیث لینے آیا آپ بیمار تھے اس نے حدیث پوچھی تو آپ لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی اس شخص نے کہا میں چاہتا تھا آپ اسی حال میں حدیث بیان کر دیتے فرمایا۔

کرہت ان احدثک عن رسول اللہ ﷺ میں نے ناپسند سمجھا کہ میں لیٹ کر وانا مضطجع تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناؤں۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فانی اعظم ان احدث بحدیث رسول اللہ میں اس بات کو اس سے عظیم وانا مضطجع سمجھتا ہوں کہ میں لیٹ کر رسول اللہ ﷺ کی حدیث سناؤں۔

۴۔ حضرت عبدالرحمن بن مہدی کا بیان ہے میں ایک دن امام مالک کے ساتھ عقیق گیا میں نے ان سے ایک حدیث پوچھی تو مجھے جھڑک دیا فرمایا۔

كنت فی عینی اجل من ان تسال عن میری نگاہ میں تو اس سے بلند ہے حدیث رسول اللہ و نحن نمشی تو ہم سے چلتے ہوئے حدیث رسول ﷺ پوچھے۔

۵۔ جرید بن عبدالحمید قاضی نے آپ سے حالت قیام میں حدیث پوچھی تو آپ نے فرمایا اسے قید میں ڈال دو بتایا گیا یہ تو قاضی ہیں، فرمایا قاضی کو زیادہ ادب سکھانا چاہئے۔

۶۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں ہم امام مالک کے پاس تھے وہ حدیث بیان کر رہے تھے انہیں بچھو نے سولہ دفعہ ڈھنگ مارا ان کا رنگ متغیر اور زرد ہو گیا لیکن حدیث بیان کرنا نہ چھوڑی جب فارغ ہوئے طلبہ چلے گئے میں نے عرض کیا حضرت آج میں کچھ عجیب معاملہ دیکھ رہا ہوں فرمایا ہاں مجھے بچھو نے سولہ دفعہ کاٹا مگر میں نے صبر کیا۔

انما صبرت اجلاً للاحديث رسول الله
میں نے یہ صبر فقط رسول اللہ ﷺ
کی حدیث کی تعظیم میں کیا۔

حدیث بیان کرتے وقت آواز بلند نہ کرتے

۱۔ امام محمد بن سیرین گفتگو کرتے سنتے سنتے مگر۔

فاذا جاء الحديث خشع
جب حدیث رسول ﷺ آ جاتی تو
(الجامع لاخلاق، ۱ = ۴۱۲) ان پر خشوع طاری ہو جاتا۔

۲۔ حضرت عبدالرحمن بن مہدی جب حدیث نبوی ﷺ پڑھتے تو فرماتے خاموش رہو
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب
(الحجرات - ۲) بتانے والے کی آواز سے۔

اور اس کا مفہوم یہ بیان فرماتے کہ جس طرح آپ ﷺ کا قول مبارک سنتے وقت
خاموشی لازم ہے اس طرح آپ ﷺ کی حدیث سنتے وقت بھی خاموشی لازم ہے۔

(الشفاء - ۲ = ۵۹۹)

۳۔ اسی طرح امام مالک سے مروی ہے کہ فرمایا۔

من رفع صوته عند حديث رسول الله ﷺ
جو شخص حدیث رسول ﷺ لیتے
فکا نما رفع صوته فوق صوت رسول
دیتے وقت آواز بلند کرتا ہے۔ وہ
اللہ ﷺ
گویا آپ ﷺ کی آواز سے آواز
بلند کر رہا ہے۔ (الجامع لاخلاق الراوی، ۱ - ۴۰۶)

۴ - حماد بن زید کہتے ہیں۔ ہم حضرت ایوب السختیانی کے پاس تھے۔ آپ نے شور سن کر فرمایا یہ کیا شور ہے کیا تمہیں علم نہیں۔

ان رفع الصوت عند الحديث عن رسول الله ﷺ کی حدیث لیتے
 اللہ ﷺ کرفع الصوت علیہ فی حیاتہ وقت آواز بلند کرنا اسی طرح ہے
 (الجامع لاخلاق، ۱ = ۱۹۵) جیسے آپ ﷺ پر ظاہری حیات میں
 بلند کیا جاتا ہے۔

۵ - حضرت حماد سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (ایضاً)

اس بارے میں امام بیہقی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن مجید اور کتب حدیث پر نہ کوئی کتاب رکھی جائے اور نہ اور کوئی چیز، اگر گرد وغیرہ لگے تو اسے صاف کیا جائے، جس کاغذ پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ذکر ہو اس سے طعام والے ہاتھ صاف نہ کئے جائیں اسے بے ادبی کے ساتھ پھاڑا نہ جائے لیکن اب اسے اگر محفوظ کرنا ہو تو اسے پانی سے دھو دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔

ہم کہتے ہیں، سابقہ دور میں مخطوطوں کا دھونا ممکن تھا لیکن ہمارے دور میں سیاہی پانی سے زائل نہیں ہوتی اور نہ ہی طباعت پانی سے زائل ہوتی ہے لہذا حرق یا دفن ہی متعین ہے۔ اگر پاک جگہ اور لوگوں کی راہ گزر سے دور ہو تو افضل ہے اگر نہر جاری میں بہا دیا جائے تو بھی حرج نہیں، یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا کہ چلتے پھرتے، لیٹ کر یا بغیر طہارت حدیث نہ بیان کی جائے یہ سب کچھ حدیث نبوی ﷺ کی توقیر، تعظیم اور تزیہ کی وجہ سے ہے، اگر کوئی محدث ان احوال میں حدیث بیان کرتا ہے۔ تو گنہگار نہ ہو گا اور نہ ہی اس نے امر ممنوع کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ سب سے اعلیٰ کتاب قرآن مجید ہے۔ اس کی قرات ان احوال میں جائز ہے۔ تو حدیث شریف کی قرات بھی جائز ہو گی۔

۶ - کثرت کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں درود و سلام

یہ اس لئے کہ جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچے مومنین کا وصف کثرت ذکر الہی بیان فرمایا ہے۔
اللہ عزوجل کا مبارک ارشاد ہے۔

وَالذِّكْرَيْنِ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذِّكْرُ أَغْدَالُ اللَّهِ
لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرًا عَظِيمًا
اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے
اور یاد کرنے والیاں ان سب کے
لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب
(الاحزاب - ۳۵)
تیار کر رکھا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا
اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد
کرو۔
(الاحزاب - ۴۱)

جب کہ منافقین کا وصف قلت ذکر الہی بیان فرمایا۔

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ
وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَى
يُرَآءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا
اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو
ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا
کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں
کرتے مگر تھوڑا۔
(النساء - ۱۴۲)

اسی طرح حضور ﷺ کا محب بھی آپ ﷺ کا کثرت سے ذکر کرے گا اور آپ ﷺ
کا کثرت سے ذکر آپ ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود و سلام عرض کرنا ہے۔ یہ عقیدہ
رکھتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک
ارشاد ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا
الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود
بھیجتے ہیں۔ اس غیب بتانے والے
(الاحزاب - ۵۶)

(نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود

اور خوب سلام بھیجو۔

باقی آپ ﷺ پر درود و سلام کا نفع ہمیں ہے۔ ہم نے ابن قیم، سخاوی اور فیروز آبادی کے حوالے سے اپنی کتاب فضائل "المدينة المنورة" میں بیان کیا ہے کہ صلوة و سلام عرض کرنے والے کو چالیس فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

- ۱۔ آپ ﷺ پر صلوة و سلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے۔
- ۲۔ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے موافقت حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ دونوں کی صلوة میں فرق ہے اور ملائکہ کے ساتھ بھی۔
- ۳۔ یہ گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔ جیسا کہ حضرت ابی بنیوفہ کی حدیث کے حوالے سے گزرا۔

- ۴۔ یہ تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری کا سبب بن جاتا ہے۔
- ۵۔ روز قیامت حضور ﷺ سے قرب کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ حدیث ابن مسعود میں ہے۔

۶۔ درود و سلام پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ کی طرف سے سلام آتا ہے۔

۷۔ اس کی وجہ سے جواباً حضور ﷺ کی طرف سے درود پڑھنے والے پر سلام نصیب ہوتا ہے۔

۸۔ یہ بندے سے بخل دور کرتا ہے۔ حدیث کی ایک اہم دعا جو درود نہ پڑھنے والے کے خلاف ہے اس سے بچ جاتا ہے۔ صفت جفا سے نکل جاتا ہے جبکہ آپ ﷺ کے ذکر کے وقت درود و سلام پڑھتا ہے۔

۹۔ یہ آپ ﷺ سے محبت، اس میں اضافہ کا سبب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس بندے کے ساتھ حضور ﷺ کو بھی محبت ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ یہ آپ ﷺ کے اسم گرامی کی تعظیم کا ذریعہ ہے۔ جب بھی نام آئے گا درود و سلام پڑھے گا۔

۱۱ - یہ آپ ﷺ کے حق کی ادائیگی بھی ہے۔ اگرچہ اقل درجہ پر ہی سہی اور شکر ہے اس نعمت کا جو آپ ﷺ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرمائی حالانکہ آپ ﷺ تو ان گنت ثناء کے مستحق ہیں، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ بندوں سے تھوڑے شکر پر راضی ہو جاتا ہے۔

۱۲ - آپ ﷺ پر درود و سلام پڑھنے والا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو اپنے دیگر شوق اور محبتوں پر ترجیح دینے والا ہوتا ہے۔ جس نے اسے ترجیح دی جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند کیا ہے تو اس نے ماسوا پر اللہ تعالیٰ اور اس کی محبوب شے کو ترجیح دی۔ اسی طرح اس نے رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی محبوب شے کو ماسوا پر ترجیح دی، اگر اس ایک فائدہ کے علاوہ درود و سلام کا کوئی اور فائدہ نہ بھی ہو تو یہی مومن کے شرف کے لئے کافی ہے۔ (اختصار من جلاء الافہام)

درود و سلام عرض کرنے والا یہ بھی محسوس کرے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے بعد مجھے یہ شرف حاصل ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات پر مطلع فرمایا کہ ملائکہ حضور ﷺ پر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں تاکہ بندوں کو اس کی قدر و فضیلت کا علم ہو کیونکہ ملائکہ شریعت کے مکلف نہ ہونے کے باوجود صلاۃ و سلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں تو مسلمان تو زیادہ حقدار ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی اور حبیب ﷺ پر درود و سلام پڑھے، پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ درحقیقت بندے کی طرف سے صلاۃ، اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا ہے۔ کہ وہ آپ ﷺ پر صلاۃ نازل فرمائے۔ بندے کے الفاظ ہیں اللہم صلی علی سیدنا محمد، اللہم صل علی رسول اللہ، حالانکہ اللہ تعالیٰ اور ملائکہ ہمیشہ آپ ﷺ پر صلاۃ و سلام بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ط
بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود
(الاحزاب - ۵۶) بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے
(نبی) پر۔

پہلا جملہ اسمیہ اور دوسرا (جز) فعلیہ ہے۔ اور یہ دونوں تجدد و استمرار کا تقاضا کرتے

ہیں۔ اس کے بعد بندے کا عرض کرنا کہ اے اللہ، نبی پر صلاۃ نازل فرما تحصیل حاصل ہی ہے تو اس سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اس قدر چاہتا ہے کہ بندہ اس بارے میں عرض کرے اور اللہ تعالیٰ بندے کو اسی قدر اجر و ثواب سے نواز دے (الغرض اللہ تعالیٰ تو صلاۃ نازل فرما ہی رہا ہے بندہ صرف عرض کر کے ثواب لوٹ لیتا ہے) اور حکمت یہ ہے کہ مقام نبی ﷺ اتنا اعلیٰ اور ارفع ہے کہ بندہ اس کے بارے میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لہذا وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے کہ وہ آپ ﷺ پر صلاۃ نازل فرمائے تاکہ یہ احسان بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا ہی ہو نہ کہ بندے کا۔

۷۔ اہل بیت اور صحابہ سے محبت و تعظیم

حضور ﷺ کی محبت و توقیر کی ایک صورت، آپ ﷺ کے اہل بیت، رشتہ داروں سے محبت اور ان کی توقیر ہے، اس کے بارے میں متعدد نصوص ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ
أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
اللہ تو یہی چاہتا ہے۔ اے نبی کے
گھر والو کہ تم سے ناپاکی دور فرما
دے اور تمہیں پاک صاف کر کے
(الاحزاب - ۳۳)

خوب ستھرا کر دے۔

۲۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
الْقُرْبَىٰ
تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ
اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی
(الشوریٰ - ۲۳) محبت۔

۳۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ارقبوا۔ اہل بیتہ۔ حضور ﷺ کی اہل بیت سے محبت
(البخاری، فضائل الصحابہ) کیا کرو۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں مراقبہ شے سے اس کی محافظت مراد ہوتی ہے یعنی اہل بیت نبوی کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور ان کے ساتھ برائی نہ کرو۔

۴ - سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خود اپنا عمل یہ ہے فرمایا۔

والذی نفسی بیدہ لقراۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 احب الی ان اصل من قرابتی
 قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے
 (البخاری، فضائل الصحابہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار مجھے اپنے

رشتہ داروں سے زیادہ محبوب

ہیں۔

۵ - حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حمد و صلوة کے بعد اگر میں انسان ہوں کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام (واپسی) آسکتا ہے اور میں اسے قبول کروں گا میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے پہلی کتاب اللہ ہے اس میں ہدایت و نور ہے۔ کتاب اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لو اور اس سے چمٹے رہو۔ یہ کتاب اللہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متوجہ فرمایا پھر فرمایا اور میری اہل بیت میں تمہیں اپنی اہل بیت کے بارے میں خدا کا خوف دلاتا ہوں۔ یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا۔ (المسلم، فضائل الصحابہ)

۶ - اسی لئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو وظیفہ میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر ترجیح دی کیونکہ حضرت اسامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب کے محبوب صاحبزادے تھے۔

۷ - اس میں سے ازواج مطہرات کی محبت بھی ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ہیں۔
 اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ
 وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ
 یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس

(الاحزاب - ۶) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

۸ - یہی وجہ ہے کہ جب صبح کی نماز کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا

کہ حضور ﷺ کی فلاں اہلیہ محترمہ کا وصال ہو گیا تو انہوں نے سجدہ کیا، عرض کیا گیا
انسجد هذه الساعة؟ اس وقت سجدہ کی کیا حکمت ہے؟

فرمایا کیا تم نے حضور ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

اذا رأيتم آية فاسجدوا فاي آية اعظم من جب تم کسی نشانی کو دیکھو تو سجدہ
ذہاب ازواج النبی ﷺ کرو اور حضور ﷺ کی اہلیہ کے
(ابوداؤد، باب السجود عند الايات) وصال سے بڑھ کر کیا نشانی ہو سکتی
ہے؟

اسے ابوداؤد، ترمذی اور بغوی نے نقل کیا اور اسے حسن کہا امام بغوی نے اس اہلیہ
محترمہ کا اسم گرامی حضرت صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا ذکر کیا ہے۔

۹ - اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَ حَدِمْ نِ النَّسَاءِ إِنْ
اتَّقَيْتُنَّ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيرًا

اے نبی کی بی بیو تم اور عورتوں کی
طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو،
اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے
گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور
فرما دے اور تمہیں پاک کر کے
خوب ستھرا کر دے۔

(الاحزاب - ۳۲ - ۳۳)

تو آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں جیسا کہ حدیث زید بن ارقم میں ہے۔

۱۰ - پہلے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے بارے میں بھی گزر چکا کہ سیدنا ابوبکر
اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما دونوں ان کی ملاقات کے لئے گئے تھے اور ان کی گفتگو سن
کر رو دیئے۔

آپ ﷺ کی محبت و توقیر کا ہی ایک شعبہ آپ ﷺ کے صحابہ سے محبت اور ان کی
تعظیم ہے خواہ وہ مہاجر ہوں یا انصار، ان کے لئے استغفار کی جائے ان پر طعن نہ کیا
جائے اور نہ ان سے حسد و بغض رکھا جائے۔
اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَجِّرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ
 دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ
 وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ه اُولَئِكَ
 هُمُ الصَّادِقُونَ ⑧ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ
 وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ
 إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً
 مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ
 بِهِمْ خَصَاصَةٌ ه وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ
 فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ⑨ وَالَّذِينَ جَاءُوا
 مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِ
 حْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا
 تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا
 إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

(الحشر - ۸ - ۱۰)

ان فقیر ہجرت کرنے والوں کے
 لئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے
 نکالے گئے اللہ کا فضل اور اس کی
 رضا چاہتے اور اللہ و رسول کی مدد
 کرتے وہی سچے ہیں اور جنہوں نے
 پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر
 بنا لیا دوست رکھتے ہیں انہیں جو
 ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور
 اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں
 پاتے اس چیز کی جو دیئے گئے اور
 اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں
 اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو
 اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو
 وہی کامیاب ہیں۔ اور وہ جو ان
 کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے
 ہمارے رب ہمیں بخش دے اور
 ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے
 ایمان لائے اور ہمارے دل میں
 ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ
 رکھ اے ہمارے رب بیشک تو ہی
 نہایت مہربان رحم والا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق
 میرے صحابہ پر طعن نہ کرو، اگر تم
 میں سے کوئی احد پھاڑ کے برابر
 مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا

سونا خرچ کرے تو وہ صحابہ سے
(البخاری، فضائل الصحابہ) ایک مد کیا اس کے نصف کو بھی
نہیں پہنچے۔

یہ خطاب متاخر صحابہ کے لئے ہے مثلاً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کے لئے
کہ متقدم صحابہ مثلاً حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کو گالی نہ دو تو جو شرف
صحبت پا ہی نہیں سکے یا ان کا عہد اصحاب رضوان اللہ عنہم سے بہت دور ہے ان کا حال
کیا ہو گا؟

ابتداء خلق سے لے کر قیام قیامت تک اس زمین پر سب سے بہتر دور والے صحابہ
ہی تھے اور وہی ہمارے عادل شہداء ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر آئمہ نے اس شخص کو
زندیق و کافر قرار دیا جو ان پر طعن کرے یا ان سے حسد رکھے، جب ان کے ساتھ
بغض و عداوت حرام ہے تو اس کا مقابل ان کی محبت و توقیر لازم ہو گی۔
اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوْلَىٰ وَمَنْ أَلْتَبَعُواهُمْ بِالْحَسَنِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور
انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان
کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی
اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے
لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے

(التوبہ - ۱۰۰) نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں

رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

تو جو اللہ تعالیٰ کی رضا، جنت اور اس میں ہمیشہ رہنا اور عظیم کامیابی چاہتا ہے وہ
ان کی احسان کے ساتھ اتباع کرے اور اتباع میں محبت، توقیر اور احترام بھی شامل ہے۔
ہماری گفتگو کا مقصد ان کے لئے عصمت ثابت کرنا نہیں کیونکہ یہ محال ہے وہ انسان ہیں
ان سے غلطی بلکہ نافرمانی بھی ہو سکتی ہے، ایسے معاملہ میں ان کی طاعت نہ کی جائے
لیکن مقام صحابیت اور محبت ان کے لئے ثابت رہے گی۔ فضیلت صحابہ پر ہم زیادہ گفتگو

اس لئے نہیں کر رہے کہ ہم نے ”فضائل المدینة“ کے مقدمہ میں انصار کے فضائل پر گفتگو کر دی ہے جیسا کہ مہاجرین کے فضائل پر گفتگو ”فضائل مکة المکرمة“ میں کر دی ہے اس کے لئے ایک کتاب ”فضائل الصحابة الکرام“ بھی لکھی ہے۔ جس میں صحابہ کے فضائل کتاب و سنت سے جمع کئے ہیں۔

۸۔ آپ ﷺ کے حرم، مسجد اور شہر کی تعظیم

محبت پر لازم ہے کہ اس حرم نبوی ﷺ کی تعظیم کرے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی زبان سے حرم قرار دیا اور آپ ﷺ کی خاطر قرار دیا، اس میں شکار نہ کیا جائے، درخت نہ کاٹا جائے، گھاس نہ اکھاڑا جائے، ہتھیار نہ اٹھائے جائیں، اس میں قتال نہ کیا جائے اس میں کوئی بدعت ایجاد نہ کی جائے، کسی مخالف اسلام کو پناہ نہ دی جائے، اس میں نیک زندگی بسر کی جائے، اس میں موت چاہی جائے، اس کی تکالیف پر صبر کیا جائے، اس پر غیر کو ترجیح نہ دی جائے، اس سے کسی زمین کو بہتر سمجھ کر نہ جایا جائے، اس کے رہنے والے کو تنگ نہ کیا جائے، یہاں مثالی مومن بن کر رہنے کی کوشش کی جائے، ایثار کیا جائے، دوسرے سے تکلیف کو برداشت کیا جائے وغیرہ۔

آپ ﷺ کی مبارک مسجد کی تعظیم کی جائے، اس میں کثرت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی جائے، اس کی طرف آنے کی نیت خالص کی جائے، اس میں معلم یا متعلم بنے، اس میں آواز بلند نہ کرے، سفر سے واپسی پر پہلے یہاں آئے اسی طرح دیگر مساجد کا احترام کیا جائے مثلاً مسجد قبا۔ خلاصہ یہ ہے جنہیں یہاں رہنا نصیب ہے انہیں اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے کتنی اعلیٰ جگہ عطا فرمائی ہے، نافرمان نہ بنو ورنہ مدینہ سے نکال دے گا، اپنی اولاد کو اس حرم کی تعظیم کی تعلیم دو، اس سے ہر ایک سے بڑھ کر محبت رکھو جب سفر سے واپس آؤ اسے دیکھو تو تیز چلو۔

۹۔ آپ ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال

آپ ﷺ سے محبت کرنے والے کی علامت یہ بھی ہے کہ جس سے آپ ﷺ نے محبت فرمائی اس سے محبت کرے مثلاً قرآن کریم، سنت نبوی، امت کی ہدایت اور اس کی

خیر خواہی، اس کے مصالح کے لئے کوشش کرنا، اس کی محبت جو آپ ﷺ سے محبت رکھتا ہو، آپ ﷺ کے کھانے پینے اور لباس سے — محبت اور ان تمام سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کیونکہ ان دونوں محبتوں میں ہرگز انفصال نہیں جیسا کہ آگے آ رہا ہے اس طرح جسے آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اسے ناپسند سمجھا جائے۔ اگرچہ انسان کا وہ کتنا ہی عزیز رشتہ کیوں نہ ہو، صحابہ کرام کو یہی شان نصیب تھی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَ
هُمْ أَوْ أَبْنَاءَ هُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمُ
بِرُوحٍ مِّنْهُ

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے ہوں، یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

(المجادلہ - ۲۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ جب انہیں علم ہو گیا کہ ان کا چچا خدا کا دشمن ہے۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهٖمَ لِاٰبِيْهِ اِلَّا عَنْ
مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهَا اَنَّهُ عَدُوٌّ
لِّلّٰهِ تَبَرَّآ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ لَآ وَاٰءٌ حَلِيْمٌ

اور ابراہیم کا اپنے باپ کی بخشش چاہنا وہ تو نہ تھا مگر ایک وعدے کے سبب جو اس سے کر چکا تھا پھر جب ابراہیم کو کھل گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے۔ اس سے تنکا توڑ دیا (لا تعلق ہو گیا) بیشک ابراہیم بہت آپس کرنے والا متحمل ہے۔

(التوبہ - ۱۱۴)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بہت اعلیٰ مثال بیان کر دی ہے کہ ملائکہ کو اس سے محبت کا حکم ہے جس سے اللہ محبت فرماتا ہے اور انہیں اس سے نفرت کا حکم ہے جس سے اللہ تعالیٰ نفرت فرماتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے۔ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر تو جبریل اس سے محبت کرتا ہے پھر آسمانوں پر منادی کروائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے پیار کرتا ہے تم بھی کرو تو تمام اہل آسمان اسے محبوب بنا لیتے ہیں۔ پھر زمین میں اسے قبولیت عطا فرما دی جاتی ہے، جب کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے۔ تو جبریل کو بلا کر حکم دیتا ہے میں فلاں کو ناپسند کرتا ہوں تو بھی اسے ناپسند رکھ تو جبریل اسے ناپسند کرتا ہے۔ پھر آسمانوں میں ندا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فلاں کو ناپسند کرتا ہے تم تمام اسے ناپسند رکھو تو وہ تمام اسے ناپسند رکھتے ہیں پھر زمین میں اس کے خلاف ناپسندیدگی رکھ دی جاتی ہے۔ (البخاری، کتاب بدء الخلق) جب پہلا شخص محبوب ہوا تو جبریل اور تمام اہل سماء اس سے محبت کرنے لگے اور دوسرا ناپسند تھا تو اسے تمام نے ناپسند رکھا اور ہر ایک کے استحقاق کے مطابق زمین میں محبت یا بغض رکھ دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

اللهم انى احبه فاحبه واحبب من يحبه
 اے اللہ میں اس سے پیار کرتا
 ہوں تو بھی اس سے پیار فرما اور ہر
 اس سے پیار فرما جو اس سے پیار
 کرے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام حسن اور میرے بارے میں فرمایا۔

اللهم انى احبهما فاحبهما
 اے اللہ میں ان دونوں سے پیار
 کرتا ہوں آپ بھی ان سے پیار
 فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ لوگوں نے اسامہ کے بارے میں طعن کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ان کے بیٹے اسامہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں فرمایا۔

ایم اللہ ان کان لاحب الناس الی وایم اللہ
ان هذا لها لخلق وایم اللہ ان کان
لاحبهم الی من بعده فاوصیکم به فانه من
صالحیکم
خدا کی قسم مجھے یہ تمام سے محبوب
ہے، خدا کی قسم یہ نہایت ہی خلیق
ہے، اس کے بعد ان کے بیٹے سے
مجھے محبت ہے، تمہیں اس کے
بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں
کیونکہ تم میں صالحین میں سے
ہے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ رضی اللہ
کے بارے میں فرمایا۔

من احبنی فلیحب اسامہ
جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ اسامہ
(المسلم، کتاب النقی) سے بھی محبت رکھے

صحابہ و تابعین اور تبع تابعین آپ ﷺ کی پسند و ناپسند کا خیال رکھنے میں ایک دوسرے
سے آگے بڑھ جانے کا جذبہ رکھتے تھے۔ خواہ وہ کھانا پینا ہو یا لباس۔

۱۔ کدو سے پیار

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ایک درزی نے آپ ﷺ کی دعوت پکائی میں
بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی، شوربا جس میں کدو،
اور گوشت تھا پیش کیا میں نے دیکھا آپ ﷺ نے پیالہ میں سے کدو چن چن کر تناول
فرمائے۔

فلم ازل احب الدباء منذ یومئذ
اس دن کے بعد میں ہمیشہ کدو پسند
(البخاری، باب الخیاط) کرتا ہوں۔

مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

فما صنع لی طعام بعد اقدر علی ان
یصنع فیہ دباء الا صنع
اس کے بعد میرے لئے جو کھانا بھی
تیار کیا گیا اس میں کدو شامل رہا
(المسلم، کتاب الاشریہ) بشرطیکہ وہاں کدو دستیاب ہو۔

ترمذی میں سند ضعیف ہے لیکن سابق حدیث اس کی شاہد ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اس سبزی کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

یا لک من شجرة ما احبک الا یحب
رسول اللہ ﷺ ایاک
نہ کروں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے
تجھ سے پیار کیا ہے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہی کافی تھی مگر اس میں دلالت واضح ہو گئی ہے۔
تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کدو سب سے زیادہ محبوب ہو گیا کیونکہ اسے اللہ کے محبوب ﷺ نے
پسند فرمایا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کوشش ہوتی کہ ہر سالن میں کدو موجود ہو۔

۲۔ گریباں کھلا رکھنا

صحابی نے حضور ﷺ کو کوئی عمل کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اگرچہ آپ ﷺ نے واضح
طور پر حکم نہیں دیا مگر اس سے محبت کرتے حضرت معاویہ بن قرظہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی
سے بیان کرتے ہیں میں مزینہ قبیلہ کے ساتھ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فبايعناه وان قميصه لمطلق الازار
جس وقت ہم نے آپ ﷺ کی
بیعت کی اس وقت آپ ﷺ کا
مبارک گریباں کھلا تھا۔

میں نے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

ثم ادخلت يدي في جيب قميصه
فمست الخاتم
اور آپ ﷺ کے قمیص کے اندر
ہاتھ داخل کر کے مہربوت کو مس
کیا۔

راوی حدیث عروہ بن عبد اللہ کا بیان ہے۔
فما رأيت معاوية ولا ابنه قط الا مطلقى
ازرارهما فى شتاء ولا حر ولا يزرران.
ازرارهما ابدا
میں نے معاویہ اور ان کے بیٹے کو
سردیوں و گرمیوں میں کھلے گلے ہی
دیکھا انہوں نے گلے پر کبھی بٹن
استعمال نہیں کئے۔

(مسند احمد، ۳ = ۲۳۲)

اسے امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، طیالسی، ابن ابی شیبہ، ابن جعد، ابن حبان اور دیگر محدثین نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

عبید بن جریج نے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دو ارکان کعبہ کو ہاتھ لگانے، سبتی جوتا پہننے، زرد رنگ کا جوتا پہننے اور یوم ترویہ میں تلبیہ کہنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا ارکان کو اس لئے مس کرتا ہوں۔

لم ار رسول اللہ ﷺ یمس الا الیمانین میں نے آپ ﷺ کو ان دو ارکان کے علاوہ کسی کو مس کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سبتی جوتا اس لئے پہنتا ہوں۔

فانی رأیت رسول اللہ ﷺ یلبس النعل التی لیس فیہا شعر ویتوضأ فیہا فانا احب ان البسہا میں نے آپ ﷺ کو ایسے نعل پہنے ہوئے دیکھا جن پر بال نہ تھے اور انہی میں آپ ﷺ نے وضو فرمایا اس لئے میں بھی ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں۔

زرد رنگ کی وجہ بھی یہ ہے۔

فانی رأیت رسول اللہ یصبغ بہا فانا احب ان اصبغ بہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ کے جوتے پہنے ہوئے دیکھا۔

(البخاری، کتاب الوضو)

حضرت کریمہ بنت ہمام کا بیان ہے ایک خاتون نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مہندی لگانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

ولکنی اکرہہ کان حبیبی رسول اللہ ﷺ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی یکرہ ریحہ کیونکہ میرے حبیب رسول

(مسند احمد، ۶ = ۲۰۱) اللہ ﷺ کو اس کی بو پسند نہ تھی۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے روایت کیا، امام ابوداؤد اور امام منذری نے

اس پر سکوت فرمایا ہے۔ یعنی خضاب ہندی کے ساتھ جائز ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی بو پسند نہ تھی اس لئے سیدہ نے اسے ناپسند رکھا، محب کی شان یہی ہوتی ہے کہ محبوب کی پسند کو پسند اور اس کی ناپسند کو ناپسند رکھتا ہے۔

امام حلبی فرماتے ہیں تعظیم نبی ﷺ میں یہ بھی شامل ہے، آپ ﷺ سے مروی مبارک قول کے مقابل آپ ﷺ کے کسی مبارک فعل یا حال کے مقابل کوئی شے نہ لائی جائے، لوگوں کے درمیان جو چیزیں گھٹیا محسوس کی جائیں ان کا اطلاق آپ ﷺ پر ہرگز نہ کیا جائے مثلاً یہ نہ کہا جائے آپ ﷺ فقیر (محتاج) تھے۔ جب آپ ﷺ کی بھوک کی شدت کا تذکرہ کیا جائے تو مسکین نہ کہا جائے۔ جیسے کہ کسی دوسرے پر رحم کھاتے ہوئے کہا جاتا ہے۔

جب یہ کہا جائے، حضور ﷺ اس چیز کو پسند فرماتے تھے تو اس کے مقابل یہ نہ کہا جائے میں تو اسے پسند نہیں کرتا، اسی طرح جب یہ بیان کیا جائے آپ ﷺ نے فرمایا میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا تو کوئی یہ کہے میں تو تکیہ لگا کر کھاتا ہوں اور پھر تکیہ لگا کر کھائے۔ کیونکہ ایسی چیزیں انسان پر کفر کا گیت کھولنے کا سبب بن جاتیں ہیں، محب وہی کرے جو محبوب نے کیا حسب طاقت ہر حال میں اس کی اقتدا کرے اس کی ناپسند اور منع کردہ چیز سے بچے ورنہ محب صادق قرار نہیں پائے گا۔

۱۰۔ آپ ﷺ کے دیدار کا شوق

حضور ﷺ سے محبت رکھنے والے کا ایک وصف یہ بھی ہونا ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ آپ ﷺ کی زیارت کے لئے تڑپتا رہے، اگر محب اور دیدار نبی ﷺ کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو تو اسے دور کرنے کے لئے پوری جدوجہد کرے، اس کی ملکیت میں جو کچھ اہل و مال ہے اسے آپ ﷺ کی زیارت کے لئے خرچ کر دے خواہ ایک دفعہ ہی ہو، تو اگر یہ چاہتا ہو کہ مجھے ہمیشہ یہ شرف نصیب رہے۔ اسے کتنی محنت درکار ہوگی؟ ہمیں حضور ﷺ نے اپنے محبت کرنے والوں کے بارے میں یہی بتایا کہ وہ میرے ایک دیدار کے لئے اپنا اہل اور مال سب کچھ خرچ کر دیں گے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ شدید محبت کرنے والے بعد میں آئیں گے۔

یود احدہم لورانی باہلہ و مالہ وہ چاہیں گے تمام مال و اہل خرچ
(المسلم، کتاب الجنہ) کر کے میرا دیدار کر لیں۔

انہوں نے بعد میں آنے کی وجہ سے آپ ﷺ کے دیدار کا شرف نہیں پایا ہو گا۔ اس لئے آپ ﷺ نے ”من اشد امتی لی حبا“ فرمایا ہے۔ تو جب کچھ محبین کے لئے محض چہرہ اقدس پر ایک نظر تمام اہل مال اور لوگوں سے محبوب ہے تو اس کا عالم کیا ہو گا جو ایک سے زیادہ دفعہ دیدار، گفتگو اور مجلس چاہتا ہو گا؟

جن لوگوں کو آپ ﷺ کا دیدار نصیب ہوا، آپ ﷺ کے ساتھ زندگی گزارا وہ آپ ﷺ کے دیدار کے دوسروں سے زیادہ شوق رکھنے والے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

لیأتین علی احدکم یوم ولا یرانی ثم لان تم پر ایک دن آئے گا جب میری
یرانی احب الیہ من اہلہ و مالہ معہم زیارت نہ ہو گی تو پھر اہل و مال
(المسلم، کتاب الفضائل) خرچ کر کے زیارت کی آرزو کرو
گے۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی صحابہ کرام کی نسبت سے ہے۔ کہ ان پر ایک دن آئے گا جب انہیں حضور ﷺ کا دیدار نہیں ہو گا اس لئے آپ ﷺ کا رفیق اعلیٰ کی طرف وصال ہو جائے گا۔ تو ان کے لئے ایک دفعہ آپ ﷺ کی زیارت ان کے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہو گی یعنی وہ تمنا کریں گے کہ سارا مال و اولاد خرچ کر کے زیارت ہو جائے خواہ ایک ہی دفعہ ہو۔ اس ارشاد مبارک میں اس دور میں موجود افراد کو زیارت، محبت اور آپ ﷺ سے ملاقات پر توجہ بھی دلائی گئی ہے کہ اس میں ہرگز کوتاہی نہ برتیں۔

رہا آپ ﷺ کا پہلا مبارک فرمان وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں نہ تھے، بعد میں پیدا ہوئے یا آپ ﷺ کے بعد اسلام لائے تو یہی لوگ یہ تمنا کریں گے کہ کاش اہل و مال خرچ کر کے مجھے آپ ﷺ کی زیارت کا شرف

نصیب ہو جائے، سچے محب کا یہی حال و صفت ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کے دیدار کی تمنا رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابیات اپنی اولاد کو اس پر شدید ناراض ہوتیں اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے میں تاخیر کرتی، حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ہے میری والدہ نے مجھ سے پوچھا

حضور ﷺ کی زیارت کب کی؟

متی عہدک

میں نے عرض کیا اتنے دنوں سے میں نہیں گیا۔

مجھ سے ناراض ہوئیں اور سخت کہا۔

فناالت منی و سبتنی

میں نے عرض کیا۔

مجھے اجازت دو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جا کر مغرب کی نماز پڑھوں اور آپ ﷺ سے اپنے اور تمہارے لئے دعا مغفرت کرواؤں۔

دعینی اتی رسول اللہ ﷺ فاصلی معہ
المغرب واسأله ان یسغفر لی ولک
(مسند احمد، ۱ = ۳۹۱)

اسے امام احمد، ترمذی نے حسن کہا اور نسائی نے السنن الکبریٰ میں نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام کا شوق دیدار اور دوری پر عدم صبر طویل، شائع اور معروف ہے۔ ہم ان کی ایک حالت کا تذکرہ اس فصل کے آخر میں کریں گے اور یہ کیسے نہ ہو وہ تو سفر سے واپسی پر پہلے آپ ﷺ کی خدمت میں آتے، سلام عرض کرتے اور اپنے گھر، اہل اور اولاد میں جانے سے پہلے آپ ﷺ کے مبارک دیدار کا شرف پاتے جیسا کہ پیچھے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے حوالے سے گزرا ہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں جنم کی خواہش، عدم ملاقات اور

عدم صحبت پر افسوس و حسرت کا اظہار

محب چاہتا ہے مجھے ہمیشہ محبوب کی مجلس نصیب رہے۔ اس سے زیادہ دوری اور بعد نہ ہو، شانِ صحابہ خصوصاً کبار کا یہی حال تھا بہت کم ہی ہوا کہ کوئی مجلس یا دن ایسا

ہو جس میں انہوں نے اپنے آقا اور محبوب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف نہ پایا ہو اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ محب، محبوب سے مجلس کے فوت ہونے، اس سے غائب اور دور ہونے یا اس کی مجلس و مشاہدہ کے لئے حضوری پر عدم قدرت پر تاسف اور افسوس کرتا ہے۔ یہ محب رسول ﷺ پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں ہونے کی تمنا کرے اور یہ کہے کاش آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام لاتا، کاش آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں پیدا ہوتا، آپ ﷺ کی مجلس میں زانو تلمذ طے کرتا، آپ ﷺ سے پڑھتا، زیارت کرتا، چہرہ اقدس کو تک کر سعادت مند بنتا، آپ ﷺ کی باتیں سنتا، آپ ﷺ سے رہنمائی لیتا، آپ ﷺ کے دین کی مدد کرتا اس کی تبلیغ کرتا، آپ ﷺ کا دفاع کرتا، آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کرتا جان و مال آپ ﷺ پر فدا کر دیتا اور آپ ﷺ کے سامنے شہید ہو جاتا جیسا کہ محب رسول ﷺ، ان چیزوں پر حسرت و افسوس کا اظہار کرے۔ افسوس، میں آپ ﷺ کی مجلس سے محروم رہا، افسوس میں آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکا، میں آپ ﷺ کو نہ پاسکا، میں آپ ﷺ سے بلا واسطہ استغفار نہ کروا سکا۔ محب رسول ﷺ پر یہ لازم ہے کہ آپ ﷺ کے نہ پانے کو معمولی نہ سمجھے، آپ ﷺ سے عدم ملاقات کو سب سے بڑی مصیبت تصور کرے کہ اس کے برابر کوئی مصیبت نہیں۔ چہ جائیکہ کہ اس سے بڑھ کر ہو، ایسا کیوں نہ ہو؟ نبوت منقطع ہو گئی، وحی کا سلسلہ رک گیا، امان زائل ہو گئی، تو آپ ﷺ کا وصال ہر مسلمان کے لئے عموماً اور محب کے نزدیک خصوصاً سب سے بڑی پریشانی ہے اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا جب تم پر کوئی مصیبت آئے۔

فلیذکر مصیبة بی فانها من اعظم
المصائب
تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے
کیونکہ یہ تمام مصائب سے بڑی
ہے۔

یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ اسے ابن ماجہ، بیہقی، طبرانی اور ابن عبد البر نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

۱۲۔ محبوب ﷺ کی تعلیمات کو قبول کرنا

سچا محب اپنے محبوب کی تعلیمات سے محبت کرتا ہے بلکہ ہر اس شے سے محبت کرتا

ہے جس کا کسی طرح محبوب سے تعلق ہو۔ اگرچہ وہ جماد یا حیوان ہی کیوں نہ ہوں، پھر اس کا کیا مقام ہو گا؟ جو محبوب کی فکر ہو بلکہ اس وقت اس کا کیا مقام ہو گا جب اس محبوب کا مقصد بھی ہو۔ پھر اس وقت کیا حال ہو گا جب وہ تعلیمات سراپا دین ہوں؟ کیونکہ اس کے نزدیک تو اس کا سب کچھ محبوب ہے وہ اس سے تمسک کرے گا، اس کو مضبوطی سے پکڑے گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتے گا پھر ان تعلیمات کا کیا مقام ہے؟ جبکہ خود اللہ تعالیٰ نے انہیں بجا لانے کا حکم دیا ہے اور اپنے محبوب مومن کے لئے انہیں پسند فرمایا ہے۔ اے اہل اسلام جو کچھ حضور ﷺ ہماری طرف لے کر تشریف لائے ہیں اسے اللہ تعالیٰ نے مکمل فرما کر ہمارے لئے پسند فرمایا ہے۔

باری تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا
آج میں نے تمہارے لئے تمہارا
دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت پوری
کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو
(المائدہ - ۳) پسند کیا۔

پس مومن اپنی ذات کے لئے وہی پسند کرے گا جو اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند کیا ہے۔ اس وقت تو اور ہی معاملہ بن جاتا ہے جب اسے خود اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا اپنا محبوب بنایا اور اسے اپنا دین قرار دے دیا جیسا کہ باری تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے۔

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ
بیشک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین
(آل عمران - ۱۹) ہے۔

اور یہ بھی واضح فرما دیا جو اس کے علاوہ دین اختیار کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود اور غیر مقبول ہو گا۔

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ
مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ
اور جو اسلام کے سوا کوئی دین
چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ
کیا جائے گا اور وہ آخرت میں
(آل عمران - ۸۵)
زیاں کاروں سے ہے۔

تو مومن محب اپنے محبوب کی لائی ہوئی تمام تعلیمات کو کامل طور پر تسلیم کرے گا اور محبوب بنالے گا اور وہ ایسا کیوں نہ کرے گا جبکہ اس بات کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيَّ
أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا

تو اے محبوب ﷺ تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے جان لیں۔

(النساء - ۶۵)

تو ایمان حقیقی اسی کو حاصل ہو گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلوں کو اپنے نفس پر قول، فعل، اخذ، ترک، حب، بغض، رضا، ناراضگی میں ہر طرح نافذ کرے کیونکہ حقیقت ایمان دو امور کے ثبوت کے بغیر متحقق ہو ہی نہیں سکتی، اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اور اس کے قہر کی صورت میں رضا و تسلیم، یہی وجہ ہے جس میں اس چیز کا تحقق ہو جائے وہ ایمان کی حلاوت پالیتا ہے جیسا کہ حدیث حضرت عباس رضی اللہ عنہ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ذاق طعم الايمان من رضى بالله ربا
وبالاسلام ديناً وبمحمد ﷺ رسولا
اس نے ایمان کا ذائقہ چکھا جو اللہ تعالیٰ کے رب، اسلام کے دین اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر مطمئن ہو گیا۔

(المسلم، کتاب الايمان)

تو جو شخص محبوب کی تعلیمات کو دل و جاں سے قبول کرے گا وہ ان کی طرف دوسروں کو دعوت بھی دے گا، اس کی اشاعت و تبلیغ کا بندوبست بھی کرے گا جیسا کہ خود انہیں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی جدوجہد کرے گا۔

۱۳۔ اللہ عزوجل کی محبت

محبت رسول ﷺ کے آثار اور نتائج میں سے اعلیٰ ثمر اللہ عزوجل کی محبت ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ ہی کی وہ ذات مقدسہ ہے جس نے حضور ﷺ کی صورت میں ہم پر احسان فرمایا، آپ ﷺ کو ہمارا رسول بنایا، آپ ﷺ کو سراپا رحمت بنایا، سراج منیر اور طریق مستقیم کا رہنما، تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والا بنایا، آپ ﷺ کے ذریعے ایسے طریق مستقیم کی رہنمائی کی جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت نصیب ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کو آسان شریعت اور دین تویم عطا فرمایا، ہمارے لئے آپ ﷺ کو رؤف و رحیم، شافع، شاہد، شہید، حوض، پل صراط پر ہمارے لئے انتظار اور انتظام کرنے والے، جنت نعیم تک پہنچانے والے اور آپ ﷺ کے وسیلہ اور برکت سے ہمیں تمام مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی، تو جو شخص اللہ کے رسول ﷺ سے محبت کرے گا یقیناً اسے محبت الہی بھی نصیب ہوگی کیونکہ آپ ﷺ کو بھیجنے والا اللہ عزوجل ہی ہے۔ جیسا کہ جو بھی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرے گا اسے اس کے رسول ﷺ سے بھی محبت نصیب ہوگی کیونکہ آپ ﷺ اس کے رسول، اس کی طرف رہنمائی کرنے والے اور اس کے بارے میں خبر دینے والے ہیں، ان دونوں محبتوں میں ہرگز انفصال اور جدائی نہیں کیونکہ اللہ کی محبت ہی اصل ہے، اور اس کے رسول ﷺ کی محبت تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی اتباع اپنی محبت کا سبب قرار دیا ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اللَّهُ

(آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

تو اللہ تعالیٰ کی محبت صرف اس کے رسول ﷺ کی اتباع ہی سے نصیب ہوگی اور اتباع نام ہی محبت و طاعت کا ہے، رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے محبت کو ثابت رکھا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان

ان یکون الله ورسوله احب اليه مما سوا
ہما
اسے ہر شے سے بڑھ کر محبوب ہوں۔

تو یہ محبت واحد ہے دو محبتیں نہیں، جو بھی ان میں سے کسی کو چھوڑے وہ محب ہو ہی نہیں سکتا، وہ اپنے دعویٰ میں سچا نہیں بلکہ ناقص الایمان ہے۔

Faint, illegible handwritten text in Urdu script, possibly bleed-through from the reverse side of the page.

ثمرات محبت

تبیات

محب نبی ﷺ جو ثمرات حاصل کرتا ہے۔ وہ تو کثیر ہیں ہم دس کا تذکرہ کئے دیتے ہیں۔ تاکہ محب اپنے آپ کا جائزہ لے سکے، اگر وہ ثمرات اس میں ہیں تو وہ سچا محب ہے اور اگر نہیں پائے جاتے تو اپنی ذات پر نظر ثانی کرے تاکہ موجود نقص و کمی کا ازالہ کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہم سب کو یہ محبت عطا فرمائے عملاً بھی اور حقیقتہً بھی، وہ اس پر قادر ہے اور مددگار بھی۔

۱۔ حلاوت ایمان کا پانا

حقیقی اور کامل ایمان کا ذائقہ اور حلاوت ہوتی ہے۔ جسے شارع حکیم نے بیان کیا۔ تاکہ اسے حاصل کیا جائے، مسلمان اپنے شب و روز اس کی مستی میں بسر کرے، ایمان کے مختلف مراتب ہیں سب سے کم درجہ پر عوام کا ایمان ہوتا ہے اور سب سے بلند درجہ حلاوت پانے والے کا ایمان ہے۔ لیکن یہ اس کو حاصل ہو گا جو شارع کی بیان کردہ صفات سے متصف ہو گا اور ان میں سے پہلی صفت اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے رسول ﷺ سے محبت، ہر مخلوق کی محبت سے بڑھ کر ہو، جس میں یہ صفت نہیں وہ ایمان کے اس بلند درجہ کو نہیں پاسکتا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پھر رسول ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ہیں جس میں یہ ہوں وہ ایمان کی حلاوت پائے گا۔

ان یکون اللہ ورسوله احب الیہ مما
سواہما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ
وان یکرہ ان یعود فی الکفر بعد اذا انقذہ
منہ کما یکرہ ان یقذف فی النار

(البحاری، باب حلاوة الایمان)

دوسرے سے محبت کرے اور کفر

سے نجات کے بعد اس کی طرف

جانا ناپسند کرے۔ جس طرح آگ

میں جانا ناپسند ہے۔

حضور ﷺ سے ایسی محبت جو حلاوت ایمان کا ذریعہ بن سکتی ہے وہ آپ ﷺ کی

نبوت و رسالت کو دل و جاں سے کامل طور پر تسلیم کرنے کے بعد ہوگی۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ذاق طعم الايمان من رضی باللہ رباً و ایمان کا ذائقہ وہی پا سکتا ہے جو
بالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا اللہ تعالیٰ کے رب، اسلام کے دین
(المسلم، کتاب الایمان) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کو
کامل طور پر تسلیم کر لے۔

جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کو اس صفت کے ساتھ مان لیا اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، والد، ولد، اہل اور تمام لوگوں سے بلکہ اپنی جان سے بڑھ کر کی یعنی
اس کے نزدیک کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر کوئی متاع عزیز ہے تو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں
اور دیگر صفات بھی ہوں جن کا ذکر احادیث میں آیا گو ایسا آدمی ایمان کے اعلیٰ درجہ کو
پالے گا اور ان لوگوں میں شامل ہو جائے گا جو ایمان کی مستی و سرشاری کو شب و روز
اپنے اندر پاتے ہیں اور جو شخص ایسا نہیں اس کا ایمان ناقص ہے کیونکہ احسان، ارکان
دین کا تیسرا رکن ہے اور مقام احسان وہی پا سکتا ہے جسے یا تو مشاہدہ حاصل ہو یا اللہ
تعالیٰ کی نگہبانی میں اپنے آپ کو رکھنے والا ہو بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
اور مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں قصہ جبریل بیان ہوا جس میں ایمان،
اسلام اور احسان کے بارے میں سوال ہے۔ اسی میں ہے۔

احسان کیا ہے؟

ما لا احسان؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ عبادت کرے اللہ کی کہ تو اسے
فانہ یراک دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ رہا
تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

روایت مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

ان تخشی اللہ کانک تراہ فانک ان ڈر۔ اللہ سے جیسے تو اسے دیکھ
لا تکن تراہ فانہ یراک رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھ رہا تو
وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں احسان مصدر ہے کبھی خود اور کبھی بواسطہ متعدی ہوتا ہے۔ مثلاً ”احسنت کذا“ جب تو نے اسے بچایا یا ”احسنت الی“ فلاں نے جب اسے نفع پہنچایا ہو اس حدیث میں پہلا معنی مراد ہے کہ عبادت کو محفوظ کرنا، مخلص ہو کر کرنا، کبھی دوسرا معنی بھی لیا جاتا ہے، کیونکہ مخلص اپنی ذات کو نفع پہنچاتا ہے، عبادت میں احسان، اس میں اخلاص، خشوع، حضور قلب اور یہ کہ معبود دیکھ رہا ہے، جواب میں دو حالتوں کی طرف اشارہ ہے ان میں بلند ترین یہ ہے کہ دل پر مشاہدہ حق کا غلبہ اس قدر ہو کہ گویا اسے آنکھوں سے دیکھ رہا ہے جیسے ”کانک تراہ“ سے بیان فرمایا۔

اور دوسری حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے اور اس کے ہر عمل پر خوب مطلع ہے۔ یہ دونوں حالتیں انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت اور خشیت عطا کرتی ہیں اور مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت اسے خوب واضح کر رہی ہے۔

ان تخشی اللہ کانک تراہ
تو اللہ سے ڈرے کہ وہ تجھے دیکھ
رہا ہے۔

امام بزار اور بخاری نے ”خلق افعال العباد“ میں اس معنی کی روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کی ہے اور اسے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں حسن قرار دیا ہے۔

امام نووی لکھتے ہیں یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جوامع الکلم میں سے ہے۔ اس لئے کہ مثلاً ہم فرض کریں ایک آدمی عبادت کے لئے کھڑا ہے اور وہ اپنے رب اکرم کا مشاہدہ کر رہا ہے تو وہ جس قدر بھی خضوع، خشوع، حسن ادا، ظاہر و باطن کو متوجہ کر سکتا ہے اس میں کمی و کوتاہی نہیں کرے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی فرمادی کہ تمام احوال میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جس طرح تم اس کا مشاہدہ کر رہے ہو، یہ اتمام مذکور حالت مشاہدہ میں تبھی ہو گا جب بندہ یہ جان رہا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ میرے احوال سے کماحقہ مطلع ہے تو اب بندہ اس اطلاع کی وجہ سے کمی و کوتاہی سے بچنے کی کوشش کرے گا اور یہ مقصود مشاہدہ کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ تو مقصود کلام و حدیث یہ ہے کہ عبادت میں اخلاص ہونا چاہئے اور بندہ اتمام خشوع و خضوع میں اپنے رب کو

دیکھنے والا محسوس کرے۔ اہل معرفت نے صالحین کی مجلس کا ادب یہ بیان کیا ہے کہ انسان وہاں دل کو سنبھالے تاکہ ان کا احترام اور حیا قائم رہے۔
 فکیف بمن لا یزال اللہ تعالیٰ مطلعاً تو باری تعالیٰ کی بارگاہ کا کس قدر
 علیہ فی سرہ وعلانیۃ بلند احترام کرنا ہو گا جو ہر وقت ہر
 حال میں انسان کے ظاہر و باطن سے
 آگاہ ہے۔

تو بندے پر لازم ہے کہ وہ اپنے رب کی اس حال میں عبادت کرے (بات مانے) کہ گویا اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور وہ ذات اسے دیکھ رہی ہے تو اب اس حال میں کس قدر محتاط ہو گا؟ اور اگر اتنی طاقت نہیں رکھتا تو ہر حال میں یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اگرچہ میں اسے آنکھوں سے نہیں دیکھ رہا۔ باقی یہ رویت بطور تمثیل ہے کیونکہ دنیا میں اسے آنکھوں سے دیکھنا ممکن ہی نہیں جب آدمی کسی نیک و صالح شخص کی محبت و مجلس میں بیٹھتا ہے تو وہ ہر اس عیب سے بچنے کی کوشش کرتا ہے جو اس کے احترام اور وقار کے خلاف ہو تو اس شخص کو کتنا محتاط ہونا ہو گا جو جان رہا ہے کہ اللہ اس کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے۔

اہم نوٹ

اسلام میں عبادت کا مفہوم کسی وقت، جگہ یا کسی حالت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ یہ ہر وقت کا عمل ہے خواہ دن ہو یا رات، فراغت ہو یا مصروفیت، نیند ہو یا حالت بیداری، حضر ہو یا سفر، گرمی ہو یا سردی، علم ہو یا عمل، مہمان نوازی ہو یا خاندان کے کسی فرد سے مصروفیت یا خدام و طلبہ کی تربیت ہو تو انسان پر لازم ہے کہ ہر حال میں مخلص، خاشع، خاضع، مطیع اور اپنے رب کو دیکھنے والا محسوس کرتا رہے اور اس کی عظمتوں کا مشاہدہ کرنے والا بن کر رہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ اور میں نے جن اور آدمی اس ہی
 (الذریٰۃ - ۵۶) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

جس شخص کی یہ کیفیت ہو گی وہ ایمان کی حلاوت اور ذائقہ پاسکے گا اور اسے اللہ

تعالیٰ کی ذات اقدس تمام مخلوق سے بڑھ کر محبوب ہو گی۔

۲۔ محب کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت

محب نبی ﷺ کو محبت الہی ملنے کے تین اسباب ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ کی اتباع کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کا وعدہ ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
اللَّهُ
اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
(آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا۔

تو آپ ﷺ کا فرمانبردار، اللہ کا حبیب اور محبوب ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ کی اتباع، متبع کو اللہ تعالیٰ کی محبت دیتی ہے جو اتباع کا ثمر ہے تو محبت کا ثمر کتنا بلند ہو گا؟ تو مومن اپنے اللہ تعالیٰ اور اپنے رسول ﷺ سے سب سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کی نشاندہی یوں کی گئی ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ
اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر
(البقرہ - ۱۶۵) کسی کی محبت نہیں

۲۔ حضور ﷺ کی دعوت ایسے شخص کے لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرے اس پر متعدد تصریحات پیچھے گزر چکی ہیں۔

۳۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے اپنی محبت کا وعدہ فرما رکھا ہے جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں جیسا کہ حدیث حضرت معاذ بن جبل وغیرہ میں گزرا تو اس شخص کے لئے محبت الہی کیوں نہ ہو گی جو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے؟

باقی جو قرآنی نصوص میں آیا ہے۔ مثلاً

۱۔ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ (آل عمران - ۱۴۶) اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں۔

- ۱ - إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب
ہیں۔ (البقرہ - ۱۹۵)
- ۳ - فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
اور بیشک پرہیز گار اللہ کو خوش
آتے ہیں۔ (آل عمران - ۷۶)
- ۴ - إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ
بیشک توکل والے اللہ کو پیارے
ہیں۔ (آل عمران - ۱۵۹)
- ۵ - إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ
الْمُتَطَهِّرِينَ
بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ
کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے
ستھروں کو (البقرہ - ۲۲۲)
- ۶ - فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ
وَيُحِبُّونَهُ
تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا
کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان
کا پیارا (المائدہ - ۵۴)

تو یہ تمام بھی اتباع ہی ہیں کیونکہ جو متبع ہو گا وہی ان اور ان جیسی دیگر اعلیٰ صفات کو
حسب طاقت حاصل کرے گا۔

اور اللہ کی محبت اور حضور ﷺ کی محبت دو الگ چیزیں ہیں ہی نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ سے
محبت کرتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے اس
طرح اس کا عکس ہے۔ تو جو اللہ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے
اور جو اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی محبت کرتا ہے
کیونکہ ان دونوں محبتوں میں کوئی فرق ہی نہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ
اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر
کسی کی محبت نہیں (البقرہ - ۱۶۵)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ
وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا
(المائدہ - ۵۴)

پیارا

اور یہ تمام، ایمان کے لئے شرط ہے۔

۳۔ آخرت میں آپ ﷺ کی سنگت

آپ ﷺ سے تواتر سے ثابت ہے۔ فرمایا۔

تم اس کے ساتھ ہو گے جس کے
ساتھ محبت کرتے ہو

انت مع من احببت

یہ تقریباً بیس صحابہ سے مروی ہے کہ انسان، اپنے محبوب کے ساتھ ہی اٹھایا جائے گا۔ تو جو شخص رسول اللہ ﷺ اور اولیاء امت کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ اس کے برعکس پر برعکس ہو گا، بہت سی روایات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا تذکرہ ہے۔ ہم کچھ کا ذکر کئے دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب ہو گی؟ فرمایا۔

تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کر
رکھی ہے؟

وما اعددت للساعة؟

عرض کرنے لگا۔

اللہ اور اس کے رسول سے محبت

حب اللہ ورسوله

آپ ﷺ نے فرمایا۔

تو اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہو گا۔

فانک مع من احببت

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ،

فانا احب اللہ ورسوله و ابابکر و عمر

ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے

فارجو ان اکون معهم وان لم اعمل

محبت رکھتا ہوں۔ امیدوار ہوں ان

باعمالہم

کی سنگت ملے گی اگرچہ میں نے

(بخاری و مسلم، کتاب الادب)

ان کے برابر عمل نہیں کئے۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں۔

ما اعدت لها من كثير صلاة ولا صوم
ولا صدقة ولكنى احب الله ورسوله
میں نے قیامت کے لئے زیادہ
نمازیں، روزے اور صدقات تو
نہیں کئے مگر میں اللہ اور اس کے
رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا

انت مع من احببت

تو اس کے ساتھ ہو گا جس کے

(المسلم، کتاب البزوالصلہ) ساتھ محبت کرتا ہے۔

ہم (مصنف و مترجم) بھی وہی کہتے ہیں جو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم، اللہ تعالیٰ اس
کے رسول ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتے ہیں اور امیدوار ہیں ان
کا سایہ نصیب ہو گا اگرچہ ہم نے ان جیسے اعمال نہیں کئے۔

مذکورہ حدیث میں سوال قیامت کے بارے میں تھا اور آپ ﷺ نے عمل کے بارے

میں سوال فرمایا (لیکن درج ذیل احادیث میں عمل کے بارے میں سوال بھی نہیں)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا

اور عرض کیا۔

اس شخص کے بارے میں آپ ﷺ

کا کیا خیال ہے جو کچھ لوگوں سے

محبت کرتا ہے مگر ان سے ملا نہیں۔

کیف تری فی رجل احب قوما ولما

يلحق بهم؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

المرء مع من احب

ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو

(البخاری، کتاب الادب) گا۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے، حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک آدمی نے حاضر

ہو کر عرض کیا۔

ایک آدمی کچھ لوگوں سے محبت

الرجل يحب القوم ولما يلحق بهم

کرتا ہے اور ان سے ملا نہیں

آپ ﷺ نے فرمایا۔

انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے

المرء مع من احب

(البخاری، کتاب الادب) وہ محبت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ میں بہت سے صحابہ سے روایات موجود ہیں۔

۴۔ حضور ﷺ کا محبین سے ملاقات کا شوق

جب محبت دونوں طرف سے ہے تو اس میں انتہائی صلہ کا جذبہ ہوتا ہے۔ جب اشتیاق دونوں طرفوں سے ہو تو وہ بھی کمال کے درجہ کا ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو مطلع فرمایا کہ کچھ لوگ ہمارے بعد آئیں گے ان میں سے ہر ایک یہ تمنا کرے گا کہ مجھے ایک دفعہ آپ ﷺ کی زیارت کا شرف مل جائے اگرچہ پھر ہمیشہ نہ ہو تو میں اس کی خاطر اپنا اہل و مال خرچ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اس میں حضور ﷺ کی یہ اطلاع بھی ہے کہ امت میں آپ ﷺ سے شدید محبت کرنے والے آپ ﷺ کے وصال کے بعد آئیں گے۔ محبین کے اس شوق کے بدل میں حضور ﷺ نے ان کو دیکھنے کی تمنا کا اظہار فرمایا اور انہیں اپنا بھائی قرار دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور فرمایا اے اہل ایمان تم پر سلام ہو اور ہم بھی اللہ کے حکم سے تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔
وددت انا قد رأينا اخواننا
میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کا
شوق رکھتا ہوں۔

صحابہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے
بھائی نہیں؟

اولسنا اخوانک یا رسول اللہ؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

تم میرے ساتھی ہو اور میرے بھائی
وہ ہیں جو ابھی نہیں ہیں۔

انتم اصحابی و اخواننا الذین لم یاتوا بعد

عرض کیا گیا۔

کیف تعرف من لم یأت بعد من امتک آپ ﷺ انہیں کیسے پہچان لیں گے
یا رسول اللہ؟ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا پانچ کلیان گھوڑے کا مالک اپنے گھوڑے کو دوسرے گھوڑوں کے
درمیان پہچان لیتا ہے یا نہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ ضرور پہچان لیتا ہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا۔

فانہم یأتون غرا محجلین من الوضوء وہ اس حال میں آئیں گے کہ وضو
وانا فرطہم علی الحوض کی وجہ سے ان کی پیشانیاں چمک
(المسلم، کتاب الطہارۃ) رہی ہوں گی اور میں حوض پر ان
کا انتظار و انتظام کروں گا۔

تو حضور ﷺ اپنی امت کو دیگر امتوں کے درمیان سے اس طرح پہچان لیں گے جیسے
کوئی دوسرے گھوڑوں میں سے اپنا پانچ کلیان گھوڑا پہچان لیتا ہے۔
حضور ﷺ کا ارشاد گرامی

وددت انا قد رأینا اخواننا مجھے اپنے بھائیوں سے ملاقات کا
شوق ہے۔

اپنے محبین، متبعین، فرمانبرداروں اور ایمان لانے والے بھائیوں سے ملاقات کا شوق
اور ان کو دیکھنے کی تمنا و آرزو ہے تو اشتیاق دونوں طرفوں سے حاصل ہو گیا۔
آپ ﷺ کا ارشاد گرامی

بل انتم اصحابی بلکہ تم میرے صحابی ہو۔

صحابی کے بھائی ہونے کی نفی کا وہم ڈالتا ہے۔ لیکن یہ بات خود وہم ہے بلکہ یہ
الفاظ تو ان کی شان میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ امام باجی فرماتے ہیں آپ ﷺ کا یہ
مبارک فرمان ان سے اخوت کی نفی نہیں کر رہا بلکہ ان کی اضافی شان بیان کر رہا ہے کہ
یہ بھائی صحابہ بھی ہیں مگر آنے والے بھائی تو ہوں گے صحابہ نہیں ہوں گے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (شرح مسلم، ۳ = ۱۳۸) تمام اہل ایمان آپس میں بھائی
(الحجرات، ۱۰) ہیں۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بعد آنے والی تمام امت سے افضل ہیں، جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر میں ایک دفعہ دیکھ لیا تو وہ صحبت اسے بعد میں آنے والے تمام لوگوں سے افضل بنا دیتی ہے۔ کیونکہ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کوئی عمل نہیں کر سکتا یہ تمام کا تمام اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ تمام بڑے علما کا یہی مذہب ہے۔

۵۔ سعادت دارین کا حصول

ہر عاقل انسان کو یہ چیز سب سے محبوب ہے کہ اسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہو خواہ دنیاوی ہو مثلاً مال، بیوی، گھر، ذات اور اولاد کے حوالے سے یا اخروی ہو اور یہ کہ اللہ اپنی پناہ میں لے لے، یا تو پریشانی دور فرما دے یا اس کا وقوع نہ ہو یا اسے خود اپنے ذمہ لے لے جیسا کہ مومن صاحب یقین کو یہ چیز سب سے محبوب ہے کہ روز قیامت اٹھے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو یا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اسے گناہوں سے محفوظ رکھ لے یا اس کے گناہ معاف فرما دے، جس شخص کو دنیا و آخرت میں مذکورہ مقام مل گیا، وہ سب سے سعادت مند ہے، جب اللہ تعالیٰ نے یہ اور اس کے علاوہ بھی کثیر انعامات اس بندے کو عطا فرما دیئے ہیں جو کثرت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھتا ہے۔ جیسا کہ پہلے حدیث حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں آیا تھا۔

اذا تكفى همك و يغفر ذنبك
یہ تیرے تمام معاملات کے لئے کافی
ہے اور تیرے گناہ معاف کر دیئے
جائیں گے۔

تو کیا بلند صلہ ملے گا اس شخص کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حب کامل رکھتا ہے اور اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والد، ولد، مال، اہل اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہے۔

یہاں محبت سے ہماری مراد محض دنیوی ہی نہیں جو کثیر لوگ کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ ان کے احوال، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مخالف ہیں اور ان کے اعمال خود ان کے دعویٰ کی تکذیب کرتے ہیں بلکہ محبت سے مراد وہ محبت ہے جو صاحب محبت کو

حال، قال، خلق اور کردار میں آپ ﷺ کی تعلیمات کی اتباع، طاعت اور ان پر عمل پیرا ہونے پر مجبور کر دے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول ﷺ کی محبت سے جدا نہیں جیسا کہ محبت نبی ﷺ، اللہ کی محبت سے جدا نہیں

ان یکون اللہ ورسوله ﷺ احب الیہ مما
سواہما
سے ہر ایک سے بڑھ کر محبت ہو۔

تو جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرے گا وہ غیر فرائض (نوافل) کو بھی کثرت سے ادا کرے گا، اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرے گا، وہ کثیر الاطاعت اور کثیر التقویٰ ہو گا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا خادم و غلام ہو گا اور جو کثیر النوافل ہو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی، میرا اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے، بندہ فرائض سے بڑھ کر، کسی اور ذریعہ سے میرا قرب نہیں پا سکتا، نوافل کے ذریعے بندہ میرا قرب پاتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں، جب میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں میں اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ گرفت کرتا ہے، میں اس کے چلنے کی طاقت بنتا ہوں جس سے چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں میں جو کام کرتا ہوں اس میں مجھے تردد نہیں ہوتا ماسوائے نفس مومن کے وہ موت کو ناپسند کر رہا ہوتا ہے اور میں اس کی ناپسندی کو ناپسند کر رہا ہوتا ہوں۔ (البخاری، کتاب الرقاق)

تو جو فرائض ادا کرے اس کے بعد نوافل پر دوام اختیار کرے اسے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہو جائے گی، اسی طرح جو شخص اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی مذکور بن جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ
(البقرة - ۱۵۲) کروں گا۔

تو جب بندہ اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتا ہے تو وہ مومن، محبوب اور مذکور کے درجہ پر فائز ہو جاتا ہے، تو جو شخص مذکور و محبوب بن گیا وہ سعادت مند کیوں نہیں بنا؟

اس کے دنیاوی معاملات اور گناہوں کی بخشش کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ لے لیتا ہے اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس پر مطلع فرما دیا ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اسے زمین میں قبولیت عطا فرمادیتا ہے جیسا کہ متفق علیہ حدیث کا ذکر ہو چکا۔

پھر حضور ﷺ کا محب (بشرطیکہ سچا محب ہو) مومن اور کامل ایمان والا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ
تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو
سکتا جب تک میں اسے محبوب نہ
ہو جاؤں۔

اور اللہ اہل ایمان کا دوست ہے۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ
الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
اللہ ولی ہے مسلمانوں کا انہیں
اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا
ہے۔ (البقرہ - ۲۵۷)

دوسرے مقام پر ہے۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُمْ رُكْعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ
تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور
اس کا رسول ﷺ اور ایمان والے
کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ
دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے
ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے
رسول ﷺ اور مسلمانوں کو اپنا
دوست بنائے اللہ ہی کا گروہ غالب
ہے۔ (المائدہ - ۵۵ - ۵۶)

جس کا اللہ ولی ہو اور اس سے وہ محبت کرے اور اس کا ذکر کرے وہ رسول اللہ ﷺ کا
محب، مطیع تابع فرمان اور آپ ﷺ کے طریقہ پر چلنے والا ہی ہو گا تو دنیا و آخرت کی
سعادتیں اسے کیوں نہ نصیب ہوں گیں؟

۶۔ صفت ایمان کا عطا ہونا

پیچھے حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا تذکرہ ہوا تھا۔

لا يؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من
والده و ولده والناس اجمعين
تم میں سے کوئی صاحب ایمان نہیں
ہو سکتا جب تک میں اسے اس
کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں
سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔

تو جو شخص حضور ﷺ سے شریعت کے مقرر کردہ طریقہ پر محبت کرے گا اور آپ ﷺ کو
اپنے والد، ولد، اہل، مال اور تمام لوگوں سے مقدم سمجھے گا وہ صاحب ایمان ہو گا جیسے
جیسے اس کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا ایمان بھی کامل ہو گا اور جیسے ہی محبت میں
کمی آئے ایمان ناقص ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی اس آیت میں ان لوگوں
کو وعید سنائی ہے جو مخلوق کی محبت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر
مقدم سمجھتے ہیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ
وَاَمْوَالٌ
نِ افْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ
تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا
وَمَسٰكِيْنٌ تَرْضَوْنَهَا
اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ
فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَرْبَّصُوْا
حَتّٰى
يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ
ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْفٰسِقِيْنَ

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور
تمہارے بیٹے تمہارے بھائی اور
تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ
تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا
جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے
اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں
اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور
اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ

(التوبہ - ۲۴)

پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں
تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ
فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

لیکن جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو تمام سے مقدم رکھے گا وہ مطیع
اور صاحب ایمان ہو گا بلکہ جب انصار کی محبت کو علامت ایمان قرار دیا گیا ہے۔
جیسا کہ حضور ﷺ کا مبارک فرمان ہے۔

آية الايمان حب الانصار و آية النفاق انصار کی محبت ایمان کی علامت اور
 بغض الانصار انصار سے بغض منافقت کی علامت
 (البخاری، مناقب الانصار) ہے۔

مذکورہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت برہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول
 اللہ ﷺ نے فرمایا۔

الانصار لا يحبهم الا مؤمن ولا يبغضهم
 الا منافق فمن احبهم احبه الله ومن
 ابغضهم ابغضه الله
 انصار سے فقط مومن ہی محبت
 کرے گا اور ان سے بغض صرف
 منافق کا کام ہے۔ جو ان سے محبت
 کرے گا اس سے اللہ محبت فرمائے
 گا اور جو ان سے بغض رکھے گا
 اسے اللہ ناپسند فرمائے گا۔

انصار کو یہ شرف کہاں سے ملا؟ صرف آپ ﷺ کی محبت اور آپ ﷺ کی خدمت کی
 برکت سے یہ مقام نصیب ہوا ہے تو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کا مقام کیا ہو گا؟
 آپ ﷺ سے صرف اہل ایمان ہی محبت کرے گا اور آپ ﷺ سے سوائے کافریا
 منافق کے کوئی نفرت نہیں کرے گا، اس سلسلہ میں متعدد نصوص موجود ہیں۔

۷۔ آپ ﷺ کا محب، ارتکاب معصیت سے ایمان سے خارج نہیں ہوتا

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔ اس کے لئے
 علامت ایمان ثابت ہو گی، جب تک محبت دل میں موجود ہے اس سے ایمان نہیں چھٹتا
 اس لئے اسے منافق نہیں کہا جا سکتا حتیٰ کہ اگر اس نے معصیت کا ارتکاب کر لیا تب
 بھی ایمان سے خارج نہ ہو گا کیونکہ محبت اسے معصوم نہیں بنا دیتی کہ وہ اللہ تعالیٰ اور
 اس کے رسول ﷺ کی محبت اور معصیت کے درمیان منافاة نہیں کبھی محب، معصیت
 بلکہ کبیرہ کا مرتکب ہو جاتا ہے لیکن وہ اسے دائرہ ایمان سے نہیں نکالتی تو جس طرح
 محب کی محبت، عصمت کا سبب نہیں، اسی طرح محب مومن معصیت کا ارتکاب بھی نہیں
 کیا کرتا ماسوائے اس صورت کے جب وہ غافل ہو۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایک شخص تھا جس کا نام عبد اللہ اور لقب حمار تھا، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا بھی کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شراب پینے پر حد لگوائی، ایک دن پھر اسے لایا گیا اور اسے حد کی سزا دی گئی لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا۔

اللهم العنه ما اكثر ما يؤتى به
اے اللہ اس پر لعنت فرما اس نے
کس قدر پریشاں کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تلعنوه فوالله ما علمت الا انه يحب
اللہ ورسولہ
اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم میں
جانتا ہوں یہ اللہ ورسول سے محبت
کرتا ہے۔ (البخاری، کتاب الحدود)

دیکھئے یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سچا تھا اس پر اس سے بڑھ کر کیا گواہی ہو سکتی ہے کہ اس کی گواہی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی ہاں طاعت میں کمزور تھا کہ شراب پی لی اگر محبت میں کامل ہوتا تو نہ پیتا، اس سے کوتاہی ہوئی ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے محب ہی فرمایا ہے۔ اس طرح کی بشارت کا سلسلہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد منقطع ہو گیا اسے تو وحی کی تائید حاصل ہوا کرتی تھی، اب تو کوئی بھی ایسی گواہی دے ہی نہیں سکتا، جب حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر ان کے پاس پہنچے اور کہا۔ اے ابو قتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں۔

هل تعلم انى احب الله ورسوله
کیا تو نہیں جانتا میں اللہ و
رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں؟

یہ بات انہوں نے تین دفعہ کہی اس کے جواب میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا۔
اللہ ورسولہ اعلم
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر
(البخاری، کتاب المغازی) جانتے ہیں۔

جیسا کہ بخاری و مسلم میں حدیث کعب میں موجود ہے۔

ہاں ہم حسن ظن رکھیں گے کیونکہ امور کے باطن سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے۔ لیکن ہم

اتنا بالیقین کہہ سکتے ہیں جب مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت ہے تو وہ منافق نہیں ہو سکتا جیسا کہ کسی عبد مومن کے دل میں محبت کے ساتھ ان دونوں کے ساتھ بغض و نفرت نہیں ہو سکتی، یہی وجہ ہے کہ جب کسی کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ثابت ہو جائے تو اس کے لئے ایمان کا ثبوت ضروری ہے اور اگر محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ
اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر

(البقرة - ۱۶۵) کسی کی محبت نہیں

گنہگار مومن مسلم پر لعنت نہیں کی جا سکتی کیونکہ ناپسند عمل و فعل ہے نہ کہ ذات مومن، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی زبان سے کہلایا۔

قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ
فرمایا میں تمہارے کام سے بیزار

(الشعراء - ۱۶۷) ہوں۔

ہاں اس صورت میں اس سے نفرت کی جائے گی جب اس سے ایسا کفر ثابت ہو جائے جس کی کوئی تاویل نہ کی جا سکتی ہو اور یہ بات کسی مومن، مسلم اور اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ سے محبت کرنے والے سے کیسے متصور ہو سکتا ہے سوائے اس صورت کے جب اسلام کو چھوڑ دے والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس لئے حضور ﷺ نے دوران گناہ بھی مسلم عاصی پر لعنت اور اسے گالی دینے سے منع فرما رکھا ہے کیونکہ یہ شیطان کی مدد ہے حالانکہ شیطان کی مدد مطلوب نہیں، مطلوب تو اس عاصی کی مدد کر کے اسے معصیت سے نکالنا ہے ورنہ ایسی صورت میں نفرت اور بعد میں اضافہ ہوتا ہے۔ مسلمان رحیم و شفیق ہوتا ہے۔ آسانی پیدا کرنے والا نہ تنگی لاحق کرنے والا، مسلمان خوشخبری سنانے والا ہوتا ہے نہ کہ نفرت دلانے والا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور ﷺ کے پاس ایک نشے والے کو لایا گیا، اس پر سزا نافذ فرمائی، کسی نے اسے ہاتھ سے مارا، کسی نے جوتے سے اور کسی نے کپڑے سے، ایک شخص نے اسے کہا۔

مالہ اخزاه اللہ
اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا ذلیل کیا

ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا تكونوا عون الشيطان على احيكم
اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے
مددگار مت بنو۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

لا تقولوا هكذا لا تعينوا عليه الشيطان
ایسی بات مت کرو اور اس کے
(البخاری، کتاب الحدود) خلاف شیطان کے مددگار نہ بنو۔

اس فرمان نبوی ﷺ میں چند امور قابل توجہ ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ نے ”علیٰ اخیکم“ فرمایا، اسے اخوت میں باقی رکھا اس سے اخوت ایمانی
کی نفی نہیں فرمائی۔

۲۔ اس مسلمان شرابی کے خلاف شیطان کی مدد سے منع فرمایا، شیطان نے معصیت
کو اس کے سامنے مزین کر کے پیش کیا تاکہ یہ رسوا و ذلیل ہو، جب تم نے اس کے
خلاف ذلت کی بددعا کردی تو شیطان کا مقصد تو پورا ہو گیا خصوصاً جبکہ اس نے اولاد آدم
کو اغوا کا حلف اٹھا رکھا ہے۔ جب تم عاصی کے خلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری
کی دعا کرو گے تو ابلیس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اس لئے شرابی کے لئے دعا کا حکم دیا،
ابوداؤد کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا

ولكن قولوا اللهم اغفر له اللهم ارحمه
تم یہ کہو اے اللہ اس پر رحم فرما
(ابوداؤد، کتاب الحدود) اور اسے معاف فرمادے۔

ملاحظہ کلام یہ ہے کہ ارتکاب معصیت اور اللہ و رسول کی محبت کے ثبوت کے درمیان
منافات نہیں کیونکہ آپ ﷺ نے خود مذکور شخص کے بارے میں اطلاع فرمائی کہ اللہ
تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے باوجودیکہ اس سے گناہ سرزد ہوا تھا،
جس شخص سے متعدد دفعہ معصیت کا صدور ہو جائے اس سے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے
رسول ﷺ کی محبت چھن نہیں جاتی کیونکہ مذکورہ صورت میں اس شخص سے متعدد دفعہ
ایسا عمل ہوا تھا اور اس پر حد جاری ہوئی تھی اگرچہ محب پر طاعت فرض ہے اسی لئے
محب عموماً نافرمانی نہیں کرتا سوائے اس صورت کے جب وہ محبت اور ایمان سے غافل
ہو جاتا ہے ورنہ محبت کا مدعی ہوتے ہوئے معصیت کا ارتکاب کیسے کرے گا؟ آپ ﷺ

کا یہ ارشاد اسی پر محمول کیا گیا ہے۔

لايزنى الزانى حين يزنى وهو مومن ولا
يسرق حين يسرق وهو مومن
زانی حالت ایمان میں زنا نہیں کرتا
اور چور حالت ایمان میں چوری
نہیں کرتا۔

یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اسی بنا پر جو معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ اس پر حد جاری کی جاتی ہے۔ اگرچہ وہ
محبت کا جتنا مرضی دعویٰ کرنے والا ہو کیونکہ اصل محب کے لئے طاعت ہے نہ کہ
معصیت اور وہ غفلت اور ناقص ایمان پر ذمہ دار ہے۔ اور اگر وہ ایسے اعمال سے باز
نہیں آتا تو خطرہ ہے وہ حد سے تجاوز کر جائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

۸ - عرش کے سایہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اطلاع عطا فرمائی کہ روز قیامت جن سات افراد کو عرش الہی کا سایہ
نصیب ہو گا ان میں سے دو آدمی وہ ہیں۔

ورجلان تحاببا فی اللہ اجتمعا علیہ
وتفرقا علیہ
جو اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے
ہوئے جمع ہوئے اور اس کی خاطر
جدا ہوئے (البخاری، کتاب الاذان)

یہ بھی الفاظ ملتے ہیں۔

ان المتحابین فی جلال اللہ ہم فی ظل
اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے
اللہ تعالیٰ کے خصوصی سایہ میں
ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ روز قیامت
فرمائے گا۔

این المتحابون بجلالی الیوم اظلم فی
ظلی یوم لا ظل الا ظلی
میری خاطر محبت کرنے والے آج
کہاں ہیں؟ میں انہیں سایہ عطا
کروں جبکہ میرے سایہ کے علاوہ
(المسلم، کتاب البر)

کوئی سایہ نہیں۔

جب یہ ثواب ان لوگوں کا ہے۔ جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں تو کیا مقام ہو گا اس شخص کا جو رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والا ہو گا؟ جن کا فرمان بطور تواتر ثابت ہے۔

المرء مع من احب ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔

اور ایسے شخص کے لئے محبت الہی ثابت ہو چکی ہے، اے اللہ ہمیں بھی یہ عطا فرما اور تمام مسلمانوں کو بھی۔

۹۔ دخول جنت

جب آپ ﷺ کا محب، روز قیامت آپ ﷺ کے ساتھ ہو گا کیونکہ قیامت کے بارے میں پوچھنے والے صحابی سے آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

انت مع من احببت تم اس کے ساتھ ہو گے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔

یا الفاظ ہیں۔

المرء مع من احب ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا

اور حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وجبت محبتی للمتحابین فی اللہ کی خاطر محبت کرنے والوں کے لئے میری محبت لازم ہو گئی۔

ثواب بتائیے آپ ﷺ کا محب جنتی کیوں نہ ہو گا؟

خصوصاً "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جس میں ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا ایک آدمی کچھ لوگوں سے محبت رکھتا ہے مگر ان جیسے اعمال کی

طاقت نہیں رکھتا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

المرء مع من احب ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہی ہو گا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جب صحابی نے کہا میں نے قیامت کے لئے زیادہ نمازیں، روزے اور صدقات نہیں کئے۔

ولکنی احب اللہ ورسولہ مگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

انت مع من احببت تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کو چاہتے ہو۔

کوئی بھی بندہ حضور ﷺ جیسے اعمال کی طاقت تو نہیں رکھتا لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو ذخیرہ بنا سکتا ہے تو وہ آپ ﷺ کی سنگت میں ہو گا تو وہ آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں کیوں نہ ہو گا؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے الفاظ

انت مع من احببت تو اسی کے ساتھ ہو گا جسے چاہتا ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ

المرء مع من احب ہر آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا۔

واضح کر رہے ہیں کہ ہر محب، اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا اور یہ بھی آشکار کر رہے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری روایت اس اعرابی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ عام حکم اور ہر اس شخص کو شامل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھنے والا ہے۔

۱۰۔ جنت میں آپ ﷺ کی معیت

پیچھے آپ ﷺ کے دو ارشادات عالیہ آئے۔

ہر انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو

المراء مع من احب

گا۔

تو اسی کے ساتھ ہو گا جسے تو چاہتا

انت مع من احببت

ہے۔

جنہوں نے واضح کر دیا کہ محب اگرچہ عمل اور مقام میں کم ہو وہ روز قیامت اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا جب کہ ان احادیث کے پس منظر میں اس کی تصریح تھی۔ کتنی بلند نصیبی اور اعلیٰ بختی ہے کہ انسان آپ ﷺ سے کامل اور سچی محبت کی وجہ سے روز قیامت آپ ﷺ کے ساتھ ہو، اس حقیقت کی وضاحت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی کر رہا ہے۔ جو مختلف طرق سے مروی ہے ہم اسے اختصار کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں، حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خادم اور محب تھے، جس دن وہ آپ ﷺ کی زیارت نہ کر لیتے ان پر دنیا تنگ ہو جایا کرتی، گھر سے نکلتے ہی آپ ﷺ کو تلاش کرتے یا جہاں بھی ملاقات ہوتی زیارت کرتے، ایک دن سوچنے لگے یہ دنیا میں حال ہے آخرت میں کیا بنے گا؟ اگر ثوبان رضی اللہ عنہ جنت میں ہوا تو رسول اللہ ﷺ اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور ثوبان عام مسلمانوں کے ساتھ، اگر خدا نخواستہ ثوبان دوزخ میں چلا گیا تو پھر کبھی بھی آپ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہوگی۔ اس فکر نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کو پریشان کر دیا حتیٰ کہ یہ مرض بن گیا جس کی وجہ سے ان کا رنگ زرد پڑ گیا، رؤف و رحیم رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھ کر فرمایا۔

ثوبان تجھے کیا ہو گیا، کیا تو بیمار ہے؟

ما بک یا ثوبان؟ ابک من مرض؟

عرض کرنے لگے۔

اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ کوئی

لا واللہ یا رسول اللہ ﷺ ما بی من

بیماری نہیں جب آج دنیا میں

مرض غیر انی اذا لم ارك فی الیوم

تضيق بي الدنيا فاخرج. ابحت عنك
حتى اراك
آپ ﷺ کی زیارت نہیں کر پاتا تو
پریشان ہو جاتا ہوں۔ لیکن پھر حاضر
ہو کر زیارت کر لیتا ہوں۔

مجھے آخرت یاد آگئی اگر میں جنت میں گیا تو آپ ﷺ اعلیٰ علییں میں ہوں گے اور
میں عام مسلمانوں کے ساتھ، اور اگر میں دوزخ میں گیا تو پھر کبھی بھی آپ ﷺ کی
زیارت نہ کر پاؤں گا، اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، اللہ عزوجل نے یہ
آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ
أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ
رَفِيقًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ
کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ
ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا
بعض انبیاء اور صدیق اور شہید

(النساء - ۶۹) اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے
ساتھی ہیں۔

تو محب کو اس کے محبوب کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا، آپ ﷺ کے مطیع اور
فرمانبردار کو آپ ﷺ کی سنگت عطا کی جائے گی اور یہ انعام یافتہ لوگ انبیاء، صدیقین،
شہدا اور صالحین جنت میں آپ ﷺ کے ساتھی ہوں گے اور یہ رفاقت کتنی اعلیٰ و احسن
ہے۔ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے یہ فضل عظیم مانگتے ہیں۔

ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا
یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے
جاننے والا (النساء - ۷۰)

فصل کا خاتمہ

وہ محبت جو صاحب محبت کو نفع دیتی ہے ذہ وہی ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ نفس، والد، ولد، اہل، مال اور تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو، ایسی محبت ہی صاحب محبت کی ذات پر اثر کرتی ہے، اسی سے اس کے نفس، قلب، قالب، عبادت، اتباع اور طاعت پر آثار کا اظہار ہوتا ہے اور یہی محبت شرعیہ ہے اور یہ محبت طبعی نہیں جس کا مدعی پر کوئی اثر نہیں ہوتا، یہ محبت والد کی ولد سے، والد کی والد سے، خاوند و بیوی اور عاشق و معشوق والی محبت میں ہے، یہ وہ محبت ہے ہی نہیں بلکہ یہ تو اس سے کہیں بلند ہے۔ یہ تو مسلمان اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان ایمانی رابطہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کا نتیجہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے وصل کا سبب ہے۔ یہ محبت صاحب محبت کو محبوب کی کامل طاعت اور اس کے پیغام کی کامل طور پر بجا آوری پر مجبور کرتی ہے۔ یہ وفا کی علامت ہے اور مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کے جو حقوق ہیں ان میں سے کچھ، کچھ بدلہ ہے۔ یہ محبت انسان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کی طاعت عطا کرتی ہے۔ محب کا وجود بغیر فرمانبرداری کے متصور ہی نہیں، طاعت میں اضافہ، محبت میں اضافہ ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

جب ہم معاشرہ میں مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو یہاں بڑا واضح تضاد اور تناقض پایا جاتا ہے۔ بہت سے محبت نبی ﷺ کا دعویٰ رکھنے والے سود خور ہیں، بہت سے محبت نبی ﷺ کا دعویٰ کرنے والے شرابی ہیں، بہت سے دعویٰ کرنے والے بندوں کے حقوق غصب

کرتے ہیں، بہت سے محبت رسول ﷺ کا دعویٰ کرنے والے عقائد و اعمال میں غلط ہو چکے ہیں۔

جب ان سے پوچھا جائے کیا تم رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھتے ہیں تو فی الفور کہیں گے، میں دل و جاں سے آپ ﷺ پر فدا اور قربان الی غیر ذالک۔ ایسی محبت سے کامل طاعت اور اتباع تام کہاں حاصل ہوتی ہے؟ ہاں ہم یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھتے کہ مسلمان معصوم ہوتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ شان کسی کی نہیں، انسان خطا کار ہے ہاں جسے اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور توفیق نصیب ہو جائے جب اس سے کوئی غلطی واقع ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، لیکن گناہوں میں داخل ہو کر سرکش ہو جاتا اس سے تو یہ خطرہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں انسان کا ایمان ہی زائل نہ ہو جائے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

محبت نبی ﷺ میں سب سے زیادہ کمال صحابہ کرام کو حاصل ہے۔ یہاں ان تمام کا تذکرہ تو ممکن نہیں تفصیل کے لئے ہماری کتاب ”الشوق الی رسول اللہ ﷺ من الجذع الی ثوبان“ کا مطالعہ کیجئے وہاں میں نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور آیت کریمہ ومن یطع اللہ والرسول کا شان نزول بھی بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ صحابی ان مبارک ہستیوں کی معیت کے مستحق بن چکے ہیں۔ شاید وہ صدیقین یا شہدا یا صالحین سے ہیں اور یہ کیوں نہ ہو؟ تو اتر کے ساتھ آپ ﷺ سے یہ فرمان ثابت ہے۔

انت مع من احببت
تم اسی کے ساتھ ہو گے جس کے
ساتھ تمہیں محبت ہے۔

یہاں ہم صرف صحابہ کرام میں سے ایک کی محبت پر گفتگو کریں گے کیونکہ تمام کے احوال کے بیان کے لئے کئی جلدیں درکار ہیں، ہم ان کی سچی محبت کے بعض نمونے سامنے لاتے ہیں تاکہ ہم اپنے احوال پر غور کر سکیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے سربراہ

سب سے عزیز چیز انسان کے ہاں اس کی جان، اولاد اور مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر تذکرہ جہاد میں نفس کو مال سے پہلے ذکر فرمایا ہے جیسا کہ دیگر مقامات پر جہاد بالمال کا ذکر جہاد بالنفس پر مقدم رکھا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ
وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمُ الْجَنَّةَ
بیشک اللہ نے مسلمانوں سے ان
کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس
بدلے پر کہ ان کے لئے جنت
ہے۔ (التوبہ - ۱۱۱)

ایک مقام پر فرمایا۔

لَكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا
بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ
لیکن رسول اور جو ان کے ساتھ
ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں
اور جانوں سے جہاد کیا۔ (التوبہ - ۸۸)

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کروا دیا تو وہ تمام اہل ایمان کی والدہ قرار پائیں۔

رہا مال کا معاملہ تو آپ ﷺ نے کئی دفعہ سارا مال خرچ کر دیا خواہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت ہو یا مدینہ منورہ میں کوئی ضرورت پیش آئی ہو۔

۱۔ اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مال صدقہ کرنے کا حکم دیا ان دنوں میرے پاس مال کی فراوانی تھی میں نے سوچا اس موقع پر میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بازی لے جاؤں گا۔ میں نے آدھا مال حاضر کر دیا آپ ﷺ نے پوچھا اہل کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا اس کے برابر چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سارا مال لے آئے آپ ﷺ نے پوچھا گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا؟ عرض کیا۔

ابقیات لہم اللہ ورسولہ میں ان کے لئے اللہ اور اس کا

رسول ﷺ چھوڑ آیا ہوں۔

تو میں نے کہا میں کبھی بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بازی نہیں لے جا سکتا، اسے ابو داؤد، ترمذی، حاکم، دارمی اور بزار نے نقل کیا۔

۲۔ ابن حبان نے صحیح میں سند صحیح کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

انفق ابو بکر علی رسول اللہ ﷺ اربعین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چالیس الفا (ابن حبان، ۱۵ = ۲۷۳) ہزار درہم خرچ کئے۔

اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا جتنا فائدہ مجھے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا اس قدر کسی کے مال نے نہیں دیا۔

بکی ابو بکر وقال ما انا و مالی الا لک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور عرض کرنے لگے میں اور میرا مال آپ ﷺ ہی کا تو ہے۔

اسے امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابن حبان نے اسانید صحیح کے ساتھ روایت کیا۔ ترمذی نے اسے حسن کہا۔

۳۔ حضرت ابو دردا رضی اللہ عنہ سے منقول واقعہ کا آخری حصہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے میری تکذیب کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میری تصدیق کی۔

وواسانی بنفسه و مالہ اور اپنی جان و مال سے میرے (البخاری، فضائل الصحابہ) ساتھ تعاون کیا۔

۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ ﷺ نے مرض وصال کے خطبہ میں ارشاد فرمایا

انہ لیس من الناس احد امن علی فی لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ پر نفسہ و مالہ من ابی بکر بن ابی قحافة جان و مال میں احسان کرنے والے

(البخاری، کتاب الصلاة) ابو بکر ابن ابی قحافہ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ پر آپ ﷺ کا مال و جان فدا کرنا اور ہر جگہ آپ ﷺ کو ہر شے سے مقدم رکھنا کئی مقامات اور جگہوں میں ثابت ہے۔ جب کفار قریش نے آپ ﷺ کو پریشان کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہی آپ ﷺ کا دفاع کیا، بہت سے صحابہ سے آپ ﷺ کی یہ قربانیاں منقول ہیں۔ بعض میں اس کی تفصیل ہے کہ ان کو بالوں سے کس طرح کھینچا گیا بعض میں ہے کہ ان کو اتنا پیٹا گیا کہ چہرہ مسخ ہو گیا، بے ہوشی طاری ہوئی حتیٰ کہ قوم نے محسوس کیا کہ وصال ہو گیا ہے ہم یہاں ایک روایت پر اکتفا کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حرم کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا، اس نے آپ ﷺ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈالا اور سخت کھینچا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے کاندھوں سے پکڑ کر دور کرتے ہوئے کہا۔

اتقتلون رجلا ان يقول ربی اللہ
کیا ایک مرد کو اس پر مارے ڈالتے
(غافر - ۲۸) ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ
ہے۔

حضرت اسماء اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا بیان ہے

فرجع الینا ابو بکر فجعل لایمس شیئاً جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ لوٹے تو ان
من غدائره الارجع معہ کے سر اقدس کو ہاتھ لگانے سے
(مجمع الزوائد، ۶ = ۱۵) بال جھڑ جاتے تھے۔

ہجرت کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ کی قربانی بھی مثالی ہے۔ اپنے آپ کو ہجرت سے روکے رکھا، جب آپ ﷺ نے ہجرت کی اطلاع دی تو اس پر خوشی میں رو دیئے پھر ہجرت میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا اول سے آخر تک، جبل ثور کی غار میں بھی، حضرت عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر اور خادم ابو بکر عامر

بن فہرہ رضی اللہ عنہم کی خدمات قابل توجہ ہیں۔ غار کے دھانے پر مشرکین کو دیکھ کر آپ ﷺ کے بارے میں حضرت ابو بکر پریشان ہو گئے تو آپ ﷺ نے حوصلہ دیا اور فرمایا۔

ما ظنک یا ابابکر باثنین اللہ ثالثہما؟ اے ابو بکر تمہاری کیا رائے ہے ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیرا اللہ تعالیٰ ہو۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں۔

الْأَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيًا إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ أَمْ تَرَاهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

(التوبہ - ۴۰)

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سیکنہ اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

راستہ میں کس طرح چلے، کبھی آپ ﷺ کے دائیں، کبھی بائیں، کبھی آگے اور کبھی پیچھے حتیٰ کہ سراقہ بن مالک آکر ملا، بدر کے دن آپ ﷺ کے ساتھ خیمہ میں ان کے سوا کوئی نہ تھا، جب کوئی کافر آپ ﷺ کے قریب آنے کی کوشش کرتا تو تلوار سے اس پر حملہ آور ہوتے وہاں بہت سے واقعات رو پذیر ہوئے جو آپ ﷺ کی سچی محبت پہ دلالت کرتے ہیں۔ پیچھے بھی ایسی روایات آئی ہیں جب ان کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر

ہوتا تو رو پڑتے۔ حتیٰ کہ منقول ہے۔

آپ ﷺ کا وصال ہجر میں لاغری کی
وجہ سے ہوا۔

انہ مات بالسل

یہ بھی منقول ہے۔

آپ ﷺ حضور ﷺ کے وصال کے
غم میں فوت ہوئے۔

انہ مات کمدًا او حزنا

رسالت مآب ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷺ کا مقام بیان فرمایا۔ حضور ﷺ کے بارے میں
جو کچھ ان کے دل میں تھا انہوں نے وہ بیان کر دیا، حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے
رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا ایک بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اختیار
دیا ہے وہ چاہے تو دنیا کو پسند کر لے چاہے تو بارگاہ خداوندی کو قبول کرے۔ اس پر
حضرت ابوبکر ﷺ رو پڑے اور کہنے لگے

ہمارے آباء و مائیں آپ ﷺ کی

فدیناک با بائنا و امہاتنا

ذات پر قربان

ہمیں تعجب ہوا لوگوں نے کہا آپ ﷺ نے کسی بندے کا تذکرہ فرمایا ہے اور انہوں نے
یہ کہنا شروع کر دیا ہمارے آباء اور مائیں آپ ﷺ پر قربان حالانکہ جس ہستی کو اختیار
دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور حضرت ابوبکر ﷺ ہم سے زیادہ علم و معرفت
رکھنے والے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا۔

وقت اور مال کے لحاظ سے جس

ان امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ

نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے وہ

ابابکر ولو کنت متخذًا خلیلاً من امتی

ابوبکر ہے اگر میں امت میں سے

لا تخذت ابابکر الا خلة الاسلام؛ لا

کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر

یبقین فی المسجد خوۃ الا خوۃ ابی

خلت اسلام ہے مسجد میں ابوبکر کے

بکر

خوۃ کے علاوہ کسی کا باقی نہ رہے۔

(البخاری، مناقب الانصار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ یہ ہیں۔

ولکنہ اخی وصاحبی وقد اتخذ اللہ
عزوجل صاحبکم خلیلاً
لیکن وہ میرے بھائی اور ساتھی
ہیں، تمہارے صاحب کو اللہ
(المسلم، فضائل الصحابہ) عزوجل نے اپنا خلیل بنا رکھا ہے۔

اسی بنا پر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب پایا، صاحب ٹھہرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مقامات اور مجالس
میں ان کے درجات کا تذکرہ فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ خلیفہ بنے۔ اللہ تعالیٰ
ان کے اور دیگر صحابہ کے درجات مزید بلند فرمائے، ہمیں ان سے محبت عطا فرمائے اور
ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ عطا فرمائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وہ جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

فَلَا یَعْبُدُ بَعْدَ الذَّمِّ اِلٰهًا اٰیْتًا مِّنْ رَّبِّہَا اَنْ تَعْلَمَ مَا لَیْسَ بِهَا عَلَمٌ اِلَّا لِلّٰهِ الْعَلِیْمِ الْحَکِیْمِ

(یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔)

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

یہ اللہ کا لفظ ہے اور اللہ ہی ہے جسکے آواز میں عقل نکلے اور یہ اللہ کا نوری ہے جو ہر ایمان والے کے دل میں لگا ہوا ہے۔

فصل دوم
طاعت نبوی اور انسان

معارف

معارف

طاعت کا مفہوم

طاعت کا لغوی معنی نرم ہونا، مطیع ہونا، یہ طاء، واؤ و عین کا مادہ، سنگت اور فرمانبرداری پر دلالت کرتا ہے۔ طاع، يطاع اور اطاع سبھی کا ایک ہی معنی ہے۔ اس کے لئے نرم ہونا، اس کے لئے جھک جانا تو طاعت کسی کا حکم مان لینا، اس کے حکم کو بجالانا اور اسی کی سنگت اختیار کرنا ہے، طاعت یا تو رضا، خوشی، قناعت اور محبت و دلی رغبت سے ہوگی تو اس وقت وہ مطیع کو بغیر کسی جبر و مجبوری کے فرمانبردار بنائے گی یا وہ کسی مجبوری و امر کے خوف کے باعث ہوگی اب اس کا سبب خارجی ہے اور وہ امر کی سطوت اور اس کا خوف ہے۔ ان دونوں حالتوں اور ان پر مرتب ہونے والے اثر کے درمیان فرق ہے۔ پہلی طاعت کا چشمہ مطیع کے اندر ہے وہ بطور محبت، رغبت، اختیار اور رضا ہے جب کہ دوسری خوف، عذاب اور گرفت و انتقام کی وجہ سے ہے، یہی وجہ ہے دوسری کبھی ختم ہو جاتی ہے۔ مثلاً جب آمر غائب ہو جائے یا کہیں دور ہو لیکن پہلی طاعت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ وہ متخلف یا منقطع نہیں ہوتی اس کا سرچشمہ خارجی نہیں بلکہ مطیع کی ذات ہے۔ ہاں کبھی اس میں اسباب متعددہ کی وجہ سے ضعف آسکتا ہے لیکن بالکللیۃ اس کا اختتام نہیں ہوتا، سچا مومن مسلم بطور محبت اور ذوق و شوق سے طاعت کرتا ہے، ہاں وہ خوف و ڈر کی وجہ سے طاعت کرتا ہے مگر اس وقت جب اس سے کوتاہی ہو جائے، اور نبی اکرم ﷺ کی طاعت اولاً اللہ تعالیٰ کی طاعت ہی ہے اس لئے کہ آپ ﷺ کو اسی نے بھیجا ہے، اس نے آپ ﷺ کی طاعت اور آپ ﷺ کے احکام کو بجالانے کا حکم دیا ہے۔ تو جس نے بھی آپ ﷺ کی طاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی طاعت کی۔ جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اسی لئے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت ایک ہی نص اور ایک ہی پس منظر میں بیان ہوئی ہیں جیسا کہ اس کا بیان آ رہا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ

اس کے ساتھ محبت، رغبت اور فرمانبرداری کو بھی شامل کر لیا جائے تو سچے مومن کے نفس پر سب سے بڑا اثر یہی طاعت ہے۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایمان کی حلاوت پانے کے لئے یہ شرط ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اور حضور ﷺ کے رسول ہونے کو دل و جاں سے قبول کیا جائے، یہ بات سب سے بڑی دلیل ہے کہ حلاوت طاعت کا باعث ہے کیونکہ ایمان کو طاعت لازم ہے، قرآن کریم نے طاعت کی دونوں اقسام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ خوشی سے یا مجبوری سے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ثُمَّ اسْتَوَىٰ اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اٰتَيْنَا طَائِعِيۡنَ

پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے

(حم السجدة - ۱۱) سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

جب یہ جماد کا حال ہے۔ تو انسان کا حال کیا ہونا چاہئے؟ اسے کس قدر طاعت بجالانی چاہئے۔ اس بات کو ذہن نشین رکھیے کہ عبادت بھی یا تو خوشی سے ہوتی یا مجبوراً جیسا کہ طاعت۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَهُ اسَلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا

اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے چاہے مجبوری سے۔ (آل عمران - ۸۳)

دوسرے مقام پر ہے۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظَلَلُوۡهُم بِالْغُدُوِّ وَالْاَصَالِ

اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے خواہ مجبوری سے اور ان کی (الرعد - ۱۵)

پر چھائیاں ہر صبح و شام۔

سجدہ، مظاہر عبادت میں سے اعلیٰ منظر ہے۔

حضور ﷺ کی طاعت عبادت بلکہ سب سے اہم عبادت ہے۔ اگر اس کے لزوم اور اس کی مخالفت حرام ہونے پر نصوص وارد نہ بھی ہوتیں تب بھی یہ طاعت لازم و فرض تھی۔ کیونکہ یہ شرط ایمان ہے تو اس کا کتنا بلند مقام ہو گا جب اس کے بارے میں کتاب اللہ کے اندر متعدد نصوص وارد ہیں، کسی میں طاعت کا حکم ہے کسی جگہ آپ ﷺ کی طاعت کو اللہ تعالیٰ کی طاعت سے ملایا گیا ہے۔ کسی جگہ آپ ﷺ کی اتباع کا حکم ہے۔ کسی جگہ آپ ﷺ کی تعلیمات سے تمسک کا حکم ہے۔ ہر معاملہ کو آپ ﷺ کی طرف لوٹانے اور آپ ﷺ کے فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کرنے کا حکم ہے۔ کسی جگہ آپ ﷺ کے حکم پر فی الفور حاضر ہونے کا ارشاد ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو حضور ﷺ کی طاعت و بیعت کو اپنی طاعت و بیعت قرار دیا ہے۔ کتاب اللہ میں متعدد مقامات پر حضور ﷺ کی نافرمانی، آپ ﷺ سے آگے بڑھنا، آپ ﷺ سے تنازع اور مخالفت کو حرام فرمایا گیا بلکہ اس شخص کے ایمان کی نفی فرما دی جو آپ ﷺ کے حکم و امر کو تسلیم نہیں کرتا اور اس شخص کو کافر کہا گیا جو آپ ﷺ سے مخالفت اور مخالفت کرتا ہو، ہم اب مختلف عنوانات کے تحت آیات مبارکہ اور ان کی مختصر تشریح ذکر کریں گے اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور اسے قبول و پسند فرمائے، جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں کہیں ہمارے خلاف یہ حجت نہ بن جائے بلکہ یہ روز قیامت ہمارے لئے مدد اور حجت ثابت ہو، ہمیں حضور ﷺ کی شفاعت، آپ ﷺ کی معیت اور جنت نعیم میں آپ ﷺ کی صحبت عطا فرمائے بے شک وہ قادر مطلق ہے۔ اور اسی سے مانگا جاتا ہے۔

۱۔ آپ ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر خصوصی احسان فرمایا

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر دو اہم احسان فرمائے ہیں ایک تو انہیں ایمان کی توفیق عطا فرمائی اور دوسرے اپنے نبی، صفی اور حبیب ﷺ کو رسول اسلام بنا کر مبعوث فرمایا

ان دونوں چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے احسان بتایا ہے۔ ہر مسلمان صاحب ایمان کے لئے ان دونوں احسانوں کا ہونا لازم و ضروری ہے اگر ان میں ایک نہ ہو تو ایمان صحیح نہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو بطور احسان فرمایا۔

وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ
 یْمُنُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُوا
 مسلمان ہو گئے تم فرماؤ اپنے اسلام
 عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ
 کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تم
 هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
 پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے
 تمہیں اسلام کی ہدایت کی اگر تم
 سچے ہو۔

(الحجرات - ۱۷)

دوسرے مقام پر اپنے نبی ﷺ کو بصورت احسان بیان فرمایا۔

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں
 لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
 پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک
 رَسُولَ يَهْتَدُونَ بِآيَاتِهِ
 رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں
 پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے
 وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ
 اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے
 كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ
 اور وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں
 تھے۔

(آل عمران - ۱۶۳)

ایک اور مقام پر فرمایا

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں
 هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ
 انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ
 يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
 ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور
 الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي
 انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں
 ضَلَالٍ مُبِينٍ
 کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے
 ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے

(الجمعة - ۲)

ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

لوگ گمراہی میں تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سبب انہیں ہدایت عطا فرمائی اور ان کی ہدایت کیا ہے؟ فقط آپ ﷺ کی اتباع، طاعت، فرمانبرداری، اور آپ ﷺ کے احکام کا نفاذ، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کو اہل ایمان پر احسان فرمایا کیونکہ اس نے انہیں ہدایت آپ ﷺ کے واسطے سے دی ہے۔

یہ دونوں احسانات آپس میں متلازم ہیں اور کسی بھی مومن مسلم کا دل ان دونوں سے خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہے۔ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے بندوں پر احسان ہیں اور پہلی نعمت (توحید) دوسری کے واسطے اور سبب سے ہے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس ہے جنہوں نے اس کی دعوت دی۔

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ
صِرَاطِ اللَّهِ بتاتے ہو اللہ کی راہ

(الشوریٰ - ۵۲ - ۵۳)

صراط مستقیم سے مراد اللہ کا راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں میں ہدایت پیدا فرمانے والا ہے۔ اسی لئے اس کی طرف دعوت دینے والے اور اس کی اثر دعوت پر احسان جتلیا۔ صحابہ کرام نے اس احسان کو مانا، جانا اور اس کی خوب قدر کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ صحابہ کی مجلس میں تشریف لائے، فرمایا۔

ما اجلسکم؟ یہاں کیوں اکٹھے ہو؟

عرض کیا

جلسنا نذكر الله ونحمده على ما هدانا
لدينه ومن علينا بك

ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس پر شکر کرنے کے لئے کہ اس نے ہمیں اپنے دین کی ہدایت بخشی اور آپ ﷺ کی صورت میں احسان فرمایا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

ان الله عزوجل بياهي بكم الملائكة (النسائي، كتاب ادب القاضي) فرما رہا ہے۔
اللہ جل شانہ تم پر فرشتوں میں فخر

ایک موقع پر جب آپ ﷺ نے تمام مال غنیمت تالیف قلب کی خاطر کچھ لوگوں کو عنایت فرما دیا تو انصار کو نہ دیا، بعض نئے مسلمانوں نے نہ ملنے پر افسوس کا اظہار کیا تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اس میں مختلف چیزوں کا تذکرہ کیا جس کے جواب میں صحابہ نے بار بار یہی کلمات کہے ہمارا کچھ نہیں۔

اللہ ورسولہ امن
یہ تمام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا احسان ہے۔

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں تفصیل موجود ہے۔
(البخاری، کتاب المغازی)

جب آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کا خصوصی احسان ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ احسان بھی جتایا ہے تو آپ ﷺ کی اتباع و طاعت اور فرمانبرداری کا کیا مقام ہو گا؟ حالانکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس تو ایسا سراپا احسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے جتایا ہے، اور اسی طرح آپ ﷺ کی نافرمانی، حکم کی مخالفت اور اس سے دوری کتنی بڑی اور قابل مذمت ہو گی حالانکہ آپ ﷺ وہ احسان ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی خصوصی رحمت فرمایا ہے۔

۲۔ یہ ایمان کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

ہم نے اس موضوع پر ”بدعة دعوی الاعتماد علی الكتاب دون السنہ“ میں بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے، یہاں کچھ نصوص ذکر کئے دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں سے کسی کو وہ مقام نہیں عطا فرمایا جو اس نے اپنے نبی اور صفی حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین، فرض اور کتاب کو بلند مقام عطا فرماتے ہوئے آپ ﷺ کو اپنے دین کا علم بتایا، آپ ﷺ کی طاعت فرض فرمائی

اور آپ ﷺ کی معصیت کو حرام قرار دیا، آپ ﷺ کی فضیلت کو اس طرح واضح فرمایا کہ اپنی ذات پر ایمان کو، حضور ﷺ کی ذات پر ایمان سے متصل فرمایا، حضور ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا کہ جو آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ایمان نہیں لائے گا وہ کافر اور دائمی دوزخی ہے، یہاں خصوصی توجہ کے لائق یہ بات ہے کہ اکثر آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے ساتھ ایمان لانے کے ساتھ ہی آپ ﷺ پر ایمان کو متصلاً بیان فرمایا ہے۔

۱ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ
الَّذِي أُنزِلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ
وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے اس رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔

(النساء - ۱۳۶)

۲ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا
بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ
وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جن میں چلو گے اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(الحمد - ۲۸)

۳ - آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفِقُوا مِمَّا
جَعَلَكُمْ مُسْتَخْلِفِينَ فِيهِ هَ فَالَّذِينَ آمَنُوا
مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو جس میں تمہیں اوروں کا

لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ
لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝

(الحديد، ۷ - ۸)

جانشین کیا تو جو تم میں ایمان لائے
اور اس کی راہ میں خرچ کیا ان
کے لئے بڑا ثواب ہے۔ اور تمہیں
کیا ہے کہ اللہ پر ایمان نہ لاؤ
حالانکہ یہ رسول تمہیں بلا رہے
ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور
بیشک وہ تم سے پہلے ہی عہد لے
چکا ہے اگر تمہیں یقین ہو۔

۴ - ایک مقام پر کفار کا رد اور انہیں آپ ﷺ کی ذات پر ایمان لانے کا حکم یوں

دیا۔

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَ
رَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ
عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ۝

(التغابن، ۷ - ۸)

کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ
اٹھائے جائیں گے تم فرماؤ کیوں
نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور
اٹھائے جاؤ گے پھر تمہارے کو تک
تمہیں جتا دیئے جائیں گے اور یہ
اللہ کو آسان ہے تو ایمان لاؤ اللہ
اور اس کے رسول ﷺ اور اس
نور پر جو ہم نے اتارا اور اللہ
تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

۵ - اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا کہ آپ ﷺ یہ اعلان فرمادیں کہ میری
دعوت تمام لوگوں کے لئے ہے اور ان کو اس پر ایمان لانا اور اس کی اتباع
لازم و ضروری ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ
جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی
طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
وَكَلِمَتِهِ وَأَتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

(الاعراف - ۱۵۸)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی
کو ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں
جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ
اور اس کے رسول بے پڑھے غیب
بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی
باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی
غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول
بے پڑھے غیب کی خبریں دینے
والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے
اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ
انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور
برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری
چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا
اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے
گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے
کے پھندے جو ان پر تھے اتارے
گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور
اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد
دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو
اس کے ساتھ اترا وہی با مراد
ہوئے۔

۶ - الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ
الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ
وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ
عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا
بِهِ وَ عَزَرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي
أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(الاعراف - ۱۵۷)

وہ کیسے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائیں گے حالانکہ ان سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد
لیا گیا ہے۔

۷۔ لہذا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کافر قرار دیا ہے۔ جو اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا
لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا

(الفتح - ۱۳)

اور جو ایمان نہ لائے اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر تو بیشک ہم نے کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔

۸۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سچے مومن کی یہ صفت بیان فرمائی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا
حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ

(النور - ۶۲ اور الحجرت ۱۵)

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جن کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں۔

تو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے لیکن اس کے رسول ﷺ پر نہ لائے وہ مومن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا تقاضا اس کی طرف رہنمائی کرنے والے کی تعریف و ثنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجا لانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے حکم کو بجا لانا، اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کے حکم کی بجا آوری آپ ﷺ کی طاعت ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اس بات کا حکم دیا ہے تو جو آپ ﷺ پر ایمان نہیں لائے گا اس نے نہ تو اللہ تعالیٰ کی طاعت کی نہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لایا۔ ایسا شخص تو اس ہستی کا نافرمان ہے جو اللہ عزوجل کی طرف رہنمائی کر رہی ہے اور وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کر رہا ہے۔

۹۔ اور یہ اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کو نفع بخش

تجارت اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات بھی بتایا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ
تُنَجِّيكُمْ مِّنْ عَذَابِ إِلِيمٍ ⑩ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَ رَسُوْلِهِ وَ تُجَاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ⑪ يَعْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذٰلِكَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

(الصف، ۱۰ - ۱۲)

ہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

۱۰ - اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ڈر سنایا ہے جو اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں لاتے کہ اگر وہ آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں یہ ان کے لئے بہت ہی بہتر ہے۔ ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ
مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ وَإِنْ تَكْفُرُوا
فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ
اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

(النساء - ۱۷۰)

اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے تو ایمان لاؤ اپنے بھلے اور اگر تم کفر کرو تو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

۱۱ - جب اللہ تعالیٰ نے جنات کا ایک گروہ آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا انہوں نے

قرآن سنا اور اپنی قوم کی طرف انہیں ڈرانے کے لئے گئے تو انہوں نے کہا۔

يَقَوْمَنَا اٰحْيَبُوْنَا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمَنُوْنَا بِهٖ
 يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيَجْرُكُم مِّنْ عَذَابِ
 اَلِيْمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ
 بِمُعْجِزٍ فِى الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُوْنِهٖ
 اَوْلِيَاءٌ اَوْلٰىكَ فِى ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

(الاحقاف - ۳۱ - ۳۲)

اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

۱۲۔ اسی لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ایمان نہیں لائے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جہاد کا حکم دیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے لوگوں سے جہاد کا حکم دیا ہے۔

حتى يشهدوا ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله
 یہاں تک کہ وہ اعلان کریں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اس حدیث میں لفظ شہادت آیا ہے اور یہ قول سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کیونکہ توحید اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی سے ہر مخالف و معارض کی نفی ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان دونوں شہادتوں کی سب سے پہلے (مسلمان کرتے وقت) دعوت دی جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو فرمایا۔

دعهم الى شهادة ان لا اله الا الله وانى
 ول الله
 لوگوں کو اس بات کی دعوت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

(البخاری، کتاب الزکاة)

بخاری و مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

فلیکن اول ماتدعوہم الیہ عبادة اللہ فاذا
عرفوا اللہ فاخبرہم
پہلے ان کو عبادت الہی کی دعوت دو
جب اللہ کو پہچان لیں تو پھر دیگر
باتوں کے بارے میں بتاؤ۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے رسول مصطفیٰ ﷺ کی رسالت کا اذعان و یقین ہی
مراد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مبلغ تو آپ ﷺ ہی ہیں اسی لئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

ان من سمع بہ ﷺ ثم لم یؤمن بہ ﷺ الا
ادخلہ اللہ تعالیٰ النار
جس نے میرے بارے میں سن لیا
مگر ایمان نہ لایا تو اسے اللہ تعالیٰ
(المسلم، کتاب الایمان) دوزخ میں لے جائے گا۔

یہ تمام نصوص شریفہ، حضور ﷺ کی طاعت کے لزوم اور آپ ﷺ کے اقوال مبارکہ
کے حجت ہونے پر شاہد ہیں کیونکہ آپ ﷺ پر ایمان کہ آپ ﷺ رسول ہیں۔ یہ اس
ایمان کی فرع ہے جو اللہ تعالیٰ کے الہ ہونے پر ہے کیونکہ اس ایمان کو بھی اللہ تعالیٰ
نے ہی لازم فرمایا ہے تو جس طرح رسول پر ایمان بغیر ایمان باللہ کے صحیح نہیں اسی طرح
وہ ایمان بغیر طاعت صحیح نہیں کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ایمان لانا لازم
فرمایا ہے اس طرح آپ ﷺ کی طاعت بھی لازم فرمائی ہے۔ پھر جو اللہ کی طرف
رہنمائی کر رہا ہے وہی اس کی طرف داعی ہے تو اگر آپ ﷺ کی طاعت درست نہیں تو
ایمان بھی درست نہ ہو گا تو ایمان فرض و ضروری ہے تو طاعت بطریق اولیٰ
فرض و لازم ہوگی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت کو اپنی طاعت قرار دیا ہے۔

آپ ﷺ کی طاعت کے لزوم و فرضیت پر ایک یہ چیز بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے آپ ﷺ کو اپنا رسول بنایا ہے، آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی، آپ ﷺ کی تائید کی

آپ ﷺ کو معصوم و محفوظ رکھا اور اپنے تک پہنچنے کے لئے واسطہ بنایا، آپ ﷺ کے لئے یہ جائز رکھا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد کے مطابق شریعت بیان فرمائیں۔ اور لوگوں پر آپ ﷺ کی طاعت فرض فرمادی، یہ طاعت ایمان کے لئے شرط ہے اسی لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا لیکن اس کے رسول ﷺ پر ایمان نہ لایا تو وہ مومن نہیں اگرچہ وہ نماز پڑھے، روزے رکھے اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا پھرے، اسی طرح جس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی لیکن اس کے رسول ﷺ کی نہ کی تو وہ بھی مومن نہیں اگرچہ بننا پھرے۔

قرآن کریم کی بہت سی آیات میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر بشارت ہے بلکہ بعض میں تو آپ ﷺ کی ذات اقدس کو سراپا رسالت قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (الاحزاب - ۴۰)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ

اور محمد ﷺ ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے۔ (آل عمران - ۱۴۴)

تیسرے مقام پر فرمایا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ①
لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ②

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سنانے والا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکیزگی بولو۔ (الفتح، ۸ - ۹)

تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ پر اور آپ ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کریں، یہ تعظیم و توقیر، آپ ﷺ کی طاعت، محبت اور احکام کی بجا آوری کے بغیر نہیں ہو سکتی، جو آپ ﷺ کا نافرمان ہے، وہ مطیع نہیں، نہ اس نے آپ ﷺ کی تعظیم کی اور نہ توقیر، نہ اس نے آپ ﷺ کے پیغام کو سنا کیونکہ جو نذیر کی طاعت کر لیتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نافرمانی کے لئے رسول نہیں بلکہ طاعت کے لئے بنایا ورنہ آپ ﷺ کو نذیر کا مقام نہ دیا جاتا۔

۴۔ اللہ کے حکم پر آپ ﷺ کی طاعت ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولان کرام کی طاعت کے لزوم کی علت و حکمت یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغام سنانے والے ہیں، اس کی وجہ ان کا انسان ہونا یا مرد ہونا یا خوبصورت اشکال والا ہونا نہیں، ان کی طاعت فقط اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنے ہوتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں، ان پر وحی ان کے حسب استعداد اور اہلیت نازل کی گئی۔ وہ بندوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، وہ اس کی طرف صراط مستقیم کی نشاندہی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پر دلائل و براہین پیش کرتے ہیں، اس کے عقاب، نار اور ناراضگی سے ڈراتے ہیں، مطیع کو سعادت، جنت، رضا اور رضوان کی بشارت دیتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کی طاعت اور ان کے احکام کا بجا لانا لازم ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بھیجے ہوئے ہیں اگر لوگ ان کی طاعت نہیں کرتے تو انہوں نے ان کے بھیجنے والے کی طاعت نہیں کی کیونکہ رسول ﷺ کی طاعت دراصل بھیجنے والے کی طاعت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر
وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس

فَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّسُولُ
لَوْجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا

کی اطاعت کی جائے اور اگر جب
وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اسے

محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں

اور پھر اللہ سے معافی چاہیں تو

ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے

والا مہربان پائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارسال رسل کو طاعت کے ساتھ منحصر فرما دیا ہے تو جو رسول کی طاعت نہیں کرتا اس نے اس کے بھیجنے والے کی طاعت نہیں کی اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے۔ پھر یہاں یہ ذہن نشین رہے کہ رسول کی طاعت، اللہ تعالیٰ کے اذن، امر، تقدیر اور مشیت سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب کوئی رسول ایسا بھیجا ہی نہیں جس کی طاعت اس کی امت پر لازم نہ کی ہو تو ان تمام رسولوں کے سربراہ اور امام ﷺ کی طاعت کا عالم کیا ہو گا؟ جو ان کی جانوں سے بھی بڑھ کر ان کے خیر خواہ اور ان کے قریب و حقدار ہیں۔

توبہ کو معلق کر دیا

یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں اور گنہ گاروں کی توبہ کو ایک شرط کے ساتھ معلق کر دیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طلب بخشش (شفاعت) کے ساتھ توبہ اور استغفار کریں جب وہ توبہ کریں گے اور آپ ﷺ بھی ان کے لئے استغفار چاہیں تو وہ اللہ کو تواب و رحیم پائیں گے یعنی توبہ قبول ہو جائے گی۔

۵۔ ثواب و عقاب، بعثت انبیاء پر موقوف ہے

جب آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے امانت اٹھانے سے معافی مانگ لی تو اسے حضرت آدم علیہ السلام نے اٹھا لیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت سے ان کی اولاد کو پیدا فرما کر ان سے یہ عہد لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں گے اور اس کے ساتھ کسی کو کبھی بھی شریک نہیں ٹھہرائیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ
بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا
اور اے محبوب یاد کرو جب
تمہارے رب نے اولاد آدم کی
پشت سے ان کی نسل نکالی اور
انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں
تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں
نہیں ہم گواہ ہوئے۔

(الاعراف - ۱۷۲)

یہ عالم خلق میں ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں عالم شہادت و وجود کی طرف پیدا فرمایا۔ اس
پر حدیث قدسی شہاد ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
اہل نار پر روز قیامت عذاب کم کر دیتا ہوں کیا وہ تمام دنیا فدیہ میں دیدے گا؟ بندے
کے گا ”ہاں“ اللہ فرمائے گا میں نے تجھ سے اس سے بہت آسان شے کا ارادہ کیا تھا
جب تو صلب آدم تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنانا تو نے میرے ساتھ شریک نہ
بنانے سے انکار کر دیا تھا۔ (البخاری، کتاب الرقاق)

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو زمین پر اتار دیا
اور انسان کے ساتھ اس کا نفس ہے جو اسے برائی کی دعوت دیتا ہے۔ شیطان بھی
حضرت آدم اور ان کی اولاد کا دشمن بن گیا پھر انسان کے ساتھ اس کی چاہتیں خواہشات
اور شہوات ہیں پھر اس پر بھول بھی طاری ہوتی ہے۔ ان تمام نے مل کر انسان کو اس
عہد قطعی سے غافل کر دیا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا تھا کہ میں تجھ پر ایمان لاؤں گا
اور شریک نہیں ٹھہراؤں گا، اطاعت کروں گا نافرمانی نہیں کروں گا تو اس سے بھول
جانے والے انسان کے لئے کسی یاد دہانی کروانے والے کی ضرورت ہے جو اس معاہدہ کو
یاد کرواتا رہے اس پر ایمان کی گواہی دیتا رہے اور توحید کی جس کے بارے میں بات
ہوئی تھی۔ جیسا کہ کسی ایسے منذر کی ضرورت ہے جو شرک جیسی لعنت سے بچائے اور
اس کفر سے جس سے منع کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ سے دور ہونے سے بچائے جن کا انجام
دوزخ کا عذاب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس لئے اللہ تعالیٰ رسول بھیجے بغیر کسی پر عذاب

نہیں فرماتا تاکہ حجت قائم ہو جائے اسے وعدہ یاد دلا دیا جائے۔ اور عذاب سے بچ جائے
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا
(بنی اسرائیل - ۱۵) اور ہم عذاب کرنے والے نہیں
جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ
فِي أُمَّهَا رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَمَا كُنَّا
مُهْلِكِي الْقُرَى إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ
(القصص - ۵۹)

ہماری آیتیں پڑھے اور ہم شہروں
کو ہلاک نہیں کرتے مگر جب کہ
ان کے مساکن ستم گار ہوں

یہ تمام اس لئے ہے تاکہ لوگ پھر عذر نہ کر سکیں عہد پر طویل زمانہ گزر جانے کی وجہ
سے وہ ہمیں بھول گیا اس لئے ہر امت اور ہر بستی میں رسول بھیجے ورنہ اللہ تعالیٰ کی
حجت مخلوق پر قائم تھی۔ بصورت قدرت کی نشانیاں، آیات بینات اور اس کا عدم سے
وجود میں لانا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ
أَجْمَعِينَ
(الانعام - ۱۳۹) تم فرماؤ تو اللہ ہی کی حجت پوری
ہے تو وہ چاہتا تو سب کی ہدایت
فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے خود واضح فرما دیا کہ رسولوں کے بعد لوگوں کے پاس کوئی عذر نہ ہو گا۔
لَئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ
الرَّسُولِ
کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں
لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔

(النساء - ۱۶۵)

رسولوں کا آنا جیسے انسان پر حجت ہے اسی طرح جنات کے لئے بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے اور تمہیں یہ دن دیکھنے سے ڈراتے۔ کہیں گے ہم نے اپنی جانوں پر گواہی دی اور انہیں دنیا کی زندگی نے فریب دیا اور خود اپنی جانوں پر گواہی دیں گے کہ وہ کافر تھے۔

(الانعام - ۱۳۰)

لیکن وقت فوت ہونے کے بعد اعتراف فائدہ مند نہیں ہو گا۔ جب اللہ نے انسانوں میں سے رسول بنائے اور انہیں لوگوں کی طرف پیغام دے کر بھیجا تو لوگوں پر ان کے ساتھ کفر کو حرام قرار دے دیا، انتخاب سے پہلے رسول بقیہ لوگوں کی طرح ہی تھے جب ان کو منتخب کر لیا گیا ان پر وحی نازل فرمائی حتیٰ کہ وہ اس کے پیغامبر اور اس کی شریعت لوگوں تک پہنچانے والے بن گئے، ان کو مخصوص صفات عطا کر دی گئیں، ان کے دعویٰ کے صدق پر دلائل و براہین قائم کر دیئے گئے۔ ان کی تصدیق نہ کرنے والا کافر، ان کے اقوال کی تصدیق کرنے والا مومن، جو ان کے احکام بجا لائے گا وہ مطیع، جو ان کی مخالفت کرے گا وہ مخالفت کی نوعیت کے لحاظ سے عاصی ہو گا، یہ مطیع و عاصی، ثواب و عقاب کے اعتبار سے ہے، لیکن جب تعلق کی وجہ محبت و چاہت ہو تو وہ شان کے لحاظ سے اعلیٰ، مقام کے لحاظ سے بلند اور قدر کے اعتبار سے عظیم درجہ پر فائز ہو گی، صحابہ کرام کا تعلق رسول اللہ ﷺ سے یہی محبت والا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے تمام امم سابقہ پر اپنے اپنے رسول کی طاعت لازم فرمائی ہے تو حضور نبی اکرم ﷺ کی طاعت کا مقام کتنا بلند ہو گا؟ آپ ﷺ پر تو سلسلہ نبوت و رسالت کو اور تمام ادیان کو آپ ﷺ کے دین پر ختم کر دیا گیا، تمام مخلوق پر آپ ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ کی طاعت، اتباع

اور نصرت لازم فرمادی، آپ ﷺ تمام مخلوق سے افضل، تمام انبیاء و رسل سے اشرف تمام رسولوں اور کائنات کے سردار اور ثقلین کے نبی ہیں۔ ﷺ

۶۔ طاعت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے

کامیاب وہ ہے جسے اللہ کی توفیق نصیب ہو، سعید وہ جسے اللہ تعالیٰ سعادت مند بنا دے حالانکہ وہ بطن ام میں تھا، اللہ تعالیٰ ہی خیر کا ہادی اور توفیق دینے والا ہے، اس کی نعمتیں اتنی کثیر ہیں کہ انہیں گنا اور شمار نہیں کیا جاسکتا ان میں سے ایک اہم نعمت یہ ہے کہ اپنے صالحین بندوں کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی طاعت کی توفیق دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام سے آزادی اور مجبوری میں اور تنگی و آسانی میں، سمع و طاعت میں، دین کی مدد و نصرت، غلبہ دین اور اس کے ابلاغ پر بیعت لیتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا ذکر فرمایا (اور یہ نعمت سمع و طاعت پر بیعت تھی) کہ یہ تمام کی تمام اللہ تعالیٰ کا انعام اور اس کی توفیق ہے۔ ارشاد فرمایا۔

وَادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي
وَاثَقْتُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَتَقُوا
اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِم بِذَاتِ الصُّدُورِ
اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر
اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا
جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور
(المائدہ - ۷) مانا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ

دلوں کی بات جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم احسان جتلیا اور وہ نعمت عظیم یہ ہے کہ انہیں اسلام کی ہدایت دی، ان کی طرف یہ عظیم رسول مبعوث فرمایا اور بیعت کے وقت جو ان سے وعدے لئے گئے تھے مثلاً اتباع، نصرت اور سمع و طاعت اور انہوں نے جواباً کہا تھا ہم ان وعدوں کو قبول کرتے ہیں اور جو آپ ﷺ حکم دیں گے ہم اسے بجالائیں گے اور جس سے روکیں گے ہم رک جائیں گے، اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ پر غور کیجئے۔

وميثقه الذي واثقكم به اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا۔

حالانکہ بیعت حضور ﷺ لے رہے ہیں، آپ ﷺ ہی عہد باندھ رہے ہیں لیکن وجہ

یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی طرف سے بولتے ہی نہیں آپ ﷺ کے بول تو سراپا وحی ہوتے ہیں اور صحابہ عرض کر رہے تھے سمعنا و اطعنا (ہم سمع و طاع قبول کرتے ہیں) اس وجہ سے اللہ نے اسے تمام کا تمام اللہ کی طرف سے بندوں پر نعمت قرار دیا اور یہ بات واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ کی طاعت بذاتہ لازم ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس کا رسول ہونے کی حیثیت سے بیعت لی اور عہد لیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اہل ایمان پر اپنی نعمت قرار دیا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے

قرآن کریم کی متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے۔ خصوصاً جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اسے آپ ﷺ کی طاعت کا پابند کر دیا گیا ہے۔ درج ذیل آیات میں مختلف الفاظ میں طاعت کا حکم ہے۔

۱۔ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ ۖ وَيَتَّقْهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۵۲﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَنْ تُعْرَضُوا وَلَنْ يُخْرِجَنَّ قُلُوبَهُمْ لَا تَقْسِمُوا طَاعَهُ مَعْرُوفَةً ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

(التورہ، ۵۱، ۵۲)

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں حد کی کوشش سے کہ اگر تم انہیں حکم دو گے تو وہ ضرور جہاد کو نکلیں گے تم فرماؤ قسمیں نہ کھاؤ موافق شرع

حکم برداری چاہئے۔ اللہ جانتا ہے
جو تم کرتے ہو۔

ان تمام آیات میں رسول اللہ ﷺ کی طاعت کا حکم ہے۔ کسی آیت کے الفاظ یہ ہیں۔
قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
(النور - ۵۴) رسول کا

کسی جگہ الفاظ یہ ہیں
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ

حکم مانو اللہ اور اس کے رسول
(الانفال - ۴۶) (ﷺ) کا

طاعت رسول ﷺ کا عطف طاعت اللہ پر

کئی آیات میں رسول اللہ ﷺ کی طاعت کا عطف طاعت اللہ پر ہے۔ لیکن اس کی
دو صورتیں ہیں۔

۱۔ اسم رسول ﷺ کا اسم جلالت پر عطف

اس کی بھی متعدد صورتیں ہیں۔

۱۔ اسم رسول کا اسم جلالت پر عطف اور طاعت کا حکم بصیغہ امر ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ
اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ
تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول
کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو
خوش نہیں آتے کافر۔
(آل عمران - ۳۲)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
اور اللہ و رسول ﷺ کے فرمانبردار
رہو اس امید پر کہ تم رحم کئے جاؤ
(آل عمران - ۱۳۲)

تیسرے مقام پر فرمایا۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا
تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں

میل (صلح صفائی) رکھو اور اللہ اور
رسول کا حکم مانو اگر ایمان رکھتے

اللَّهُ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ
(الانفال - ۱)

ہو۔

اے ایمان والو اللہ اور اس کے
رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس
سے نہ پھرو۔

چوتھے مقام پر ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا
تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ
(الانفال - ۲۰)

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم
مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر
بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی
ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو
بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔

پانچویں مقام پر ہے۔
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا
فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ
اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ
(الانفال - ۳۶)

کیا تم اس سے ڈرے کہ تم اپنی
عرض سے پہلے کچھ صدقے دو پھر
جب تم نے یہ نہ کیا اور اللہ نے
اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی تو
نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ
اور اس کے رسول کے فرماں بردار
رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو
جانتا ہے۔

چھٹے مقام پر ہے۔
أَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ
صَدَقْتُمْ فَاذَلِكُمْ تَفْعَلُونَ وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ
فَأَقِمْوَا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ
(المجادلہ - ۱۳)

بلکہ خطاب خصوصاً خواتین کو صیغہ امر میں ہے۔ اور لفظ رسول کا عطف بسم جلالہ پر
ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور
اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو

(الاحزاب - ۳۳)

ان آیات میں مختلف امور مثلاً عبادات، معاملات، صلح، جنگ، خدمت خلق حضور سے
عرض و نیاز کا حکم ہے۔

۲ - کچھ آیات میں مضارع کا صیغہ ہے اور وہ بھی معنی امر پر ہی محمول ہے۔ لیکن لفظ
رسول کا عطف اسم جلال پر ہی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے
رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے
جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں
ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی
کامیابی۔

(النساء - ۱۳)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ
الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ
وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ
أُولَٰئِكَ رَفِيقًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا
حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا
جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء
اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ
یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(النساء - ۶۹)

تیسرے مقام پر فرمایا۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا
عَظِيمًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی
فرمانبرداری کرے اس نے بڑی
کامیابی پائی۔

(الاحزاب - ۷۱)

چوتھے مقام پر فرمایا۔

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں اور جو پھر جائے گا اسے دردناک عذاب فرمائے گا۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا
(الفتح - ۱۷)

پانچویں مقام پر ہے۔

مومن مرد اور عورتیں آپس میں دوست ہیں نیکی کا حکم اور برائی سے روکتے ہیں نماز قائم، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کرتے ہیں انہی پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ بلاشبہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
(التوبہ، ۷۱)

سچے اور مستحق رحمت اہل ایمان کی صفت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت اختیار کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع و خبر ہے جو ان صفات کو اپنانے کا حکم بھی ہے۔

۳۔ بعض آیات میں صیغہ طلب ہے اور عطف اسم رسول کا اسم جلالت پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

گنوار بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
(الحجرات - ۱۴)

کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے
کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے
گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں ایمان ہی طاعت اور رسول اللہ ﷺ کے امر کو قبول کرنا ہے، اگر وہ رسول
اللہ ﷺ کی اطاعت کر لیں اور آپ ﷺ کے اس حکم کو مان لیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول پر ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال میں کوئی کمی نہیں فرمائے گا بلکہ
ان کو فلاح کبیر بصورت گناہوں کی بخشش اور ان پر رحمت عطا فرمائے گا ان تمام مذکورہ
آیات میں اللہ تعالیٰ نے لفظ ”رسول اللہ“ کا عطف لفظ ”اللہ“ پر حکم طاعت میں
اشتراک کی وجہ سے فرمایا ہے اور یہ آپ ﷺ کا انتہائی اکرام ہے کیونکہ ہمارے علم کے
مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے مبارک اسم کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے نام نامی ﷺ کے سوا
کسی نبی کے نام کو اپنے ساتھ متصل نہیں فرمایا تو یہ بات واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف
سے آپ ﷺ کی طاعت کی اہمیت اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کے حکم پر دلالت کر رہی
ہے جیسا کہ یہ بات بھی آشکار ہو رہی ہے کہ آپ ﷺ کی طاعت، اللہ تعالیٰ کی طاعت
میں داخل ہے اور اس طاعت کا حکم اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے۔

سنت نبویہ کا تعلق قرآن کریم سے تین طرح کا ہے۔ ان آیات سے متعلقہ دو ہیں۔

۱۔ ایک حکم قرآن میں ہو اور انہی الفاظ سے وہ سنت میں بھی بیان ہوا۔

۲۔ قرآن میں الفاظ حکم مجمل تھے۔ مثلاً واقیموا الصلوٰۃ، واتوا الزکوٰۃ، احل اللہ
البیع و حرم الربوا، تو سنت نے اسے واضح کر دیا، یا سنت قرآن کے عام کو خاص
اور اس کے مطلق حکم کو مقید کر دیتی ہے، تو سنت کے ساتھ استدلال قرآن کریم کے
ساتھ ہی استدلال ہے کیونکہ یہ اس کے تابع اور حکم قرآن سے باہر نہیں۔

۲۔ طاعت رسول ﷺ کا طاعت اللہ پر عطف

اس پر متعدد آیات ہیں۔

۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور

حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم
میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم
میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے
اللہ اور رسول کے حضور رجوع
کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان
رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا
انجام سب سے اچھا۔

وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ
تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ
وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا
(النساء - ۱۵۹)

اللہ تعالیٰ نے یہاں طاعت رسول ﷺ کا عطف اپنی طاعت پر فرمایا ہے، الوالامر کی طاعت
کو، طاعت رسول ﷺ میں ہی شامل کر دیا ہے کیونکہ ان کی مستقل طاعت نہیں ان کی
طاعت اس میں ہوگی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے تابع ہوگی اسی لئے تنازع کے
وقت معاملہ کو ان کی طرف لوٹانے کا حکم نہیں بلکہ اللہ کی کتاب کی طرف اور اس کے
رسول ﷺ کی طرف (آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں) اور وصال کے بعد آپ ﷺ کی
سنت کی طرف لوٹانے کا حکم ہے۔

شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر
اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور
جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد
اور نماز سے روکے تو کیا تم باز
آئے اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم
پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول
کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا
دینا ہے۔

۲ - إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
وَيُصَدِّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿۹۱﴾ وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا
الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِنَّ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا
أَنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ
(المائدہ، ۹۱ - ۹۲)

تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
رسول کا پھر اگر تم منہ پھیرو تو

۳ - قُلْ اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا

مَحْمِلْتُمْ وَإِنْ تَطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى
الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ

رسول کے ذمہ وہی ہے جو اس پر
لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے جس کا
بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر رسول کی

فرمانبرداری کرو گے۔ تو راہ پاؤ گے
اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف
پہنچا دینا۔

تو آپ ﷺ کی طاعت، سراپا ہدایت ہے اور آپ ﷺ کی معصیت سراپا گمراہی اور
ضلالت ہے۔

۴ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ
رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل
باطل نہ کرو۔ (محمد - ۳۳)

۵ - وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَى رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ
اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم
مانو پھر اگر تم منہ پھيرو تو جان لو
کہ ہمارے رسول پر صرف صریح
پہنچا دینا ہے۔ (التغابن - ۱۲)

”واحدروا“ کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شدید دھمکی ہے اور ”فان تولیتم“
اور ”فان تولوا“ آپ ﷺ کی طاعت سے اعراض اور مخالفت کے خطرناک ہونے پر
دال ہیں اور واضح کر رہے ہیں کہ کسی کے اعراض و انکار سے نبی اکرم ﷺ کو کوئی
نقصان نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذمہ داری تو بات دلائل سے واضح کرنا تھی جو آپ ﷺ
نے کر دی نقصان تو خود اعراض، مخالفت اور نافرمانی کرنے والے کو ہے، جب عاقل اور
صاحب فہم کو اس بات کا علم ہو گیا کہ جو ہستی آپ ﷺ سے اعراض و مخالفت پر عذاب
کی وعید سنا رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ ہے تو جو آپ ﷺ کی طاعت کو قبول کرے گا اور
دل و جان سے فدا ہو گا، آپ ﷺ کی مخالفت و نافرمانی سے بچے گا اسے اللہ تعالیٰ کیا مقام
عطا فرمائے گا۔ یہی وجہ ہے جب عاصی اور کفار (جنہوں نے دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی

نافرمانی کی ہوگی) دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ یہ تمنا کریں گے کاش ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کی ہوتی تو آج یہ عذاب الیم نہ دیکھتے۔
اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرَيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝۳۶
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وِلِيًّا وَلَا
نَصِيرًا ۝۳۷ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ
يَقُولُونَ يَلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا
الرَّسُولَ ۝۳۸ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا
وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۝۳۹ رَبَّنَا آتِهِمْ
ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَاهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا
(الاحزاب، ۶۳ - ۶۸)

بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے تو انہوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

تو آیات سابقہ میں طاعت کا عطف طاعت پر ہے جو واضح کر رہا ہے کہ آپ ﷺ کی طاعت مستقل طور پر لازم ہے یعنی وہ عمل جو آپ ﷺ نے جاری فرمایا اور قرآن میں وہ نہیں بلکہ وہ زائد ہے تو اس میں طاعت لازم ہوگی اور لفظ طاعت کا طاعت پر عطف اسی راز اور حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ مثلاً عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع کرنا حرام، نکاح متعہ، ہر ذی ناب درندے اور ذی حلب پرندے وحشی، جملہ کا کھانا حرام ہیں، اس طرح بہت بیوع حرام ہیں، تلی و جگر اور

مچھلی و مکڑی کا کھانا حلال ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت آپس میں متلازم ہیں۔ ان میں جدائی نہیں، ان میں سے جس نے کسی کا انکار کیا اس نے دوسری سے انکار اور کفر کیا، ان دونوں کو مانے بغیر ایمان درست نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں ایمان اور طاعت کے درمیان ربط و اتصال بیان فرمایا ہے۔ تو طاعت، ایمان کے لوازمات میں سے ہے۔ جیسا کہ محبت، ایمان کا لازم ہے۔ اسی لئے جب طاعت کا باعث محبت ہے تو وہ اولیٰ ہوگی اس بات سے کہ باعث خوف ہو اگرچہ دونوں کا وجود اجتماعی طور پر ضروری ہے۔

ان آیات نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ آپ ﷺ کی طاعت مستقل طور پر مطلوب ہے۔ اس لئے یہ ثمرات و فوائد مترتب ہوتے ہیں جیسا کہ آ رہا ہے اور اس کے ترک پر عذاب و گرفت ہے۔

پھر تم نے یہ بھی دیکھا کہ ان آیات میں طاعت صرف امت مسلمہ کو ہی حکم نہیں بلکہ تمام مخلوق کو ہے کہ اگر انہوں نے طاعت نہ کی تو ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، دائمی جہنم اور عذاب الیم ہے۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کے بجائے اپنے اپنے لیڈروں اور قائدین کی اتباع کی ہاں ساتھ امت کو بھی طاعت کا حکم ہے۔ دوسروں کو پہلے ایمان پر طاعت کا ہے لیکن امت کو آپ ﷺ کی اتباع اور طاعت کا حکم ہے۔

۸۔ جنات کو آپ ﷺ کی طاعت کا حکم

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو عموماً اور اس امت کو خصوصاً آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے جیسا کہ خواتین کے لئے بھی مخصوص حکم آیا۔

واطعن الله ورسوله
تم اطاعت کرو اللہ اور اس کے
رسول کی

اسی طرح جنات کے لئے بھی حکم وارد ہے۔ تاکہ جن و انس دونوں کو حکم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سنا تے پلٹے بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی تصدیق فرمائی حق اور سیدھی راہ دکھاتی اے ہماری قوم اللہ کے منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے بچالے اور جو اللہ کے منادی کی بات نہ مانے وہ زمین میں قابو سے نکل کر جانے والا نہیں اور اللہ کے سامنے اس کا کوئی مددگار نہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن مَّبَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَنْ لَا يُحِبِّ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

(الاحقاف - ۲۹ - ۳۲)

ان آیات میں مطیع مومن کا ثواب اور جزا، گناہوں کی بخشش اور عذاب الیم سے محفوظ ہونا بیان ہوا ہے اور جو طاعت کو قبول نہیں کرے گا۔ وہ زمین میں عاجز کرنے والے نہیں اور اس کا کوئی مددگار نہیں جو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالے کیونکہ وہ واضح طور پر گمراہ ہے۔ جنات نے دوسروں کو بھی شوق و خوف سے دعوت دی، ان میں سے بہت نے قبول کر لیا اور وہ وفد در وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آتے رہے جیسا کہ متعدد روایات میں موجود ہے۔

۹۔ آپ ﷺ کی سمع و طاعت

اہل ایمان کا طریق یہ تھا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ انہیں طلب فرماتے یا آواز دیتے تو وہ کہتے ”سمعنا واطعنا“ اور کافر کہتے ”عصینا“ اس لئے مومن کو آپ ﷺ کی سمع قبول کرنے پر جو طاعت کا باعث، محبت و وقار کا نتیجہ اور ایمان کا سبب ہے، اجر و ثواب دیا گیا ہے اس پر بہت سی نصوص ہیں، بعض میں امر ہے اور بعض میں اہل ایمان کی صفت کے طور پر بیان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتِطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا
وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ
نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(التغابن - ۱۶)

تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے
اور فرمان سنو اور حکم مانو اور اللہ
کی راہ میں خرچ کرو اپنے بھلے کو
اور جو اپنی جان کے لالچ سے بچایا
گیا تو وہی فلاح پانے والے ہیں۔

مومن کی شان طاعت و سمع پر جیسا کہ فرمایا۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ
وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(النور - ۵۱)

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب
اللہ اور رسول کی طرف بلائے
جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ
فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا
اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو

پہنچے

اس سے پہلے ان منافقین کا تذکرہ ہے۔ جن کے دل میں مرض اور شک تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے (سمع و طاعت) کو اہل ایمان پر اپنی نعمت قرار دیا۔

وَأَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاتَّقُوا
اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
(المائدہ - ۷)

اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر
اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا
جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور
مانا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ

دلوں کی بات جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے حق میں یہ گواہی دی کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد آپ ﷺ کی کامل طور پر سمع و طاعت کو قبول کیا۔

أَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ أَكُلٌّ آمِنٌ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ
وُرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَ
قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا
وَالْيَكِ الْمَصِيرُ (البقرہ - ۲۸۵)

رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی اے رب ہمارے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

اور اس امت پر سمع و طاعت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ جب سابقہ امتوں کا حال اور ان کی اپنے نبیوں کی نافرمانی کا مطالعہ کیا جائے تو پھر فرق سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے میں فرمایا۔

وَإذ قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُوْمِنُ
بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَنَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ
الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ
أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۹۱﴾
وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمْ
الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۹۲﴾ وَإِذْ
أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا قَالُوا

جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس والے کی تصدیق فرماتا ہوا تم فرماؤ کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا

سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِم
الْعَجَلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِسْمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ
إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(البقرہ - ۹۱ - ۹۲)

اور بیشک تمہارے پاس موسیٰ کھلی
نشانیوں لے کر تشریف لایا پھر تم
نے اس کے بعد ہچھڑے کو معبود بنا
لیا اور تم ظالم تھے اور (یاد کرو)
جب ہم نے تم سے پیمان لیا اور
کوہ طور کو تمہارے سروں پر بلند
کیا لو جو ہم تمہیں دیتے ہیں زور
سے اور سنو بولے ہم نے سنا اور
نہ مانا اور ان کے دلوں میں ہچھڑا
رچ رہا تھا ان کے کفر کے سبب تم
فرما دو کیا برا حکم دیتا ہے تم کو
تمہارا ایمان اگر ایمان رکھتے ہو۔

کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ
سے پھرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم
نے سنا اور نہ مانا اور سنئے
آپ ﷺ سنائے نہ جائیں اور
راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور
دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ
کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مانا اور
حضور ہماری بات سنیں اور حضور
ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لئے
بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا
لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان
کے کفر کے سبب تو یقین نہیں

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ
مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا
وَأَسْمَعُ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا
بِالسِّنْتِهِمْ وَطَعْنَا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَسْمَعُ وَانظُرْنَا لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمًا ۗ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا

(النساء - ۴۶)

رکھتے مگر تھوڑا۔

یہ حال کافر ہٹ دھرم لوگوں کا ہے مستحق لعنت اور رحمت الہی سے محروم کر دیئے گئے لیکن جو مومن ہیں ان کا معاملہ اس کے برعکس ہے یہاں صحابہ کرام اور ان کے بعد کے لوگوں اور امت کو ان کے کثرت ایمان اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانے کی وجہ سے مومن کہا گیا ہے اگر یہ امر دشوار ہوتا تو پھر اس کا اظہار نہ ہوتا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف بھی فرمادی جیسا کہ سورہ بقرہ کی آخری آیت کے حوالے سے گزرا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو حضور ﷺ کی طاعت کو ترک کرنے میں کفار اور منافقین کی مشابہت سے منع فرمایا۔ کیونکہ وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور اہل ایمان پر حضور ﷺ کی طاعت اور آپ ﷺ کے احکام کا بجالانا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصَّمَّةُ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ (الانفال - ۲۰)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اسے نہ پھیرو اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا تو انہیں سنا دیتا اور اگر سنا دیتا جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے۔

اس لئے نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اپنی سمع و طاعت پر بیعت لیتے چونکہ آپ ﷺ کی ذات سراپا رحمت اور اہل ایمان پر رؤف رحیم ہے اس لئے انہیں ان کی طاقت کے مطابق تلقین و تعلیم دیتے، حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

بایعت النبی ﷺ السمع والطاعة فلقنی
 فیما استطعت
 میں نے حضور ﷺ کی سمع و طاعت
 پر بیعت کی آپ ﷺ نے مجھے
 میری طاقت کے مطابق تلقین
 فرمائی۔
 (البخاری، کتاب الاحکام)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے۔
 کنا اذا بایعنا رسول اللہ ﷺ علی السمع
 والطاعة یقول لنا فیما استطعتم
 ہم جب رسول اللہ ﷺ کی بیعت
 سمع و طاعت پر کرتے تو آپ ﷺ
 فرماتے جس قدر تمہیں طاقت
 ہے۔
 (البخاری، کتاب الاحکام)

سرور عالم ﷺ ہر شے میں اور عمرو یسر میں صحابہ کرام سے سمع و طاعت کی بیعت لیا
 کرتے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے۔

بایعنا رسول اللہ ﷺ علی
 السمع و الطاعة فی العسر والیسر
 والمنشط والمکره وعلی اثرہ علینا
 ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی
 سمع و طاعت میں تنگی، آسانی خوشی،
 اکراہ میں اور جو ہم پر امیر مقرر
 ہو۔
 (البخاری، کتاب الاحکام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
 علیک السمع و الطاعة فی عسرک و
 یسرک و منشطک و مکرهک و اثرہ
 علیک
 تم پر سمع و طاعت لازم ہے، تنگی،
 آسانی، خوشی، اکراہ میں

(المسلم، کتاب الامارۃ)

صحابہ کرام ہر حال میں آپ ﷺ سے کی ہوئی بیعت نبھاتے، آپ ﷺ کے احکام بجا
 لاتے، طاعت کرتے، آپ ﷺ کی بات کو قبول کرتے اور نافذ کرتے اگرچہ وہ ان کے
 سابقہ معمول و عادت کے کتنی خلاف ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جب انصار نے حضور ﷺ سے عرض کیا کھجوروں کے باغات ہمارے اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا تو صحابہ نے عرض کیا سمعنا و اطعنا (البخاری، کتب مناقب الانصار) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب آپ ﷺ نے طواف اور سعی کے بعد عرفات جانے سے چار یا پانچ دن پہلے احرام کھولنے کا فرمایا تو انہوں نے عرض کیا۔

فحللنا و سمعنا و اطعنا
ہم نے احرام کھول دیئے اور ہم
نے آپ ﷺ کا حکم سنا اور اس کی
طاعت کی۔

اسی لئے مومن مطیع اور متبع اس طاعت کا ثمر بہت جلد پالیتا ہے اس کی ابتداء موت اور قبر میں فرشتوں کے سوالات کا وقت ہے اور اس کی انتہاء جنت میں رفاقت صالحہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے یہاں پہلی کا ذکر کرتے ہیں اور آخری کا ذکر ان شاء اللہ آگے آئے گا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ہے۔ سورج گرہن کی نماز کے بارے میں جو کچھ منقول ہے اس میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے وحی کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ تم قبور میں آزمائے جاؤ گے فرشتہ تم سے پوچھے گا۔

ما علمک بهذا الرجل؟
اس شخصیت کے بارے میں تو کیا
جانتا ہے؟

اگر میت مومن ہوئی تو وہ عرض کرے گی۔

هو محمد رسول الله جاء بالبينات
والهدى فاجبنا واطعنا

یہ محمد ہیں اللہ کے رسول ہیں
ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لے
کر تشریف لائے تھے ہم نے
آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور
آپ ﷺ کی طاعت کی۔

وہ تین مرتبہ کہے گا۔ اسے کہا جائے گا۔

قد كنا نعلم انك لتؤمن به فم صالحا
(المسلم، کتاب الکسوف)

ہم جانتے تھے تو ان پر ایمان رکھتا ہے پس اب تو آرام سے سو جا۔
حضور ﷺ کا مطیع دنیا اور آخرت میں نجات، امن اور حفاظت میں ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت اور جنت کی سعادت پائے گا۔

۱۰۔ آپ ﷺ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے

آپ ﷺ کی محبت سے آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کے حکم کی طاعت بھی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کی اتباع کا حکم دیا ہے۔ جو شخص آپ ﷺ کی راہ پر چلا، آپ ﷺ کی پیروی کی، آپ ﷺ کے طریقہ کو اپنایا، آپ ﷺ کے طریقہ پر عبادت کی، وہ فلاح و کامیابی پائے گا اسے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا اور وہ حضور ﷺ کی سنت پائے گا کیونکہ اتباع محبت ہی سے پھوٹی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكِبْهَا
لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ
بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ
النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ
فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ
وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ
إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ
فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا
النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
﴿١٥﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ

اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب میں نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان

جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
 لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِي وَ يُمِيتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ
 وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الَّذِي يُوْمِنُ بِاللّٰهِ
 وَكَلِمٰتِهِ وَاَتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

(الاعراف - ۱۵۶ - ۱۵۸)

کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی
 چیزیں ان پر حرام کرے گا ان پر
 سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے
 جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو
 اس پر ایمان لائیں اور اس کی
 تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور
 اس نور کی پیروی کریں جو اس کے
 ساتھ اترتا وہی بامراد ہوئے تم فرماؤ
 اے لوگو میں تم سب کی طرف
 اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں
 اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے
 اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
 جلائے اور مارے تو ایمان لاؤ اللہ
 اور اس کے رسول بے پڑھے غیب
 بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی
 باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی
 غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا میری وسیع رحمت کون پائے گا۔ فرمایا یہ
 متقین مومنین کے لئے ہے۔ جنہوں نے رسول کریم ﷺ کی اتباع کی جن کی کتب سابقہ
 میں امی صفت تھی آپ ﷺ معروف کا حکم دیتے ہیں، منکر سے روکتے ہیں، طیبات کو
 حلال اور خبائث کو حرام فرماتے ہیں، لوگوں سے شدت اور ننگی ختم کر کے آسانی اور
 خوشی عطا فرماتے ہیں۔ تو جن لوگوں نے آپ ﷺ کی تعظیم، توقیر، نصرت اور آپ ﷺ
 کی تعلیمات کی اتباع کر لی، وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے
 اپنے نبی، صفی ﷺ کو یہ اعلان کرنے کا حکم فرمایا کہ آپ ﷺ تمام کے رسول ہیں کیونکہ

آپ ﷺ کی ذات گرامی کو خاتم النبیین جیسی عظمت و عزت سے نوازا گیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو اپنی ذات اور اپنے رسول نبی امی ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ کی اتباع، نقش قدم کی پیروی اور آپ ﷺ کے طریقہ کو اپنانے کا حکم دیا تاکہ وہ صراط مستقیم کو پاسکیں، اتباع، ایمان سے ظہور پذیر ہوئی ہے۔ پھر اقتداء کی صورت میں دائمی عمل بن جاتا ہے، آپ ﷺ کی بات سننا، آپ ﷺ کی فکر و رائے کا غلام بننا، آپ ﷺ کے طریقہ کو اپنانا اور بالکیہ اس کا ہو جانا اور اقتداء میں خوب غلو سے کام لینا کیونکہ یہی اتباع کا معنی ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے آگاہ فرمایا ہے کہ میرے نبی مصطفیٰ ﷺ صرف وحی ہی کی اتباع کرتے ہیں ارشاد فرمایا۔

۱۔ اِنْ اَتَّبِعْ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيّْی
میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی
آتی ہے۔ (الانعام ۵۰) (سورۃ یونس - ۱۵)
(الاحقاف - ۹)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

۲۔ قُلْ لَا اَتَّبِعْ اَهْوَاءَ كُمْ
تم فرماؤ میں تمہاری خواہش پر نہیں
چلتا (الانعام - ۵۶)

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو آپ ﷺ کی اتباع کا حکم دے رکھا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی اتباع میں ہی اللہ تعالیٰ کی اس وحی کی اتباع ہے جو آپ ﷺ کی طرف کی گئی تو جس نے آپ ﷺ کی اتباع کر لی اس نے اپنے رب عزوجل کی اتباع کر لی یہی وجہ ہے آپ ﷺ کی اتباع کی نصیحت کرتے ہوئے ایسے لوگوں کے لئے ہدایت اور فلاح کو ثابت فرمایا۔

۳۔ وَاَتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ
اور ان کی غلامی کرو کہ تم راہ
پاؤ۔

۴۔ وَالَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ
جو لوگ رسول نبی امی کے طابع
ہوئے وہ ہی کامیاب ہیں۔
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

۵۔ ایک اور مقام پر فرمایا۔

قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّيَ عَلَيْكُمْ وَمَنْ
هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا
تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ
وَلَكُمْ وَصَايَا بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

(الانعام، ۱۵۱، ۱۵۳)

فرما دیجئے آؤ میں تلاوت کرتا ہوں
وہ چیزیں جو تم پہ تمہارے رب
نے حرام کیں ہیں۔ یہ میرا سیدھا
راستہ ہے کہ اس کی اتباع کرو
مختلف راستوں کی اتباع نہ کرو وہ
تمہیں راستہ سے بھٹکا دے گی یہ
نصیحت ہے تاکہ تم تقویٰ والے بن
جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ فرمایا جو شخص رسول اللہ ﷺ کے وصال کے
وقت کی وصیت پڑھنا چاہتا ہے۔ وہ ان مذکورہ آیات کو پڑھ لے۔ قل تعالوا اتل
ما حرم الایة

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اس امت کا ہادی اور رہبر بنایا ہے۔ تاکہ امت آپ ﷺ
کی اتباع و طاعت اور آپ ﷺ کی راہ کو اپنالے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○ اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ
صِرَاطِ اللَّهِ بتاتے ہو اللہ کی راہ

(الشوریٰ - ۵۱، ۵۲)

تو جو آپ ﷺ کے پیچھے چلا، آپ ﷺ کے راستہ کی پیروی کی، آپ ﷺ کے طریق کو
اپنایا وہ سعادت مند اور نجات پا گیا اور جس نے آپ ﷺ سے اعراض کیا، کسی اور کے
طریق کو اپنایا اور کسی دوسرے کی راہ پر چل پڑا وہ گمراہ و ہلاک ہو گیا۔

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا
تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ

اور یہ کہ یہ میرا سیدھا راستہ تو
اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ
تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں
(الانعام - ۱۵۲)

گے۔

صراط، واحد لایا گیا کیونکہ وہ واحد ہے اور طریق حق واحد ہی ہوتا ہے، سبل کو جمع لایا گیا کیونکہ وہ مختلف ہیں مثلاً ظلمات و نور، نور واحد اور ظلمات کثیر ہیں اور ان کے اسباب متعدد ہیں، اللہ تعالیٰ متعدد ظلمات سے نور واحد کی طرف نکالتا ہے جبکہ طاغوت اپنے اتباع کرنے والوں کی نور واحد سے ظلمات متعددہ کی طرف لے جاتا ہے۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولِيَاءُ لَهُمُ الطُّغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ
 اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور کافروں کے حمایتی شیطان ہیں وہ انہیں نور سے اندھیروں کی طرف نکالتے ہیں یہی لوگ دوزخ والے ہیں انہیں ہمیشہ اس میں رہنا۔
 (البقرہ - ۲۵۷)

آپ ﷺ کی مبارک آواز ساری کائنات میں ہمیشہ یہ کہہ رہی ہے۔ فاتبعونی (میری اتباع کرو) تاکہ ”یحیبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم“ کو حاصل کر لو یہ ایسی سعادت ہے جس کا مقابلہ دنیا و آخرت کی کوئی سعادت نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
 اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔
 (آل عمران، ۳۱ - ۳۲)

شرعی ترازو ”فاتبعونی“ ہے۔ اسی سے مدعی ایمان اور محبت الہی کا وزن کیا جائے گا۔ اس میں وہ قبیح ہی کامیاب ہو گا جو اقوال، افعال، احوال اور اخلاق میں آپ ﷺ کی

کامل اتباع کرنے والا ہو گا ہلاک ہوا جس نے اعراض کیا جس مبارک ترازو کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر پورے عملی طور پر صحابہ اترے ہیں۔ آپ ﷺ ان کے امام اور وہ آپ ﷺ کے مقتدی، آپ ﷺ ان کے پیشوا اور وہ متبعین، آپ ﷺ ان کے قائد اور وہ آپ ﷺ کے لشکر، آپ ﷺ ان کے سردار اور وہ معاون، آپ ﷺ ان کے امام اور وہ اقتدا کرنے والے الغرض ہر شے میں ان کے لئے مقتدا اور اسوہ آپ ﷺ کی ذات اقدس تھی، اس لئے آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے افعال و احوال کو جانیں تاکہ اسی طرح ان کو بجالا سکیں۔

۱۔ حضرت ابو حازم (سلمہ) بن دینار کہتے ہیں۔ لوگوں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

سے پوچھا آپ ﷺ کا منبر کس سے بنایا گیا تھا؟ انہوں نے فرمایا واقعہ ”

ما بقى فى الناس اعلم منى
مجھ سے بہتر جاننے والا کوئی باقی
نہیں رہا۔

یہ جنگل کے جھاووں سے بنایا گیا، فلاں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنوایا تھا جب اپنی جگہ نصب ہو گیا تو آپ ﷺ نے اس پر قیام فرمایا قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہی لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے قیام کیا آپ ﷺ نے قرأت فرمائی، رکوع کیا لوگوں نے رکوع کیا، پھر سر اقدس اٹھایا پھر پیچھے ہٹ کر زمین پر سجدہ کیا پھر منبر پر لوٹ آئے پھر رکوع کیا، سر اقدس اٹھا کر پیچھے ہٹے زمین پر سجدہ فرمایا حتیٰ کہ نماز مکمل فرمائی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے لوگو

انى صنعت هذا لتأتموا بى ولتعلموا
یہ میں نے اس لئے کیا ہے تاکہ تم
صلاتی
میری اقتدا کرو اور میری نماز سے

(البخاری، کتاب الصلاة) آگاہ ہو جاؤ۔

۲۔ حضرت مالک بن حویدث رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

صلوا كما رأيتمنى أصلى
اسی طرح نماز ادا کرو جس طرح

(البخاری، کتاب الاذان) مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھتے ہو۔

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے یوم نحر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سواری سے
رمی کرتے ہوئے اور یہ فرماتے ہوئے سنا

لتأخذوا مناسککم فانی لادری لعلی
لا احج بعد حجتی هذه
مناسک سیکھ لو شاہد میں اس حج کے
بعد حج نہ کر سکوں۔

(المسلم، کتاب الحج)

اہل سنن اور امام احمد نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

خذوا اعنی مناسککم
مجھ سے اچھی طرح مناسک حج سیکھ

لو

صحابہ کرام نے ہر دشواری کو جھیل لیا

صحابہ نے جب یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقتداء،
سربراہ اور مخدوم و متبوع ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی منشاء کو واضح فرمانے والے
ہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس درجہ اتباع کی اور اتنی کامل و اکمل کی کہ سابقہ انبیاء
علیہم السلام کی اتباع کرنے والوں میں سے کسی کا کوئی فعل ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ اگر
آپ صلی اللہ علیہ وسلم صراحتہ "اپنے مبارک قول کے ذریعے اتباع کا حکم نہ بھی دیتے وہ تب بھی
اتباع کرتے بلکہ ان کی اتباع کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہی کافی ہے۔ اس کے علاوہ
انہیں کسی اور شے کی ضرورت نہیں، جب وہ دیکھتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل کیا ہے تو وہ کر
گزرتے کسی اور وجہ سے نہیں صرف اس وجہ سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے حتیٰ کہ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کی علت و حکمت سے آگاہ نہ ہوتے۔

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نماز پڑھاتے نعلین اتارنے
اور بائیں طرف رکھ دیئے صحابہ نے بھی نعلین اتار دیئے نماز سے فارغ ہو کر پوچھا
صحابہ تم نے جوتے کیوں اتارے؟ عرض کیا۔

رائیناک خلعت فخلعنا
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتارتے ہوئے دیکھ کر

(مسند احمد، ۳ = ۲۰) ہم نے بھی اتار دیئے

۲۔ جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے استلام کے بارے میں پوچھا گیا تو

فرمایا۔

رأيت رسول الله يستلمه ويقبله
 میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس
 (البخاری، کتاب الحج) استلام اور چومتے ہوئے دیکھا۔

اس لئے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے حجر اسود کو استلام کرتے پھر اس پر دیر تک دونوں
 ہونٹ رکھ دیتے (جیسا کہ امام شافعی نے روایت کیا ہے) جب سے حضور ﷺ کو چومتے
 ہوئے دیکھا اسے چومنا کبھی ترک نہیں کیا حتیٰ کہ اژدحام کے وقت بھی اگرچہ ان کے
 ناک سے خون جاری ہو جاتا گویا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اژدحام کو ترک بوسہ کے لئے عذر
 نہیں مانتے تھے۔ (فتح الباری، باب تقبیل الحجر)

۳۔ اس کی مثل ایک قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ انہوں نے حجر اسود کو مخاطب کر
 کے کہا تھا۔

اما والله اني لا علم انك حجر لا تضر
 ولا تنفع ولولا اني رأيت رسول الله ﷺ
 استلمك ما استلمتك فاستلمه
 اللہ کی قسم میں جانتا ہوں تو پتھر ہے
 نہ نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع
 میں نے رسول اللہ ﷺ کو اگر تجھے
 استلام کرتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو
 تجھے استلام نہ کرتا پھر اسے استلام
 کیا۔

بخاری و مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ولولا اني رأيت رسول الله ﷺ يقبلك ما
 قبلتك
 اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھے
 بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں
 تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

پھر فرمایا ہمارا ان پتھروں سے کیا تعلق؟ ہم تو مشرکین کو ان کے ساتھ دیکھتے تھے اللہ تعالیٰ
 نے انہیں ہلاک فرما دیا پھر فرمایا۔

شئ صنعہ النبی ﷺ فلا نحب ان نترکہ
 ہمارے نبی ﷺ نے جو کچھ کیا ہے
 ہم اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔
 (البخاری، کتاب الحج)

بلکہ صحابہ تو یہ کہا کرتے ہم آپ ﷺ کی اتباع میں وہ ضرور کریں گے جو آپ ﷺ نے کیا کیونکہ ہم گمراہ تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سبب ہدایت دی ہے۔ ہم جاہل تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے تعلیم دی یہی وجہ ہے وہ قبیح تھے مبتدع نہ تھے وہ اقتدا کرنے والے تھے اختراع کرنے والے نہ تھے رضی اللہ عنہم، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد اسی حقیقت کو واضح کر رہا ہے۔

۴ - حضرت امیہ بن عبداللہ بن خالد کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا ہم گھر اور خوف کی نماز قرآن میں پاتے ہیں مگر سفر کی قرآن میں نہیں پاتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے بھتیجے

ان اللہ عزوجل بعث الینا محمدا ﷺ ولا
نعلم شیئا وانما نفعول کما رأینا محمدا
ﷺ یفعل

ہیں جو رسول اللہ ﷺ کو کرتے
دیکھتے ہیں۔ (مسند احمد، ۲ = ۶۵)

نسائی کے الفاظ ہیں ہم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا قصر کیسے کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوا مِنْ
الصَّلَاةِ اِنْ خِفْتُمْ.....؟

(النساء - ۱۰۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے بھتیجے

ان رسول اللہ ﷺ اتانا ونحن ضلال
فعلمنا فکان فیما علمنا ان اللہ عزوجل
امرنا ان نصلی رکعتین فی السفر

رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف
لائے ہم گمراہ تھے آپ ﷺ نے
ہمیں تعلیم دی اس تعلیم میں یہ بھی
تھا کہ سفر میں نماز دو رکعات ہیں۔
(نسائی، کتاب الصلوة)

۵۔ اس سلسلہ میں احادیث مسلسلہ کی روایت بھی قابل توجہ ہے اور یہ وہ روایات ہیں جنہیں صحابہ نے اس طریق و حالت و کیفیت میں بیان کیا جس میں انہوں نے اپنے محبوب آقا ﷺ سے سنا تھا۔ مثلاً تبسم، حرکت، فعل، قول، حالت یا قرأت وغیرہ۔ محدثین کرام نے احادیث مسلسلہ ذکر کیں ہیں۔ بلکہ ان میں مستقل کتب تصنیف کیں اگرچہ احادیث مسلسل صحیحہ کم ہیں۔

اس باب میں روایات کافی ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر ”نشأة علم المصطلح“ بعض کا ذکر ”الشوق الی رسول اللہ ﷺ“ میں اور بعض کا تذکرہ ”بدعة دعوی الاعتماد علی الكتاب دون السنہ“ میں ہم نے کیا ہے۔ واللہ الموفق والهادی الی سواء الصراط

اتباع کا مفہوم

اتباع، تبع سے مشتق ہے۔ اس کا معنی پیچھے آنا اور لاحق ہونا ہے۔ اس کا معنی ڈوب جانا، خالص ہونا اور کلی طور پر متوجہ ہونا بھی ہے۔ (تفسیر ابوالسعود، ۱ = ۲۲۳)

ابو حیان کہتے ہیں ”اتبعوا“ کا معنی انہوں نے پیشوا کی اقتداء کی یا انہوں نے اسے فضیلت دی کیونکہ جو کسی کی اتباع کرتا ہے وہ اسے فضیلت دیتا ہے یا انہوں نے اس کا قصد کیا تو اتباع کا معنی، کسی شے کی طرف کلی طور پر متوجہ ہو جانا، مقتدا کو افضل سمجھتے ہوئے اس کی اقتداء اور پیروی میں ڈوب جانا ہے۔ پس اتباع، مقتدا کے پیچھے پیچھے چلنا ہے، اس کے افعال کو اپنانا، اس کے تمام تصرفات میں اقتداء کرنا اس کے نقش قدم پر چلنا اور اس کے احوال پر پختگی اختیار کرنا اور اس کے دائرہ سے نہ نکلنا ہے، جب مقتدا چلے تو یہ بھی چلے جب وہ رک جائے یہ بھی رک جائے، اسی کے فعل کو کرے، اسی کی بولی بولے، اس کے احکام کو پلے باندھ لیں، ذرہ بھر اس کی متعین راہ سے نہ نکلے، اس کی تعلیمات کے ساتھ متصف ہونے سے کبھی جی نہ چرائے یہ تمام چیزیں شدت التزام، تعلیمات سے انصاف میں ڈوب جانے، اقتداء میں اخلاص اور دلی رضا کو شامل ہیں حتیٰ کہ اتباع کرنے والے کی خواہش متبوع کی تعلیمات کے تابع ہو جائے اور تمام امور میں

ہو خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، اور جو اس کے خلاف ہو گا وہ اتباع میں ناقص ہو گا۔
اسی حقیقت کو وہ ارشاد نبوی ﷺ واضح کرتا ہے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر
وذراعا بذراع حتی لو دخلوا فی جحر
ضب لسلكتموه
تم اپنے سے پہلے لوگوں کی اتباع
کرو گے بالشت اور زراع میں حتی
کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں
داخل ہوئے تو تم بھی اسی راہ پر
چلو گے۔
(البخاری، کتاب احادیث الانبیا)

یعنی اگر وہ کسی تنگ سے تنگ راہ پر چلتے ہیں تو تم بھی اسی کو اختیار کر لو گے امام
نووی نے فرمایا شبر (بالشت) ذراع (بازو) اور حجر (سوراخ) شدت موافقت میں تمثیل
کے طور پر آئیں ہیں۔ اس سے اتباع کا معنی واضح ہو جاتا ہے، اگر وہ کسی تنگ، تاریک
اور کیڑے کے سوراخ میں داخل ہوئے تو تم بھی اس میں ضرور داخل ہو گے، اگر ان
میں کسی نے بیوی سے راستہ میں نکاح کیا تو تم بھی کرو گے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ
سے مروی ہے، اس روایت کو امام حاکم وغیرہ نے سند صحیح سے نقل کیا ہے۔

اتباع اور طاعت میں فرق

یہی وجہ ہے کہ اتباع اور طاعت میں فرق ہے۔ طاعت کا تعلق امر و نہی سے ہوتا
ہے۔ کبھی اس پر عمل کا باعث عذاب کا خوف ہوتا ہے اور کبھی اس کا باعث محبت ہوتی
ہے۔ رہی اتباع تو اس کا باعث اتباع کرنے والے کی محبت و شوق اور پیروی کے سوا کچھ
نہیں ہوتا۔

ان دونوں میں تفریق باری تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی سے واضح ہو جاتی ہے۔

وَإِنَّ رَبَّكُمْ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا
أَمْرِي (طہ - ۹۰) میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو

یہاں حضرت ہارون علیہ السلام نے قوم کو دو چیزوں کا حکم دیا ہے۔ ایک اپنی اتباع کا اور

دوسرا اپنے حکم کی طاعت کا کیونکہ طاعت کا اتباع پر عطف ہے جو تغایر چاہتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی اتباع کرنے والے کو اپنی محبت کا مژدہ سنایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
 (آل عمران - ۳۱)

اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اور اس کے بعد متصلاً "اپنی طاعت اور اپنے نبی ﷺ کی طاعت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا۔
 قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

(آل عمران - ۳۲) کا

اس پر گفتگو آگے آ رہی ہے، مومن، مسلم، صاحب ایقان کو "اتباع" کا راستہ اپنانا چاہئے جس کا سرچشمہ انسان کی دلی رغبت، محبت اور غلام بن جانا ہوتا ہے۔ باقی اللہ و رسول ﷺ کی طاعت بھی اختیار کی جائے خواہ وہ محبت کی بناء پر ہو یا دنیوی و اخروی عذاب کے خوف سے ہو۔ لیکن اتباع زیادہ نافع اور قابل تحسین ہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کو اپنانا

اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر حضور ﷺ کے احکام کو بجا لانا اور آپ ﷺ کے نواہی سے رک جانا لازم فرما دیا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والوں پر شدید عذاب کی وعید سنائی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ
 (الحشر - ۷)

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”وما اتکم الرسول“ آپ ﷺ کے ہر حکم کو شامل ہے۔ خواہ بصورت قول ہو یا فعل یا آپ ﷺ کی تصویب و تائید ہو اور ”وما نہکم“ ہر منع کو شامل ہے خواہ بصورت فعل ہو یا قول تو مسلمان پر حالت منع میں اجتناب اور حالت حکم میں اتباع و طاعت لازم ہے ورنہ عاصی ہو گا اور جس نے بھی امر و نہی میں آپ ﷺ کی مخالفت و نافرمانی کی اسے اللہ کے اس شدید عذاب سے ڈرنا چاہئے جس پر آیت کا اختتام ہوا ہے، باقی یہاں یہ شرط کوئی نہیں کہ اس امر و نہی کا قرآن میں ہی ہونا ضروری ہے۔ بلکہ فرمایا جس کا حکم آپ ﷺ دیں یا جس سے آپ ﷺ منع فرمائیں کیونکہ حکم ”ما“ عام ہے اور سب کو شامل ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال رمضان میں مکہ کی طرف سفر فرمایا آپ ﷺ نے اور صحابہ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ حتیٰ کہ مقام کراع الغمیم پر پہنچے عرض کیا گیا لوگوں پر روزہ شاق ہو گیا ہے اور وہ آپ ﷺ کے منتظر ہیں، آپ ﷺ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ طلب فرمایا اور اسے بلند فرمایا تاکہ لوگ دیکھ لیں اس کے بعد آپ ﷺ نے پیا پھر عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کچھ لوگوں نے ابھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ تو فرمایا۔

اولئک العصاة اولئک العصاة یہ عاصی ہیں یہ عاصی ہیں

(المسلم، کتاب الصیام)

آپ ﷺ نے قولاً افطار کا حکم نہیں دیا بس آپ ﷺ سے لوگوں کی تکلیف بیان کی گئی تو آپ ﷺ نے افطار فرما دیا تو آپ ﷺ کا فعل، الفاظ امر سے بھی زیادہ بلوغ ٹھہرا اس لئے جب انہوں نے اقطار نہ کیا تو فرمایا وہ عاصی ہیں کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کے امر بصورت فعل کی مخالفت کی تھی (اور وہ افطار تھا)۔

جس بات کا آپ ﷺ ہمیں حکم دیں اس کا حسب طاقت بجالانا لازم ہے اور جس سے منع فرمائیں اس سے کلی طور پر رک جائیں کیونکہ منہیات و ممنوعات تمام کے تمام قدرت میں ہوتے ہیں۔ لہذا ان میں تقسیم درست نہیں رہا امر کا معاملہ تو اس میں بقدر طاقت کما جا سکتا ہے یعنی اس میں تخفیف ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دعونی ماترکتکم فانما اہلک من قبلکم
سؤالہم واختلافہم علی انبیاء ہم فاذا
نہیتکم عن شیء فاجتنبوہ واذا امرتکم
بشیء فاتوا منہ ما استطعتم
(البخاری، کتاب الاعتصام)

وہ چھوڑ دو جسے میں چھوڑ دوں تم
سے پہلے لوگ انبیاء سے سوال اور
اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئے
جب میں تمہیں کسی شی سے منع
کروں تو اس سے بچو اور جب کسی
شی کے بجالانے کا کہوں تو اسے
حتی المقدور بجالانے کی کوشش
کرو۔

عابہ کرام نے اس آیت مبارکہ سے حجیت حدیث پر استدلال کیا۔ بخاری و مسلم میں ہے
کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ بال ملانے
والیوں پر، بنو اسد کی خاتون کو یہ بات پہنچی (جس کا نام ام یعقوب تھا) وہ قرآن کا مطالعہ
کرتیں تھیں حضرت کے پاس آئیں مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پہنچی ہے۔ آپ نے فرمایا میں
لعنت کیوں نہ کروں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور یہ کتاب اللہ میں ہے،
اس خاتون نے کہا۔

لقد قرأت ما بین لوحی المصحف فما
وجدتہ
میں نے اول تا آخر قرآن پڑھا
اس میں اسے میں نے کہیں نہیں
پایا۔

تو آپ نے فرمایا۔

لئن كنت قرأتيه لقد وجدتيه وما اتكُم
الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
اگر تم قرآن کی یہ آیت پڑھ لیتیں
تو پا لیتی جو رسول تمہیں دے لے
لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔

کوئی انسان جتنا بھی کمال حاصل کر لے اس کے تمام اوامرو نواہی کو تسلیم نہیں کیا جا سکتا
کیونکہ وہ معصوم نہیں اور نہ ہی اسے وحی آسمانی کی تائید حاصل ہے۔ جب اللہ تعالیٰ

نے اپنے مختار و مصطفیٰ نبی ﷺ کو وحی و عصمت کے لئے مخصوص فرمایا تو ہم پر آپ ﷺ کی طاعت تامہ اور تسلیم کامل لازم فرمادی، آپ ﷺ کے اوامر کو بجالانا اور نواہی سے اجتناب ضروری قرار دے دیا۔ آپ ﷺ کو یہ اجازت دے دی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشا و مراد کو لوگوں پر واضح فرمائیں اور آپ ﷺ کو مہبط وحی بنایا تو اب تمام لوگوں پر آپ ﷺ کی اتباع اور امتثال لازم و فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ ﷺ کو حکم، فیصل اور کامل ترازو بنایا تو جو آپ ﷺ عطا کریں لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ تو اس ترازو پر ہر مسلمان اپنے آپ کو پرکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے صفی نبی ﷺ کی طاعت کا حکم دیا تو کسی مقام و وقت یا حال و امر کا تعین نہیں فرمایا کہ فلاں جگہ اور موقعہ پر آپ ﷺ کی اتباع و طاعت کی جائے بلکہ ان آیات مبارکہ کے سیاق سے یہی واضح ہو رہا ہے۔ کہ تمام امور، احوال، اوقات اور مقامات میں طاعت لازم ہے خواہ امور چھوٹے ہوں یا بڑے خواہ یہ تصرفات ہوں یا خواہشات، خواہ وہ عقیدہ ہو یا عمل، خواہ عبادات ہوں یا معاملات، یہ اخلاق ہوں یا ازواق، صلح ہو یا جنگ، خواہ امر ہو یا نہی خواہ نیکی ہو یا برائی، یہ طاعت ہو یا معصیت، یہ امور دنیا یا معیشت کے ہوں یا امور اخروی، ہر شے میں غضب، حلم، غنا و فقر، الغرض دنیا و آخرت کے ہر معاملہ میں آپ ﷺ ہی کی اتباع کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات اقدس کو بے مثال رہنما، بے بدل قائد اور اسوہ حسنہ بنایا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ

۱۲۔ اختلاف کے وقت معاملہ کو آپ ﷺ کی طرف لوٹانا فرض ہے

آپ ﷺ کی طاعت میں سے یہ ہے جب اللہ تعالیٰ، یوم آخرت اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے آپ ﷺ کی طرف لوٹایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ
فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ
عَلَىٰ حُكْمٍ وَالْوَالِدِينَ وَالْحُكْمَ الَّذِي
بِالنَّبِيِّ وَالرَّسُولِ وَالْأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ حُكْمٍ

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ
وَإِحْسَانٌ تَأْوِيلًا

اللہ اور رسول کے حضور رجوع
(النساء - ۵۹) کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان

رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا
انجام سب سے اچھا۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ کی طاعت اس کی کتاب کی اور اس کے نبی (جو اس کے مبلغ ہیں) کی اتباع ہے، اس کے رسول کی اطاعت آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں آپ ﷺ کے اوامر و نواہی کی اتباع اور بعد از وصال آپ ﷺ کی سنت کی پیروی ہے اور یہ تمام ایمان کی شرط ہے۔ یا ایہا الذین امنوا.... ان کنتم تؤمنون اور اس شرط کا جواب یہی ہے اور اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں، تو جب آپس میں اور ان کے اور حکمرانوں کے درمیان نزاع ہو جائے تو کتاب اللہ اور ظاہری حیات میں اس کے رسول ﷺ کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ فیصلہ فرمائیں یہ تو اس وقت ہے جب آپ ﷺ کے پاس ہوں اور اگر دور ہوں اور حکم نہیں جانتے تو کسی کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجیں یا خود حاضری دیں۔

اگر آپ ﷺ کی سنت سے آگاہ ہوں اس سے فیصلہ کر لیں اور یہی حکم وصال کے بعد ہے کیونکہ سنت موجود ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اس کی کتاب قرآن کریم کی طرف ہے۔ یہ وہ فرض ہے جس میں کوئی جھگڑا نہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم دے رکھا ہے۔ یہاں اس آیت میں قابل توجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب طاعت کا ذکر فرمایا یا اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی طاعت کا حکم دیا تو طاعت کا عطف طاعت پر فرمایا تاکہ واضح رہے کہ طاعت نبی مشروط نہیں کیونکہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارادے کو واضح فرماتے ہیں تو آپ ﷺ کا قول دین میں حجت کا درجہ رکھتا ہے، لیکن جب اولوالامر کی طاعت کی بات کی تو اس کا عطف طاعت رسول پر ڈالا کیونکہ ان کی طاعت کا آپ ﷺ کی طاعت کے تابع ہونا شرط ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تنازع اور اختلاف کا بیان فرمایا کہ اس میں حکم کی طرف رجوع ضروری ہے تو وہاں اولوالامر کی

بات نہیں کی صرف اتنا فرمایا۔

پس اللہ اور رسول کی طرف رجوع
کرو

فردوه الی اللہ و الرسول

درمیان میں ”واو“ عاطفہ کا ذکر کیا ”والی الرسول“ نہیں فرمایا کیونکہ رسول اللہ ﷺ جو فیصلہ دیں گے وہ اللہ ہی کا فیصلہ ہو گا جو آپ ﷺ پر وحی کیا گیا کیونکہ آپ ﷺ خواہش نفس سے بولتے ہی نہیں صلوات اللہ و سلامہ علیہ و علی آلہ و صحبہ اے اللہ ہمیں بھی آپ ﷺ کے اتباع اور احباب میں شامل فرمادے۔

۱۳۔ آپ ﷺ کے فیصلہ کے بعد اختیار نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنا رسول اور مبلغ بنانے کے ساتھ ساتھ حاکم بنایا تاکہ مسلمانوں کے درمیان متنازعہ امور میں فیصلہ دیں اس روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہے۔ اس شخص سے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نفی فرمادی ہے جو آپ ﷺ کے حکم کو تسلیم نہیں کرتا اور آپ ﷺ کے فیصلہ پر یقین نہیں کرتا کیونکہ آپ ﷺ کی معصیت کھلی گمراہی اور دین سے بغاوت و خروج ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونُوا لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ
أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلَالًا مُّبِينًا

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان
عورت کو حق پہنچتا ہے کہ جب
اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو
انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار ہے

اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس
کے رسول ، وہ بے شک صریح
گمراہی میں بہکا۔

تو کسی کو بھی آپ ﷺ کے حکم کے خلاف کرنے کا کوئی اختیار نہیں اور یہ کیوں ہے؟
صرف اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی، رسول، اس کی وحی کا مرکز، اللہ تعالیٰ کی

طرف سے تصدیق شدہ اور آپ ﷺ کی سچائی پر خدا کی ضمانت ہے۔ آپ ﷺ اپنی خواہش اور مرضی سے فیصلہ دیتے ہی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کسی مومن کو آپ ﷺ کے فیصلے اور حکم کی مخالفت کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ آپ ﷺ کے امر کی مخالفت معصیت ہے جو کھلی گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہرچند کہ اہل علم نے اس آیت کے شان نزول میں اختلاف کیا ہے کہ یہ حضرت زینب بنت جحش کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہوئی یا حضرت زید بن حارثہ کے حضرت زینب کو طلاق دینے کے بعد ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے نکاح یا آپ ﷺ نے انصاری عورت و حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہما کے بارے میں پیغام نکاح بھیجا کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لیکن اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے خصوصی واقعہ کا نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت طاؤوس کے خلاف استدلال کیا اور انہیں عصر کے بعد دو رکعتیں ادا کرنے سے منع فرمایا، حضرت طاؤوس نے عرض کیا

انما کرہت ان تتخذ سلما مجھے یہ ناپسند ہے کہ اسے بہانہ بنایا جائے۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ پھر فرمایا

لا ادری تعذب علیہا ام تؤجر میں نہیں جانتا ان پر تجھے عذاب ہو

(الرسالہ - ۴۴۳) گایا اجر دیا جائے گا۔

اسے امام شافعی، امام عبدالرزاق، دارمی، بیہقی اور خطیب نے نقل کیا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ کوئی فیصلہ دے دیں تو اس کی مخالفت ہرگز جائز نہیں، اس کے بعد کسی کی رائے یا قول نہیں چل سکتا بلکہ ہر معاملہ میں فیصلہ کا اختیار فقط اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ہے اور مسلمان کا کام اسے کامل طور پر تسلیم کرنا اور اس کی اتباع کرنا ہے۔ ورنہ عاصی قرار پائے گا اور عصیان سراپا گمراہی ہے۔

۱۴۔ آپ ﷺ کے فیصلہ کو دل و جاں سے تسلیم کرنا فرض ہے

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مصطفیٰ ﷺ کو فیصلہ بنایا اور مسلمانوں پر آپ ﷺ

کے فیصلے اور فیصلے کی طاعت لازم قرار دی اور معصیت کو حرام قرار دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حاکم بنایا تاکہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں لوگوں کے فیصلے فرمائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے ایمان کی نفی فرمادی ہے جو آپ ﷺ کو حاکم نہیں بناتا اور جب حاکم بنا لے تو آپ ﷺ کے فیصلے کو اس طرح تسلیم کرنا لازم ہے۔ کہ دل میں کوئی تنگی یا انقباض نہ ہو بلکہ اسے کامل طور پر تسلیم کر لے اس لئے کہ آپ ﷺ نبی، رسول وحی کا سرچشمہ اور حکم خدا سے سیدھی راہ پر گامزن اور ہر قسم کی خطا و لغزش سے معصوم ہیں۔ جبکہ دوسرے خطا بھی کر سکتے ہیں اور صحیح بھی دوسرے مطیع بھی ہو سکتے ہیں اور نافرمان بھی سرکش یا محفوظ بھی ہو سکتے ہیں، محفوظ و معصوم جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود کرے اس کی ضمانت دے اور اس کی تائید فرمائے، اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے رسول ﷺ کے فیصلے کی سمع و طاعت کو علامت ایمان قرار دیا ہے کسی اور کا یہ مقام نہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي
أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا
تَسْلِيمًا

(النساء - ۶۵) دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ

نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

دیکھا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ایمان ہی کی نفی کر دی جو آپ ﷺ کو حاکم نہیں مانتا اور اس پر تاکید کے علاوہ قسم بھی اٹھائی ”فلا و ربک لا یؤمنون حتیٰ“ پھر صرف فیصلہ مانتا ہی فقط لازم نہیں بلکہ سماع فیصلہ کے بعد دل میں کسی قسم کی تنگی نہ آئے اور کامل طور پر تسلیم کیا جائے ”ویسلموا تسلیمًا“ اور یہ ماننے کا انتہائی اور آخری درجہ ہے۔

حکم اللہ کا، فیصلہ مصطفیٰ ﷺ کا

جب ہم اس آیت کریمہ ”حتیٰ یحکموک“ کو (جس میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص

سے ایمان کی نفی کی ہے۔ جو آپ ﷺ کو تحکیم تسلیم نہیں کرتا) اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات عالیہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔

إِنَّ الْحُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ
حکم نہیں مگر اللہ کا

(الانعام - ۵۷)

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ
تم جس بات میں اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔

(الشوریٰ - ۱۰)

تو ہم پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں فیصلہ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وہ آپ ﷺ کے ہاتھوں جاری کرتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
اے محبوب بیشک ہم نے تمہاری
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ
طرف سچی کتاب اتاری کہ تم

(النساء - ۱۰۵)

لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح تمہیں اللہ دکھائے۔

تو حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ لیکن اس نے خود آپ ﷺ کی رہنمائی فرمائی اور آپ ﷺ کے ہاتھوں سے جاری فرمایا، جس کے ذریعے آپ ﷺ نے لوگوں کے درمیان فیصلہ فرما دیا تو جو آپ ﷺ کی طاعت نہیں کرے گا تو اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس سے ایمان کی نفی فرمادی، عنقریب اس آیت مبارکہ کا پس منظر بھی آ رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یہ صفت بیان فرمائی کہ جب انہیں فیصلہ کے لئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تو وہ اسے مان لیتے ہیں بخلاف منافقین کے ان کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ کے فیصلے سے اعراض کرتے ہیں۔ فریقین کو دعوت اور اس پر عمل اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ
اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ
يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِّنْهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ وَمَا
اور رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان

أَوْلَاكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ
وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ
مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا
إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ أَمْ
ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحْيِفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ
وَرَسُولَهُ بَلْ أَوْلَاكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا
كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ
وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا وَأَوْلَاكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ
يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشِ اللَّهَ وَتَتَّقِهِ
فَأَوْلَاكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

(النور - ۴۷ - ۵۲)

میں کہ اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور وہ مسلمان نہیں اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو جیسی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے اور اگر ان کی ڈگری ہو (ان کے حق میں فیصلہ ہو) تو اس کی طرف آئیں مانتے ہوئے کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک رکھتے ہیں یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں گے بلکہ وہ خود ظالم ہیں مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیز گاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

تو مومن آپ ﷺ کے فیصلے کو کامل طور پر اور ہر حال میں تسلیم کرتے ہیں اور اعلانیہ آپ ﷺ کی طاعت بجالاتے ہیں اور وہ قواعد صحیحہ مسلمہ پر مبنی ہے کہ داعی، اللہ کے رسول اور اللہ کے مبلغ ہیں۔ وحی سے ان کی تائید کی گئی ہے، اللہ کی عصمت سے

وہ معصوم ہیں، ان کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہی ہوتا ہے اس کی رہنمائی پر آپ ﷺ گفتگو کرتے ہیں صلوات اللہ وسلامہ علیہ

یہاں یہ بات بھی نوٹ کریں اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی وَإِذَا دَعَوْا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ (جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے) یہاں حاکم رسول اللہ ﷺ ہی ہیں کیونکہ ضمیر واحد کی ہے تشبیہ نہیں واللہ اعلم۔ جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے وہ طاغوت کی طرف مقدمات لے جاتے ہیں (حالانکہ ان سے دوری کا حکم ہے) اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لانے سے روکتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ گمراہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے دلی نفاق کو جانتا ہے وہ ان کے نفاق و اعراض کی عنقریب سزا دے گا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا بیچ بنائیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکاوے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں کیسی ہو گی جب ان پر کوئی افتاد پڑے بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا پھر اے محبوب

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا
أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ
يَتَّحَكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ
يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ
ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى
مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ
يُصَدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا ﴿٦١﴾ فَكَيْفَ إِذَا
أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيَهُمْ ثَمَّ
جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا أَحْسَانًا
وَوَتُوفِيقًا ﴿٦٢﴾ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي
قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَهُمْ فِي
أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا

(النساء - ٦٠، ٦٣)

تمہارے حضور حاضر ہوں اللہ کی
قسم کھاتے کہ ہمارا مقصود تو بھلائی
اور میل ہی تھا ان کے دلوں کی
بات تو اللہ جانتا ہے تو تم ان سے
چشم پوشی کرو اور انہیں سمجھا دو
اور ان کے معاملہ میں ان سے رسا
بات کہو۔

تو جب اہل ایمان کو حضور ﷺ کی طرف فیصلہ کے لئے بلایا جاتا ہے تو آگے سے کہتے
ہیں سمعنا و اطعنا (ہم نے سنا اور قبول کیا) اور مطیع فرمانبردار اہل ایمان کی یہی
شان ہے اور کچھ متکبرین کی طرح اس سے اعراض کرتے اور روکتے ہیں، ان کا حال
مشرکین کے حال کی طرح ہے۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ
نَتَّبِعُ مَا آَلَفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا
(لقمن - ۲۱) (البقرہ - ۱۷۰)
اور جب ان سے کہا جائے اس کی
پیروی کرو جو اللہ نے اتارا تو کہتے
ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں
گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا
کو پایا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات مقدسہ کی قسم کھا کر کہا جب تک تمام امور
میں آپ ﷺ کا فیصلہ نہ مان لیں مومن نہیں ہو سکتے اور جو فیصلہ آپ ﷺ فرمائیں وہ
ایسا ہے کہ ظاہر و باطن سے اسے مانا جائے جس کا فیصلہ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر لازم
ہے کہ اسے باطن سے بھی مانے چہ جائیکہ ظاہر سے، آپ ﷺ کے فیصلہ پر کسی قسم کی
تنگی دل میں نہ لائے اور اسے کلی طور پر تسلیم کرے، ظاہر و باطن کو اس کے سامنے جھکا
دے جب اس طرح تسلیم نہیں کرے گا مثلاً نہیں مانتا، نزاع کرتا ہے یا رد کرتا ہے تو
منازعت و مخالفت کے درجہ کے مطابق ایمان ناقص ہوتا چلا جائے گا حتیٰ کہ کفر تک پہنچ

جائے گا۔

آیت کا شان نزول

جب ہم اس آیت مبارکہ کا شان نزول پڑھتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ
 قِسم تیرے رب کی وہ ایمان دار
 نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ
 آپ ﷺ کو فیصلہ نہ مان لیں۔

تو ہمیں اسی بات کی آگاہی ہوتی ہے۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ایک انصاری شخص کا حضرت زبیر سے پانی کے معاملہ میں جھگڑا ہوا، انصاری نے کہا پانی جانے دو، حضرت زبیر نے انکار کیا دونوں کیس حضور ﷺ کی خدمت میں لے گئے آپ ﷺ نے زبیر سے فرمایا اپنی کھیتی کو پانی پلانے کے بعد آگے جانے دو، انصاری بگڑا اور کہنے لگا یہ آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا ہے اس لئے، آپ ﷺ کا چہرہ اقدس متغیر ہو گیا اور فرمایا زبیر کھیت کو خوب پلاؤ پھر روک لو حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے، حضرت زبیر کہتے ہیں میرا خیال ہے یہ آیت مبارکہ اس معاملہ میں نازل ہوئی تھی۔ (البخاری، کتاب المساقاة)

اس انصاری سے جو کچھ صادر ہوا اگر اسی طرح کے الفاظ حضور ﷺ کے بارے میں کسی سے صادر ہوں یا شریعت کے بارے میں تو اسے زندیق کی طرح قتل کر دیا جائے گا جیسا کہ امام قرطبی نے فرمایا اور ان کی مثل امام نووی نے علماء سے نقل کیا۔ کیونکہ وہ مرتد ہے اس پر مرتدین والے ہی احکام جاری ہوں گے۔

باقی اسے کیوں چھوڑ دیا گیا۔ ابتداءً اسلام کی وجہ سے تاکہ لوگوں میں الفت پیدا

ہو، احسن انداز اختیار کیا گیا، منافقین کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لئے کیا فرمایا۔ لوگ

لا يتحدث ان محمداً ﷺ يقتل اصحابه باتیں کریں گے محمد ﷺ اپنے

ساتھیوں کو قتل کروا دیتا ہے۔

اس لئے امام داوودی نے فرمایا وہ شخص منافق تھا یعنی ظاہراً مسلمان مگر باطناً "اسلام کا

دشمن تھا۔ باقی حدیث میں جو انصاری کا لفظ آیا ہے اس سے مراد انصار کے قبیلہ سے ہونا ہے نہ کہ مسلمانوں کا مددگار، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے ایمان کی نفی پر قسم اٹھائی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو حاکم نہ مانے اور مسلمان وہ ہے جو ظاہر و باطن سے فیصلہ کو مان لے اور دل میں تنگی نہ پاتے ہوئے کامل طور پر اسے تسلیم کر لے تو ساری گفتگو اس پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ کی طاعت، آپ ﷺ کے احکام کی بجا آوری اور آپ ﷺ کے فعل کی اقتداء کرنا لازم ہے اور جو نہیں کرے گا وہ گمراہ و کافر ہے۔

۱۵۔ آپ ﷺ کی آواز پر فی الفور لبیک کہنا فرض ہے

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ حکم دیا ہے کہ جب بھی میرا نبی ﷺ تمہیں بلائے تو فی الفور حاضر ہو جاؤ، سستی نہ کرو کیونکہ اس میں قبول کرنے والی زندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (الانفال - ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے۔

اس آیت میں الفاظ ”اذا دعاکم“ بڑے ہی توجہ کے لائق ہیں، ضمیر شئیہ نہیں، واحد ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ دعوت (بلانا) ایک ہی ہے جس نے بھی رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اس نے حقیقتہً ”اللہ تعالیٰ ہی کے بلانے پر حاضری دی کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس اللہ تعالیٰ کی ہی پیغامبر ہے۔ جس نے بھی آپ ﷺ کی

طاعت کی اس نے آپ ﷺ کے بھیجنے والے کی طاعت کی جس نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہی اس نے اللہ کی بات کو قبول کیا، جب صحابہ سے آپ ﷺ کے بلانے پر کچھ تاخیر ہوئی تو آپ ﷺ نے متنبہ فرمایا کہ دیر نہ کیا کرو جلدی کیا کرو حتیٰ کہ وہ نماز میں تھے تب بھی فرمایا تاخیر نہ کرو کیونکہ آپ ﷺ کی طاعت اور آواز پر حاضر ہونا فی الفور لازم ہے۔ لیکن نماز ہے مثلاً تو اس کے لئے کافی وقت ہوتا ہے تو اسے بھی آپ ﷺ کی طاعت اور حکم پر چھوڑ دیا جائے۔

حضرت ابوسعید بن معلیؓ سے ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے مجھے بلایا۔ نماز مکمل کر کے حاضر ہوا فرمایا۔

آنے سے کس نے روکا؟

ما منعک ان تاتئی؟

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

میں نماز ادا کر رہا تھا۔

انی کنت اصلی

فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں ہے؟

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے

بلائیں۔

پھر فرمایا میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کی عظیم سورت کی تعلیم دیتا ہوں، آپ ﷺ جب باہر تشریف لے جانے لگے تو میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ نے مجھے الحمد للہ رب العالمین اور سبع مثانی کی تعلیم دی۔ (البخاری، کتاب التفسیر)

حضرت ابوہریرہؓ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعبؓ کے پاس تشریف لائے وہ نماز ادا کر رہے تھے آپ ﷺ نے آواز دی اے ابی انہوں نے جواب نہ دیا جلدی سے نماز مکمل کر کے حاضر ہو گے عرض کیا۔

یا رسول اللہ سلام عرض ہے۔

السلام علیک ای رسول اللہ

آپ ﷺ نے جواباً سلام عنایت کیا اور فرمایا۔

ما منعك اي ابي اذا دعوتك ان تجيبني؟ میں نے بلایا تم نہیں آئے کیا وجہ؟
عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
كنت في الصلوة
میں نماز میں تھا۔

فرمایا

انلست تجد فيما اوحى الله الى ان' کیا تم نے مجھ پر ہونے والی وحی
يا ايها الذين امنوا استجبوا
میں یہ نہیں پایا اے ایمان والو
عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ (مسند احمد، ۲ = ۴۱۲)
ان نصوص سے یہ باتیں سامنے آتیں ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ جب بھی طلب فرمائیں فی الفور حاضر ہونا لازم و فرض ہے اگر فی الفور
لازم نہ ہوتا تو ان دو صحابہ پر آپ ﷺ عتاب نہ فرماتے۔
۲۔ اگر آدمی نماز میں ہے۔ تب بھی حاضری فرض ہے اگر حاضر نہیں ہوتا تو گناہ گار
ہو گا اگر ایسی بات نہیں تو آپ ﷺ انہیں اللہ تعالیٰ کا حکم پڑھ کر نہ سناتے، ہاں یہ
آپ ﷺ کے ساتھ ہی خاص ہے ہاں نفل نماز میں والدہ کا بلانا بھی اسی کے ساتھ متصل
ہے۔ جیسا کہ عابد جمرج کے واقعہ میں ہے کہ انہیں تین دفعہ بلایا اتفاقاً وہ نماز میں تھے،
انہوں نے ماں پر نماز کو ترجیح دی حتیٰ کہ ماں نے بد دعا کی۔

الهم لاتمته حتى تریه وجوه المومسات یا اللہ یہ موت سے پہلے زانیہ
(المسلم) عورتوں کو دیکھے

ہم نے تفصیل کے ساتھ ”حقوق الوالدین“ میں اسے بیان کیا ہے کیا اس حکم میں والد
شامل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

۳۔ متعدد علماء نے تصریح کی ہے کہ نماز کی حالت میں آپ ﷺ نے یاد فرمایا حاضری
دی جائے اور نماز باطل نہیں ہوگی اگرچہ یہ حکم انہوں نے دیگر نصوص سے بھی لیا۔

۴۔ جب اس شخص پر حاضر ہونا فی الفور لازم ہے۔ جو نماز (جو کہ مستقل اور اہم
عبادت ہے) میں ہے تو اس شخص پر کس قدر لزوم ہو گا جو نماز میں نہیں، پھر عمومی
حالات میں جس سے طاعت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس پر کتنا لزوم ہو گا؟ یہ نص خواہ

بصورت آیت قرآنی یا بصورت حدیث، آپ ﷺ کی طاعت کے حتمی وجوب پر دال ہے یعنی آپ ﷺ کی طاعت پر کسی دوسری طاعت کو مقدم نہیں کیا جا سکتا خواہ وہ کتنی اہم عبادت ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ آپ ﷺ کی طاعت مقدم ہے اسی طرح آپ ﷺ کے بلاوے پر فی الفور حاضر ہونا مقدم ہے۔ آپ ﷺ کی طاعت اور آپ ﷺ کے حکم کو بجالانا ایسی عبادت ہے کہ کوئی عبادت اس کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتی جس طرح آپ ﷺ کی بات نہ ماننا اور بلاوے پر حاضر نہ ہونا اتنی بڑی معصیت ہے کہ اس کا مقابلہ کوئی معصیت نہیں کر سکتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے ان صحابہ کرام کو عتاب فرمایا تاکہ آئندہ وہ معصیت میں نہ پڑ جائیں۔

۱۶۔ آپ ﷺ کی طاعت کو خالصتاً عبادت قرار دیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے پر حاضر ہونا، دنیا و آخرت میں حیات ابدی پانے کا ذریعہ بنایا کیونکہ یہ اس اللہ کا حکم ہے جو بندے اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ ﷺ سے صادر ہوتا ہے اسے وحی قرار دے دیا اور لوگوں پر آپ ﷺ کی طاعت لازم فرمادی حلال و حرام میں صلح و جنگ، عقیدہ و عبادت اور اخلاق و معاملات میں حتیٰ کہ ہجرت بھی آپ ﷺ کی خاطر ہوتی اور اس نے آپ ﷺ کی طرف ہجرت کی اللہ نے اس کا اجر اپنے ذمہ لے لیا اللہ تعالیٰ کا شاد گرامی ہے

يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ
وَأُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ
اللَّهُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا
(النساء - ۱۰۰)

اور جو اپنے گھر سے نکلا
اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرتا پھر
اسے موت نے آیا تو اس کا
ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا اور

اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اگر آپ ﷺ کی طاعت ایسی خالص عبادت نہ ہوتی جس پر مہاجر کو اجر دیا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ کی طرف ہجرت جائز نہ ہوتی جب ہم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کو دیکھتے

ہیں۔

مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ
اللہ ورسول کی طرف ہجرت کرتا ہے (النساء - ۱۰۰)

اور پھر فرمایا۔

فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ
اس کا ثواب اللہ کے ذمہ پر ہو گیا۔ (النساء - ۱۰۰)

تو اس کے سوا ہمارے اوپر کوئی اور معنی آشکار نہیں ہوتا۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں مہاجر کا اجر اپنے ذمہ لیا ہے۔ اس صورت میں جب وہ مہاجر ابھی مدینہ طیبہ آپ ﷺ تک نہیں پہنچا بلکہ راستہ میں اس کا وصال ہو گیا ہے، حضرت عمرؓ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

انما الاعمال بالنیات و انما لكل امرئ ما نوى فمن كانت هجرته الى الله ورسوله فهجرته الى الله ورسوله ومن كانت هجرته الى دنيا يصيبها او امرأة يتزوجها فهجرته الى ما هاجر اليه (البخاری، کتاب الایمان)

اعمال کا مدار نیت پر ہوتا ہے۔ اور ہر آدمی اس کی نیت کے مطابق ہے جس نے ہجرت کی اللہ و رسول ﷺ کی طرف اس کی ہجرت اللہ و رسول ﷺ کی طرف ہے اور جس نے ہجرت کی دنیا یا کسی خاتون کی خاطر اس کی ہجرت اسی کی طرف ہے۔

تو حکم کا ربط نیت سے ہے۔ جس کی ہجرت خالصتہ "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہوگی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہجرت کی وجہ سے اس کے گناہ معاف فرمادے گا اسی لئے حضور ﷺ نے ہجرت پر صحابہ سے بیعت لی، جس کی ہجرت دنیا کی خاطر ہوتی دین کے لئے نہ تھی تو اس کے لئے کوئی اجر و ثواب نہیں۔ اگرچہ وہ ہجرت اولیٰ میں شامل ہوا ہو، حضرت جابرؓ سے ہے کہ حضرت طفیل بن عمرو الدوسی حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

جب آپ ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت طفیل بن عمرو آگئے، ان کی قوم میں سے ایک آدمی بھی ساتھ تھا، مدینہ کی فضاء اسے موافق نہ آئی تو بیمار ہو گیا پریشان ہو کر قینچی لی اور اس کے ساتھ اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ دیئے اس کے ہاتھ اس قدر زخمی ہو گئے حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا طفیل بن عمرو نے اسے خواب میں دیکھا حالت اچھی تھی لیکن ہاتھ ڈھانپے ہوئے تھے پوچھا رب کریم نے کیسا معاملہ فرمایا؟ کہا

غفر لی بہجرتی الی نبیہ
میں نے اس کے نبی ﷺ کی طرف
ہجرت کی تھی اس کے وسیلہ سے
اللہ نے مجھے بخش دیا۔

کیا وجہ میں تھے ہاتھ ڈھانپے دیکھ رہا ہوں اس نے کہا مجھے فرمایا گیا جو تو نے خود فاسد کیا ہم اس کو درست نہیں کریں گے یہ قصہ حضرت طفیل نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اللہم ولیدیہ فاغفر
اے اللہ اسے اور اس کے ہاتھوں
(المسلم، کتاب الایمان) کو معاف فرمادے

تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی وجہ سے معاف فرما دیا تو ہجرت کا کتنا بلند مقام ہے کہ اس کی وجہ سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں پھر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہجرت اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے۔ تبھی تو یہ اس آدمی کے گناہوں کی بخشش کا ذریعہ بنی، ہم نے ہجرت اور اس کے مقام پر ”فضائل المدینة المنورة“ میں گفتگو کی ہے۔ تفصیل کے لئے اس کا مطالعہ کریں۔

یہ مسلم ہے فتنوں کے دور میں لوگ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں، حوادثِ فتن کی وجہ سے عبادات سے ہٹ کر دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، ان کے اذہان اور عقول اپنے مولیٰ سے اور اس کا قرب پانے سے دور ہو جاتے ہیں کیونکہ جنگ، آگ، لوٹ مار، چوری ڈھا کے انسانی ذہن کو پریشان کر دیتے ہیں جو شخص اس حال میں بھی

تعالیٰ کی عبادت اور اس کی ذات کی طرف متوجہ رہا فتنے اسے پریشان نہ کر سکے،
حوادث اور مصائب اس کے ذہن کو پرآگندہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے، یقیناً ایسے
لوگ بہت کم ہوتے ہیں مگر ان کا عمل ان کے رب کے ساتھ تعلق میں کتنا مستحکم ہے
اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں اجر و ثواب کس قدر نصیب ہو گا، ان کے اس عمل کا
کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مگر وہ شخص جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کی۔
حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

العبادة في الهرج كهجرة الى
حوادث فتن میں عبادت، میری
(المسلم، کتاب الفتن) طرف ہجرت کے برابر ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں دور فتنہ میں عبادت پر ابھارا گیا ہے کہ اس کا فضل اور ثواب
ایسے ہے جیسے کسی نے اللہ کے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ اس نص نے تو نہایت اعلیٰ
انداز میں ہجرت کی فضیلت واضح کی ہے۔ اس طرح فتنوں کے دور میں عبادت کا مقام
بھی۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف فتح مکہ سے پہلے ہجرت لازم و فرض تھی۔ حتیٰ
کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دے دیا کہ غیر مہاجر کو دوست نہیں بنایا جائے گا۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ
وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوُوا
وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِنْ وَلَا
يَتِيهِمْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يُهَاجِرُوا وَإِنْ
اسْتَنْصَرُواكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمْ النَّصْرُ
إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ
بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے
لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی
راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے
لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی
اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے
وارث ہیں اور وہ جو ایمان لائے
اور ہجرت نہ کی تمہیں ان کا ترکہ
کچھ نہیں پہنچتا جب تک ہجرت نہ
کریں اور اگر وہ دین میں تم سے

(الانفال - ۷۲)

مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے مگر ایسی قوم پر کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

ہجرت کا یہ مقام ہے۔ پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کا مقام بھی جان چکے جس سے واضح ہو گیا کہ ہجرت قربات میں سے اعظم اور عبادات میں سے احسن ہے پھر ہمیں اس بات کا علم بھی ہو گیا کہ حضور ﷺ کی طاعت کی عظمت کیا ہے اور یہ فی نفسہ مطلوب ہے۔

۱۷۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شارع بنایا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو عظیم درجات عطا فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ اشیاء کو حلال و حرام قرار دے سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ وصف سابقہ کتب میں بھی تھا۔ باقی آپ ﷺ اپنی طرف سے تو کچھ نہیں کریں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور رہنمائی میں ہی تعلیمات عطا فرمائیں گے کیونکہ خواہش نفس سے آپ ﷺ کلام ہی نہیں فرماتے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کے اجمال کی تفصیل کا بیان آپ ﷺ کے سپرد فرما رکھا ہے۔ حالانکہ اس کے بیان کی ذمہ داری اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں تو اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو بیشک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۖ (۱۶) إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ (۱۷) فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ (۱۸) ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۗ

(القیمہ، ۱۶ - ۱۹)

ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کا بیان آپ ﷺ کے سپرد فرمایا ہے۔ اس کے لئے یہ آیت پڑھئے
وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ
إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

(النحل - ۴۴)

سے بیان کر دو جو ان کی طرف
اترا اور کہیں وہ دھیان کریں۔

ایک اور مقام پر فرمایا۔

وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمْ
الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ

(النحل - ۶۴)

اور ہم نے تم پر یہ کتاب نہ اتاری
مگر اس لئے کہ تم لوگوں پر روشن
کر دو جس بات میں اختلاف کریں
اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں
کے لئے۔

اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی اور وحی کے بغیر نہ کوئی حکم دیتے ہیں اور نہ تفصیل
فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ
لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا

(النساء - ۱۰۵)

اے محبوب بیشک ہم نے تمہاری
طرف سچی کتاب اتاری کہ تم
لوگوں میں فیصلہ کرو جس طرح
تمہیں اللہ دیکھائے اور دعا والوں
کی طرف سے نہ جھگڑو۔

ایک اور مقام پر ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَتَّبِعُ مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ مِنْ رَبِّي

(الاعراف - ۲۰۳)

تم فرماؤ میں تو اسی کی پیروی کرتا
ہوں جو میری طرف میرے رب
سے وحی ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ ہے۔

ان اَتَّبِعْ اِلَّا مَا يُوحَىٰ اِلَيْكَ
میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی
(الانعام ۵۰، یونس ۱۵، الاحقاف ۹) آتی ہے۔

حالانکہ بیان و تفصیل کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے، نبی ﷺ تو اس کے حکم اور رہنمائی میں بیان فرمانے والے ہیں کیونکہ اپنے نفس کی طرف سے آپ ﷺ نطق تک نہیں فرماتے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ طہیات کو حلال، خبائث کو حرام اور سابقہ امتوں پر جو بوجھ تھے ان سے اپنی امت کو تخفیف عطا فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کا دین سراپا آسانی ہے اللہ تعالیٰ نے اسی شان کو یوں واضح فرمایا۔

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الَّذِي
وہ جو غلامی کریں گے اس رسول
يَجِدُونَ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ
بے پڑھے غیب کی خبریں دینے
وَالْانجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
والے کی جسے لکھا ہوا پائیں اپنے
الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ
پاس توریت اور انجیل میں وہ
عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ
انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی
وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَاَلَّذِينَ آمَنُوا
سے منع فرمائے گا اور ستھری
بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي
چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا
أُنزِلَ مَعَهُ
اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے
گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے
کے پھندے جو ان پر تھے اتارے
گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور
اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد
دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو
اس کے ساتھ اترا۔

(الاعراف - ۱۵۷)

سنت نبویہ بھی قرآن کی طرح حجت ہے، امام شافعی نے فرمایا سنت کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ قرآن میں ایک حکم ہے۔ سنت نے بھی اس کو بیان کر دیا۔

۲۔ قرآن میں حکم، مجمل، عام، مطلق ہے مگر سنت نبویہ نے اس کے اجمال کو دور کر دیا اسے مخصوص یا مقید کر دیا۔

۳۔ سنت ایسا حکم بیان کرتی ہے جو زائد ہے اور قرآن نے اسے بیان نہیں کیا۔ اسی قسم سے ہے وحشی گدھا کا حرام ہونا، نکاح متعہ کا حرام ہونا، مفتر کا حرام ہونا، بہت سی بیوع کا حرام ہونا، ذی ناب درندے اور ذی مخلب پرندے کا حرام ہونا، عورت اور اس کی پھوپھی، عورت اور اس کی خالہ کو جمع کرنا حرام ہونا وغیرہ جیسا کہ مچھلی، مکڑی، تلی، جگر غیر محرم کا شکار محرم کے لئے جو اس نے اپنے لئے شکار کیا تھا، سمندر کا مردار اور کئی بیوع کی آپ ﷺ نے اجازت دی، نوافل عبادات کی تعلیم دی خواہ وہ نماز ہو یا روزہ، دیگر اخلاق، معاملات اور قومی و بین الاقوامی معاملات پر آپ ﷺ نے ہدایات دیں ایسا سابقہ کے احکام میں جو سختیاں تھیں سنت کے ذریعے ان میں تخفیف کر دی مثلاً کپڑے یا بدن کو نجاست لگ جانے کے بعد دھونا حالانکہ مثلاً یہود میں اس کا کاٹنا ضروری تھا۔

سنت نبوی، قرآن کے مجمل احکام کو بیان کر دیتی ہے۔ مثلاً قرآن نے ”اقیموا الصلاة“ کہا تو سنت نے اس کی کیفیت، فرائض، واجبات، اوقات اور رکعتیں بتائیں قرآن نے زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا ”واتوا الزکوٰۃ“ تو سنت نے اس کی تفصیلات سے آگاہ کیا اس طرح بقیہ عبادات کا معاملہ ہے۔ اس طرح قرآن نے قطع ید کا حکم دیا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جِزَاءً
بِمَا كَسَبَا

(المائدہ - ۳۸) ہے۔

تو سنت نے واضح کیا کہ کہاں سے ہاتھ کاٹا جائے اور کتنی چوری میں کاٹا جائے اس طرح زنا کی سزا قرآن نے بیان کی۔

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْهُمَا كُلًّا وَّاحِدًا مِنْهُمَا
مِائَةَ جَلْدَةٍ

ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔

(النور - ۲)

تو سنت نے واضح کیا کہ یہ سزا اس زانی کی ہے جو غیر شادی شدہ ہو لیکن اگر شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے گا۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو اپنا شارح بنایا اور اپنی رہنمائی میں دین کا شارع بھی اور آپ ﷺ خواہش نفس سے نہیں بولتے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت لازم فرمادی، جو آپ ﷺ کی طاعت نہیں کرتا وہ ان قرآنی مجمل احکام پر کس طرح عمل کرے گا وہ نماز کیسے ادا کرے گا، کیسے روزہ رکھے گا، کیسے زکوٰۃ دے گا، حج کا کیا طریقہ اپنائے گا، اپنے اور دیگر لوگوں کے ساتھ معاملات کیسے کرے گا؟ بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی ذمہ داری ہے ہمارا کام اسے تسلیم کرنا، طاعت کرنا اور حکم کو بجالانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آیت اعراف میں تین الفاظ ذکر کئے ”یحل (حلال کرتے ہیں)“ یحرم (حرام کرتے ہیں)“ یضع (اٹھا دیتے ہیں)“ یہ تینوں شارع حقیقی کے خصائص ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ اپنی طرف سے نہیں کرتے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی طرف وحی فرماتا ہے۔ مثلاً بنی اسرائیل پر گوشت حرام تھا، الا ما حرم اسرائیل علی نفسه“ لیکن حضور ﷺ نے اسے مباح قرار دیا حالانکہ قرآن مجید میں اس بارے میں کچھ نہیں ملتا سوائے ان کلمات کے ”یحل لهم الطيبات“ مثلاً توبہ ہے۔ بنی اسرائیل کے ہاں قتل کے بعد مقبول ہوتی جبکہ ہمارے دین میں استغفار اور ندامت توبہ ہے۔ اس طرح ان کے ہاں نجاست والی جگہ کو کاٹنا پڑتا مگر ہمیں دھو لینے کی اجازت ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے جو اس نے اپنے نبی ﷺ پر وحی فرمائی اور آپ ﷺ نے انہیں جاری فرمایا، ہم پر سمع و طاعت اور فرمانبرداری لازم ہے۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے صراط مستقیم کا ہادی بنایا ہے

راستے اور شاہراہیں بہت ہیں لیکن سب کی سب دوزخ لے جاتی ہیں سوائے ایک راستے کے جو چلنے والے کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا تک لے جاتا ہے۔ اے مسلم

ابتداء اس کی تو ہے اور انتہاء اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس، سب سے قریبی اور چھوٹا راستہ خط مستقیم ہوا کرتا ہے اور وہ صراط مستقیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے در کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے تمام دروازے بند فرما دیئے ہیں۔ آپ ﷺ کو ایسا ہادی بنا دیا کہ اتباع کرنے والے کو پکڑ کر مولیٰ کے دروازے تک پہنچا دیں۔ اب باب الہدایت آپ ﷺ ہی ہیں، جو رہنمائی چاہتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی طاعت کرے، جو اس سے اعراض و غرور کرے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی نصیحت ان الفاظ میں بیان فرمائی۔

وَأَبْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَضَعْنَا لَكُمْ بِهِ لَعْلَكُمْ تَتَّقُونَ (الانعام - ۱۵۳)

اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دے گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر دائیں بائیں خط کھینچے اور فرمایا ان تمام راستوں پر شیطان ہے جو ان کی طرف بلا رہا ہے۔ پھر مذکورہ آیت پڑھی، (مسند احمد، ۱ = ۴۳۵) اللہ تعالیٰ نے اس صراط مستقیم کی رہنمائی فرمانے والا فقط اپنے نبی ﷺ کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ اِلٰى اللَّهِ تُصِيْرُ الْاُمُوْرَ (الشورى - ۵۲ - ۵۳)

اور یونہی ہم نے وحی بھیجی ایک جان فزا چیز اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جیسے چاہتے ہیں اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ

بتاتے ہو اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے
جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ
زمین میں سنتے ہو سب کام اللہ کی
طرف پھرتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

الر ۝ كَتَبْنَا إِلَيْكَ لِنُخْرِجَ النَّاسَ
مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى
صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ اللَّهُ الَّذِي لَهُ مَا
فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ط وَوَيْلٌ
لِّلْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيدٍ

(ابراہیم - ۱)

ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری
طرف اتاری کہ تم لوگوں کو
اندھیروں سے اجالے میں لاؤ ان
کے رب کے حکم سے اس کی راہ
کی طرف جو عزت والا سب
خوبیوں والا ہے۔ اللہ کہ اسی کا ہے
جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ
زمین میں اور کافروں کی خرابی ہے
ایک سخت عذاب سے

تو اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ آپ ﷺ ہی صراطِ مستقیم کی طرف ہادی
ہیں جو بھی آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہے گا وہی نفع پائے گا اور مقصد میں کامیاب ہو
گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

حکمت والے قرآن کی قسم بیشک تم
سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَتَّبِعُوْا اَمْرَ اللّٰهِ
وَاتَّبِعُوْا اَمْرَ الرَّسُوْلِ ۚ لِنُخْرِجَكُم مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ ذٰلِكُمْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ
مُّشْرِكِيْنَ ۝۱۰۱
(یٰس - ۱۰۱)

ایک جگہ فرمایا

اور بیشک تم انہیں سیدھی راہ کی
طرف بلا تے ہو۔

وَإِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُوا
رِجْلَيْ رَسُولِهِ لَعَلَّكُمْ تَكُونُونَ
مُتَّقِينَ ۝۱۰۲
(المؤمنون - ۷۳)

اسی لئے اللہ نے باقی تمام دروازے بند فرما دیئے صرف باب رسول ﷺ ہی کھلا رکھا ہے۔ آپ ﷺ کو سراپا ”ہدایت“ قرار دے دیا ہے۔ تمام راستے بند کر کے صرف آپ ﷺ کا راستہ کھلا رکھا ہے اب جو بھی ہدایت چاہتا ہے در مصطفیٰ ﷺ پر آئے اللہ تعالیٰ اس پر ہدایت کی بارش فرما دے گا جو اللہ کی راہ کو پانا چاہتا ہے وہ حضور ﷺ کی آواز پر لبیک کہے اسے اللہ تعالیٰ پہلے دین میں پھر جنت میں داخل فرما دے گا، جو کسی اور کی راہ پر چلے گا وہ راستہ ہی غلط ہے، وہاں ہلاکت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مِمَّا حَمَلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ

تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھيرو تو رسول ﷺ کے ذمہ وہی ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر

رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے اور رسول کے ذمہ نہیں مگر

صاف پہنچا دینا۔

نبی اکرم ﷺ نے خود بھی بیان فرما دیا ہے کہ داعی میں ہوں جو میرے بلاوے پر آئے گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے اللہ کی نافرمانی کر دی وہ ہلاک ہو گیا۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ آرام فرماتے فرشتے آئے ایک نے کہا آپ ﷺ سوئے ہوئے ہیں دوسرے نے کہا نہیں صرف آنکھ سوئی ہوئی ہے دل بیدار ہے پھر انہوں نے کہا اس شخصیت کی مثال ایسے ہے کوئی آدمی گھر بنائے اس میں دسترخوان لگوائے اور داعی کو بھیجے (آؤ کھانا کھاؤ) جس نے داعی کے بلاوے کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہو کر کھانا کھائے گا اور جس نے بلاوے کو نہ مانا وہ نہ گھر میں داخل ہو گا اور نہ کھانا کھائے گا پھر انہوں نے کہا اس کی تطبیق کیا ہے؟ کہنے لگے دار سے مراد

جنت ہے، داعی، نبی ﷺ کی ذات ہے جس نے ان کی طاعت کر لی اس نے اللہ کی طاعت کر لی جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور آپ ﷺ کی ذات اقدس لوگوں کے درمیان امتیاز ہے۔ (البخاری، کتاب الاعتصام)

۲۔ حاکم اور ترمذی میں ہے۔

فالدہ ہوا الملک والدار الاسلام والبيت
الجنة وانت يا محمد رسول من اجابك
دخل الاسلام ومن دخل الاسلام دخل
الجنة ومن دخل الجنة اكل منها
(الترمذی - کتاب الامثال)

مالک اللہ ہے، دار، اسلام۔ بیت،
جنت ہے اور اے محمد ﷺ
آپ ﷺ رسول ہیں جس نے
آپ ﷺ کی بات مان لی وہ مسلمان
ہو گیا اور مسلمان جنت میں اور جو
جنت میں جائے گا اس سے لطف
اندوز ہو گا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اما السيد فهو رب العالمين واما البنیان
فهو الاسلام والطعام الجنة و محمد
الداعی فمن اتبعه كان في الجنة ومن لم
يتبعه عذب

اللہ رب العالمین مالک ہے،
عمارت، اسلام ہے کھانا جنت اور
حضور ﷺ کی ذات گرامی دعوت
دینے والی ہے جو اتباع کرے گا وہ
جنت میں اور جو اتباع نہ کرے گا
اسے عذاب دیا جائے گا۔

اسے امام احمد، ترمذی اور ابن خزیمہ نے روایت کر کے صحیح قرار دیا۔

(مسند احمد، ۱ = ۳۹۹)

۴۔ اسی طرح کی روایات حضرت ربیعہ الجرشى اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔ (مسند احمد، ۱ = ۲۶۷)

تو جس نے بھی آپ ﷺ کی اطاعت کی اور آپ ﷺ کے بلاوے پر حاضر ہو گیا وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے نافرمانی کی اور اعراض کیا وہ جہنمی ہو گیا، ایسا شخص اس

سرکش اونٹ کی طرح ہے جو اپنے مالک کو کاٹ لیتا ہے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ہر امتی جنت میں جائے

۶ مگر جس نے انکار کیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ومن ابی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کس نے کیا؟

فرمایا

من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی
فقدابی
جس نے میری اطاعت کی وہ جنت
میں داخل ہو گا اور جس نے میری

(البخاری، کتاب الاعتصام) نافرمانی کی اس نے میرا انکار کیا۔

تو جن لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا انکار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی نافرمانی کی وہ
جہنمی ٹھہرے۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اس شخص کی

ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کا ارد گرد روشن ہو گیا تو کیڑے مکوڑے اس میں گرنا
شروع ہو گئے تو وہ انہیں پکڑ پکڑ کر آگ سے بچاتا ہے فرمایا میری اور تمہاری مثال اسی
طرح کی ہے۔

انا اخذ بجحزکم عن النار هلم عن النار
میں تمہیں پکڑ کر آگ سے پیچھے

هلم عن النار فتغلبونی تقحمون فیہا
کھینچنے والا ہوں اور آگ سے بچو

(البخاری، کتاب الرقاق) آگ سے بچو لیکن تم چھڑا چھڑا کر

دوزخ میں گرنے کی کوشش میں

ہو۔

۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور تمہاری مثال اس

شخص کی ہے جس نے آگ جلائی کیڑے مکوڑے اس میں گرنا شروع ہو گئے اور وہ
انہیں آگ سے بچاتا ہے۔

وانا اخذ بجحزکم عن النار وانتم
میں تمہیں آگ سے پیچھے دھکیل

تفلتون من یدی رہا ہوں اور تم چھڑا کر اس میں گر

(المسلم، کتاب الفضائل) رہے ہو۔

یہ جو ہاتھوں سے نکل کر جا رہے ہیں یا تو عاصی ہیں جو ابتداءً "جنت میں داخل نہ ہوں گے یا ہلاک ہونے والے ہیں جو ہمیشہ ہلاکت میں رہیں گے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) ہر ایک کا معاملہ اپنی اپنی نافرمانی اور مخالفت کے مطابق ہو گا اور آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے والا نجات پا جائے گا۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بشیر و نذیر بنایا

قرآن کریم کی متعدد آیات میں حضور سرور کائنات ﷺ کا یہ بلند مقام بھی بیان ہوا ہے۔ کہ انسانیت کو متنبہ فرمانے والے ہیں اگر وہ نافرمان رہی، سیدھے راستے سے بھٹکی رہی، اپنے رب عزوجل سے بیگانہ ہوئی، اللہ پر ایمان نہ لائی، اپنے رب اور اپنے نبی ﷺ کی نافرمانی کی اور ان کی اطاعت نہ کی بلکہ ان سے کفر کیا تو وہ عذاب الیم سے نہیں بچ سکتی، اس طرح یہ بھی بیان ہوا کہ آپ ﷺ کس طرح انجام سے متنبہ فرماتے ہیں اور اس کے مراحل کیا ہیں۔ جیسا کہ مؤمنین، متقین، صادقین، صابریں، صالحین اور عاجزی کرنے والوں کو نعیم مقیم، جنات اور ان کے اجر و ثواب کی بشارت دیتے ہیں اور منافقین و کافرین کو عذاب الیم و شدید سے آگاہ کرتے ہیں۔ تمام تو نہیں کچھ آیات کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے اس عظیم مقصد پر کچھ روشنی کا کام دے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ مدثر میں فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ

اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے

(المدثر، ۱-۲) ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ

دوسرے مقام پر فرمایا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَا تُسْئَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ

بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ

بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سنانا اور

تم سے دوزخ والوں کا سوال نہ ہو

(البقرہ - ۱۱۹)

گا۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَإِنْ
مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ

اے محبوب بیشک ہم نے تمہیں حق
کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر
سناتا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں
(فاطر - ۲۳)

ایک ڈر سنانے والا گزر چکا۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو بشارت، نذارت اور شہادت میں آپ ﷺ کی رسالت
میں منحصر فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَ
نَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ
بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام
آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری
(سبا - ۲۸)

دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ
نہیں جانتے۔

دوسرے مقام پر ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا
(الاسراء، ۱۰۵) الفرقان - ۵۶

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی
اور ڈر سناتا

تیسرے مقام پر فرمایا۔

يَأْتِيهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا وَ
نَذِيرًا ﴿٣٥﴾ وَ دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا
مُنِيرًا ﴿٣٦﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ
فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٣٧﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے
(نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر
ناضر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا
اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے
بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب اور
(الاحزاب، ۳۵ - ۳۷)

ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان
کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

چوتھے مقام پر فرمایا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ①
لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ
وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ②

الفتح - ۸، ۹

بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر
اور خوشی اور ڈر سنانا تاکہ اے
لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر
ایمان لاؤ اور اس کی تعظیم و توقیر
کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر آپ ﷺ نے اپنی یہ عظیم شان بیان فرمائی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا
مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَا
سُتَكْثِرَتْ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسْنِيَ السُّوءُ
إِنِ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ③

(الاعراف - ۱۸۸)

تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے
برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ
چاہے اور اگر میں غیب جان لیا
کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت
بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی
نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی
سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان
رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو وحی سے نوازا تاکہ اس کے ذریعے تمام لوگوں کو متنبہ
فرمائیں اور آپ ﷺ کے بعد یا آپ ﷺ کی ظاہری حیات کے مبلغین بھی یہ کام سرانجام
دے سکیں ارشاد فرمایا۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللَّهُ شَهِيدٌ
بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأَنَّ
نَذِيرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ

(الانعام - ۱۹)

تم فرماؤ سب سے بڑی گواہی کس
کی تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں
اور تم میں اور میری طرف اس
قرآن کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس
سے تمہیں ڈراؤں اور جن جن کو

پہنچے

ایک مقام پر فرمایا۔

قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ
الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ

تم فرماؤ کہ میں تم کو صرف وحی

سے ڈراتا ہوں اور بہرے پکارنا
(الانبیاء - ۴۵) نہیں سنتے جب ڈرائے جائیں۔

آپ ﷺ کے نذیر ہونے پر احادیث کثرت کے ساتھ ہیں یہ بھی بیان ہوا کہ
آپ ﷺ نے قوم کی غمخواری کرتے ہوئے انہیں صحیح رہنمائی فرمائی تو جس نے آپ ﷺ
کی طاعت کی اور مخالفت سے بچا وہ دنیا و آخرت میں کامیاب ٹھہرا اور جس نے
مخالفت و نافرمانی کی وہ ہلاک ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی
وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ
اور اے محبوب اپنے قریب تر
(الشعراء - ۲۱۴) رشتہ داروں کو ڈراؤ

تو آپ ﷺ نے صفا پر تشریف فرما ہو کر آواز دی اے بنی فھر، اے بنی عدی (یہ قریش
کے خاندان تھے) حتیٰ کہ تمام جمع ہو گئے جو آدمی خود نہ آسکا اس نے نمائندہ بھیج دیا
تاکہ بات کا پتہ چل جائے، ابو لہب اور قریش بھی آئے آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کہوں
اس پہاڑ کی دوسری طرف لشکر تم پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے۔
انہوں نے کہا۔

ما جربنا علیک الا صدقا
ہم نے بار بار تجربہ کیا آپ ﷺ
سچے ہیں

آپ ﷺ نے فرمایا
فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید
میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں اس
شدید عذاب سے جو آنے والا
ہے۔

ابو لہب کہنے لگا

تَبَالِكُ سَائِرِ الْيَوْمِ الْهَذَا جَمَعْتَنَا
تیرے لئے ہلاکت ہو اس لئے
سارا دن جمع کئے رکھا۔

اس وقت اللہ کا کلام نازل ہوا۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبَّ ① مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ
تباہ ہو جائیں ابو لہب کے دونوں
ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا اسے کچھ

(اللہب، ۱-۲) کام نہ آیا اس کا مال اور نہ جو
(البخاری، کتاب التفسیر) کمایا۔

۲ - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جب یہ مذکورہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قریش کو جمع فرمایا خواہ وہ عام تھے یا خاص۔ فرمایا اے بنو کعب بن لوی اپنے آپ کو آگ سے بچا لو اے بنو مرہ بن کعب، اپنے آپ کو آگ سے بچا لو اے بنو عبد شمس اپنے آپ کو آگ سے محفوظ کر لو اے بنو عبد مناف اپنے آپ کو آگ سے بچا لو اے بنو ہاشم اپنے آپ کو آگ سے محفوظ کر لو، اے بنو عبدالمطلب خود کو دوزخ سے بچا لو، اے عباس بن عبدالمطلب میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے کسی طرح نہیں بچا سکتا، اے فاطمہ اپنے آپ کو آگ سے بچا لے کیونکہ میں تمہارے بارے میں کسی شے کا مالک نہیں ہوں سوائے اس کے کہ

ان لکم رحما سابلہا ببلالہا
تمہارا رشتہ ہے اسے میں چھانت
(المسلم، کتاب الایمان) دوں گا۔

۳ - حضرت قیصر بن مخرق رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑی پر چڑھ کر آواز دی اے بنو عبد مناف میں تمہیں متنبہ کر رہا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی ہے جو دشمن کو دیکھے وہ جلدی سے اپنے خاندان میں پہنچنے کی کوشش کرتا ہے کہیں دشمن پہلے نہ پہنچ جائے اور وہ پکارتا ہے خبردار دشمن آ رہا ہے۔ (المسلم، کتاب الایمان)

۴ - حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور اس کی مثال جس کی طرف مجھے اللہ نے مبعوث فرمایا اس شخص کی ہے جو کہے اے

میری قوم میں نے ان آنکھوں سے دشمن دیکھا ہے۔ میں تمہیں دشمن سے آگاہ کر رہا ہوں۔ پس نجات کا سوچ لو اور اس قوم میں سے ایک گروہ اس کی بات مان لیتا ہے اور دوسری جگہ چلا جاتا ہے وہ نجات پا جاتے ہیں دوسرا طبقہ بات نہیں مانتا وہ وہیں رہتا ہے دشمن صبح کے وقت حملہ کر کے انہیں برباد کر دیتا ہے۔

فذا لک مثل من اطاعنی فاتبع ما جئت به
و مثل من عصانی و کذب بما جئت به
من الحق

یہ مثال اس شخص کی ہے جس نے
میری طاعت کر کے میری تعلیمات
کی اتباع کی اور مثال ہے اس

(البخاری، کتاب الاعتصام) آدمی کی جس نے میری نافرمانی کی

اور میری لائی ہوئی حق تعلیمات کی

تکذیب کی۔

پہلے طبقے کے عمل کو طاعت اور دوسرے کے عمل کو تکذیب سے تعبیر کیا ہے۔ تاکہ واضح ہو جائے کہ طاعت، تصدیق کے بعد اور تکذیب، عصیان کا سبب ہے جیسا کہ امام طیبی نے فرمایا اور فرمایا آپ ﷺ نے اپنے آپ کو رجل سے تشبیہ دی، اپنے ڈرانے کو عذاب قریب سے، آدمی کے قوم کو ڈرانے کو صبح کے لشکر سے تشبیہ دی اپنی امت میں سے طاعت اور نافرمانی کرنے والوں کو اس شخص کے ساتھ تشبیہ دی جو ڈرانے والے کی تصدیق یا تکذیب کرتا ہے۔ (فتح الباری، ۱۱۷ = ۳۱۷) تو جو شخص دشمن سے ظاہری، باطنی، اعلانیہ اور خفیہ سلامتی اور نجات چاہتا ہے وہ نذیر کی اطاعت کرے اگر اس کی اطاعت کرے گا تو محفوظ ہو جائے گا، رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے لئے سب سے بڑھ کر سچے نذیر ہیں کیونکہ آپ ﷺ سے بڑھ کر امت پر کوئی زیادہ شفیق نہیں ہو سکتا بلکہ آپ ﷺ کی کوئی نظیر ہی نہیں اسی لئے آپ ﷺ نے اپنی امت کو ہر معصیت سے ڈرایا اور انہیں ہر طاعت کی رغبت دلائی۔

۲۰۔ آپ ﷺ کے وعدہ و آئندہ خبر کو کامل طور پر تسلیم کرنا

اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں اہل ایمان اور اہل نفاق کی رسول اللہ ﷺ کے وعدہ

کی نسبت مثال بیان فرمائی ہے۔ اہل نفاق جس قدر تکذیب کرتے اسی قدر حضور ﷺ کے وعدہ کو محض دھوکہ قرار دیتے اور بزدی دکھاتے ہوئے فرار کی راہ اپناتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا ہوتا وہ اس کے خلاف تھا، اہل ایمان کا عمل اس کے برعکس تھا، آپ ﷺ کا وعدہ ان کے ایمان باللہ، تعلیم و انقیاد اور آپ ﷺ کی طاعت میں اضافہ کا سبب بنتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

هٰنَا لِكَ اِبْتِلَى الْمُؤْمِنُونَ وَ زُلْزِلُوا زَلْزَالًا
شَدِيدًا ۱۱ وَاِذْ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي
قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ اِلَّا
عُرْوًا ۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا اَهْلَ
يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ
فَرِيقٌ مِّنْهُمْ النَّبِيَّ يَقُولُونَ اِنَّ مَبِيْوتَنَا
عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ اِنْ يُرِيدُونَ اِلَّا فِرَارًا
۱۳ وَلَوْ دَخَلْتَ عَلَيْهِمْ مِنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ
سَلُّوا الْفِئْتَةَ لَا نَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا اِلَّا
يَسِيْرًا ۱۴ وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ
لَا يُوَلُّونَ الْاَدْبَارَ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُوْلًا ۱۵
قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِنْ
الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذَا لَا تُمْتَعُونَ اِلَّا قَلِيْلًا
۱۶ قُلْ مَنْ ذَالَّذِي يَعِصُمُكُمْ مِنَ اللَّهِ اِنْ
اَرَادَكُمْ سُوءًا اَوْ اَرَادِبْكُمْ رَحْمَةً ۱۷ وَلَا
يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ وٰلِيًا وَلَا نَصِيْرًا
۱۸ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْوِقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِيْنَ
لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا وَلَا يَأْتُوْنَ الْبَاسَ اِلَّا
قَلِيْلًا ۱۹ اَشْحَةٌ عَلَيْكُمْ فَاِذَا جَاءَ الْخَوْفُ

وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ
ہوئی اور خوشی سے جھنجھوڑے
گئے۔ اور جب کہنے لگے منافق جن
کے دلوں میں روگ تھا ہمیں
اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا تھا مگر
فریب کا اور جب ان سے ایک
گروہ نے کہا اے مدینہ والو! یہاں
تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں تم
گھروں کو واپس چلو اور ان میں
سے ایک گروہ نبی سے اذن مانگتا تھا
یہ کہہ کر ہمارے گھر بے حفاظت
ہیں اور وہ بے حفاظت نہ تھے وہ تو
نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔ اور اگر
ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے
آئیں پھر ان سے کفر چاہتیں تو
ضرور ان کا مانگا دے بیٹھتے اور اس
میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی اور
بیشک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد
کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے

رَأَيْتَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ
كَالَّذِي يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ
الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ بِالسِّنَةِ حِدَادٍ أَشْحَةً
عَنَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ
أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝
يَحْسِبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا وَإِنْ يَأْتِ
الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُمْ بَادُونَ فِي
الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَأِكُمْ وَلَوْ كَانُوا
فِيكُمْ مَا قَتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا

(الاحزاب : ۱۱ - ۲۰)

اور اللہ کا وعدہ پوچھا جائے گا تم
فرماؤ ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے
گا اگر موت یا قتل سے بھاگو اور
جب بھی دنیا نہ برتنے دینے جاؤ
گے مگر تھوڑی۔ تم فرماؤ وہ کون
ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال
دے اگر وہ تمہارا برا چاہے یا تم پر
مہر (رحم) فرمانا چاہے اور وہ اللہ
کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ
مددگار۔ بیشک اللہ جانتا ہے
تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد
سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں
سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ
اور لڑائی نہیں آتے مگر تھوڑے
تمہاری مدد میں گئی کرتے (کی
کرتے) ہیں۔ پھر جب ڈر کا وقت
آئے تم انہیں دیکھو گے تمہاری
طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی
آنکھیں گھوم رہی ہیں جیسے کسی پر
موت چھائی ہو پھر جب ڈر کا وقت
نکل جائے تمہیں طعنے دیں لگیں تیز
زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ
میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو
اللہ نے ان کے عمل اکارت کر

دیئے اور یہ اللہ کو آسان ہے وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے ابھی نہ گئے اور اگر لشکر دوبار آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح گانوں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے

بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھنا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس سے انہیں نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے اور وہ ذرا نہ بدلے تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۖ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَأَى
الْمُؤْمِنُونَ الْآحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا
اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۖ ﴿٢٢﴾
فَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۖ ﴿٢٣﴾
لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ
الْمُنَافِقِينَ إِنْ شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنْ
اللَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا

(الاحزاب - ۲۰ - ۲۳)

یا انہیں توبہ دے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے صادقین کو یہ عزت بخشی کہ انہوں نے اپنا عہد نبھا دیا اور منافقین جنہوں نے عہد توڑا اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے۔

جب آپ ﷺ کے بیان کردہ وعدہ کو تسلیم کرنا اہل ایمان کی صفت ہے اور ان کے ایمان و تسلیم میں اضافہ کا سبب ہے کیونکہ یہ آپ ﷺ کی طاعت کا آپ ﷺ کے ساتھ ایمان و محبت کا مظاہرہ ہے۔ وجہ یہ ہے ان سخت حالات میں وعدہ کو وہی مانے گا جو کامل ایمان، کامل طاعت، کامل محبت اور سچا تسلیم کرنے والا ہو گا۔ یہ شان صحابہ ہے کہ جو بھی آپ ﷺ نے خبر دی انہوں نے اس کی تصدیق کی ان اخبارات میں سے جو آپ ﷺ نے دیں اور صحابہ نے دل و جاں سے مانیں فارس، شام، عراق اور یمن کی فتح اور غزوہ ہند کی خبریں تھیں، یہ تمام کی تمام صحابہ نے تسلیم کیں اس میں انہیں ذرہ بھر شک نہ تھا بلکہ ان پر کامل یقین تھا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک آدمی نے فاقہ کی شکایت کی پھر دوسرا آیا اس نے لوٹ مار کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا۔

عدی

هل رأيت الحيرة؟ کیا تو نے حیرہ شہر دیکھا ہے؟

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا تو نہیں سنا ہے۔ فرمایا۔

ان طالت بك حياة لترين الظعينة
ترتحل من الحيرة حتى تطوف
بالكعبة لا تخاف الا الله

کعبہ کا طواف کرے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہ ہو گا۔

میں نے دل میں سوچا قبیلہ طے کے بدکار کہاں ہوں گے جو پورے شہر لوٹ لیتے ہیں۔ فرمایا۔

ولئن طالت بك حياة لقفحن كنور
اگر تو زندہ رہا تو دیکھے گا کسریٰ کے

کسری خزانے فتح ہو جائیں گے۔

میں نے کہا کسری بن ہرمز؟ فرمایا ہاں کسری بن ہرمز پھر فرمایا اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا ایک آدمی سونا چاندی لئے پھرے گا کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ہو گا۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے تنہا عورت کو حیرہ سے سفر کر کے کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا اور اسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہ تھا، میں ان لوگوں میں شامل تھا جن کے ہاتھوں کسری بن ہرمز کے خزانے فتح ہوئے اور زندگی رہی تو وہ وقت بھی دیکھیں گے جب زکوٰۃ وصول کرنے والے نہ ہوں گے۔ (البخاری، المناقب) یعنی انہیں تیسری خبر کے بارے میں بھی یقین تھا کہ اسی طرح واقع ہو کے رہے گا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جب انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دخول مکہ کی خبر دی جو خواب کی صورت میں تھی تو انہیں ذرہ بھر شک اس کے دخول میں نہ تھا اور نہ صحت خبر میں کوئی شک تھا جب حدیبیہ کی صلح ہوئی اس معاہدہ میں تھا کہ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ نہیں جائیں گے آئندہ سال جائیں گے۔ بعض نے سمجھا دخول اسی سال ہو گا ان پر وعدہ و خبر کا معاملہ دشوار گزرا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا کہ تم عنقریب اس سال داخل ہوں گے انہوں نے عرض کیا نہیں پھر سوچا تو واقعہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا۔

انکم ستدخلونہا تم عنقریب داخل ہوں گے۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے خواب کی تصدیق فرمادی اس میں دخول کے وعدہ کے علاوہ دیگر بشارات بھی تھیں۔

لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّءُوسَ بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنِ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ ۝ مَخْلِقِينَ رُءُوسِكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ

بیشک اللہ نے سچ کر دیا اپنے رسول کا سچا خواب بیشک تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اگر اللہ چاہے امن و امان سے اپنے سروں کے بال منڈاتے یا ترشواتے بے

رُسُوْلُهُ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلٰى
الدِّيْنِ كُلِّهِ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شٰهِيْدًا
خوف تو اس نے جانا جو تمہیں
معلوم نہیں تو اس سے پہلے ایک
نزدیک آنے والی فتح رکھی وہی ہے
(الفتح - ۲۷، ۲۸)

جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور
سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے
سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ
کافی ہے گواہ۔

تو وہ مکہ میں داخل ہوئے حالت امن میں، انہیں خوف نہ تھا، حلق کروا کر یا قصر کروا کر
اور اس داخلہ سے پہلے صلح کروائی جو فتح قریب عظیم تھی اس کے بعد دین کے غلبہ کی
بشارت کا ظہور ہوا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی گواہی تھی، آپ ﷺ نے ہمیں حوض کے
بارے میں آگاہ فرمایا ہے امید ہے ہماری ملاقات آپ ﷺ سے وہاں ہوگی۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے آٹھ سال بعد شہداء احد کی
نماز جنازہ پڑھی جیسے کوئی زندہ اور اموات کو الوداع کر رہا ہو پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے
اور فرمایا۔

انى بين ايديكم فرط وانا عليكم شهيد
وان موعداكم الحوض وانى لانظر اليه من
مقامى
میں تمہارا پہلے جا کر انتظار و انتظام
کرنے والا ہوں میں تم پر گواہ
ہوں، ملاقات کی جگہ حوض ہے اور

(البخاری - کتاب المغازی) میں اسی مقام سے دیکھ رہا ہوں۔

جب آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ آگے جا کر انتظام کا وعدہ فرمایا تو آپ ﷺ ہم سے پہلے
وصال فرما گئے وعدہ کی جگہ حوض ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ سے ملیں
گے اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے مبارک مشروب پیئیں گے جس کے بعد ہم
پاس نہیں محسوس کریں گے۔ اے اللہ ہم سب کو وہ مبارک موقع عطا فرما۔ (اللہم
آمین)

۲۱۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اسوہ حسنہ بنایا

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا کامل بنایا، اتنے خصائص عطا فرمائے جو کسی اور انسان و انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائے۔ آپ ﷺ کی اعلیٰ و اکمل تربیت فرمائی۔ اتنا بلند مرتبت بنایا کہ روز قیامت تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کے جہنڈا کے نیچے ہوں گے، آپ ﷺ اللہ کی حفاظت سے محفوظ اور اس کی عصمت سے معصوم ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لئے سب سے اعلیٰ رہنما بنایا اور اسوہ حسنہ قرار دے دیا اور آپ ﷺ کی اتباع و طاعت ہر ایک پر لازم فرمادی اور تمام پر لازم کر دیا کہ وہ ہر شے میں آپ ﷺ کو رہنما کامل تصور کریں۔ کیونکہ آپ ﷺ ہر شے میں کامل ہیں، انسان فطرتاً تقلید اور اتباع پر پیدا کیا گیا ہے، اس امت سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس پر اس کی نہایت شفقت ہے کہ اس نے اس کے لئے اعلیٰ رہنما بنایا تاکہ یہ گمراہ نہ ہو اور نہ بھٹکتی پھرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خوب آسانی عطا فرمائی اور اعلیٰ رہنما کی طرف ان کو متوجہ فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
 لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَ دَكَرَ
 اللَّهُ كَثِيرًا
 بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی
 بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور
 پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ
 (الاحزاب - ۲۱) کو بہت یاد کرے۔

یہ آیت مبارکہ حضور ﷺ کی اقتداء میں بنیادی حیثیت اور اصل عظیم کا درجہ رکھتی ہے۔ کہ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور اخلاق میں پیروی کی جائے، ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اقتداء و پیروی والے کی صفات بھی بیان فرمادیں کہ یہ انعام اس کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کا امیدوار، یوم آخرت کو مانے اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرے۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھے، یوم آخرت کا اسے کوئی خوف نہ ہو اور صفت منافقین قلت ذکر سے متصف ہو نہ اس کے لئے آپ ﷺ مقتداء ہیں نہ اسوہ یہ اسوہ ہر جگہ ہے گھر، مسجد، راستہ، صلح، جنگ، جنگ میں اقدام و ادبار، فعل، ترک، آزدی،

مجبوری، خلق، اللہ تعالیٰ سے اتصال، لباس بلکہ ہر شے میں ہے لیکن اسی کے لئے جو مذکورہ صفات کا حامل ہو، حافظ ابرو کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، یہ آیت کریمہ حضور ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال میں اقتداء پر اصل کبیر ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے غزوہ احزاب کے موقع پر صبر، استقامت، جہاد و مجاہدہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی کے انتظار میں آپ ﷺ کی اقتداء کا حکم دیا، صحابہ کرام نے اسی طریق کو اپنایا، اسی شاہراہ پر وہ چلے، اسی ترازو کو انہوں نے لازم پکڑا اور یہاں تک ممکن تھا اسی کو نبھایا۔

جب آپ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہنی تو انہوں نے پہن لیں اور جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو انہوں نے بھی انہیں اتار پھینکا، نماز میں آپ ﷺ نے نعلین اتارے صحابہ نے بھی اتار دیئے عرض کیا آپ ﷺ کے اتارنے کی وجہ سے ہم نے اتار دیئے، حضور ﷺ نے وصال کے روزے رکھے انہوں نے بھی رکھنے شروع کر دیئے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں مجھے میرا رب رات کو کھلاتا پلاتا ہے لہذا یہ میرے ساتھ مخصوص ہیں، آپ ﷺ کی وجہ سے سفر میں روزہ رکھا آپ ﷺ کے افطار پہ افطار کر لیا، بعض کے بارے میں پتہ چلا کہ انہوں نے افطار نہیں کیا تو فرمایا وہ عاصی ہیں۔ بعض نے آپ ﷺ کا گریباں کھلا دیکھا تو ساری زندگی گریباں کھلا رکھا، رکنین کو لمس کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے سوا انہوں نے کسی کو لمس نہ کیا، سبتی نعلین پہنے ہوئے دیکھا تو دوسرے جوتے نہ پہنے، مثالیں تو بہت ہیں ہم یہاں صرف دو مثالیں ذکر کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا صحابہ نے تاخیر کی جب آپ ﷺ نے اس شے پر خود عمل فرمایا تو فی الفور انہوں نے عمل کیا اور کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔

۱۔ واقعہ حدیبیہ میں ہے جب آپ ﷺ صلح نامہ سے فارغ ہوئے تو صحابہ کو فرمایا اٹھو قربانی کرو اور حلق کرواؤ تو ان میں سے کوئی آدمی نہ اٹھا حتیٰ کہ تین دفعہ فرمایا جب کوئی نہ اٹھا تو آپ ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں تشریف لے گئے اور صحابہ کے بارے میں بتایا تو انہوں نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ آپ ﷺ تشریف لے جائیں کچھ نہ فرمائیں اپنی قربانی ذبح فرمادیں اور حجام کو بلوا کر حجامت بنوائیں، آپ ﷺ نکلے کسی سے کلام نہ

فرمایا حتی کہ قربانی دی اور حجام کو بلوا کر حلق فرمایا جب صحابہ نے دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے قربانیاں ذبح کیں اور ایک دوسرے کی حجامت کرنے لگ گئے حتیٰ کہ ممکن تھا غم کی وجہ سے جلدی میں کسی کو قتل کر دیتے۔

صحابہ کے فی الفور حکم نہ بجالانے کی کئی حکمتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ انہوں نے محسوس کیا ہو کہ حکم ندب ہے لازم نہیں

۲۔ شاید وحی نازل ہو جائے جس سے صلح باطل ٹھہرے

۳۔ اس میں اس کا اضافہ ہو جائے کہ مسلمان اس سال مکہ جائیں گے تاکہ عمرہ

کے ارکان ادا کر سکیں۔

۴۔ صورت حال نے انہیں مبہوت کر ڈالا تھا کہ ہم قوت کے باوجود اپنے آپ کو

کمزور تصور کر رہے ہیں۔

۵۔ مطلق امر تھا اور یہ فی الفور کا تقاضا نہیں کرتا۔

۶۔ انہوں نے یہ محسوس کیا کہ آپ ﷺ ہمیں رخصت پر عمل کرنے کا حکم دے

رہے ہیں اور آپ ﷺ عزیمت پر عمل کرتے ہوئے آئندہ سال تک احرام میں رہنا چاہتے

رہے ہیں۔ جب صحابہ نے دیکھا آپ ﷺ نے احرام کھول دیا ہے تو انہوں نے فی الفور

احرام کھول دیئے کیونکہ اس کے بعد انتظار کا کوئی مقصد ہی نہیں قول کے ساتھ فعل

محض قول سے ابلغ ہوتا ہے۔

۲۔ حجتہ الوداع کے موقعہ پر احرام کھولنے کا حکم

لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کو بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے جیسا کہ حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ (البخاری، کتاب الحج)

یہ حج آپ ﷺ کا آخری تھا آپ ﷺ نے اس میں تمام جاہلیت کی رسوم پر ضرب

کاری لگائی تھی مثلاً ننگے ہو کر طواف سے منع فرما دیا، مزدلفہ میں وقوف ختم کر کے

عرفات میں وقوف کا حکم دیا اس طرح آپ ﷺ نے چاہا کہ شیطان نے لوگوں میں جو یہ

بات پیدا کر دی ہے کہ ان دنوں عمرہ سخت گناہ ہے اسے ختم کیا جائے۔ صحابہ نے حج کا

احرام باندھ رکھا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا جس نے طواف اور سعی کر لی ہے اور قربانی ساتھ نہیں لایا وہ احرام کھول دے اور اس عمل کو عمرہ قرار دیدے لوگ متردد ہوئے جیسا کہ سیدہ عائشہؓ سے مروی روایت میں ہے۔ (المسلم، کتاب الحج)

عرض کیا ہمارے لئے اب سب کچھ حلال ہو گا؟ فرمایا سب کچھ حلال ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے صحابہ نے عرض کیا ہم منیٰ اس حال میں جائیں گے کہ منیٰ ٹپک رہی ہو گی۔ آپ ﷺ نے اپنے احرام نہ کھولنے کی وجہ بیان فرمائی اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا اگر آئندہ سال عمل کا موقعہ ملا تو میں ہدی ساتھ نہیں لاؤں گا۔ مسلم میں الفاظ ہیں، تم جانتے ہو میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہوں، تم سب سے زیادہ سچا اور نیک ہوں اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو میں احرام کھول دیتا لہذا تم احرام کھول دو تو صحابہ نے یہ کہتے ہوئے ”سمعنا و اطعنا“ احرام کھول دیئے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

افعلوا ما امرتکم فلو لانی سقت الہدی جو میں کہہ رہا ہوں کرو اگر میں لفعلت مثل الذی امرتکم بہ ولكن نے ہدی ساتھ نہ لائی ہوتی تو میں لایحل منی حرام حتی یبلغ الہدی بھی احرام کھول دیتا لیکن میرے لئے احرام کھولنا حلال نہیں جب محله تک ہدی قربان گاہ تک نہ پہنچ جائے۔

تو ان سب نے احرام کھول دیئے، جن لوگوں نے ہدی ساتھ لائی تھی انہوں نے بھی آپ ﷺ کے حکم کے مطابق کیا مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت ابو موسیٰ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم ہدی ساتھ لائے تھے یا وہ صحابہ جنہوں نے یہ کہہ کر احرام باندھا ہمارا احرام وہی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا ہے تو جب آپ ﷺ نے فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہیں وہ احرام کھول دے تو انہوں نے بھی احرام کھول دیا، الغرض آپ ﷺ نے حکم دیا جس نے ہدی ساتھ نہیں لائی وہ احرام حج کو عمرہ کے ساتھ بدل دے تاکہ جو غلط رسم پیدا ہو چکی ہے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ غلط عمل ہے ختم کر دی

جائے، صحابہ میں تردد ہوا کیونکہ آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا اور صحابہ کی عادت تھی کہ عمل آپ ﷺ کے بعد کیا کرتے۔ جب آپ ﷺ نے حکمت بیان فرمادی (قربانی کا ساتھ لانا) اور فرمایا اگر ہدی ساتھ نہ لایا ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا جب انہیں اس حکمت کا علم ہو گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کے حکم کی فی الفور تعمیل کر دی اس لئے انہوں نے اسے عجیب سمجھتے ہوئے عرض کیا تھا کہ ہمارے لئے سب کچھ حلال ہے۔ مثلاً لباس، خوشبو اور بیوی تو ان کے تعجب میں اور اضافہ ہو گیا تو جب آپ ﷺ نے حکمت بیان فرمادی تو انہوں نے فی الفور اسے قبول کر کے عمل کر لیا۔

آپ ﷺ نے اپنے طریق پر چلنے اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے پر ابھارا، سنت اور آپ ﷺ کے طریق کے خلاف چلنے والے کا رد فرمایا خواہ وہ عمل کرنے والا اس فعل کا موجد اور مخترع ہو یا ایجاد تو کسی غیر نے کیا اور اس پر عمل پیرا ہے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہورد
(البخاری، کتاب الصلح) ایجاد کی جو اس میں سے نہیں تو وہ

مردود ہے۔

مسلم کے الفاظ ہیں۔

من عمل عملا لیس علیہ امرنا فہورد
(المسلم، کتاب الاقضیہ) کے مطابق نہیں وہ مردود ہے۔

پہلی روایت میں عمل کی بات نہ تھی دوسری میں عمل کو بھی شامل ہے، تمام لوگوں پر یہ لازم ہے کہ ہر آدمی آپ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر چلے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ مردود اور غیر مقبول ہے۔

۲۲- اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی اطاعت کو اپنی طاعت قرار دیا ہے

معاملہ اپنی بلندی کو پہنچ چکا، مقام تو خوب بلند ہو گیا جب اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی طاعت، اللہ کی طاعت ہے کیونکہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہی رسول بنایا، اس نے آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا، اس نے آپ ﷺ کی فرمانبرداری

کا حکم دیا، اس نے آپ ﷺ کی نافرمانی اور آپ ﷺ کے احکام کی مخالفت حرام قرار دی آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق اس کا پیغام پہنچانے والے ہیں، آپ ﷺ ہی کی ذات اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہے، اللہ تعالیٰ کی شریعت آپ ﷺ نے ہی بیان کی پھر اس کی شرح اور تفصیل کی، اللہ تعالیٰ کی طرف ہادی آپ ﷺ ہی کی ذات ہے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبشر و نذیر ہیں۔ یہی وجہ ہے جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی اس نے آپ ﷺ کو رسول بنانے والے کی اطاعت کی جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے آپ ﷺ کے بھیجنے والے کی نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَفِيظًا
 جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔
 (النساء - ۸۰)

اس آیت میں ”یطع“ مضارع ہے جو حال و مستقبل پر دال ہے ”اطاع“ ماضی جو وقوع و ثبوت پر دال ہے، جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت حالاً کی اس سے اللہ تعالیٰ کی طاعت اس سے پہلے ثابت ہو گئی، کیونکہ آپ ﷺ کو رسول اللہ نے بنایا اور آپ ﷺ کی طاعت کا حکم بھی اس نے دیا لہذا جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی فی الحقیقت اس نے آپ ﷺ کی طاعت سے پہلے آپ ﷺ کے بھیجنے والے کی طاعت کی اور جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے فی الحقیقت آپ ﷺ کی معصیت سے پہلے آپ ﷺ کے بھیجنے والے کی معصیت کی کیونکہ وہ آپ ﷺ کا بھیجنے والا ہے، اور اس نے آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کی معصیت کو حرام قرار دیا۔

یہ بھی ذہن نشین رہے کہ طاعت الہی کا حکم نقل کرنے والی بھی آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی آپ ﷺ کی طاعت کا حکم فرمانے والا ہے۔ اب آپ ﷺ نے اپنی طاعت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جو حکم نقل فرمایا ہے جو شخص اسے نہیں مانتا تو وہ اس شخص کی مانند ہو گا جو آپ ﷺ کے اس حکم کی طاعت نہیں کرتا جو

آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کے بارے میں نقل کیا ہے، تو جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی طاعت نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ کی بھی طاعت نہ کی یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے منشاء و مراد، مخلوق پر واضح کرنے کے لئے آپ ﷺ کو منتخب فرمایا، اور اس نے ہر ہر مخلوق کی طرف الگ الگ رسول نہیں بھیجا (حالانکہ اس پر قادر ہے) اس نے تمام مخلوق کی طرف فقط ایک ہی رسول بھیجا اور اس کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم فرمایا، امام ابن جریر طبری کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام مخلوق پر حضور ﷺ کو رسول بنانے کی حکمت ہے گویا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے انہیں بتاؤ اے لوگو تم میں سے جو حضرت محمد ﷺ کی طاعت کرے گا اس نے آپ ﷺ کی طاعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طاعت کر لی، ان کی بات مانو، ان کے حکم کی طاعت کرو کیونکہ جب بھی یہ تمہیں کوئی حکم دیں گئے تو میرا ہی ہو گا اگر کسی سے منع کریں گے تو وہ منع میری طرف سے ہو گا کوئی ہرگز یہ بات نہ کہے

انما محمد بشر مثلنا یرید ان یتفضل
علینا
حضور ﷺ ہماری طرح بشر ہیں اور
ہم پر فضیلت جتانے کے لئے
کوشاں ہیں

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”ومن تولی“ اے محمد ﷺ جس نے آپ ﷺ کی طاعت سے اعراض کیا تو ہم نے آپ ﷺ کو ان کے اعمال پر محافظ و محاسب بنایا، ہم نے آپ ﷺ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے لئے بھیجا، ان کے اعمال کی ذمہ داری اور ان کا محاسبہ ہمارا کام ہے، بہت سی احادیث مروی ہیں جن میں یہی معنی و حقیقت کا بیان ہے۔

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی
فقد عصی اللہ
جس نے میری اطاعت کی اس نے
اللہ کی طاعت کی جس نے میری
(البخاری، کتاب الجہاد) نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی
نافرمانی کی۔

۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا حصہ ہے۔

فمن اطاع محمدا فقد اطاع الله و من عصى محمدا فقد عصى الله و محمد ﷺ کی طاعت کی اس فرق بین الناس

(البخاری، کتاب الاعتصام) تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ لوگوں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ صحابہ میں تشریف لائے اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، عرض کیا کیوں نہیں ہم آپ ﷺ کو اللہ کا رسول مانتے ہیں فرمایا کیا تم نہیں جانتے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے۔

من اطاعنی فقد اطاع اللہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی

عرض کیا کیوں نہیں ہم اعلان کرتے ہیں جس نے آپ ﷺ کی طاعت کی اس نے بلاشبہ اللہ کی طاعت کی، آپ ﷺ کی طاعت، اللہ تعالیٰ کی طاعت ہی ہے۔ فرمایا اللہ کی طاعت یہ ہے کہ تم میری طاعت کرو اور میری طاعت یہ ہے کہ تم ائمہ کی طاعت کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائیں تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو (مسند احمد، ۲ = ۹۳)

حافظ ابن حجر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے تحت لکھتے ہیں آپ ﷺ کا یہ جملہ ”من اطاعنی فقد اطاع اللہ“ یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے۔ ”من یطع الرسول فقد اطاع اللہ“ کیونکہ میں وہی حکم دیتا ہوں جو اللہ نے دیا تو جس نے بھی میرے حکم پر عمل کیا اس نے مجھے حکم دینے والے کے حکم کو مان لیا، یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری طاعت کا حکم دیا ہے تو جس نے میری طاعت کر لی تو اس نے اللہ کے اس حکم کو مان لیا جو اس نے میری طاعت کا دیا تھا۔ اسی طرح معصیت کا معاملہ ہے، طاعت، حکم کو بجالانا جس سے منع کیا اس سے رک جانا ہے اور معصیت اس کے برعکس ہے، جو حضور ﷺ کا مطیع ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے، جو اللہ تعالیٰ کا مطیع بننا چاہتا ہے اس پر آپ ﷺ کی طاعت، لازم ہے کیونکہ آپ ﷺ اس کے پیغامبر اور اس

کے راستہ کے ہادی ہیں۔ جو آپ ﷺ کی طاعت نہیں کرے گا تو اس نے اپنے رب کی طاعت نہیں کی جیسا کہ جس نے آپ ﷺ کی طاعت کی مگر رب تعالیٰ کی طاعت نہ کی اس نے آپ ﷺ کی بھی طاعت نہیں کی۔

۲۳۔ آپ ﷺ کی بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بیعت قرار دیا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طاعت کو اپنی طاعت قرار دیا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت فرما دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ
يُدَاللَّهُ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا
يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ
عَلَيْهِ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا
وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو
اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان
کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو
جس نے عہد توڑا اس نے اپنے
بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا
(الفتح - ۱۰)

کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا
تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب
دے گا۔

براہ راست کس کی بیعت ہو رہی تھی اور کون بیعت لے رہا تھا رسول اللہ ﷺ، مگر اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ”انما یبا یعون اللہ“ انہوں نے اللہ کی بیعت کی، پھر فرمایا ومن اوفیٰ بما عہد علیہ اللہ

حالانکہ بیعت لینے والے تو رسول اللہ ﷺ ہیں یہ تمام اسرار اور رموز ہیں اور حضور ﷺ کے مقام کی بلندی و عظمت کی رفعتیں ہیں۔ جو ہر عاقل مومن صاحب قلب سلیم، فہم ثاقب اور روشن عقل والے پر مخفی نہیں ان سے اسے آپ ﷺ کے احترام و مقام کا علم ہو جائے گا۔

آپ ﷺ نے مسلمانوں سے بیعت لی اس بیعت کی روایات میں مختلف الفاظ ہیں وہ بیعت، اسلام، عدم شرک باللہ، ایمان، ہجرت، فروغ اسلام، امامت صلاۃ، ادائیگی زکوٰۃ، ہر مسلمان کی خیر خواہی، عدم زنا و سرقہ، صبر، سمع و طاعت، توحید، جہاد، عدم فرار وغیرہ پر

تھی پھر جس طرح آپ ﷺ نے مردوں سے بیعت لی اسی طرح خواتین سے بھی لی، ان تمام پر وفا اور عدم نقض لازم تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان کرنے والوں کے بارے میں فرمایا یہ اہل جنت ہیں اور اللہ کے حکم سے اس میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝١٨
وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا
حَدِيدًا

بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا اور بہت سی غنیمتیں ان کو دیں اور اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

(الفح - ۱۸، ۱۹)

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رضا سے نوازا، ان پر سکینہ کا نزول فرمایا، فتح قریب، مغنم کثیر، عزت، رفعت اور نصرت کی خوشخبری دی اور یہ بھی خبر دی کہ ان کے دلوں میں ایمان، صدق، وفا اور سمع و طاعت موجزن ہے۔ تمام انعامات صحابہ نے پائے صرف اس لئے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے بیعت کی اور سمع و طاعت اختیار کی، سمع و طاعت اختیار کرنے والے سچے لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے نوازتا ہے اور مخلوق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی سنت مختلف نہیں ہے۔

۴۱: آپ ﷺ سے آگے بڑھنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاملات کرنے کا بھی طریقہ بتایا یہ آداب ربانیہ مختلف نوعیت کے ہیں۔ سورۃ حجرات ان تمام آداب سے مالا مال ہے جو اللہ نے بندوں کو تعلیم دیئے، ان آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھا جائے، کسی معاملہ میں آپ ﷺ سے پہلے کچھ نہ کیا جائے

اور نہ کہا جائے بلکہ تمام امور میں آپ ﷺ کی اتباع کی جائے، جب تک آپ ﷺ کی زبان پاک سے کوئی حکم صادر نہ ہو اس وقت تک کوئی اقدام نہ کیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَأَتَقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
اَلْحَجْرَات - (۱) سے ڈرو۔ بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اس پر خبردار فرما دیا ہے کہ آپ ﷺ کے کلام سے پہلے کلام مت کریں۔ آپ ﷺ سے پہلے کوئی فتویٰ جاری نہ کیا جائے کیونکہ یہ تمام ایذاء و تکلیف ہے اور آپ ﷺ کو تکلیف دینا حرام ہے۔ اس لئے کہ اتباع کرنے والا اپنے مقتداء کے ہمیشہ پیچھے ہوتا ہے وہ آگے نہیں ہو جاتا۔ ہم آپ ﷺ کی اتباع اور طریق پر چلنے پر مامور ہیں اتباع چاہتی یہی ہے کہ ہم آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلیں، دوڑیں بھی تو پیچھے، آگے بڑھنا تو امام بننا ہے اور یہ اتباع کی ضد ہے تو جب آپ ﷺ پر تقدم حرام ہے تو عدم طاعت و مخالفت تو بطریق اولیٰ حرام ہوگی۔

۲۵۔ آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا حرام ہے

جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھنے کا ادب سکھایا اسی طرح آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند نہ کرنے کا بھی حکم دیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آواز بلند کرنے والوں اور آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنے والوں کو ڈرایا اور ان پر تنبیہ فرمائی جیسے آپ ﷺ کی بارگاہ میں آواز پست رکھنے والوں کی مدح و تعریف کی اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَابَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ
اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور

وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ
 أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
 امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
 وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ
 وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝
 وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ نَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ
 خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
 (الحجرات - ۲، ۵)

بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں
 ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہ
 کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ
 ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو بیشک
 وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں
 رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن ا
 دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے
 پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور
 بڑا ثواب ہے بیشک وہ جو تمہیں
 حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان
 میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ
 صبر کرتے یہاں تک کہ آپ ﷺ
 ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان
 کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا
 مہربان ہے۔

پہلی آیت میں آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور جس طرح
 آپس میں بلا تکلف گفتگو کی جاتی ہے اس سے بھی منع فرمایا، لیکن جو باز نہیں آئے گا
 اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور اسے شعور بھی نہ ہو گا۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سراہا جو آپ ﷺ کی بارگاہ میں آواز
 کو پست رکھتے ہیں، اس کی رغبت دلائی، اور اس پر ابھارا اور فرمایا ایسے ہی دل تقویٰ
 والے اور اس کا محل بننے کے اہل ہیں، ان کے لئے بخشش ہے اور انہیں اجر عظیم ملے
 گا۔

تیسری آیت میں ان لوگوں کی مذمت فرمائی جو مدینہ طیبہ آتے ہیں، حضور ﷺ گھر
 تشریف فرما ہوں تو بلند آواز سے بلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت فرمائی اور فرمایا

انہیں عقل نہیں۔

چوتھی آیت میں فرمایا کاش یہ آپ ﷺ کی آمد کا انتظار کریں اور پھر اپنے مقصد کے بارے میں عرض کریں تو خوب بہتر ہوتا مگر یہ دیہاتی بدو ہیں، بہت سی روایات صحابہ کے احوال کے بارے میں ہیں خواہ وہ اس آیت کے نزول کا سبب ہوں یا نہ ہوں۔

۱۔ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قریب تھا صحابہ میں سے اخیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آواز بلند ہوگی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد وہ دونوں رازدانہ انداز میں گفتگو کیا کرتے حتیٰ کہ دوبارہ پوچھنا پڑتا۔

(البخاری، کتاب الاعتصام)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ”ان الذین یغضون اصواتہم“ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے قسم اس ذات کی جس نے آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی۔ یا رسول اللہ ﷺ میں موت تک اونچی گفتگوں نہیں کروں گا بلکہ راز کے انداز میں بات کیا کروں گا، حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا، ذہبی نے اس حکم کو ثابت رکھا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ بنو تیمم کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تعقاع بن معبد کو ان کا امیر بنایا جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا اقرع بن حابس کو بنایا جائے دونوں میں اختلاف کی وجہ سے آواز بلند ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔
(الحجرات - ۱)

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے، نبی اکرم ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو غیر حاضر پایا ایک صحابی نے عرض کیا میں پتہ کر کے عرض کرتا ہوں وہ ان کی طرف گئے تو دیکھا اپنے گھر سر جھکائے بیٹھے ہیں پوچھا کیا حال ہے؟ کہنے لگے نہایت ہی بدتر، میری

آواز حضور ﷺ کی آواز سے بلند ہوتی رہی، اعمال ضائع ہو گئے میں تو دوزخی بن چکا ہوں، صحابی نے آکر تفصیل عرض کی۔ موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ صحابی دوبارہ یہ بشارت لے کر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے۔

انک لست من اهل النار ولكن من اهل الجنة تم دوزخی نہیں ہو تم تو جنتی ہو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے

فكنا نراه يمشى بين اظہرنا رجل من ہم اپنے درمیان ایک جنتی شخص کو اهل الجنة چلتے پھرتے دیکھا کرتے تھے۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے حضرت سعد نے اس آدمی کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ بل هو من اهل الجنة بلکہ وہ تو جنتی ہے۔

(المسلم - کتاب الایمان)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کا وہ عظیم مقام جان لیا جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے لہذا اپنے اوپر آپ ﷺ کا احترام، اکرام، توقیر و وقار لازم و فرض سمجھتے تھے اور اس میں ایک ادب آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند نہ کرنا بھی ہے بلکہ آپ ﷺ کی مسجد مبارک میں آواز بلند نہ کرتے حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بھی آواز پست رکھتے۔ انہوں نے واقعہ "آپ ﷺ کا حق ادب پہچانا اور نبھایا کیونکہ اتباع کرنے والا اپنے امام و مقتدا کی آواز پر آواز بلند نہیں کیا کرتا بلکہ وہ آواز کو پست رکھتا ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں تھا کسی آدمی نے میری طرف سنگریزہ پھینکا میں نے دیکھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ ان دو آدمیوں کو بلا کر لاؤ، میں لے آیا فرمایا تم کون ہو کہاں سے ہو، کہنے لگے ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لو كنتما من اهل البلد وجعتكما ترفعان اصواتكما في مسجد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم شہر مدینہ سے ہوتے میں تمہیں سزا دیتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آواز بلند کر رہے ہو۔

(البخاری، کتاب الصلاة)

مسجد نبوی میں گفتگو کرنے کے بارے میں ہم نے اپنی کتاب فضائل المدینہ المنورہ میں خاصی گفتگو کی ہے۔ دو صحابی اونچا بول رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یلتہ اللہ سے آگاہ کرنے سے منع فرما دیا تھا جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے۔

تو جب آپ ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنا حرام اور اس کی وجہ سے اعمال ضائع اور ساقط، تو آپ ﷺ کی طاعت اور فرمانبرداری کا مقام کیا ہو گا اور آپ ﷺ کی معصیت اور تکلیف پر سزا کیا ہو گی؟

۲۶- آپ ﷺ کی مخالفت کو حرام قرار دیا

طاعت کا تقاضا عدم مخالفت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے۔ تو یہ آپ ﷺ کے عدم مخالفت کا تقاضا کرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مخالفت پر عذاب الیم کی وعید سنائی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ
بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ
يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ
يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ
يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسے
نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک
دوسرے کو پکارنا ہے بیشک اللہ جانتا
ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں
کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ
جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے
(النور - ۶۳)

ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر
دردناک عذاب پڑے۔

پہلے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کا بیان فرمایا کہ جب وہ آپ ﷺ کے پاس کسی معاملہ کے لئے جمع ہوں تو واپس اجازت کے بغیر نہ جائیں، جب اجازت طلب کریں تو آپ ﷺ جسے چاہیں اجازت دین اور ان کے لئے بخشش مانگیں پھر تمام کو سمجھایا کہ آپ ﷺ کو اس طرح مخاطب نہ کیا کریں جیسے ایک دوسرے کو کرتے ہو۔ یا محمد، یا ابن عبد اللہ نہ کہو بلکہ عزت، تعظیم اور اکرام کرتے ہوئے یوں عرض کرو یا رسول اللہ، یا نبی

اللہ، یہ تمام ادب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو سکھایا اس کے بعد منافقین کا معاملہ چھیڑا جن پر گفتگو بوجھ بنتی ہے وہ کوشش کرتے ہیں کسی بہانے مجلس رسول اللہ ﷺ سے نکل جائیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں متنہ فرمایا کہ باز آ جاؤ ورنہ تمہیں کوئی فتنہ یا عذاب الیم گرفت میں لے لے گا دنیا میں قتل، حد، قہر اور آخرت میں جہنم کی آگ۔ پیچھے گزرا آپ ﷺ نے فرمایا۔

من احدث فی امرنا ما لیس منہ فہورد اسی لئے واضح کیا کہ جو شخص ظاہر و باطن میں آپ ﷺ کے طریق اور نبج کی مخالفت کرے گا وہ دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گا۔ پیچھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی گزری جس میں آپ ﷺ نے مثال دی تھی۔

فذلکم مثلی و مثلکم انا اخذ بجز کم عن
النار ہلم عن النار ہلم من النار
تمہیں پیچھے سے پکڑ کر آگ سے
دور کر رہا ہوں، آگ سے بچو تو تم
مجھ سے چھڑا کر آگ میں گرنے کی
کوشش میں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کو اس لئے ڈرایا ہے۔ کیونکہ جو کسی طریق پر زندگی بسر کرتا ہے اسے موت بھی اسی طریق پر آتی ہے پھر اسے اس پر اٹھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی طاعت و عبادت اور اپنے رسول ﷺ کی طاعت و اتباع کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

۲۷۔ آپ ﷺ سے تنازع حرام ہے

طاعت، مطاع کی بات تسلیم کرنے اور اس کی عدم مخالفت کا تقاضا کرتی ہے۔ اتباع تقاضا کرتی ہے کہ متبع متبوع کے پیچھے رہے، سمع تسلیم کی مقتضی ہوتی ہے اس طرح مقتدا ہونا عدم تنازع کا تقاضا کرتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ جو فیصلہ دیں، جو حکم دیں یا منع فرمائیں ان میں آپ ﷺ سے تنازع حرام ہے، عملاً اور قصداً آپ ﷺ کے طریق کے علاوہ طریق کو اختیار کرنا اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنا۔ آپ ﷺ کے راستہ

سے روکنا یہ تمام حرام ہے جس سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ
تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحِطُّ
أَعْمَالُهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ
(محمد ۳۲، ۳۳)

بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ
کی راہ سے روکا اور رسول کی
مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت
ان پر ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ
کا کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور
بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت
کر دے گا اے ایمان والو اللہ کا
حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور
اپنے عمل باطل نہ کرو۔

یہ کافر اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتے، ہدایت کے بعد
وہ ایمان سے پھر گئے اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں، ان کی اپنی بربادی ہو گی روز
قیامت یہ خسارے والے بن گئے، ان کے اعمال، رائیگاں ہو گئے لہذا اے اہل ایمان تم
اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کو مضبوطی سے حاصل کر لو اور ڈرو اس
سے کہیں تمہارے اعمال بھی اسی طرح ضائع نہ ہو جائیں جیسے رسول ﷺ کی مخالفت
کرنے والوں کے ہو گئے ہیں۔

ان مخالفت کرنے والوں نے آپ ﷺ کی راہ کو چھوڑ کر دوسری راہ کو اپنا لیا
آپ ﷺ کے اس طریق سے نکل گئے جو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے،
ان عام مسلمانوں کی راہ کو چھوڑ دیا جو انہوں نے اختیار کی اور سچے مومنین صادقین کے
علاوہ راستے کی پیروی کرنے لگ گئے خواہ اہل ایمان کے اجماع کے خلاف ہو یا نص
شریعت کے خلاف ہو تو جدھر یہ اپنی مرضی سے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ادھر ہی چھوڑ
دیا اور یہ جہنم میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ
مَا تَوَلَّىٰ وَنُضَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

(النساء - ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد
اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل
چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا
راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر
چھوڑ دیں گے اور اس دوزخ میں
داخل کریں گے اور کیا ہی بری
جگہ پلٹنے کی۔

غزوہ بدر میں حالت کفار بیان کرتے ہوئے اہل ایمان کو ملائکہ کے ذریعے استقامت کا
تذکرہ فرمایا۔

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنْبِئِي مَعَكُمْ
فَقَسَبُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَالِقِي فِي قُلُوبِ
الَّذِينَ كَفَرُوا الرَّعْبَ فَأُضْرِبُوا فَوْقَ
الْأَعْنَاقِ وَأُضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۗ ذَٰلِكَ
بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۗ ذَٰلِكُمْ
فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ النَّارِ

(الانفال - ۱۲ - ۱۳)

جب اے محبوب تمہارا رب
فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں
تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو
ثابت رکھو عنقریب میں کافروں کے
دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں
کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان
کی ایک ایک پور (جوڑ) پر ضرب
لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ
اور اللہ کے رسول سے مخالفت کی
اور جو اللہ اور اس کے رسول سے
مخالفت کرے تو بیشک اللہ کا عذاب
سخت ہے۔ یہ تو چکھو اور اس کے
ساتھ یہ ہے کہ کافروں کو آگ کا
عذاب ہے۔

بنو نضیر یہود کے اخراج کا بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَلَوْ لَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (الحشر - ۳۳)

اور اگر نہ ہوتا کہ اللہ نے ان پر گھر سے اجڑنا لکھ دیا تھا تو دنیا ہی میں ان پر عذاب فرماتا اور ان کے لئے آخرت میں آگ کا عذاب ہے یہ اس لئے کہ وہ اللہ سے اور اس کے رسول سے پھٹے (جدا) رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول سے پھٹا رہے تو بیشک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ کے مخالف کی سزا جہنم ہے اس میں اسے ذلیل کر کے ڈالا جائے گا اس کے اعمال رائیگاں، آخرت میں اس کو عذاب الیم کیونکہ حقیقی مخالفین کافر اور یہود تھے تو انہوں نے دنیا و آخرت میں اس کی سزا پائی۔ اہل ایمان کو چاہئے وہ ان کی تقلید نہ کریں ان کی مثل نہ بنیں تاکہ ان جیسی سزا ان کو نہ بھگتنا پڑے۔

۲۸۔ آپ ﷺ کی مخالفت حرام ہے

آپ ﷺ سے مخالفت اور محادت بھی حرام ہے کیونکہ یہ اہل ایمان کی صفات ہی نہیں بلکہ یہ کفار و منافقین کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَمَا كُتِبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَوَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ﴿٥﴾ (المجادلہ - ۵)

بیشک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی اور بیشک ہم نے روشن آیتیں اتاریں اور کافروں کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مخالفت کرنے والوں کو خوب ننگا کر دیا کہ یہ لوگ ذلیل و رسوا، دنیا و آخرت میں تباہ حال اور بدبخت ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ

سے عناد و مخالفت والا برتاؤ کیا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي
الْأَذَلِّينَ

(المجادلہ - ۲۰) سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

پھر ان کی آخرت کی سزا بیان کی کہ وہ دائمی جہنم و آگ ہے، منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

يُحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَاللَّهُ
وَرَسُولَهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ
أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يَّحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ
لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ
الْعَظِيمُ

(التوبہ - ۶۲، ۶۳) کرے اللہ اور اس کے رسول کا تو

اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ
ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی
رسوائی ہے۔

یہاں بھی نہایت ہی قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ ذکر دو ذاتوں کا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مگر ضمیر واحد ہے پڑھیں۔

والله ورسوله احق ان يرضوه
اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ
حق دار ہیں کہ انہیں راضی کیا
جائے۔

”یرضوہما“ نہیں فرمایا، اس کے بعد مخالفت کرنے والے کی سزا بیان کی کہ وہ آگ میں دائمی داخلہ ہے جو سب سے بڑی رسوائی ہے، ان آیات کا تعلق منافقین سے ہے ان پر یہ رد کیا گیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جب وہ سچے ہیں تو سب سے زیادہ آپ ﷺ حقدار ہیں کہ انہیں راضی کیا جائے، ان کی مخالفت و مخالفت انہیں جہنم میں

لے جائے گی اور وہ سب سے بڑی ذلت ہے پھر اہل ایمان کو متنبہ کیا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف ہیں ان کے ساتھ محبت نہ کرو اگرچہ وہ تمہارے کتنے عزیز و اقارب ہی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَ
هُمْ أَوْ أَبْنَاءَ هُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ
بِرُوحٍ مِّنْهُ ط وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ
تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ط رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ
حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(المجادلہ - ۲۲)

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے بے شک اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے کافر والد کو قتل کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے بیٹے کو قتل کرنے کا ارادہ فرمایا حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کر دیا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قریبی رشتہ دار کو بدر کے دن قتل کر دیا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔

یہ سچے مومنوں کی شان اللہ تعالیٰ ان پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور انہیں اکرام و احترام سے جنات میں داخل فرمائے۔ وہ کامیاب ہوئے کیونکہ وہ اللہ کا لشکر تھے

جبکہ شیطان کا لشکر کافر قتل ہو گئے تو جب آپ ﷺ کی مخالفت والے کافر و منافق ہیں تو اہل ایمان کو ایسے احوال سے دور رہنا لازم ہے۔

۲۹۔ آپ ﷺ کو ایذا دینا حرام ہے

مطاع کی معصیت، اس کے لئے تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی ہر ایذا کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ قولاً و فعلاً ہو یا اشارۃً اس طرح آپ ﷺ کی معصیت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ آپ ﷺ کی ایذا کا سبب بنتی ہے۔ تو اہل ایمان کے لئے یہ کہاں جائز ہے کہ وہ آپ ﷺ کے لئے سبب ایذا بنیں کیونکہ آپ ﷺ کو ایذا دینے والا ملعون اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے تو آپ ﷺ کی توقیر، احترام و اکرام لازم و واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ
إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرٍ نَّظِيرِ
لِهَا وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ
إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي
مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا
سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ
وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ
وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا
رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنْكِحُوا
أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا إِنَّ ذَٰلِكُمْ
كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا

(الاحزاب - ۵۳) پروے کے باہر مانگو اس میں زیادہ

ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان

کے دلوں کی اور تمہیں نہیں

پہنچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا
 دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی
 ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بیشک یہ
 اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات
 ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر بغیر اجازت آپ ﷺ کے گھروں میں داخل ہونے
 سے منع فرمایا، جب کھانا کھالیں تو پھر اہل بیت نبوی کا خیال رکھتے ہوئے طویل گفتگو
 کرنے نہ بیٹھ جائیں کیونکہ یہ آپ ﷺ کے ایذا کا سبب ہے اور آپ ﷺ کمال حیا کی
 وجہ سے منع نہیں فرماتے، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کے وصال کے
 بعد نکاح نہ کریں وہ دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کی بیویاں ہیں اور اس پر اجماع ہے اس
 لئے اللہ تعالیٰ نے اس پر زیادہ سختی فرمائی۔

إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا
 بیشک اللہ کے نزدیک بڑی سخت
 بات ہے۔ (الاحزاب - ۵۳)

اللہ تعالیٰ نے اس ایذا سے مطلع فرمایا جو منافقین آپ ﷺ کو دیا کرتے پھر حکم عام کر
 دیا کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو ایذا دے گا اس کے لئے عذاب الیم ہے، اللہ
 تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ
 أذنٌ مَّقْلُ أذنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ
 لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ
 وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

(التوبة - ۶۱)

اور ان میں کوئی وہ ہیں کہ ان
 غیب کی خبریں دینے والے کو
 ستاتے ہیں اور کہتے ہیں وہ تو کان
 ہیں تم فرماؤ تمہارے بھلے کے لئے
 کان ہیں اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور
 مسلمانوں کی بات پر یقین کرتے
 ہیں اور جو تم میں مسلمان ہیں ان
 کے واسطے رحمت ہیں اور جو رسول

اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے
دردناک عذاب ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کو ایذا دینے والوں کو وعید شدید سنائی
خواہ وہ مخالفت آپ ﷺ کے حکم میں ہو یا جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا اس کے
ارتکاب کے ذریعے ہو یا آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عیب نکالنے، نقص نکالنے یا
آپ ﷺ پر طعن کرے یا کسی بھی ذریعہ سے آپ ﷺ کو تکلیف دے تو اللہ تعالیٰ اس
پر دنیا و آخرت میں لعنت فرماتا ہے اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے کیونکہ رسول
اللہ ﷺ کی ایذا اللہ تعالیٰ کی ایذا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کی طاعت، اللہ تعالیٰ کی
طاعت اور آپ ﷺ کی بیعت، اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

انَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا
بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور
اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ
کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں
(الاحزاب - ۵۷)

اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا
عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس لئے حضور ﷺ نے اپنی اہل بیت اور صحابہ میں سے کسی کو بھی ایذا پہنچانے سے
منع فرمایا ہے۔ کیونکہ ان تمام کی ایذا آپ ﷺ کی ایذا ہے اور آپ ﷺ کی ایذا، اللہ
تعالیٰ کی ایذا ہے اور جس نے بھی اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کو ایذا دی وہ
ملعون ہے اور روز قیامت اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔

۳۔ آپ ﷺ کی آواز پر بیٹھے رہنے والوں پر وعید

رسول اللہ ﷺ کے بلاوے کو جو بوجھ سمجھیں اور اس پر لبیک نہ کہیں اور بیٹھے
رہیں ان پر اللہ تعالیٰ نے عتاب فرمایا ہے۔ کاش وہ آپ ﷺ کا فرمان سنتے ہی
اطاعت و اتباع کرتے تو ان کے لئے خیر، نفع بخش اور اجر کا ذریعہ بنتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان
ہے۔

مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَؤُنْ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوِّ نَيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (التوبہ - ۱۲۰، ۱۲۱)

مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں یہ اس لئے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بیشک اللہ نیکوں کا نیک (اجر) ضائع نہیں کرتا۔ اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور جو نالاطے کرتے ہیں ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔

غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ سے جو پیچھے رہے اور آپ ﷺ کے اعلان کو بوجھ محسوس کیا آپ ﷺ کی اطاعت نہ کی ان پر عتاب فرمایا کہ انہوں نے کس قدر اجر کھو دیا ورنہ انہیں جو پیاس لگتی، تھکتے، بھوکے رہتے، دشمن کا خوف لاحق ہوتا ان سب پر انہیں اجر ملتا، اسی طرح جو یہ خرچ کرتے خواہ صغیر یا کبیر قلیل یا کثیر جو بھی یہ سفر میں خرچ کرتے اللہ تعالیٰ ان کے عمل و جدوجہد پر جزا سے نوازتا۔ جیسے جیسے یہ اپنے اہل سے دور ہوئے اپنے رب تعالیٰ کے قریب ہو جاتے، ان پیچھے رہنے والوں نے حد درجہ اجر و ثواب ضائع کر دیا، اگر یہ رسول ﷺ کی اطاعت کرتے آپ ﷺ کے ساتھ سفر

میں نکل پڑتے تو انہیں تمام اجر ملتا، ثواب حاصل ہوتا اور ان کے اعمال کو لکھ لیا جاتا
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذْ أَخْرَجَهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيًا إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ
إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَجْرُنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا
فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّهُ
تَرَوُهَا

اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے
شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی جب
کافروں کی شرارت سے انہیں باہر
تشریف لے جانا ہوا صرف دو جان
سے جب وہ دونوں غار میں تھے

جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم
نہ کھا اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ
نے اس پر اپنا سکیںہ اتارا اور ان
فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے
نہ دیکھیں۔

جب تم نے اللہ کے رسول ﷺ کی مدد نہ کی اللہ تو ان کا مددگار اور مہوید ہے اور
وہ حفاظت کے لئے کافی ہے اس کے بعد غار ثور کا واقعہ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی
معیّت میں پیش آیا تھا اس کا ذکر کیا تو جب آپ ﷺ کی بات کو بوجھ سمجھ کر بیٹھے رہنے
والوں پر یہ عتاب ہے تو اعلانیہ اور بطور عناد نافرمانی کرنے والے اور عملاً اطاعت نہ
کرنے والے کا کیا حال ہو گا؟

۳۱ واپسی کے وقت آپ ﷺ سے اجازت لازم ہے

اللہ تعالیٰ نے لوازم ایمان میں یہ چیز رکھی ہے جو حضور ﷺ کے ساتھ ہو وہ
آپ ﷺ کی اجازت لئے بغیر نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سچے
ایمان لانے والے کی یہ علامت بیان فرمادی کہ وہ آپ ﷺ سے اجازت کے بغیر نہیں
جایا کرتے، جو اٹھ کر کسی کام جانا چاہتا ہے اس کا آپ ﷺ سے اذن لینا واجب اور
مطلوب ہے تو آپ ﷺ کی طاعت کے لوازمات میں بطریق اولیٰ یہ ہونا ضروری ہے کہ

آپ ﷺ کے اذن کے بغیر آپ ﷺ کے قول کی مخالفت نہ کی جائے اور نہ ہی غیر کی رائے قبول کی جائے اور یہ تو بہت دور کی بات ہے کیونکہ آپ ﷺ کی مبارک رائے، مذہب اور عقیدہ سے بڑھ کر کسی کی رائے اور عقیدہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا
حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ
أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا
اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأُذِنَ لِمَنْ شِئْتَ
مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرُ لَهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ

(النور - ۶۲)

ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لئے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور ان کے لئے اللہ سے معافی مانگو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ابن قیم لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اس بات کو لوازم ایمان میں سے رکھا ہے کہ جب کوئی آپ ﷺ کے ساتھ ہے تو وہ کہیں بھی آپ ﷺ سے اذن کے بغیر نہیں جا سکتا تو ایمان کے لوازمات میں سے اس چیز کا ہونا بطریق اولیٰ ہو گا کہ آپ ﷺ کے اذن کے بغیر کسی کے قول اور مذہب کو قبول نہیں کیا جائے گا اور آپ ﷺ کی اجازت کا علم آپ ﷺ کی شریعت سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔

جب مجلس سے کسی کام پر اجازت لے کر جانا لوازم ایمان میں سے ہے تو

آپ ﷺ کی طاعت اور کامل فرمانبرداری، لوازم ایمان میں سے کیوں نہ ہو گی؟ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان ثابت فرمایا ہے پھر آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق اجازت کا ذکر فرما دیا۔

لمن شئت منهم اجازت دو ان میں سے جسے چاہو

پھر اپنے رسول ﷺ سے فرمایا ان اذن طلب کرنے والے کے لئے دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں۔ ان اللہ غفور رحیم

۳۲۔ آپ ﷺ کی طاعت سے منہ موڑنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر اپنی طاعت اور اپنے رسول ﷺ کی طاعت لازم فرمائی ہے اور ان پر ان طاعتوں کو چھوڑنا حرام قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس سے منہ موڑنا اور اس کو ترک کرنا حرام ہے کیونکہ آپ ﷺ سے منہ موڑنا اہل ایمان کی صفت نہیں بلکہ کفار و ملحدین کی علامت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے منہ موڑنے کو کفر فرمایا ہے۔ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ اس منہ موڑنے کا نقصان آپ ﷺ کو نہیں بلکہ ان کی اپنی ذات کو ہے کیونکہ آپ ﷺ پر تو اللہ کا پیغام پہنچانا لازم تھا وہ آپ ﷺ نے پورا کر دیا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الضَّمَمُ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ

(الانفال - ۲۰ - ۲۳)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اسے نہ پھیرو اور ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ نہیں سنتے بیشک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں

اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا

تو انہیں سنا دیتا اور اگر سنا

جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے اہل ایمان کو اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی طاعت کا حکم دیا اور پھر انہیں آپ ﷺ کی مخالفت اور کفار کی مشابہت سے منع فرمایا۔ اسی لئے فرمایا۔

وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ
اس سے نہ پھیرو

یعنی آپ ﷺ کی طاعت اور فرمانبرداری نہ ترک کرنا اور ان کفار و منافقین کے مشابہ نہ ہونا کیونکہ یہ سراپا شر اور پاگل ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ فَرِيقًا مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٤﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُونَ

اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ اور رسول پر اور حکم مانا پھر کچھ ان میں کہ اس کے بعد پھر جاتے ہیں اور وہ مسلمان نہیں اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو جہی ان کا ایک فریق منہ پھیر جاتا ہے۔

(النور - ۳۷ - ۳۸)

یہ منافق کہتے تھے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ لیکن ان کے اعمال ان کے قول کی نفی کرتے، اپنی زبان سے کہتے ہیں ہم ایماندار ہیں مگر اپنے افعال سے اپنے اقوال کی تردید کرتے اور آپ ﷺ سے منہ موڑتے اور اعراض کرتے اس لئے ان کے بارے میں فرمایا۔

وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ
یہ لوگ مومن نہیں

جب ان نازل شدہ تعلیمات میں اتباع نبوی ﷺ کا کہا جاتا ہے تو یہ اعراض کرتے ہوئے تکبر کرتے ہیں اور یہ فقط ان کے کفر و عناد کی وجہ سے ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے منہ موڑنے کی سزا بیان کی کہ یہ دنیا دار ہو چکے ہیں اور آپ ﷺ کے احکام

تک کر چکے ہیں۔ ان کے جہاد سے عذر بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرْجٌ وَلَا عَلَى
الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرْجٌ
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ
عَذَابًا أَلِيمًا

اندھے پر تنگی نہیں اور نہ لنگڑے
پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ
اور جو اللہ اور اس کے رسول کا
حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے
جائے گا اور جس نے منہ پھیر لیا

(الفح - ۱۷) اسے دردناک عذاب فرمائے گا۔

”وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ“ اور ”مَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا“

میں مطابقت بھی ملاحظہ کیجئے۔ باقی عذاب دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی

ایک اور مقام پر فرمایا۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ
اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
﴿۳۱﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش

(آل عمران - ۳۱ - ۳۲)

دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے
تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور
رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو
اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔

تو جس نے آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ اسے اپنا محبوب نہیں بناتا، یہ بات
اس پر شاہد ہے کہ آپ ﷺ کے طریقہ اور مذہب میں مخالفت کفر ہے، اللہ تعالیٰ ایسی
صفت والے کو پسند نہیں کرتا اگرچہ وہ محبت اور تقرب کا مدعی ہو ہاں اگر حضور ﷺ کی
اتباع کرے تو پھر محبوب بن سکتا ہے اس کے علاوہ تو گنجائش ہی نہیں باقی جس نے منہ
موڑا اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا حضور ﷺ کو اس کا کیا نقصان کیونکہ آپ ﷺ کی
ذمہ داری پیغام الہی کا ابلاغ تھا وہ آپ ﷺ نے کر دیا، اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا،

انصاف اور ازلام کی حرمت بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا
فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّ مَا عَلَيَّ رَسُولِنَا
الْبَلَّغُ الْمُبِينُ

اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو
رسول کا اور ہوشیار رہو پھر اگر تم
پھر جاؤ تو جان لو کہ ہمارے رسول
کا ذمہ صرف واضح طور پر حکم پہنچا

(المائدہ - ۹۲)

دینا ہے۔

ایک مقام پر فرمایا۔

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَيَّ رَسُولِنَا الْبَلَّغُ الْمُبِينُ

اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم
مانو پھر اگر تم منہ پھيرو تو جان لو
کہ ہمارے رسول پر صرف صریح

(التغابن - ۱۲)

پہنچا دینا ہے۔

رسالت (پیغام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، رسول پر ابلاغ اور ہم پر تسلیم و طاعت
لازم ہے۔ جو طاعت و عمل سے انکار کرے گا، اس کا بوجھ اسے اٹھانا ہو گا۔ بارگاہ
خداوندی میں اسے پریش ہو گی وہ جو چاہے عذاب دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا
پیغام کامل طور پر پہنچا دیا۔

۳۳۔ آپ ﷺ کی معصیت حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے نبی و صفی ﷺ کی طاعت، اقتداء اور اتباع کا حکم دیا
ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی معصیت کو حرام قرار دیتے ہوئے واضح اور کھلی گمراہی فرمایا
ہے۔ اگر عقیدہ میں معصیت ہو تو ایسے عاصی کے لئے عذاب شدید اور دائمی جہنم ہوتا
ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا اس پر ایسا عذاب مقرر فرمانا عاصی کے گناہ کی عظمت پر دال
ہے۔ اور اس لئے اہل ایمان کے لئے اثم، عدوان اور معصیت رسول ﷺ کے بارے
میں سرگوشی کرنا حرام کر دیا کیونکہ یہ تمام چیزیں کفار و منافقین کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ
کا ارشاد گرامی ہے۔

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہیں
 بری مشورت سے منع فرمایا گیا تھا۔
 پھر وہی کرتے ہیں جس کی ممانعت
 ہوئی تھی اور آپس میں گناہ اور حد
 سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی
 کے مشورے کرتے ہیں اور جب
 تمہارے حضور حاضر ہوتے تو ان
 لفظوں سے تمہیں مجرا کرتے ہیں جو
 لفظ اللہ نے تمہارے اعزاز میں نہ
 کہے اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں
 اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے
 اس کہنے پر۔ انہیں جہنم بس ہے
 اس میں دھنیں گے تو کیا ہی برا
 انجام۔ اے ایمان والو تم جب
 آپس میں مشورت کرو تو گناہ اور
 حد سے بڑھنے اور رسول کی نافرمانی
 کی مشورت نہ کرو اور نیکی اور
 پرہیزگاری کی مشورت کرو اور اللہ
 سے ڈرو جس کی طرف اٹھائے جاؤ
 گے۔

أَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَى ثُمَّ
 يَعْوَدُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَجَّوْنَ بِالْآثِمِ
 وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ
 حَتَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ وَيَقُولُونَ
 فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ
 حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصَلَوْنَهَا فَيَسَّ الْمَصِيرُ ۝
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَا
 جُوا بِالْآثِمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ
 وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ
 الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

(المجادلہ، ۸ - ۹)

اللہ تعالیٰ نے یہود اور کفار کے بارے میں بتایا کہ وہ اثم، عدوان اور رسول کی
 معصیت کے بارے میں سرگوشیاں کرتے ہیں ان کے لئے عذاب جہنم کافی ہے۔ اے
 اہل ایمان تم ایسی سرگوشیوں سے بچو تم کفار و منافقین کی طرح نہ بنو بلکہ تم پر نیکی اور
 تقویٰ کی سرگوشیاں لازم ہیں۔

جب کسی مومن پر ایمان سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

بَلِ اللّٰهُ يُمْرُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰكُمْ لِلاَّيْمٰنِ
 (الحجرات - ۱۷) بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ
 اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت
 کی۔

اور نعمتِ رسول ﷺ سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ
 رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (آل عمران - ۱۶۴)
 بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں
 پر کہ ان میں انہی میں سے ایک
 رسول بھیجا۔

اسی لئے اہل ایمان پر آپ ﷺ کی معصیت حرام فرما دی، فرعون نے اپنے رسول کی
 معصیت کی تو اسے عذاب شدید کی سزا ہوئی اسی طرح جو حضور ﷺ کی معصیت اختیار
 کرے اسے بھی ایسی ہی سزا ہوگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شٰهِدًا عَلٰيكُمْ
 كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾
 فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخِذًا
 وَرِيْلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا
 يَّجْعَلُ الْوٰلِدَانَ سَبِيًّا

(الزل - ۱۵ ۱۷)

بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک
 رسول بھیجے کہ تم پر حاضر ناظر ہیں
 جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول
 بھیجے تو فرعون نے اس رسول کا
 حکم نہ مانا تو ہم نے اسے سخت
 گرفت سے پکڑا پھر کیسے بچو گے
 اگر کفر کرو اس دن جو بچوں کو
 بوڑھا کر دے گا۔

اگر تم نے بھی حضور ﷺ کی تکذیب کی تو تمہیں بھی وہی سزا ہوگی جو فرعون کو دی گئی
 اور اللہ تعالیٰ تمہیں سخت پکڑے گا، رسول اللہ ﷺ کی معصیت صرف مردوں سے
 مخصوص نہیں خواتین کو بھی شامل ہے۔ جس طرح مردوں سے سرزد ہو سکتی ہے خواتین
 سے بھی ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا تم خواتین سے بیعت لو اس
 میں عدم معصیت رسول ﷺ کی شرط بھی لگاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ
 عَلَيَّ أَنْ لَا يُشْرِكُنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا
 يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ
 وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ
 (الممتحنہ - ۱۲)

اے نبی جب تمہارے حضور
 مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر
 بیعت کرنے کو کہو کہ اللہ کا کچھ
 شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری
 کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ
 اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ وہ
 بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں
 اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع
 ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک
 بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی
 تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے
 ان کی مغفرت چاہو بیشک اللہ بخشنے
 والا مہربان ہے۔

تو آپ ﷺ ہمیشہ انہی شرائط پر بیعت لیا کرتے تھے۔

۱ - سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے رسول اللہ ﷺ ہر مہاجرہ خاتون کے سامنے
 مذکورہ آیت رکھتے جو ان شرائط کو مان لیتی فرماتے میں نے تجھے بیعت کر لیا ہے۔

ولا والله ما مست يد امرأة قط في
 المبايعة ما يبايعن الا بقوله قد بايعتك
 على ذلك
 (البخاری، کتاب التفسیر)
 اللہ کی قسم بیعت کرتے ہوئے
 آپ ﷺ کے ہاتھ نے عورت کے
 ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا صرف زبان
 سے فرماتے میں نے تمہیں بیعت کر
 لیا ہے۔

۲ - حضرت امیمہ بنت رقیقہ کا بیان ہے۔ میں خواتین کے ساتھ آپ ﷺ سے بیعت
 ہونے کے لئے حاضر ہوئی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کی اس پر
 بیعت کرتی ہیں، اللہ کے ساتھ کسی کو شرک نہیں بنائیں گی، چوری نہیں کریں گی زنا اور

اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کسی پر بہتان نہیں لگائیں گی اور کسی بھی معروف میں آپ ﷺ کی معصیت نہیں کریں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ساتھ کہو جتنی ہم طاقت رکھتی ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

اللہ ورسوله ارحم لنا من انفسنا
 علمتبايعك يا رسول الله
 سے بھی بڑھ کر رحیم ہیں آپ ﷺ
 ہاتھ دیجئے تاکہ ہم بیعت کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

انی لا اصفح النساء انما قولی لمائة
 امراة كقولی لا مرأة واحدة
 میں خواتین سے مصافحہ نہیں کیا کرتا
 اور ایک سو خواتین کے لئے میرا
 قول اسی طرح ہے جیسے ایک کے
 لئے۔ (الموطا - کتاب الیعتہ)

تو آپ ﷺ نے جب بھی بیعت لی تو مناسبت کے حوالے سے اپنی شرائط پر بیعت لی۔ اب آپ ﷺ کے آخری سالوں میں یہ بیعت کے بارے میں روایت ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے میں نے نماز عید رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ متعدد دفعہ ادا کی ہے نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہوا کرتا، ایک موقع پر آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے میں آج بھی دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ دست اقدس سے لوگوں کو بیٹھنے کا فرما رہے ہیں پھر آپ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ خواتین میں تشریف لے گئے۔ یہ آیت تلاوت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَبَايِعْنَكَ
 عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ
 وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ
 بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ
 اے نبی ﷺ جب تمہارے حضور
 مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر
 بیعت کرنے کو کہ اللہ کا کچھ شریک
 نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں
 گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد
 کو قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان
 لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور

(الممتحنہ - ۱۲)

پاؤں کے درمیان یعنی موضع
ولادت میں اٹھائیں۔

اور پوچھا تم سب کو یہ شرائط منظور ہیں ایک خاتون نے نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا یا
رسول اللہ ﷺ منظور ہیں فرمایا صدقات دو، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کپڑا بچھایا اور خواتین
نے سونے کی بالیاں اور انگوٹھیاں اس میں پھینک دیں۔ (البخاری، کتاب التفسیر)

یہ روایت آخری حیات کی ہے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مدینہ
منورہ میں ہجرت کے بعد آئے تھے، بلکہ آپ ﷺ نے بعض بدری صحابہ سے بھی اسی
طرح کی بیعت لی تھی ان میں بعض نقباء بھی تھے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے بیعت لی۔ تم
اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے، چوری، زنا، اولاد کو قتل، بہتان بازی، نہیں کرو
گے اور معروف میں میری نافرمانی نہیں کرو گے جو ان شرائط کو پورا کرے گا اس کا اجر
اللہ تعالیٰ کے ذمے، جس نے کسی کا ارتکاب کیا دنیا میں اس کی سزا ہوگی وہ اس کا کفارہ
ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا وہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔ چاہے معاف فرما
دے چاہے عذاب دے تو ہم نے ان شرائط پر آپ ﷺ کی بیعت کی۔ (البخاری، کتاب
الایمان)

تو رسول اللہ ﷺ کی معصیت کھلی گمراہی ہے کیونکہ مسلمان تو طاعت و فرمانبرداری
کرنے والا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ
أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا
مُبِينًا

(الاحزاب - ۳۶)

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان
عورت کو پہنچتا ہے کہ جب
اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو
انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار
رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور
اس کے رسول کا وہ بے شک

صریح گمراہی میں بہکا۔

کبھی معصیت رسول ﷺ کفر ہوتی ہے جس کی سزا دائمی جہنم کا عذاب ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ إِنِّي لَنْ يُخَيِّرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَحَدٌ
مِنْ دُونِهِ مَلْتَحَدًا ۝ إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ
وَرِسَالَتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ
جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا ۝ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا
مَا يُوعَدُونَ فَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا
وَ أَقْلٌ عَدَدًا

(الجن - ۲۲، ۲۳)
ہے جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں یہاں
تک کہ جب دیکھیں گے جو وعدہ
دیا جاتا ہے تو اب جان جائیں گے
کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی
گنتی کم۔

جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے وہاں وعدہ کے مطابق عذاب پائیں گے مگر
مددگاروں کو کمزور دیکھیں گے بخلاف مومنین صادقین اور فرمانبرداروں کے اس لئے اللہ
تعالیٰ نے دونوں فریقوں کا حال بیان فرما دیا ہے۔ سچے اہل ایمان مخلص فرمانبرداروں کے
لئے جنت ہے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ عاصی، مخالف کافروں کے لئے رسوا کن عذاب
اور دائمی جہنم کی سزا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَمَنْ
يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ
نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ

(النساء - ۱۳، ۱۴)
یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم
مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ
اسے باغوں میں لے جائے گا جن
کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں
رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی

نافرمانی کرے اور اس کی کل
حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے
آگ میں داخل کرے گا جس میں
ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے
خواری کا عذاب ہے۔

تو مطیع کی جزا دائمی جنت اور عظیم کامیابی اور عاصی کی سزا دائمی جہنم اور رسوا کن
عذاب۔ اگر آپ ﷺ کی طاعت لازم و فرض نہ ہوتی تو مطیع دائمی جنت اور فوز عظیم کا
مستحق کیسے بن گیا، اس طرح اگر آپ ﷺ کی معصیت کبیر نہ تھی تو عاصی دائمی جہنمی
کیوں بن گیا؟ اس لئے روز قیامت معصیت کا مرتکب جب اپنا عذاب و عقاب دیکھے گا
اور اہل طاعت کے لئے ثواب و انعامات دیکھے گا تو نادم ہو گا مجھ سے غلطی ہو گئی کاش
میں معصیت کا مرتکب نہ ہوتا لیکن اب سوائے افسوس کے کچھ نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا
فرمان ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ
وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٣١﴾ يَوْمَئِذٍ
يُؤَذُّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَوْا الرَّسُولَ لَوْ
نَسَوْنَ بِهِمُ الْأَرْضَ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ
حَدِيثًا

تو کیسی ہو گی جب ہم ہر امت سے
ایک گواہ لائیں اور اے محبوب
تمہیں ان پر گواہ اور نگہبان بنا کر
لائیں اس دن تمنا کریں گے وہ
جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی
نافرمانی کی، کاش انہیں مٹی میں دبا
کر زمین برابر کر دی جائے اور
کوئی بات اللہ سے نہ چھپا سکیں۔

(النساء - ۳۱، ۳۲)

اس خوفناک منظر میں اللہ تعالیٰ نے کفر اور معصیت رسول کو متصل کر دیا ہے۔ اس دن
اللہ تعالیٰ اہل ایمان گنہ گاروں کو معافی دے گا اور کفار و مخالفین کو ذلیل فرمائے گا تو وہ
تمنا کریں گے کاش ہم مٹی ہو جائیں اگر انکار کریں تو ان کے جوارح بول کر گواہی دیں
گے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ چھپا نہیں سکتے اسی لئے وہ یہ کہیں گے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ
 لَئِيتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٤﴾
 لَوَيْلَتُنِي لَئِيتَنِي لَمَّ اتَّخَذْتُ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٥﴾
 لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي
 وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا
 لے گا کہ ہائے کس طرح سے میں
 نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی
 وائے خرابی میری ہائے کسی طرح
 میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا
 ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا
 میرے پاس آئی ہوئی نعمت سے اور
 شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ دیتا
 ہے۔

کیا وہاں ندامت فائدہ دے گی؟ ہرگز نہیں
 اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حکم دیا کہ اہل معصیت سے براءت کا اظہار کرو۔
 اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَإِذْ عَشِيرَتُكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَاحْفَظْ
 جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٤﴾
 فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنَّي بِرِيءٍ مِّمَّا تَعْمَلُونَ
 (الشعراء - ٢١٣، ٢١٦)

اور اے محبوب اپنے قریب تر
 رشتہ داروں کو ڈراؤ اور اپنی
 رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو
 مسلمانوں کے لئے تو اگر وہ تمہارا
 حکم نہ مانیں تو فرما دو میں تمہارے
 کاموں سے بے علاقہ ہوں۔

یہاں ”انی بریء مما تعملون“ کے الفاظ نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔ آپ ﷺ اہل
 معصیت کے اعمال سے براءت کا اعلان فرما رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے جس یہودی، نصرانی
 یا کسی اور نے آپ ﷺ کو پایا مگر آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی تعلیمات پر ایمان نہ لایا تو
 وہ کافر ہے اور جہنم کا مستحق ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے
 فرمایا قسم ہے اس ذات اقدس کی مجھے اگر کسی یہودی یا نصرانی نے پایا مگر وہ مجھ پر ایمان
 نہ لایا تو وہ جہنمی ہے۔ (المسلم، کتاب الایمان)

اسی لئے آپ ﷺ نے اپنی امت کو حسب طاقت اپنے احکام بجالانے اور تمام نواہی سے بچنے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے ایسا حکم ہی نہیں دیا جس کی طاقت نہ ہو معصیت میں یہ شرط نہیں کہ قول ہی کی مخالفت ہو وہ فعل کی مخالفت کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔ کبھی آپ ﷺ کا عمل، نہی میں قول سے بلند و ابلخ ہو سکتا ہے اس کا مخالف، عاصی ہو گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں مکہ کی طرف سفر فرمایا تمام نے روزہ رکھا ہوا تھا جب مقام کراع النعمیم میں پہنچے تو روزہ کے شاق ہونے کے بارے میں آپ ﷺ سے عرض کیا گیا آپ ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوا کر بلند فرمایا تاکہ لوگ دیکھ لیں پھر وہ پی لیا اس کے بعد لوگوں نے افطار کر لیا، بعض نے نہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ عاصی ہیں یہ عاصی ہیں۔ (المسلم، کتاب الصیام)

سفر میں افطار و صوم دونوں جائز ہیں لیکن جب شاق ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے افطار فرما دیا اور آپ ﷺ کا افطار (فعل) آپ ﷺ کے امر سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے) جب بعض نے افطار نہ کیا تو وہ عاصی ٹھہرے کیونکہ آپ ﷺ نے ان کی مشقت کی وجہ سے افطار فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نافرمان کے لئے دخول نار کی سزا رکھی ہے جیسا کہ مطیع کے لئے دخول جنت انعام رکھا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ

ومن یأبى؟ انکاری کون ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی
جس نے میری اطاعت کی وہ جنت
میں داخل ہو گا اور جس نے میری
فقد ابى

(البخاری، کتاب الاعتصام) نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

اس طرح کی روایت ابن حبان اور طبرانی نے اوسط میں ثقہ رجال سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور امام احمد اور حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔
(مسند احمد، ۵ = ۲۵۸)

اور یہ اس لئے ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی وہ اللہ کا نافرمان ٹھہرا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول بنایا ہے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بجالانے والے نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرشتوں کی گفتگو گزری ہے۔ جس میں تھا۔

فمن اطاع محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فقد اطاع الله ومن
عصى محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فقد عصى الله
ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم فرق بين الناس
(البخاری، کتاب الاعتصام)

جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی لوگوں کے درمیان وجہ امتیاز ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اطاعني فقد اطاع الله ومن عصاني
فقد عصى الله
(البخاری، کتاب الجهاد)

جس نے میری طاعت کی اس نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

صحابہ کرام کا اپنے رسول اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت اور عدم معصیت میں عظیم کردار ہے۔ اگر کوئی معاملہ ان پر دشوار ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اور اس امت پر رحمت و شفقت فرماتے ہوئے اس میں تخفیف فرمادی، جب ہم اس امت کو اور سابقہ امتوں کو دیکھتے تو فرق عظیم پاتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ نے یہود کے بارے میں فرمایا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا تَأْمِنُوا
بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَاءَهُ وَهُوَ
الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ
أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٩١﴾
وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمْ
الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿٩٢﴾ وَإِذْ
أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا قَالُوا
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمُ
الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ قُلْ بِسْمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ
إِيمَانُكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(البقرہ، ۹۱ - ۹۳)

اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ
کے اتارے پر ایمان لاؤ تو کہتے ہیں
وہ جو ہم پر اترا اس پر ایمان لاتے
ہیں اور باقی سے منکر ہوتے ہیں
حالانکہ وہ حق ہے ان کے پاس
والے کی تصدیق فرماتا ہوا تم فرماؤ
کہ پھر اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا
اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا
اور تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں
لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس
کے بعد بچھڑے کو معبود بنا لیا اور
تم ظالم تھے اور (یاد کرو) جب ہم
نے تم سے پیمان لیا اور کوہ طور کو
تمہارے سروں پر بلند کیا تو جو ہم
تمہیں دیتے زور سے اور سنو
بولے ہم نے سنا اور نہ مانا اور ان
کے دلوں میں بچھڑا رچ رہا تھا ان
کے کفر کے سبب تم فرما دو کیا برا
حکم دیتا ہے تم کو تمہارا ایمان اگر
ایمان رکھتے ہو۔

کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ
سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم
نے سنا اور نہ مانا اور سنئے آپ ﷺ
سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں

دوسرے مقام پر انہی کے بارے میں فرمایا۔

مَنْ الدِّينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ
مَوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا
وَاسْمَعُ غَيْرَ مُسْمِعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا

زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنے
کے لئے اور اگر وہ کہتے کہ ہم نے
سنا اور مانا اور حضور ہماری بات
سنیں اور حضور ہم پر نظر فرمائیں تو

بِالسِّنْتِهِمْ وَطَعْنَا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَسْمَعُ وَأَنْظُرْنَا لَكَانَ
خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَكِنْ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا

(النساء - ۴۶)

ان کے لئے بھلائی اور راستی میں
زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے
لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو
یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔

وہ کیا ایمان تھا جس نے انہیں عدم طاعت اور نافرمانی کی اجازت دی؟ انہوں نے
معصیت اختیار کی پچھڑے کی عبادت کی۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کو شہید کیا، اپنی
کتاب میں تحریف کر دی تعلیمات حق کا انکار کیا، اپنے رب اور اپنے رسول علیہ السلام
کی نافرمانی کی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت فرمائی اور ان میں
سے اکثریت ایمان نہ لائی، حضور ﷺ کا معاملہ بجمہ اللہ ان کے برعکس ہے،
طاعت و فرمانبرداری، سمع و تسلیم میں یہ ضرب المثل ٹھہرے اور تو اور خود اللہ تعالیٰ نے
ان کی گواہی دی جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نازل ہوا۔

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں
ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور
اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی
میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا
حساب لے گا تو جسے چاہے گا بخشے
گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور
اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ
تُبَدُّوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تَخَفُوْهُ يُحَاسِبِكُمْ
بِهٖ اللّٰهُ فَيَعْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَّ يُعَذِّبُ مَنْ
يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

(البقرہ - ۲۸۳)

صحابہ کرام پر یہ معاملہ گراں گزرا اور اس آیت سے خوف زدہ ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کے

ہاں ہر بڑے اور چھوٹے عمل پر ہمارا محاسبہ ہو گا، یہ ان کے قوی ایمان اور صدق یقین اور حسن خیال کی علامت تھی تو وہ گھٹنوں کے بل رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم منسوخ فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی تو صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے گھٹنوں کے بل ہو کر عرض کرنے لگے ہمیں پہلے ہی کافی احکام دیئے ہوئے ہیں نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی ہے اس کی طاقت ہمارے اندر نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اہل کتاب کی طرح یہ کہنا چاہتے ہو؟

سمعنا و عصینا بل قولوا سمعنا
واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر
ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی
بلکہ کہو ہم نے سنا، طاعت کی اپنی
بخشش عطا فرما اے ہمارے رب
اور تیری طرف ہی پلٹنا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا ہم یہی کہیں گے
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ
الْمَصِيرُ
ہم نے سنا طاعت کی اے ہمارے
رب تیری بخشش اور تیری طرف
پلٹنا ہے۔

تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
أَمَّنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ
وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَ
رُسُلِهِ لَا نُفْرَقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ
الْمَصِيرُ
ایمان لایا اس پر جو اس کے رب
کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان
والے سب نے مانا اللہ اور اس
کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور
اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے

(البقرہ - ۲۸۵)

کہ ہم اس کے کسی رسول پر
ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے

اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا
تیری معافی ہو اے رب ہمارے
اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کے مطابق کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم منسوخ فرماتے ہوئے
یہ آیت نازل فرمادی۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا
كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَا
خِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ
عَلَيْنَا أَوْثَرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ
قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ
وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا
فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(البقرہ - ۲۸۶)

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر
اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے
جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے
جو برائی کمائی اے رب ہمارے
ہمیں نہ پکڑ ہم بھولیں یا چوکیں
اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری
بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے
انگلوں پر رکھا تھا۔ اے رب
ہمارے اور ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال
جس کی ہمیں سہار (برداشت) نہ
ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور
بخش دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا
مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد
دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه
یحاسبکم به اللہ
اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی
میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا
حساب لے گا۔

صحابہ کے دل پریشان ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم یہ کہو

سمعنا واطعنا وسلمنا ہم نے سنا، قبول کیا اور تسلیم کیا

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا

اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر اس کا فائدہ ہے جو اچھا کمایا اور اس کا نقصان ہے جو برائی کمائی اے رب ہمارے ہمیں نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور ہم پر بھاری

(البقرہ - ۲۸۶)

بوجھ نہ ڈال جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔

وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا

اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش

دے اور ہم پر مہر کر تو ہمارا مولیٰ

(البقرہ - ۲۸۶)

ہے۔

اللہ نے اس امت پر رحمت کرتے ہوئے دل کے تصورات سے درگزر فرما دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان الله تجاوز لامتي ما حدثت به نفسها ما لم يتكلموا او يعملوا به

اللہ تعالیٰ نے میری امت سے اس معاملہ میں درگزر کی ہے جو ان کے

دل سوچتے ہیں جب تک اسے منہ

پر نہ لائے یا اس پر عمل نہ کرے

جب انہوں نے تسلیم کر لیا، سمع و طاعت کا اعلان کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر

رحمت و شفقت کرتے ہوئے ان کے دلوں کے تصورات سے درگزر فرما لیا بخلاف سابقہ

امتوں کے انہوں نے تکبر و انکار کر کے مخالفت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ان دونوں آیات کی تلاوت کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة
 في ليلة كفتاه
 (البخاری، فضائل القرآن) لئے کافی ہیں۔
 جس نے رات کو سورہ بقرہ کی
 آخری دو آیات پڑھ لیں اس کے

مؤمن کو چاہئے وہ ان آیات میں بار بار غور کرے کہ تسلیم کرنے والے اور مطیع کو کیا
 کیا حاصل ہوتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب، عفو اور مغفرت حاصل کر سکے اور وہ تو
 غفور رحیم ہے۔

۳۳۔ اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ انبیاء سے آپ ﷺ کے بارے میں عہد لیا

آپ ﷺ کی طاعت کی فرضیت پر ایک اہم چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ
 کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا ہے اور وہ عہد آپ ﷺ پر بصورت
 ایمان آپ ﷺ کی نصرت و تائید اور آپ ﷺ کی اتباع ہے۔ جیسا کہ ان انبیاء علیہم
 السلام کو یہ بھی حکم تھا کہ وہ اپنی اپنی امت (جو آپ ﷺ کو پائیں) کو آپ ﷺ پر
 ایمان، آپ ﷺ کی مدد، آپ ﷺ کی اتباع و طاعت بجالائیں۔
 اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنَاكُمْ
 مِنْ كِتَابٍ وَ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ
 مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ
 قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي
 قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ
 الشَّاهِدِينَ

(آل عمران - ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں
 سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو
 کتاب و حکمت دوں پھر تشریف
 لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ
 تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو
 تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور
 ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا
 کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر
 میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض
 کی کہ ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک

دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں
آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں
ہوں۔

حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے۔ اور یہ حضرت قتادہ، حضرت
سدی اور امام حسن و طاووس رحمۃ اللہ علیہم سے بھی ہے جیسا کہ طبری، ابن کثیر اور
سیوطی نے اسے تفسیر کے تحت نقل کیا ہے۔

ما بعث اللہ نبیا من الانبیاء الا اخذ
میثاقہ لیؤمنن بمحمد ﷺ وینصرنہ ان
خرج وہم احياء
اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا
کہ اگر آپ ﷺ اس کی زندگی
میں تشریف لائیں تو آپ ﷺ پر
ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی مدد
کریں۔

اس آیت کریمہ میں ”النبین“ کا لفظ اہم ہے۔ یہ ہر نبی اور رسول کو شامل ہے
کیونکہ ہر رسول، نبی ہے لیکن ہر نبی، رسول نہیں ہوتا کیونکہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر
وحی ہو مگر اسے تبلیغ کا حکم نہ ہو لیکن رسول کو وحی بھی ملتی ہے اور حکم تبلیغ بھی، تو لفظ
نبی، رسول سے عام ہے اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ختم نبوت کا ذکر فرمایا
تو ”خاتم النبیین“ فرمایا تاکہ آپ ﷺ تمام انبیاء اور رسول کے خاتم ہوں، جب آپ ﷺ
انبیاء کے خاتم ہیں تو رسولوں کے بھی خاتم ٹھہرے یہ وہ راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم
النبین میں رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن
رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی
کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول
ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے
(الاحزاب - ۴۰)

تو آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں، تمام انبیاء اور مرسلین کے خاتم ہیں اگر خاتم المرسلین کہا
جاتا تو پھر آپ ﷺ کے بعد نبی آنے کا احتمال رہ جاتا جب خاتم النبیین فرما دیا تو انبیا اور
مرسلین دونوں کے لئے آپ ﷺ خاتم قرار پائے۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لیا اس بات کا کہ وہ نبی مصطفیٰ ﷺ پر ایمان لائیں گے اور ان کی مدد کریں گے جب انہوں نے اس بات کا اقرار کر لیا تو انہیں اس پر گواہ بنایا اور خود بھی گواہ بنا جو سب سے بڑی گواہی ہے۔ اور یہ عہد اللہ نے صرف آپ ﷺ کے بارے میں ہی لیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے بخلاف دیگر انبیاء و رسل کے ان کی نبوت و رسالت محدود و مخصوص تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سابقہ تمام انبیاء کو آپ ﷺ کی ذات اقدس کے بارے میں 'آپ ﷺ کے مقام بعثت' زمانہ 'مقام نبوت' آپ ﷺ کی علامات و صفات سے آگاہ فرما رکھا تھا۔

حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

انی عند اللہ لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ وساخبرکم باول امری انا دعوة ابراهیم وبشارة عیسیٰ ورؤیا امی التی رات حین ولدتنی و قدخرج منها نور ساطع اضواءت منه قصور الشام
 میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین تھا جب آدم ابھی مٹی میں تھے میں تمہیں ابتدائی معاملہ کی خبر دیتا ہوں میں ابراہیم کی دعا، عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب جو ولادت کے وقت دیکھا ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

اسے امام احمد، ابن حبان، حاکم نے صحیح کہا، ذہبی نے حکم ثابت رکھا، بزار، طبرانی، ابن سعد بیہقی اور بخاری نے تاریخ میں اور بغوی نے نقل کیا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا یہ ہے۔

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
 اے رب ہمارے اور بھیج ان میں سے ایک رسول انہیں میں سے (البقرہ - ۱۲۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت یہ ہے۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ
 اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا

أَحْمَدُ
جو میرے بعد تشریف لائیں گے
(الصف - ۶) ان کا نام احمد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ فرما دیا ہے کہ آپ ﷺ کا تذکرہ سابقہ کتب میں موجود تھا اور وہ لوگ آپ ﷺ کے بارے میں علم رکھتے تھے جیسا کہ بہت سے احبار اور رہبان نے اس کے بارے میں بتایا اس کا تفصیلی تذکرہ ہم نے ”فضائل النبی“ میں کیا ہے۔

معراج کی رات انبیاء کا سلام اسی عہد کو واضح کرتا ہے۔ ہر نبی نے آپ ﷺ کو مرحبا یا نبی الصالح، الاخ الصالح کہا جبکہ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام نے مرحبا یا نبی الصالح وابن الصالح کہا یہ ان کا اعتراف اور آپ ﷺ کی تعظیم کا اظہار تھا۔ جیسا کہ حدیث حضرت مالک بن معصہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما میں ہے۔

اس کا سب سے واضح ثبوت معراج کی رات ہی تمام انبیاء علیہم السلام کا بیت المقدس میں امام بننا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہاں انبیاء علیہ السلام جمع تھے۔

فحانت الصلاة فاممتهم
(المسلم، کتاب الایمان) جماعت کروائی۔
نماز کا وقت ہوا تو میں نے انہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

ثم دخلت بيت المقدس فجمع لي
الانبياء عليهم السلام فقد مني جبريل
حتى اممتهم
لئے جمع کیا گیا تھا مجھے جبریل نے
(النسائی - کتاب الصلاة) آگے کیا میں نے ان کی امامت

کی۔

ہم امام اور مقتدی کے تعلق سے اچھی طرح آگاہ ہیں؛ مقتدی، امام کے رکوع سے پہلے رکوع نہیں کرتا، امام کے سجدہ سے پہلے سجدہ نہیں کرتا کیونکہ امام اقتداء کے لئے بنایا جاتا ہے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو جب وہ رکوع کرے تم رکوع کرو جب وہ سجدہ

کرے تم سجدہ کرو، تو ہم انبیاء علیہم السلام کی متابعت سے آگاہ ہو چکے باقی یہ بھی ساتھ
 ذہن میں ہونا چاہئے کہ امام افضل ہوا کرتا ہے خصوصاً " ایسے مقام پر تو وہی امام ہو گا جو
 تمام سے اخیر، افضل، اکمل اور اعم ہو یہی وجہ ہے کہ جبریل نے آپ ﷺ کو آگے کیا
 تھا۔ اگر ان انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی اپنی ظاہری حیات میں ہوتے تو آپ ﷺ
 کی بعثت کے بعد وہ آپ ﷺ کی ہی اتباع کرتے جیسا کہ آیت مبارکہ میں عمد و میثاق
 سے واضح ہے اس لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا ان اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام زندہ
 یتبعنی ہوتے تو میری اتباع ہی کرتے۔

(مسند احمد، ۳۰ - ۳۳۸)

بعض روایات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعض میں حضرت یوسف علیہ السلام کا
 تذکرہ بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے بارے میں تمام انبیاء علیہم السلام سے عمد لیا
 اس بنا پر تمام انبیاء نے اپنی اپنی امت سے لیا کہ آپ ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ کی مدد
 اور آپ ﷺ کی اتباع کرنا، اس کو اطاعت، فرمانبرداری اور اتباع کہا جاتا ہے ورنہ
 آپ ﷺ پر ایمان لانے اور آپ ﷺ کی مدد کرنے کا کیا معنی؟ قطع نظر اہل کتاب کے
 انہوں نے ضد، عناد اور حسد کی وجہ سے آپ ﷺ کا انکار کیا ورنہ حقیقت کو وہ بھی
 پہچان چکے تھے اور آپ ﷺ کا یقین تھا کیونکہ آپ ﷺ کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے وہ
 اپنی اولاد کو پہچانتے تھے خود اللہ تعالیٰ نے اس سے آگاہ فرما دیا ہے۔ جب انبیاء علیہم
 السلام پر آپ ﷺ کی اتباع و طاعت لازم ہے تو آپ ﷺ کی اتباع و طاعت میں امت
 آپ ﷺ کے متبعین کا اور ان لوگوں کا جو آپ ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں کیا حال
 ہو گا؟ بلاشبہ ان لوگوں پر آپ ﷺ کی اتباع اور فرمانبرداری و طاعت اور محبت زیادہ
 ضروری اور لازم ہے۔

معصیت کے اسباب

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں پیدا کیا، فرشتوں کو حکم سجدہ دیا تو ابلیس کے علاوہ سبھی نے سجدہ کیا۔ اس نے تکبر کیا اور انہیں حقیر جانا تو وہ معصیت کی وجہ سے لعنتی اور دھتکار دیا گیا اس کا دھوکہ حضرت آدم علیہ السلام کے جنت سے نکلنے کا سبب بنا اس نے درخت کے بارے میں خیر خواہی کرتے ہوئے قسم اٹھائی اللہ تعالیٰ نے تینوں کو جنت سے نکال دیا (حضرت آدم و حوا علیہما السلام اور ابلیس) ابلیس نے حضرت آدم کی اولاد سے انتقام کی ٹھانتے ہوئے یہ حلف اٹھایا وہ کسی کو مطیع نہیں رہنے دے گا کہیں وہ جنت میں نہ چلے جائے اور حضرت آدم کے گروہ میں شامل نہ ہو جائے، اللہ تعالیٰ سے تاقیامت زندگی مانگی تاکہ آپ علیہ السلام کی اولاد بھٹکا سکے اللہ تعالیٰ نے اسے مہلت دے دی، اولاد آدم کو اس خبیث دشمن سے آگاہ کر دیا کہ یہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور انہیں اس کی اتباع سے ڈرایا، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اپنے نبی ﷺ کی زبان سے اس کے طریقے، ہتھکنڈے، وسائل گمراہی تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے اور اس کی اتباع کا نتیجہ نار جہنم کی صورت میں بتا دیا اب جو شخص ابلیس کی طاعت کرے گا، اس کی راہ کو اپنالے گا، اس کے پیچھے لگے گا وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا عاصی و نافرمان ہو گا۔

ابلیس کے مخلوق کو گمراہ کرنے کے لئے دو اہم وسائل ہیں۔

۱۔ شہوات ۲۔ اتباع ہوا و خواہش

مرسلان کرام کی طاعت اور شیطان کی طاعت کبھی بھی کسی بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتیں بلکہ ان میں سے ایک ہی ہو گی۔

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ
تو جو شیطان کو نہ مانے اور اللہ پر
ایمان لائے اس نے بڑی محکم گرہ

(البقرہ - ۲۵۶) تھامی

ہم نے اس پر تفصیلی گفتگو اپنی کتاب "العداوة بین الانسان والشیطان واثرا ذلک علی الجربمة" میں بیان کی ہے۔ یہاں کچھ آیات قرآنی کا تذکرہ بغیر تفسیر کے ذکر کر رہے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو شیطان سے متنبہ کیا ہے اور اس کا انسان کے لئے اعمال باطلہ کو مزین کر کے پیش کرنا بیان فرمایا ہے۔ تاکہ وہ اسے گمراہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتُ طِينًا ۖ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَنْ أَخْرَتَنِيَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا حُتَنِيكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۖ قَالَ أَذْهَبُ فَمَنْ يَتَّبِعُكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُكُمْ جَزَاءً مَوْفُورًا ۗ وَاسْتَفْزِرُ مَنْ اسْتَطَعْتُ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبُ عَلَيْهِمُ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ وَعِعْدُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۗ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ وَكِيلًا

(بنی اسرائیل - ۶۱، ۶۵)

اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا سوا ابلیس کے بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تو نے مٹی سے بنایا بولا دیکھ تو جو یہ تو نے مجھ سے معزز رکھا اگر تو نے مجھے قیامت تک مہلت دی تو ضرور میں اس کی اولاد کو پیس ڈالوں گا مگر تھوڑا فرمایا دور ہو تو ان میں جو تیری پیروی کرے گا تو بے شک سب کا بدلہ جہنم ہے بھرپور سزا اور ڈگاوے (بہکاوے) ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر لام باندھ (فوج چڑھا) لا اپنے سواروں اور پیادوں کا اور ان کا ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں اور وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ

قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے
کام بنانے کو

دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔

يٰۤاِبْنِيۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكَ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ
اَبُوۡنُكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا
لِيُرِيَهُمَا سَوَاتِيَهُمَا اِنَّهٗ يَرُكُمۡ هُوَ وَّ قَبِيْلَهُ
مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيْطٰنَ
اَوْلِيَاۡ لِلَّذِيۡنَ لَا يُؤْمِنُوۡنَ (الاعراف - ۲۷)

اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں
شیطان فتنہ میں نہ ڈالے جیسا
تمہارے ماں باپ کو بہشت سے
نکالا اتروا دیئے ان کی شرم کی
چیزیں انہیں نظر پڑیں بیشک وہ اور
اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے
ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بیشک
ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا
ہے جو ایمان نہیں لاتے۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسٰنِ اٰكْفُرْ
فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيۤ اَبْرِيۤ ؕ مِّنْكَ اِنِّيۤ
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ
عَاقِبَتَهُمَاۤ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خٰلِدِيۡنَ فِيْهَا
وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الظّٰلِمِيۡنَ (الحشر - ۱۶، ۱۷)

شیطان کی کہاوت جب اس نے
آدمی سے کہا کہ کفر کر پھر جب
اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے
الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں
جو سارے جہان کا رب ہے تو ان
دونوں کا انجام یہ ہوا کہ وہ دونوں
آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہے
اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔

چوتھے مقام پر فرمایا۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّاۙ اِنَّمَا
يَدْعُوۡا حِزْبَهُ لِيَكُوۡنُوۡا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيۡرِ

بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم
بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے

(فاطر - ۶) گروہ کو اس لئے بلاتا ہے کہ

دوزخیوں میں ہوں۔

پانچویں مقام پر فرمایا۔

شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ
الْعَدَاوَةَ وَالْبُغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ
أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ

(المائدہ - ۹۱) آئے

چھٹے مقام پر فرمایا۔

اور شیطان نے ان کے اعمال ان کی نگاہ میں سنوارے

وَرِيْنٌ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ
(الانفال ۴۸) (النمل - ۶۳) (النمل - ۲۴)

(العنکبوت ۳۸) (الانعام ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے اتباع شیطان کو اس کی عبادت فرمایا ہے انسان اپنے دشمن کی عبادت کیسے کر سکتا ہے؟ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ أَدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا
الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ
(یس - ۶۰) بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

شیطان، انسان پر کئی راستوں سے حملہ آور ہوتا ہے، اسے مختلف رغبتیں دلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طاعت سے دور لے جانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس سے شریعت کی مخالفت اور معاصی و منکرات کا ارتکاب کرواتا ہے تاکہ وہ اس کے لشکر کا سپاہی بن جائے جو جہنمی ہے اللہ کا ارشاد ہے۔

ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَهُمْ ذَكَرَ اللَّهُ
أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ
الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ

(المجادلہ - ۱۹)

ایک اور مقام پر فرمایا۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا
يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ
بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم
بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے
گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ

(فاطر - ۶)

دوزخیوں میں ہوں۔

شیطان کے انسان پر حملہ آور ہونے کی تین اہم راہیں ہیں۔

۱۔ نفس ۲۔ شہوات ۳۔ ہوی

اللہ تعالیٰ نے ان تینوں سے انسان کو متنبہ فرمایا ہے۔

۱۔ نفس برائی کا حکم دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَرَّحِمَ رَبِّي
بیشک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے
والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم
کرے۔

(یوسف - ۵۳)

۲۔ کبھی نفس ملحمہ ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا

وَ نَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿۱۰﴾ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا
وَتَقْوَاهَا ﴿۱۱﴾ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ
مَنْ دَسَّاهَا

اور جان کی اور اس کی جس نے
اسے ٹھیک بنایا پھر اس کی بدکاری
اور اس کی پرہیز گاری دل میں
ڈالی بیشک مراد کو پہونچایا جس نے
اسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس
نے اسے مصیبت میں چھپایا۔

(الشمس - ۷، ۱۰)

۳۔ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے صاحب کو خطا، تقصیر و عصیان پر ملامت کرتا ہے۔

وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ
اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر
ملامت کرے۔

(القیمة - ۲)

۴۔ نفس مطمئنہ پھر راضیہ پھر مرضیہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اے اطمینان والی جان اپنے رب
کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس
سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر
میرے خاص بندوں میں داخل ہو
(الفجر - ۲۷، ۳۰)

اور میری جنت میں آ۔

جب نفس اس کامل مرتبہ کو پا لیتا ہے تو اب وہ اللہ کے بندوں ”عبادی“ میں شامل ہو
جاتا ہے۔ اب شیطان اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتا اب اس کا کوئی کنٹرول اس پر نہیں
جیسا کہ فرمایا۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ
(بنی اسرائیل - ۶۵) (الحجر - ۲۲)

بیشک جو میرے بندے ہیں ان پر
تیرا کچھ قابو نہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
(النحل - ۹۹)

بیشک اس کا کوئی قابو ان پر نہیں جو
ایمان لائے اور اپنے رب ہی پر
بھروسہ رکھتے ہیں۔

خود ابلیس کی زبانی بتایا

فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝۸۳ إِلَّا
عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِينَ
(ص - ۸۲ - ۸۳)

تیری عزت کی قسم ضرور میں ان
سب کو گمراہ کر دوں گا مگر جو ان
میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں

خود باری تعالیٰ نے اس کی زبان سے نقل فرمایا۔

رَبِّ فَانظُرْنِي إِلَىٰ يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ۝۳۷ قَالَ
فَلَنُكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ۝۳۸ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ
الْمَعْلُومِ ۝۳۸ قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ

اے میرے رب تو مجھے مہلت
دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے
جائیں فرمایا تو ان میں سے ہے جن

لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا غُورِيَّتَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤١﴾
 الْأَعْبَادُ مِنْهُمْ الْمُحْلَصِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ هَذَا
 صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ﴿٤٣﴾ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ
 لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَنٌ إِلَّا مَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ
 الْغَاوِينَ ﴿٤٤﴾ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ

کو اس معلوم وقت کے دن تک
 مہلت ہے بولا اے رب میرے
 قسم اس کی کہ تم نے مجھے گمراہ کیا
 میں انہیں زمین میں بھلاوے دوں
 گا اور ضرور میں ان سب کو بے
 راہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے
 چنے ہوئے بندے ہیں یہ راستہ
 سیدھا میری طرف آتا ہے بیشک
 میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں
 سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ
 دیں اور بے شک جہنم ان سب کا
 وعدہ ہے۔

جو پہلے تین نفوس والے لوگ ہیں ان پر شیطان کا تسلط اور کنٹرول ہوتا ہے۔ لیکن جب
 نفس کامل ہو جاتا ہے تو پھر شیطان حملہ آور نہیں ہو سکتا ہاں جب غفلت ہو جائے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَافٌ مِّنَ
 الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ
 (الاعراف - ۲۰۱)

بیشک وہ جو ڈر والے ہیں جب
 انہیں کسی شیطانی خیال کی ٹھیس
 لگتی ہے ہوشیار ہو جاتے ہیں اسی
 وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی
 ہیں۔

اس لئے ہر نفس کے اعمال کا محاسبہ رکھا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا
 لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ
 (ابراہیم - ۵۱) کمائی کا بدلہ دے۔

دوسرے مقام پر ہے۔

إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُحْفِيهَا لِنُجْرَتِ كُلِّ
 بِشْكَ قِيَامَتِ آتِيَةِ الْوَالِيِّ هِيَ قَرِيبٌ

تھا کہ میں اسے سب سے چھپاؤں

نَفْسٍ بِمَا تَسْعَى

(طہ - ۱۵) کہ ہر جان اپنی کوشش کا بدلہ

پائے۔

جب نفس، اطاعت کرنے والوں کا اجر و ثواب دیکھے گا اور اپنی عقوبت و سزا کو تو پھر

پچھتائے گا مگر اب کیا فائدہ؟

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يُحَسِّرَتِي عَلَى مَا فَرَّطْتُ
فِي جَهَنَّمَ وَاللَّهِ إِنَّ كُنْتُ لَمِنَ الشَّخِرِينَ

کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہے کہ

ہائے افسوس ان تقصیروں پر جو میں

نے اللہ کے بارے میں کیں اور

(الزمر - ۵۶)

پیشک میں ہنسی بنایا کرتا تھا۔

انسان کو جو پریشانیاں اور سزائیں ملتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس نفس کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اور جو برائی پہنچے وہ تیری اپنی

وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ

(النساء - ۷۹) طرف سے ہے۔

حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مسلمان کو جو تکلیف، پریشانی، تنگی،

غم اور حزن حتیٰ کہ کاٹنا چبتا ہے

اس کی جگہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ

معاف فرما دیتا ہے۔

ما يصيب المسلم من نصب ولا وصب

ولا هم ولا حزن ولا اذى ولا غم حتى

الشوكة يتألها الا كفر الله بها من خطايا

(البخاری)

جس نے اپنے نفس کو کنٹرول کر لیا۔ اپنے رب سے ڈرتا رہا اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

خواہشات

انسان کے لئے مختلف اشیاء دنیوی مزین کی گئیں اگر وہ انہیں طاعت الہی میں خرچ

کرے تو وہ خیر ہوتی ہیں اور اگر تکبر، فخر و غرور، اللہ تعالیٰ سے دوری اور اس کی نافرمانی

میں خرچ کرے تو شر بن جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

زَيْنَ لِلنَّاسِ حُبِّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ
وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ
وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ
وَالْحَرِّ ذَلِكُمْ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ
عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَبَإِ ﴿١٥﴾ قُلْ أَوْ نَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ
مِّنْ ذَلِكَ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ
بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

(آل عمران - ۱۴، ۱۵)

لوگوں کے لئے آراستہ کی گئی ان
خواہشوں کی محبت عورتیں اور
بیٹے اور تلے اوپر سونے چاندی کے
ڈھیر اور نشان کئے ہوئے گھوڑے
اور چوپائے اور کھیتی یہ جتنی دنیا کی
پونجی ہے اور اللہ ہے جس کے
پاس اچھا ٹھکانا تم فرماؤ کیا میں
تمہیں اس سے بہتر چیز بتا دوں
پرہیز گاروں کے لئے ان کے رب
کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے
نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں گے
اور ستھری بی بیاں اور اللہ کی
خوشنودی اور اللہ بندوں کو دیکھتا
ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ
وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا
(مریم - ۵۹)

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف
آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں
اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے
تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل
پائیں گے۔

شہوات کی اتباع، شیطان کا حکم ہوتا ہے کیونکہ برائی کا حکم وہی دیتا ہے وہ طاعت کا حکم
نہیں دیتا ورنہ وہ بڑی طاعت کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ

(النور - ۲۱)

اے لوگو کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تو تمہیں یہی حکم دے گا بدی اور بے حیائی کا اور یہ کہ اللہ پر وہ جوڑو جس کی تمہیں خبر نہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۷۸﴾ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاءِ وَإِنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ

(البقرہ - ۱۶۸ - ۱۶۹)

اس بارے میں بہت سی آیات ہیں کہ شیطان فواحش اور منکرات کا حکم دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا کوئی حکم نہیں دیتے۔

اهواء (خواہشیں)

اس پر بھی بہت سی نصوص ہیں مگر بعض کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تو کیا جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہو اس جیسا ہو گا جس کے برے عمل اسے بھلے دکھائے گئے اور وہ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلے۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّهِ كَمَنْ زُرِنَ لَهُ سُوءٌ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

(محمد - ۱۳)

آگے فرمایا۔

اور ان میں سے بعض تمہارے

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا

خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا
الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ أَنفَا أَوْلَاكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ
عَلَى قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

(محمد - ۱۶) نے کیا فرمایا یہ ہیں وہ جن کے

دلوں پر اللہ نے مہر کر دی اور اپنی
خواہشوں کے تابع ہوئے۔

تو اتباع خواہش وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ اور اپنے نفوس پر ظلم کرنے والے ہوتے
ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اتباع خواہش سے منع فرمایا ہے، سب سے سخت خواہش کا
بندہ وہ ہوتا ہے جو اسے اپنا معبود بنا کر اس کی اتباع کرتا ہے اور کبھی اس کی مخالفت
نہیں کرتا اسی لئے ایسے لوگوں کی اقتداء اور اتباع سے منع کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَإِنَّمَا عَلَيْهِمْ نَبَأُ الَّذِي أْتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ
مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطَانُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ﴿۱۷۵﴾
وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى
الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ

(الاعراف - ۱۷۵، ۱۷۶)

اور اے محبوب انہیں اس کا
احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں
دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو
شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں
میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں
کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو
زمین پکڑ گیا اور اپنی خواہش کا تابع
ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ
فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِمَّنْ
نُصِرِينَ

(الروم - ۲۹) اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

مشرکین کے بارے میں فرمایا۔

وہ تو نرے گمان اور نفس کی
خواہشوں کے پیچھے ہیں۔

إِنْ يُكِبُّعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ
(النجم - ۲۳)

اتباع ہوی سے منع کرتے ہوئے فرمایا۔

اے ایمان والو انصاف پر خوب
قائم ہو جاؤ اللہ کے لئے گواہی
دیتے چاہے اس میں تمہارا نقصان
ہو یا ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا
جس پر گواہی دو وہ غنی ہو یا فقیر ہو
بہر حال اللہ کو اس کا سب سے
زیادہ اختیار ہے تو خواہش کے پیچھے
نہ جاؤ کہ حق سے الگ پڑو اور
اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ پھيرو تو
اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ
شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ
وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ
أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا
وَإِنْ تَلَوْا أَوْ تَعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا
تَعْمَلُونَ خَبِيرًا

(النساء - ۱۳۵)

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بیان فرما دیا کہ اتباع ہوا گمراہ کر دیتی ہے۔

اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین
میں نائب کیا تو لوگوں میں سچا حکم
کر اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ
تجھے اللہ کی راہ سے بہکاوے گی
بیشک وہ جو اللہ کی راہ سے بہکتے
ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے
اس پر کہ وہ حساب کے دن کو
بھول بیٹھے۔

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ
فَأَحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ
الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ
يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ
بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ

(ص - ۲۶)

سب سے بدتر یہ ہے کہ انسان ہوا کو خدا بنا لے اور اس کی سمع و طاعت اختیار

کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تُكُونُ
عَلَيْهِ وَكَيْلًا

کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنی
جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا
تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے۔

(الفرقان - ۴۳)

بھلا دیکھ تو وہ جس نے اپنی خواہش
کو اپنا خدا ٹھہرا لیا اور اللہ نے
اسے باوصف علم کے گمراہ کیا اور
اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی
اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا اور
اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے
تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

أَفَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَى
عِلْمِهِ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَى
بَصَرِهِ غِشَاةً فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا
تَذَكَّرُونَ

(الحاشیہ - ۲۳)

جب انسان خواہش کو خدا بنا لے تو اب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اسے ہدایت نہیں دے
سکتا۔ اس لئے اللہ نے اصحاب ہوا کی اتباع سے منع فرما رکھا ہے، کیونکہ وہ تو راستوں
میں متفرق ہو کر ہر وادی میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلِهِ
وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ
اور ایسے لوگوں کی خواہش پر نہ چلو
جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو
گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بہک گئے۔

(المائدہ - ۷۷)

اپنے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے کہلوا یا۔

تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ
انہیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا
پوجتے ہو تم فرماؤ میں تمہاری
خواہش پر نہیں چلتا یوں ہو تو میں
بہک جاؤں۔

قُلْ إِنِّي نُهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ
دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا أَتَّبِعُ أَهْوَاءَ كُمْ قَدْ ضَلَلْتُمْ
إِذَا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ

(الانعام - ۵۶)

پھر فرمایا۔

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا
اور ان کی خواہش کے پیچھے نہ چلنا
(الانعام - ۱۵۰) جو ہماری آیتیں جھٹلاتے ہیں۔

ایسی بہت سی آیات ہیں۔

(البقرہ - ۱۲۰، ۱۳۵) (المائدہ ۲۸، ۲۹) (الرعد ۷۳) (المؤمنون ۷۱) (الشوریٰ ۱۵)
(الجماعیہ ۱۸) (القمر ۳)

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اپنے نبی ﷺ کو کفار کی عدم اتباع کا فرمایا کیونکہ وہ اتباع
اہواء کے بندے ہیں اور اس کی اتباع کی وجہ سے راہ گم کر چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ
پھر اگر وہ یہ تمہارا فرمان قبول نہ
أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بغير
کریں تو جان لو کہ بس وہ اپنی
هُدًى مِّنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
خواہشوں ہی کے پیچھے ہیں اور
الظَّالِمِينَ
اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اپنی

(القصص - ۵۰)

خواہش کی پیروی کرنے اللہ کی
ہدایت سے جدا بیشک اللہ ہدایت
نہیں فرماتا ظالم لوگوں کو۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَقَالُوا إِنْ تَتَّبِعِ الْهُدَىٰ مَعَكَ نُتَخَطَّفُ مِنْ
اور کہتے ہیں اگر ہم تمہارے ساتھ
أَرْضِنَا أَوْلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُجْبَى
ہدایت کی پیروی کریں تو لوگ
إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رَّزَقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنَّ
ہمارے ملک سے ہمیں اچک لے
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ
جائیں گے کیا ہم نے انہیں جگہ نہ

(القصص - ۵۷)

دی امان والی حرم میں جس کی
طرف ہر چیز کے پھل لائے جاتے

ہیں ہمارے پاس کی روزی لیکن
ان میں اکثر کو علم نہیں۔

ہم دیکھتے ہیں عدم طاعت اور ارتکاب معصیت کا سبب شیطان کا نفوس کو خواہشات کی طرف متوجہ کر کے گمراہ کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے نفس، طاعت سے بھاگتا اور معصیت کا مرتکب ہوتا ہے، انسان سے وہ حسد اور انتقام لیتا ہے کیونکہ ابوالبشر اس کے جنت سے نکلنے کا سبب بنے تھے تو انسان کو اپنے دشمن اول اور اس کی شہوات و اہواء کے شر سے بچنے کی ہمیشہ تدبیر کرتے رہنا چاہئے اور اپنے نفوس کو اس سے اس قدر بچایا جائے کہ اس پر حملہ آور نہ ہو سکے۔

انَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ
بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو
(الحجر - ۴۲) نہیں۔

اور اس سے قلعہ و حفاظت میں چلا جائے۔

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلِصِيْنَ
مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے
(الحجر - ۴۰) بندے ہیں۔

تاکہ اس کے شر سے بچا جاسکے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت بجا لا کر دارین کی سعادتوں کو پایا جاسکے اس فصل کو ختم کرنے سے پہلے ہم چاہتے ہیں اس چیز کو واضح کر دیں کہ معصیت و نافرمانی کی سزا کیا ہے؟ اور طاعت و فرمانبرداری کا انعام کیا ہے؟ احسن اللہ تعالیٰ ختامنا جميعا بفضله و کرمہ۔

معصیت کی سزا

ہم یہاں صرف اخروی سزا پر اکتفاء نہیں کر رہے بلکہ معصیت پر جو بھی دنیوی و اخروی نقصانات، سزائیں اور مذمتیں وارد ہوئیں ہیں ان کو بیان کرتے ہیں ان میں سے کچھ کا تعلق دنیا سے کچھ کا آخرت سے ہے، کچھ ان میں سے عقائد سے متعلق ہیں اور کچھ مادی ہیں ہاں تمام کا ذکر نہیں بعض کا ہو گا۔

معصیت دو طرح کی ہوتی ہے مکفرہ (کافر بنا دینے والی) اور غیر مکفرہ۔ ہماری گفتگو عمومی ہو گی، کیونکہ اس امت کے عاصی کی سزا اور کافر اور مرتد کی سزا کے درمیان فرق کبیر ہے واللہ تعالیٰ هوالمعین

۱۔ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جاتا ہے

حضور ﷺ کا نافرمان اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہوتا ہے۔ جیسے کہ مصطفیٰ ﷺ کا مطیع اللہ تعالیٰ کا مطیع ہوتا ہے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا اور آپ ﷺ کی معصیت کو حرام فرمایا ہے تو جس نے آپ ﷺ کی نافرمانی کی اس نے آپ ﷺ کے بھیجنے والے کی نافرمانی کی جیسے کہ آپ ﷺ کی طاعت کرنے والے نے آپ ﷺ کے بھیجنے والے کی طاعت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پیچھے گزری ہے۔

من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی
فقد عصی اللہ
(بخاری و مسلم)

جس نے میری طاعت کر لی اس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔

فمن اطاع محمداً ﷺ فقد اطاع اللہ ومن
عصى محمداً ﷺ فقد عصی اللہ محمد
فرق بین الناس

جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس

(البخاری) نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی حضرت محمد ﷺ لوگوں کے درمیان وجہ امتیاز ہیں۔

۲۔ وہ شیطان کا سپاہی ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک کتاب میں دو لشکروں کا ذکر فرمایا ہے۔ (۱) حزب اللہ اور وہ اہل ایمان و تقویٰ اور اطاعت کرنے والوں کا گروہ ہے (۲) حزب الشیطان، یہ کفار، منافقین اور فاسقین کا گروہ ہے ہر عاصی، شیطان کا سپاہی ہے، ہر عاصی کی نسبت اس سے گناہ کی مقدار ہے مثلاً فاسق کا درجہ کافر و منافق جیسا نہیں، شیطان کا تمام گروہ خائب و خاسر اور جہنمی ہے، اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ کے بارے میں فرمایا۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُمْ زَكَاةً وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ
(المائدہ - ۵۵، ۵۶)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

حزب الشیطان کے بارے میں فرمایا۔

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ
أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ
هُمُ الْخَسِرُونَ
(المجادلہ - ۱۹)

ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں سنتا ہے بیشک شیطان ہی کا گروہ ہار میں ہے۔

حزب شیطان کے عذاب اور ٹھکانے کے بارے میں فرمایا

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا
بِشْكَ شَيْطَانٍ تَمَارَا دَشْمَنٍ هِيَ تَوْتَم

يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ
 بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے
 (فاطر - ۶) گروہ کو اسی لئے بلاتا ہے کہ
 دوزخیوں میں ہوں۔

۳۔ عاصی سے توفیق چھین جاتی ہے

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے صحیح راہ کی رہنمائی فرماتے ہیں، طاعت کی اور عمل صالح کی توفیق دیتے ہیں، اسے اپنے صالحین بندوں میں شامل فرما لیتے ہیں اور جب بھلائی کا ارادہ نہ ہو تو اسے طاعت کی توفیق نہیں دیتے اور نہ ہی عمل صالح کی طرف اس کو توجہ دلاتے ہیں، مومن مطیع جان رہا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
 اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف
 سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا
 (ہود - ۸۸) اور اسی کی طرف رجوع ہوتا
 ہوں۔

تو عاصی سے توفیق چھین لی جاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عاصی سے اپنی مدد دور فرما لیتا ہے لہذا وہ حق کو نہیں پہنچ پاتا اور مطیع کا معاملہ اس کے برعکس ہے، عاصی کے لئے اتنی سزا، ذلت اور اہانت کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی مدد اور توفیق دور کر دی ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ عاصی سے محبت نہیں فرماتا

اللہ تعالیٰ جیسے بندوں سے کفر پسند نہیں فرماتا اسی طرح وہ فسق اور عصیان کو پسند نہیں فرماتا کیونکہ فسق، ذنوب کبار اور عصیان، تمام معاصی کو شامل ہے، کتاب اللہ میں بہت سی آیات ہیں جن سے معاصی سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ان میں کفر اور فسوق پر اللہ کی ناپسندیدگی کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ
فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ
حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ
أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ

(الحجرات - ٤)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے
رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ
تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور
مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں
ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے
تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا
اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی
تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ
راہ پر ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدگی میں عصیان کو کفر و فسوق کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔
اور اہل ایمان پر لازم قرار دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کریں، آپ ﷺ کا
ادب بجا لائیں، آپ ﷺ کے حکم کے سامنے سر خم کریں کیونکہ آپ ﷺ ان کے
فوائد، ان سے زیادہ جانتے ہیں، ان پر ان کی ذوات سے بھی بڑھ کر شفیق ہیں،
آپ ﷺ کی مبارک رائے، ان کی ذوات کے بارے میں ان کی اپنی رائے سے کہیں
بڑھ کر ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے کفر، فسوق اور عصیان کو مبعوض
قرار دیا (عصیان، تمام معاصی کو شامل ہے) ہاں ان کے دلوں کو ایمان سے مزین، ایمان
کو محبوب اور حسین بنا دیا۔

جب اللہ تعالیٰ معاصی کو پسند نہیں فرماتا تو اسے اہل ایمان کے لئے مبعوض اور
ناپسند بنا دیا اللہ تعالیٰ معاصی کے مرتکب کو محبوب نہیں بناتا، اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات
کریمہ میں مختلف معاصی پر اپنی عدم محبت کا ذکر فرمایا ہے۔

ان اللہ لا يحب المفسدين
بیشک اللہ فسادیوں کو دوست نہیں
رکھتا (القصص - 77)

واللہ لا يحب المفسدين
اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا
(المائدہ - 64)

- فان الله لا يحب الكافرين
الله کو خوش نہیں آتے۔ کافر
(آل عمران - 32)
- والله لا يحب الظلمين
ظالم الله کو نہیں بھاتے
(آل عمران - 57)
- ان الله لا يحب من كان مختالا فخورا
الله کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے
والا بڑائی مارنے والا
(النساء - 36)
- لا يحب الله الجهر بالسوء من القول
الله پسند نہیں کرتا بری بات کا
اعلان کرنا
(النساء - 148)
- ان الله لا يحب الخائنين
پیشک دھوکہ دینے والے الله کو پسند
نہیں
(الانفال - 58)
- انه لا يحب المستكبرين
وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا
(النحل - 23)
- ان الله لا يحب كل خوان كفور
الله دوست نہیں رکھتا ہر بڑے دغا
باز ناشکرے کو
(الحج - 38)
- ان الله لا يحب من كان خوانا اثيما
الله نہیں چاہتا کسی بڑے دغا باز
گنہگار کو
(النساء 107)
- ان الله لا يحب الفرحين
الله اترانے والوں کو دوست نہیں
رکھتا
(القصص - 76)
- فان الله لا يرضى عن القوم الفسقين
تو پیشک الله تو فاسق لوگوں سے
راضی نہ ہو گا
(التوبه - 96)
- ولا يرضى لعباده الكفر
اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے
پسند نہیں
(الزمر - 7)

۵۔ اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوتا ہے

جو معاصی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی سزا دنیوی (مادی یا جسمانی) ہوگی یا پھر وہ خصوصی توبہ کی محتاج ہوگی یا عام توبہ اور فعل خیرات کے تحت آئے گی۔ کیونکہ ان الحسنات یذهببن السيئات
نیکیاں، برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔
تو جس نے بھی معاصی کا ارتکاب کیا وہ دنیوی سزا کا محتاج ہو گا تاکہ وہ اس گناہ کا کفارہ بن سکے اور جب وہ اسے سزا نہیں ہوئی تو اب اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہو گیا چاہے روز قیامت اسے عذاب دے یا اسے معاف فرما دے اسی طرح معاملہ ہے اس گناہ کا جس کے لئے خصوصی توبہ ضروری ہوتی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے چاہے اسے معاف فرما دے یا عذاب دے اگرچہ ہم یہ حسن ظن رکھنے کے پابند ہیں کہ تمام گناہ معاف فرما دینے والا ہے۔

سود کھانے والے کے بارے میں فرمایا۔

فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ
تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے

(البقرہ - ۲۷۵) حلال ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے۔

تو سود لھانے والا کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے چاہے وہ اسے عذاب دے یا معاف فرما دے۔ پیچھے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے گزرا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من اصاب من ذلك شيئا فعوقب في الدنيا فهو كفارة له ومن اصاب من ذلك شيئا ثم ستره الله فهو الى الله ان شاء عفا عنه وان شاء عاقبه
جس نے بھی کسی معاصی کا ارتکاب کیا اور دنیا میں اسے سزا دے دی گئی وہ اس کے لئے کفارہ بن گئی اور جس نے ارتکاب کیا پھر اللہ

(بخاری و مسلم)

تعالیٰ نے اسے چھپا دیا اس کا معاملہ
اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے اسے
معاف فرما دے اور چاہے اسے
عذاب دے۔

۶۔ عاصی گمراہ ہے۔

جب سرور عالم ﷺ کی سنت کا (عملاً) ترک گمراہی ہے تو آپ ﷺ کی نافرمانی
گمراہی کیوں نہ ہو گی؟ بلکہ یہ تو کھلی گمراہی اور بھٹک جانا ہے، اس پر متعدد نصوص ہیں
کہ ترک سنت سراپا گمراہی ہے اور گمراہی سے نجات، سنت کا تمسک ہے، آپ ﷺ کی
معصیت گمراہی اور بھٹک جانا ہے اس پر یہ آیت گواہ ہے۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا
مُبِينًا
اور جو حکم نہ مانا اللہ اور اس کے
رسول کا بیشک صریح گمراہی بہکا۔

(الاحزاب - ۳۶)

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے ہے ایک شخص نے حضور ﷺ کے سامنے خطبہ دیا اور کہا
جس نے اللہ و رسول ﷺ کی طاعت کی اس نے ہدایت پائی۔

ومن يعصهما فقد غوى
جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی
وہ گمراہ ہو گیا

آپ ﷺ نے فرمایا۔

بئس الخطيب انت قل ومن يعص الله و
رسوله
تو اچھا خطیب نہیں یوں کہو جس
نے اللہ کی اور اس کے رسول کی

(المسلم، کتاب الجمعة) نافرمانی کی۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معصیت ہی گمراہی کے لئے کافی ہے اس طرح رسول ﷺ کی
معصیت بھی گمراہی کے لئے کافی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

من سرہ ان یلقى اللہ غدا مسلما
فلیحافظ علی ہؤلاء الصلوات حیث
ینادی بہن فان اللہ شرع لنبیکم سنن
الہدی وانہن من سنن الہدی ولوانکم
صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا
المنافق فی بیتہ لترکتہ سنۃ نبیکم ولو
ترکتہ سنۃ نبیکم لضللتہم

(المسلم، کتاب المساجد)

جو کل اپنے اللہ تعالیٰ سے ملاقات
کا آرزو مند ہے وہ ان نمازوں کی
اذان کے وقت حفاظت کرے اللہ
تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
سنن حدی جاری فرمائی ہیں یہ
نمازیں ان میں سے ہیں اگر تم نے
گھروں میں پڑھ لیں تو تم نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ترک کیا اور
اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
ترک کر دی تو تم گمراہ ہو جاؤ
گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فمن رغب عن سنتی فلیس منی
(البخاری، کتاب النکاح) کیا وہ ہمارا نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ منقول ہے۔ جس میں فرمایا حمد و صلوة کے بعد سب
سے بہتر کلام، کتاب اللہ ہے۔

خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شر الامور
محدثاتہا وکل بدعة ضلالة
(البخاری، کتاب الجمعة)

سب سے اچھا راستہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہے اور تمہارے اپنے پیدا کردہ
امور بدتر ہیں اور ہر بدعت گمراہی
ہے

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔

الافلا ترجعوا بعدی ضلالا یضرب
بعضکم رقاب بعض الا یبلغ الشاہد
سنو، میرے بعد گمراہ نہ ہونا ایک
دوسرے کو قتل نہ کرنا، سنو، حاضر،

غائب کو میرے ارشادات پہنچا

دے۔

آپ ﷺ نے امت کو گمراہی سے بچنے کے لئے کتاب و سنت سے تمسک کی تعلیم دی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصتم به فلن تضلوا کتاب اللہ و سنتہ نبیہ ﷺ
چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے ان کے ساتھ تمسک کیا تو تم گمراہ

نہیں ہو سکتے وہ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت ہے۔

کتاب و سنت اس امت کو گمراہی سے کیوں نہیں بچائیں گے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے واسطے ہی اس امت کو گمراہی سے نکالا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین کو انصار سے فرمایا۔
الم اجد کم ضلالا فہذا کم اللہ بی
کیا تم گمراہ نہ تھے اللہ تعالیٰ نے
(البخاری، کتاب المغازی) میرے سبب تمہیں ہدایت دی

جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ابتداءً "آپ ﷺ کے سبب سے گمراہی سے ہدایت بخشی تو اب اور بعد میں آپ ﷺ کے طریقہ و سنت سے تمسک اسے گمراہی سے کیوں نہیں نکال سکے گا، آپ ﷺ کی راہ کو چھوڑنا، طاعت نہ کرنا اور آپ ﷺ کی سنت سے اعراض یقیناً گمراہی بلکہ کھلی گمراہی ہے۔

۷۔ معصیت نفاق ہے

اللہ تعالیٰ نے جس طرح لوگوں کو اپنی مقدس کتاب قرآن کی طرف بلایا ہے۔ اسی طرح اپنے نبی ﷺ کی طرف بھی بلایا ہے۔ لیکن اہل نفاق اعراض کرتے ہیں اور آنے سے روکتے ہیں ہاں جب اس کے نتیجہ میں انہیں مصیبت پہنچتی ہے تو پھر جھوٹی قسمیں

اٹھا اٹھا کر کہتے ہیں ہم صالح اور نیک ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَا
اَنْزَلَ اِلَيْكَ وَمَا اَنْزَلَ مِنْ قَبْلِكَ يَرِيْدُوْنَ اَنْ
يَتَّخِذُوْا كُمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ
يَكْفُرُوْا بِهٖ طَوِيْرًا يَدُ الشَّيْطٰنِ اَنْ يُضِلَّهُمْ
ضَلٰلًاۙ بَعِيْدًا ﴿٦٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلَى
مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاٰتِ الْمُنٰفِقِيْنَ
يَصُدُوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا

(النساء - ۶۰، ۶۱)

انہیں دور بہکاوے اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی عظمت بیان کی ہے جو اللہ و رسول ﷺ کی طاعت اختیار کرتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا
الرَّسُوْلَ وَاُولٰٓئِ اَمْرٍ مِّنْكُمْ فَاِنْ تَنٰزَعْتُمْ
فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِۙ ذٰلِكَ
خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا

(النساء - ۵۹)

اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا۔

تو اہل ایمان، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مطیع و فرمانبردار ہوتے ہیں اور اگر

ان کے درمیان کوئی اختلاف و جھگڑا پیدا ہو جائے تو اسے اللہ کی طرف (اس کی کتاب کی طرف) اور اس کے رسول ﷺ (ظاہری حیات میں) کی طرف اور بعد از وصال آپ ﷺ کی سنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ رہے منافقین تو وہ مطیع نہیں ہوتے اور اگر انہیں کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے تو وہ اعراض کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی آپ ﷺ کی طرف آنے سے منع کرتے ہیں یہی حال کفار کا ہے۔ ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أُولُو كَانٍ آبَاءُ هُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

جب ان سے کہا جائے آؤ اس طرف جو اللہ نے اتارا اور اس کی طرف کہیں ہمیں وہ بہت ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ جانیں نہ راہ پر ہوں۔

(المائدہ - ۱۰۴)

تو منافق اور کفار اعراض میں اور اس پر اکتفاء میں جو ان کے پاس ہے اگرچہ وہ باطل ہے مشترک ہی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آپ ﷺ کی معصیت سے اور آپ ﷺ کے حکم سے اعراض سے ڈرایا ہے تاکہ کہیں ان کا حال بھی اہل نفاق جیسا نہ ہو جائے۔

۸ - آپ ﷺ کا مخالف کافر ہے

معاملہ اس وقت اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرما دیا جس نے اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی، جس نے آپ ﷺ کے طریق، مذہب، نبج اور سلوک میں مخالفت کی وہ کافر ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست

﴿۳﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا

فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ

رکھے گا تمہارے گناہ بخش دے گا
(آل عمران - ۳۱، ۳۲)

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے تم فرما
دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر
اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش
نہیں آتے کافر۔

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ آیت واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ کے طریقہ کی مخالفت کفر ہے اور جو اپنے اندر یہ برائی رکھتا ہو اسے اللہ تعالیٰ پسند ہی نہیں کرتا اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے محب ہونے اور قریبی ہونے کا دعویٰ کرتا پھرے ہاں آپ ﷺ کی اتباع کرے آپ ﷺ نبی امی اور خاتم الرسل ہیں، ثقلین جن و انس کے رسول ہیں، انبیاء و رسول ہی نہیں اولوا العزم پیغمبر بھی ہوتے اور آپ ﷺ کی بعثت ہوتی تو انہیں بھی آپ ﷺ ہی کی اتباع کرنا ہوتی، آپ ﷺ کی طاعت اور آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع میں داخل ہونا پڑتا تو جو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ کا محب ہوں اس پر اس کے رسول ﷺ کی طاعت و متابعت لازم ہے، اگر اس نے آپ ﷺ کی اتباع چھوڑ دی اور اس پر ڈٹا رہا تو وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کافر سے محبت نہیں کرتا۔

پیچھے حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گزری ہے آپ ﷺ نے فرمایا میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انکار کرنے والا کون ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی
فقد ابی

جس نے میری طاعت کی وہ جنت
میں ہے اور جس نے میری نافرمانی
کی اس نے انکار کیا (البخاری)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

فمن اتبعه كان في الجنة ومن لم يتبعه
عذب

جس نے اتباع کر لی وہ جنتی ہے
اور جس نے اتباع نہ کی اسے

عذاب دیا جائے گا۔

اسے امام احمد، ابن خزیمہ، ترمذی (دونوں نے صحیح کہا) نے روایت کیا

۹۔ عاصی سے جہاد

جب معصیت، شعارِ اسلام میں سے کسی کی ہو مثلاً اہل شہر ترک اذان پر یا زکوٰۃ نہ دینے پر اتحاد کر لیتے ہیں تو ان کے خلاف قتال کیا جائے گا اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جیسے مرتدین کے خلاف جنگ کی گئی اس طرح مانعین زکوٰۃ کے خلاف بھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، حضرت ابو بکر خلیفہ بنے، عربوں میں سے کچھ لوگوں نے کفر اختیار کیا، حضرت عمر نے حضرت ابو بکر سے کہا جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس کے خلاف ہم جنگ کیسے کریں؟ تو انہوں نے فرمایا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا اس کے خلاف میں جنگ کروں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے اونٹ کی نیکیل کی مقدار بھی زکوٰۃ روکی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کرتے تھے تو ان سے قتال کروں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ پر اس سے شرح صدر ہو گیا۔

تو زکوٰۃ اسلام کا رکن ہے یہ ہر صاحب نصاب خواہ مرد ہو یا خاتون اس پر لازم ہے جو اسے ادا نہ کرے اس کے خلاف سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جہاد جاری رکھا، بعض صحابہ نے ایک ارشاد نبوی کی وجہ سے اس پر اعتراض اٹھایا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا صحیح مفہوم سمجھایا تو وہ بھی مطمئن ہو گئے تو ترک زکوٰۃ اللہ تعالیٰ اور اس کی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معصیت ہے کیونکہ اس کا انہوں نے حکم دے رکھا ہے، امام خطابی فرماتے ہیں، اذان اسلام کا شعار ہے اس کا ترک ناجائز ہے۔ اگر اہل شہر اس کے ترک پر اتحاد کر لیں تو حاکم پر ان کے خلاف جہاد لازم ہے۔

۱۰۔ عاصی کے اعمال ضائع

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عاصی، اللہ کے غضب کی جگہ ہوتا ہے۔

دنیا و آخرت میں اس کی سزا ہے۔ ایک سزا یہ ہے کہ اس کے تمام اعمال ضائع ہیں۔ اس کا کوئی عمل مقبول نہیں خصوصاً جب وہ معصیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کبیر معصیت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ
وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ
الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ
أَعْمَالُهُمْ ۗ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

(محمد - ۳۲ - ۳۳)

بیشک وہ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ہدایت ان پر ظاہر ہو چکی تھی وہ ہرگز اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیں گے اور بہت جلد اللہ ان کا کیا دھرا اکارت کرے گا اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور اپنے عمل باطل نہ کرو۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی طاعت کا حکم دیا تاکہ ان کے اعمال کہیں باطل نہ ہو جائیں جیسے کہ وہ شخص جو مرتد ہو گیا، وہ شخص جس نے اللہ کی راہ سے کسی کو روکا، رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ تمام اعمال باطل فرما دے گا اور اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اس مخالفت اور ارتداد میں فقط اسی کا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ
كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ
وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

(الحجرات - ۲)

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے نبی ﷺ کی آواز سے اپنی آواز کو بلند کرنے سے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے سامنے یا آپ ﷺ کی آواز پر بلند آواز معصیت کبیرہ ہے۔ اس طرح بلا تکلف کلام سے بھی منع فرمایا کیونکہ یہ بھی معصیت کبیرہ ہے اور دونوں انسان کے اعمال باطل ہونے کا ذریعہ ہیں حالانکہ اسے شعور ہی نہ ہو۔

۱۱۔ عاصی لعنت کا مستحق بن جاتا ہے

لعنت، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو جانا ہے تو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ایسی سخت نافرمانی کی جس پر عتاب مرتب ہوگا تو ایسا شخص رحمت الہی سے دور اور دھتکار دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا
(الاحزاب - ۵۷)

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی اس کے نواہی کا ارتکاب کیا اس کے اوامر کو ترک کیا اس کے رسول ﷺ کو کسی عیب یا نقص یا کسی اور ذریعہ سے اذیت دی (اور یہ تمام کبائر ہیں) تو ایسا شخص دنیا و آخرت میں لعنت کا اور روز قیامت عذاب کا مستحق ہوگا۔

اسی لئے حضور ﷺ نے نافرمانوں پر لعنت کی تھی کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی (البخاری، کتاب المغازی)

انہوں نے عہد کر کے بے وفائی کی، عقد کر کے خلاف کیا اس طرح آپ ﷺ نے رمل، ذکوان اور بنو لحيان پر بھی لعنت فرمائی۔

۱۲۔ روز قیامت افسوس

جب قیامت قائم ہوگی کفار اپنے اعمال کے مطابق آئیں گے انہوں نے رسول

اللہ ﷺ کے اوامر کی مخالفت کی ہوگی، انہوں نے طاعت نہ کی ہوگی اب اپنی معصیت

پر شرمندہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت فرمائی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اس پر ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار جس دن ان کے منہ الٹ الٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کے کہنے پر چلے تو انہوں نے ہمیں راہ سے بہکا دیا اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرَيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝۳۴ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وِلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۳۵ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ ائِلَيْتِنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ أَطَعْنَا الرَّسُولَ ۝۳۶ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۝۳۷ رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَاهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا (احزاب - ۶۳، ۶۸)

جب کفار دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اس تمنا کا اظہار کریں گے کاش ہم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کی ہوتی تو آج دوزخ میں داخل نہ ہوتے، انہوں نے نافرمانی کی ہوئی تھی اس لئے جہنم میں داخل ہوں گے اب افسوس اور حسرت کوئی نفع نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَيَوْمَ يَعْصُ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ ائِلَيْتِنِي ااتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝۳۷ ائِلَيْتِنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝۳۸ لَقَدْ اَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَاءَ نِي وَكَانَ

اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا لے گا کہ ہائے کس طرح سے میں نے رسول ﷺ کے ساتھ راہ لی ہوتی وائے خرابی میری ہائے کس

الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا

طرح میں نے فلانے کو دوست نہ

بنایا ہوتا بیشک اس نے مجھے بہکا دیا (الفرقان - ۲۷ - ۲۹)

میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے

اور شیطان آدمی کو بے مدد چھوڑ

دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان ظالموں کی پریشانی کی خبر دی ہے۔ جنہوں نے آپ ﷺ اور

آپ ﷺ کی حق تعلیمات کو چھوڑ دیا تھا اور انہوں نے غیر رسول ﷺ کا راستہ اپنایا روز

قیامت انہیں ندامت، حسرت اور افسوس کچھ نفع نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ نے اس ظالم کا

یہی افسوس یہاں ذکر کیا کہ وہ کہے گا کاش میں رسول ﷺ کی راہ کو اپنا لیتا اور اس کی

راہ پر نہ چلتا جس نے مجھے اس سے گمراہ و منحرف کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا

بِكِ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿۳۱﴾ يَوْمَئِذٍ يَتُودُّ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصُوا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّىٰ

بِهِمُ الْأَرْضُ وَلَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا

(النساء - ۳۱ - ۳۲)

وہ جنہوں نے کفر کیا اور رسول کی

نافرمانی کی کاش انہیں مٹی میں دبا کر

زمین برابر کر دی جائے اور کوئی

بات اللہ سے نہ چھپا سکیں گے۔

یعنی جب ان احوال کا ظہور ہو گا، کفار و نافرمانوں کی ذلت، رسوائی اور عذاب دیکھیں

گے تو وہ کفار جنہوں نے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہو گی، اتباع و طاعت کو قبول نہ کیا تھا

وہ آج تمنا کریں گے کاش زمین پھٹ جائے اور ہمیں نکل جائے لیکن ایسا کہاں ہو گا؟

غیر صالح انسان موت کے بعد ہی افسوس و حسرت کا اظہار شروع کر دے گا۔ چہ جائیکہ

وقوع قیامت کے بعد، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

جب میت کو لوگ اٹھاتے ہیں اگر صالح ہو تو کہتی ہے مجھے جلدی لے چلو اور اگر بد ہو

افسوس مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ انسان کے علاوہ اس کی آواز ہر کوئی سن رہا ہوتا ہے
اگر انسان بن لے تو بے ہوش ہو جائے۔ (البخاری، کتاب الجنائز)

فاسق، فاجر، کافر کو ندامت صالح کے علاوہ ندامت ہوگی آپ ﷺ سے مروی ہے
فرمایا جو بھی فوت ہوتا ہے پریشان و نادوم ہوتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ

اوما ندامتہ؟
اس کی ندامت کیسی؟

فرمایا

ان کان محسنا ندم ان لا یکون اذداد وان
کان مسئیا ندم ان یکون نزع
(ترمذی، کتاب الزهد)
اگر اچھا ہوا تو اس پر نادوم ہو گا
کاش اس میں اضافہ کرتا اور اگر
برا ہوا تو اس پر نادوم ہو گا کاش میں
یہ کام نہ کرتا۔

قیامت کے ناموں میں سے ایک نام ”یوم الحسرت“ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔
وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ
فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ
اور انہیں ڈر سناؤ پچھتاوے کے
دن کا جب کام ہو چکے گا اور وہ
(مریم - ۳۹) غفلت میں ہیں اور نہیں مانتے۔

یعنی دوزخ میں کفار حسرت کریں گے لیکن ان کی حسرت کسی قسم کا انہیں نفع نہیں دے
گی۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا، روز قیامت موت کو
مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا پھر اہل جنت کو آواز دی جائے گی وہ دیکھیں گے
پوچھا جائے گا اسے پہچانتے ہو عرض کریں گے ہاں یہ موت ہے تمام نے اسے دیکھ لیا
ہے پھر اہل دوزخ کو آگاہ کیا جائے گا وہ کہیں گے یہ موت ہے اسے سب نے دیکھ لیا
ہے پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا پھر فرمایا جائے گا۔

یا اهل الجنة خلود فلا موت و یا اهل
النار خلود فلا موت
اے اہل جنت اب یہاں ہمیشہ رہو
اب موت نہیں اے اہل جہنم
یہاں ہمیشہ رہو اب موت نہیں۔

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وانذرہم

(البخاری، کتاب التفسیر)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔
 فیزداد فرحاً ال فرحہم ویزداد اہل النار
 حزننا الی حزنہم
 اہل جنت کی خوشی میں مزید اضافہ
 اور اہل نار کے غم میں مزید غم ہو
 گا۔

باقی یہ حدیث ان کفار کے بارے میں ہے جو دائمی جہنمی ہوں گے اس امت کے عاصیوں کا یہ معاملہ نہیں کیونکہ اس امت کے عاصی عذاب نار کے بعد وہاں سے نکل کر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جو ہمیشہ نار میں رہیں گے وہ کفار و مشرک ہوں گے یہی وجہ ہے کہ ان کے غم میں مزید اضافہ ہو گا، یہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات کے کافر اور بعد کے کافر ہیں جنہوں نے آپ ﷺ پر نہ ایمان لایا اور نہ آپ ﷺ کی طاعت کی وہ دامنہ جہنم میں رہیں گے۔

۱۳۔ عاصی جنت میں پہلے داخل ہونے والوں میں نہ ہو گا۔

معصیت کی دو اقسام ہیں، مکفرہ اور غیر مکفرہ، معصیت مکفرہ اپنے مرتکب کو دائمی دوزخی بنا دیتی ہے اور معصیت غیر مکفرہ اپنے مرتکب کو پہلے دوزخ میں لے جائے گی پھر حساب پر یا شفاعت مصطفیٰ ﷺ یا اس امت کے کسی اور شفیع کی شفاعت یا رحمت الہی (کہ اس کا گناہ یہودی یا نصرانی پر ڈال دو) سے وہاں سے نکال کر جنت میں لے جایا جائے گا۔ ہم نے اس پر تفصیلی گفتگو اپنی کتاب ”الخصائص التی انفراد بہا ﷺ“ میں کیا ہے۔

تو دونوں فریق جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ پہلا کفر کی وجہ سے اور وہ کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہو گا، دوسرا فریق ابتدائی جنتیوں کے ساتھ داخل نہ ہو گا بلکہ دوزخ میں داخل ہو گا وہاں بقدر معصیت عذاب بھگت کر پھر شفاعت اور رحمت الہی کی وجہ سے دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہو گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے یہی

وعدہ فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے انکار کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزرا کہ

انا اخذ بحجز کم عن النار ہلم عن النار میں تمہیں پیچھے سے پکڑ کر دوزخ
ہلم عن النار فتغلبونی تقحمون فیہا سے یہ کہتے ہوئے دور کرنے کی
(بخاری و مسلم) کوشش کروں گا اس سے بچو اس
سے بچو اور تم مجھ سے چھڑا کر اس
میں پڑنے کی کوشش کرو گے۔

مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت مروی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ
حَثْمًا مَّقْضِيًّا ۝۴۱ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا
وَنَذِرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا
(مریم - ۷۱، ۷۲)

اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا
گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب
کے ذمہ پر یہ ضرور ٹھہری ہوئی
بات ہے پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں
گے اور ظالموں کو اس میں چھوڑ
دیں گے گھٹنوں کے بل گرے۔

پل صراط جہنم کی پشت پر بچھایا گیا ہے۔ وہاں تمام جنوں اور انسانوں نے گزرنا
ہے۔ وہاں سے ہر کوئی اپنے اپنے اعمال صالحہ کے مطابق گزرے گا۔ کوئی بجلی کی چمک
کی طرح، کوئی تیز ہوا کی طرح اور کوئی تیز رفتار گھوڑے کی طرح گزرے گا اسی طرح
جہنم میں بھی لوگ حسب ذنوب و اثام گریں گے۔ سب سے اوپر والا طبقہ میں اس امت
کے عاصی ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے صلحا، متقین اور شہداء ان
عاصیوں کی شفاعت کریں گے۔ یہ عاصی ابتداً جنت میں داخل نہیں بلکہ دوزخ میں جائیں

گے ان کو گناہوں سے پاک کر کے جنت میں منتقل کیا جائے گا۔ اس لئے کثرت کے ساتھ آپ ﷺ سے منقول ہے۔ والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا، رحم منقطع کرنے والا اور چغلیور جنت میں داخل نہ ہوں گے۔
حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

انما مدلجون فلا يدلجن مصعب ولا ہم پانی نکالنے والے ہیں نہ سرکش
مضعف اونٹ کے ذریعہ سے نکالو اور نہ
کمزور سے

ایک آدمی نے سرکش اونٹنی پر پانی لادھا اور وہ گر پڑا اس کی ہڈی ٹوٹ گئی اور فوت ہو گیا آپ ﷺ نے اس پر جنازہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد تین دفعہ اعلان فرمایا۔

ان الجنة لا تحل لعاص
عاصی جنت میں داخل نہ ہو گا
اسے امام احمد، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا۔

آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی گزر چکا ہے کہ جس نے انکار کیا وہ جنت میں داخل نہ ہو گا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت کا حشر تین گروہوں میں ہو گا۔ ایک تو وہ ہوں گے جو بلا حساب جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے، دوسرے وہ جن کا تھوڑا حساب ہو گا پھر جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو اپنی پشتوں پر پہاڑوں جیسے گناہ لے کر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ کون ہے؟ حالانکہ وہ انہیں سب سے بہتر جانتا ہے۔ عرض کریں گے تیرے بندوں میں سے کچھ بندے ہیں۔ فرمائے گا ان سے یہ بوجھ اتار کر یہود و نصاریٰ پر لاد دو ادخلو ہم برحمتی الجنة اور انہیں میری رحمت سے جنت (المستدرک، ۱، ۵۸) میں داخل کر دو۔

اسے حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا اور ذہبی نے اس حکم کو ثابت رکھا۔ اور اس صحابی سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

يجنى يوم القيامة ناس من المسلمين
بذنوب امثال الجبال فيغفرها الله لهم
ويضعها على اليهود والنصارى
رُوز قِيامتِ مسلمانوں ميں سے كچھ
لوگ پہاڑوں كى طرح گناہ لائیں
گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما
دے گا اور انہیں يہود و نصارىٰ پر
ڈال دے گا۔

ان پہاڑوں جيسے گناہوں كى مسلمانوں سے بخشش، شفاعت كے ذريعہ ہو گى ہم
عنقریب اس پر تذكير كے لئے بخارى و مسلم كى احاديث كا تذكرہ كريں گے۔
حضرت انس بن مالك رضي الله عنه سے مروى ہے۔ رسول الله ﷺ نے فرمايا۔
يخرج قوم من النار بعد ما مسهم منها
سفع ليدخلون الجنة فيسميهم اهل
الجنة الجهنميين
دوزخ سے كچھ لوگ نكليں گے
انہیں آگ نے چھوا ہو گا۔ انہیں
اہل جنت، جہنمی كا نام ديں گے۔

(البخارى، كتاب الرقاق)

حضرت ابو سعيد خدرى رضي الله عنه سے ہے۔ رسول الله ﷺ نے فرمايا جب جنتى، جنت
ميں اور دوزخى، دوزخ ميں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس كے دل ميں
رائى كے برابر ايمان ہے۔ اسے دوزخ سے نكال لو انہیں نكال كر نهر حيات ميں ڈالا
جائے گا۔

فينبتون كما تنبت الجنة فى حميل
السييل
وہ آگے گئے جيسے کہ دانہ سيلاب
كے كوڑے ميں آگتا ہے۔

(بخارى و مسلم)

حضرت عمران بن حصين رضي الله عنه سے ہے۔ رسول الله ﷺ نے فرمايا
يخرج قوم من النار بشفاعة محمد ﷺ
فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين
دوزخ سے كچھ لوگ حضور ﷺ كى
شفاعت سے نكليں گے اور جنت
ميں داخل ہوں گے۔ انہیں جہنمی
كہا جائے گا۔

(البخارى، كتاب الرقاق)

حدیث شفاعت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر مجھے کہا جائے گا۔
 ارفع رأسک وسل تعطہ وقل یسمع
 واشفع تشفع فارفع رأسی فاحمد ربی
 بتحمید یعلمنی ثم اشفع فیحدلی حدا
 ثم اخرجهم من النار وادخلهم الجنة ثم
 اعود فاقع ساجداً مثله فی الثالثة او
 الرابعة فی ما یبقی فی النار الا من
 حبسه القرآن

(البخاری، کتاب الرقاق)

سر اٹھاؤ اور مانگو عطا کیا جائے گا،
 شفاعت کرو قبول کی جائے گی، میں
 سر اٹھا کر اپنے رب کی حمد کروں گا
 جو مجھے سکھائی جائے گی۔ پھر میں
 شفاعت کروں گا میرے لئے حد
 مقرر کر دی جائے گی پھر میں انہیں
 دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل
 کروں گا پھر حاضر ہو جاؤں گا سجدہ
 کروں گا اسی طرح تیسری یا چوتھی
 دفعہ ہو گا حتیٰ کہ دوزخ میں وہی
 رہے گا جسے قرآن روک لے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

انی لاعلم اخر اهل النار خروجا منها
 واخر اهل الجنة دخولا رجل یخرج من
 النار حبوا فیقول الله اذهب فادخل
 الجنة

(البخاری، کتاب الرقاق)

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جاؤ جنت میں
 داخل ہو جاؤ۔

(المسلم، کتاب الایمان)

شفاعت نبوی ﷺ

حضور ﷺ کو بہت سی شفاعتیں عطا کی گی ہیں اور ان کا تذکرہ احادیث میں ہے۔
کچھ کا تذکرہ مبارکہ ملاحظہ کر لیجئے۔

- ۱۔ مخلوق کو سختی محشر سے بچانے کے لئے شفاعت۔
- ۲۔ کچھ امتیوں کو جنت میں بلا حساب داخل کروانے کے لئے شفاعت۔
- ۳۔ امت کے کچھ لوگ جن کا حساب ہو گا اور وہ عذاب کے مستحق ٹھہریں گے ان کو عذاب سے بچانے کے لئے شفاعت۔
- ۴۔ اپنی امت کے عاصی لوگوں کو دوزخ سے نکالنے کے لئے شفاعت۔
- ۵۔ جنت میں بلندی درجات کے لئے شفاعت۔
- ۶۔ اہل مدینہ منورہ کے لئے خصوصی شفاعت۔
- ۷۔ امت کے اہل کبار کے لئے شفاعت۔
- ۸۔ ان لوگوں کے لئے جن کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ دخول جنت کی شفاعت اور راج قول کے مطابق انہیں اہل اعراف کہا جاتا ہے۔
- ۹۔ تمام لوگوں سے پہلے اپنی امت کے دخول جنت کے لئے شفاعت۔
- ۱۰۔ اپنے چچا حضرت ابو طالب کے لئے شفاعت۔
- ۱۱۔ اس شخص کے لئے شفاعت جس نے کلمہ توحید پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن خیر کوئی نہ کی۔

- ۱۲۔ ان قبور والوں کی شفاعت جن پر آپ ﷺ نے کھجور کی شاخیں گاڑی تھیں۔
 - ۱۳۔ آپ ﷺ کی امت کی بعض کی بعض کے حوالے سے شفاعت۔
- حدیث انس رضی اللہ عنہ میں جو الفاظ گزرے ”الامن حبسہ القرآن“ (مگر جسے قرآن روک لے) سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا دوزخی ہونا دائمی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ”فیحد لی حدا“ (میرے لئے حد مقرر کی جائے گی) اس کی تفسیر دوسری روایات میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کہا جائے گا جاؤ فمن كان في قلبه مثقال حبة من براؤ جس کے دل میں گندم یا جو کے

برابر ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو۔

شعيرة من ايمان فاخرجه منها

مجھے کہا جائے گا جاؤ

جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہے اسے دوزخ سے نکال لو۔

فمن كان في قلبه مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجه منها

پھر مجھے کہا جائے گا جاؤ۔

جس کے دل میں رائی سے کم اس سے بھی کم اس سے بھی کم مقدار ایمان ہے۔ اسے بھی دوزخ سے نکال لو میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔

فمن كان في قلبه ادنى ادنى من مثقال حبة من ايمان فاخرجه من النار فانطلق فا فعل

(البخاری، کتاب التوحید)

(المسلم، کتاب الایمان)

نبی اکرم ﷺ ہی صرف اپنی امت کے لئے شفاعت نہیں فرمائیں گے بلکہ آپ ﷺ کی امت کے صلحاء و متقی بھی اپنی نجات کے بعد اپنے دوزخی بھائیوں کی شفاعت کریں گے۔ اس پر بھی متعدد احادیث شاہد ہیں ہم صرف دو کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے دیدار الہی اور حساب و کتاب میں جو روایت مروی ہے اس کا آخری حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

پھر جہنم پر پل بچھایا جائے گا اور شفاعت حلال کر دی جائے گی وہ کہیں گئے اے اللہ سلامتی سلامتی

ثم يضرب الجسر على جهنم و تحل الشفاعة ويقولون اللهم سلم سلم

عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جسر کیا ہے؟ فرمایا

و حوض مزلة فيه خطاطيف و كلاليب وہ وحشت، گرنا، اس میں کڑک

وحسك فيمر المؤمنون كطرف العين
 وكالبرق وكالريح وكالطير وكاجاويد
 الخيل والركاب
 ہے، کتے اور کانٹے۔ اہل ایمان
 آنکھ جھپکنے کی طرح یا بجلی، ہوا،
 پرندے یا گھوڑے یا سوار کی طرح
 گزریں گے۔

جس کی حفاظت کی گئی وہ نجات پا جائے گا۔ جس کو چھوڑ دیا گیا۔ وہ جہنم میں گر
 جائے گا۔ حتیٰ کہ اہل ایمان جہنم سے خلاصی پالیں گے۔ قسم اس ذات اقدس کی جس
 کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روز
 قیامت اپنے دوزخی بھائیوں کے لئے التجائیں کر رہا ہو گا، کچھ کہیں گے۔
 ربنا کانوا يصومون معنا ويصلون
 ويحجون
 اے ہمارے رب انہوں نے
 ہمارے ساتھ روزے رکھے نمازیں
 پڑھیں اور حج کئے۔

تو ان سے کہا جائے گا۔

اخرجوا من عرفتم فتحرم صورهم على
 النار
 جنہیں تم پہچانتے ہو انہیں نکال لو
 ان کے اجسام پر آگ حرام کر دی
 گئی ہے۔

اسی طرح دوزخ سے کثیر مخلوق کو نکال لیا جائے گا۔ اب دوزخ نصف ساق اور گھٹنوں
 تک رہ جائے گی پھر وہ عرض کریں گے۔

ربنا ما بقى فيها احد ممن امرتنا به
 اے ہمارے رب جس کا تم نے
 حکم دیا تھا اب ان میں سے یہاں
 کوئی نہیں رہا۔

حکم ہو گا تم پھر جاؤ

فمن وجدتم في قلبه مثقال دينار من
 ايمان فاخرجوه
 جس کے دل میں مثقال دینار کے
 برابر ایمان پاؤ اسے دوزخ سے
 نکال لو۔

اب دوبارہ کثیر مخلوق نکال لی جائے گی۔ عرض کریں گے یا اللہ جن کے بارے میں آپ نے حکم دیا تھا ہم نے وہ تمام نکال لئے حکم ہو گا پھر جاؤ۔

فمن وجدتم فی قلبه مثقال نصف دینار جس کے دل میں مثقال نصف دینار من خیر فاخرجوه کے برابر ایمان پاؤ اسے نکال لو۔

پھر خلق کثیر جہنم سے نکال لی جائے گی اور عرض کریں گے اے ہمارے رب جس کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا انہیں نکال لیا گیا ہے۔ حکم ہو گا پھر جاؤ

فمن وجدتم فی مثقال ذرۃ من خیر جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان فاخرجوه ہے۔ اسے نکال لو۔

پھر خلق کثیر باہر لائی جائے گی اور عرض کریں گے ہمارے پروردگار آپ نے جس کے بارے میں فرمایا تھا ہم نے کسی کو وہاں نہیں چھوڑا۔ (المسلم، کتاب الایمان) (البخاری، کتاب التوحید)

یہ حدیث اس امت کا حال بیان کر رہی ہے کہ اس کی تین اقسام ہوں گیں۔

۱۔ محفوظ و سالم جسے کوئی تکلیف عارض نہ ہوگی۔

۲۔ مخدوش، خدشہ کے بعد عذاب وغیرہ سے نجات پائے گی۔

۳۔ نار جہنم میں گر جائے گی، پہلے، نجات کے بعد ان کی شفاعت کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

پھر ارحم الراحمین ذات کی رحمت کا اظہار ہو گا۔ جیسا کہ حدیث کے آخری الفاظ ہیں۔

حيث يقبض قبضة من النار فيخرج من قال لا اله الا الله ولم يعمل خيرا قط في حياته و يلقى في نهر الحياة فاذا خرجوا و ختم في ركبهم يعرفون بعقلاء الله تعالى

پھر اللہ تعالیٰ مٹھ بھرے گا اور نکال لے گا ہر اس شخص کو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور پوری زندگی میں ایک نیکی بھی نہ کی ہوگی، انہیں نہر حیات میں ڈال دے گا، ان کی گردنوں پر یہ مہر ہوگی۔ ”یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں“

۲۔ حضرت عبداللہ ابی الجعد رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

يدخل الجنة بشفاعه رجل من امتي اكثر ميري امت کے ایک آدمی کی
من بنی تمیم شفاعت سے بنو تمیم سے زیادہ لوگ
جنت میں جائیں گے۔

ہم نے عرض کیا۔

سواک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی
شفاعت کے علاوہ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نعم سواى ہاں یہ میری شفاعت کے علاوہ
ہے۔

اسے امام احمد، حاکم، ابن حبان نے صحیح کہا، ابن ماجہ، ابویعلیٰ اور دارمی نے نقل کیا ہے۔ (مسند احمد، ۳ - ۳۶۹)

ان نصوص میں دو اہم امور ہیں۔

۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے لوگ دوزخ میں داخل ہوں گے کیونکہ ان کا نمازی ہونا اور روزہ دار ہونا وغیرہ بتا رہا ہے کہ وہ اہل ایمان ہیں اور اللہ تعالیٰ مشرک کے علاوہ جس کو چاہے معاف فرمادے۔

۲۔ یہ لوگ جنت میں ابتداً داخل نہ ہوں گے بلکہ پہلے دوزخ میں جائیں گے وہاں عذاب ہو گا پھر شفاعت وغیرہ کے ذریعہ سے جنت آئیں گے۔

اگر یہ سوال اٹھایا جائے کہ انہوں نے اعمال صالح کئے مثلاً نماز، روزہ اور حج ادا کئے ایمان بھی تھا پھر دوزخ کیسے چلے گئے؟ اس کا جواب یہ حدیث مفلس ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مفلس کون ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع ہمارے ہاں مفلس وہ ہے جس کے

پاس رقم اور سامان نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔

روز قیامت میرا وہ امتی مفلس ہو
گا جو نماز روزہ زکوٰۃ لے کر آئے
گا۔

المفلس من امتی یأتی یوم القيامة
بصلاة وصيام وزكاة

لیکن اس کے ساتھ ساتھ

اس نے کسی کو گالی دی، کسی پر
تہمت لگائی، کسی کا مال کھایا، کسی کا
خون بہایا، کسی کو مارا ہو گا تو اس
کی نیکیاں دوسرے کو دے دی
جائیں گی۔ اگر حقوق ادا ہونے
سے پہلے نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔
تو دوسرے لوگوں کے گناہ اس پر
ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جہنم
میں پھینک دیا جائے گا۔

قد شتم هذا وقذف هذا واكل مال هذا و
سفك دم هذا و ضرب هذا فيعطى من
حسناته وهذا من حسناته فان فنيت
حسناته قبل ان يقضى ما عليه اخذ من
خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح في
النار

(المسلم، کتاب البر)

تو یہ اس امت سے دوزخ میں جانے والے ہیں۔ یا تو انہوں نے نیک عمل نہیں
کئے کہ وہ جنت میں جائیں، یا انہوں نے عمل کئے مگر وہ فاسد تھے ان سے نیکیاں لے لی
گئیں اور ان کے پاس سوائے گناہوں کے کچھ نہ رہ گیا۔ تو وہ دوزخ میں چلے گئے پھر
اللہ کی رحمت سے شفاعت نصیب ہوئی۔

جو بھی حال ہو یہ عاصی لوگ پہلے دوزخ میں پھر وہاں سے حضور ﷺ کی شفاعت،
آپ ﷺ کے کسی امتی کی شفاعت سے جنت میں آئیں گے۔ تو ابتداً جنت میں داخل تو
نہ ہوئے بلکہ شفاعت موخر ہوگی باقی کتنی دیر عذاب میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ہی جانتا
ہے۔ اسأل اللہ السلامة والتوفيق

۱۳۔ دائمی دوزخ میں

ہم نے ذکر کیا معصیت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ان میں ایک غیر مکفر تھی جس کا مرتکب پہلے دوزخ میں داخل ہو گا پھر وہاں سے عذاب بھگت کر جنت میں آئے گا۔ دوسری قسم ہے مکفر (کافر بنانے والی) اس کی دو انواع ہیں ایک یہ کہ اسلام و ایمان لائے ہی نہیں ساری زندگی کفر و گمراہی پر رہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی اور یہ دائمی جہنم کے مستحق قرار پائے۔ دوسرے یہ کہ اسلام تو لائے مگر مرتد ہو گئے تو یہ بھی دائمی جہنمی ٹھہرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ
يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ
(النساء - ۱۳)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدود سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ
لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ
الْعَظِيمُ

کیا انہیں خبر نہیں کہ جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کے تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے کہ ہمیشہ اس میں رہے گا یہی بڑی رسوائی ہے۔ (التوبہ - ۶۳)

تو جس نے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت کی ان کی حدود سے تجاوز کیا، آپ ﷺ کی مخالفت کی تو اس کے لئے رسوائی اور عظیم ذلت کے ساتھ دائمی جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ○ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا

جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تو بیشک ان کے لئے جہنم کی

يُوْعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ
 أَقْلٌ عَدَدًا

آگ ہے جس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں
 یہاں تک کہ جب دیکھیں گے جو

(الجن - ۲۳، ۲۴)

وعدہ دیا جاتا ہے تو اب جان جائیں
 گے کہ کس کا مددگار کمزور اور
 کس کی گنتی کم۔

تو کافر معاند جب روز قیامت دیکھیں گے ان کا ہرگز کوئی مددگار نہیں اور اللہ تعالیٰ
 کے لشکر (جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں جانتا) کے مقابلہ میں
 بہت ہی کم ہیں اور اس کے علاوہ دیگر سزائیں، عقوبات اور ذلتیں اٹھائیں گے۔ خواہ وہ
 معصیت غیر مکفرہ ہو یا مکفرہ، غیر مکفرہ معصیت پر سزا مکفرہ معصیت جیسی نہ ہوگی،
 پہلی مسلمان مومن سے بھی سرزد ہو سکتی ہے۔ جبکہ دوسری صرف کافر، معاند یا مرتد سے
 ہو سکتی ہے۔ مومن کو دونوں سے ڈرنا چاہئے کیونکہ وہ غیب نہیں جانتا، کیا علم کیا لکھ
 دیا جائے اس لئے ڈرتے رہنا چاہئے۔ کسی عمل و اعتقاد پر کوئی بھروسہ نہیں تاکہ دھوکہ
 نہ ہو جائے۔

ان کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)

کیا انہیں جہنم میں بھیجا جائے گا؟
 ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)
 ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نے میری امت کو
 دیکھا اور اسے پہچان لیا اور اسے اپنے دل سے محبت کی تو اسے اللہ تعالیٰ
 سے چاہے جو کچھ چاہے عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم، ۱۰۱/۱۰۲)

مطیع کے لئے ثواب و اجر

کتاب الفکر کے لیے

اطاعت کرنے والے کا ثواب و اجر

عاصی کی سزائیں اور عقوبات کے بعد ہم مطیع کے لئے دنیا و آخرت میں اجر و ثواب کا کچھ تذکرہ کر دیتے ہیں۔ اور یہ فصل اپنے اختتام کو پہنچ جائے گی۔

۱۔ اللہ کا مطیع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات سے آگاہ فرما دیا ہے کہ جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کر لی وہ اللہ تعالیٰ کا مطیع قرار پا جاتا ہے۔ اس لئے کہ رسول کی طاعت اس کے بھیجنے والے کی طاعت ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی طاعت کا حکم دے رکھا ہے اور اسی بات سے ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ اس کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ
تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا
(النساء - ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس
نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ
پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے
بچانے کو نہ بھیجا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔

من اطاعنى فقد اطاع الله ومن عصانى
فقد عصى الله
(بخاری و مسلم)

جس نے میری طاعت کر لی اس
نے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اور
جس نے میری نافرمانی کی اس نے
اللہ کی نافرمانی کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

فمن اطاع محمداً ﷺ فقد اطاع الله ومن
عصى محمداً ﷺ فقد عصى الله
(البخاری)

جس نے محمد ﷺ کی طاعت کی اس
نے اللہ کی طاعت کی اور جس نے
محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ
تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

۲۔ طاعت سراپا اللہ کی توفیق ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں بہت سی نصوص کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی طاعت کا حکم دیا ہے، تو جس نے رسول اللہ ﷺ کی اوامر و نواہی میں عملاً اتباع کی تو اس نے طاعت رسول ﷺ کی صورت میں اوامر الہیہ کا نفاذ کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی ہی توفیق ہے۔ اس توفیق کی علامت آپ ﷺ کی طاعت اور فرمانبرداری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مطیع کے دل میں رشد و ہدایت اور اسے عمل صالح کی طرف متوجہ فرما دیا اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی ہوتا ہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ
 أَنِيبُ
 اور میری توفیق اللہ ہی کی طرف
 سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا
 اور اسی کی طرف رجوع کرتا
 ہوں۔ (ہود - ۸۸)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَادْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمِيثَاقَهُ الَّذِي
 وَاتَّقُوا اللَّهَ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأَتَقُوا
 اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ
 اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر
 اور وہ عہد جو اس نے تم سے لیا
 جب کہ تم نے کہا ہم نے سنا اور
 مانا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ
 دلوں کی بات جانتا ہے۔

تو طاعت اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ و نعمت ہے۔ جس پر شکر و تقویٰ لازم ہے کیونکہ یہی وہ عہد تھا جو ابتداء خلق کے وقت انسان سے اللہ تعالیٰ نے لیا تھا، مطیع پر کتنا اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ وہ طاعت و اتباع نبوی ﷺ کی صورت میں اوامر الہیہ اور اوامر رسول ﷺ کے سایہ میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ جبکہ بہت سے لوگوں کو اس کا علم نہیں ان پر شیطان کا تسلط ہے۔ انہیں خواہشات، شہوات اور طویل امیدوں نے گھیر رکھا ہے اور وہ سیدھی راہ سے بھٹک چکے ہیں۔

۳۔ طاعت مومن کا وصف ہے۔

کتاب اللہ کی بہت سی آیات اور سنت نبوی ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے رسول ﷺ کو مومن کا وصف قرار دیا، اسی لئے فرمایا۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کا حق طاعت پورا کیا وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے مومن ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
(التوبہ - ۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ رحم کرے گا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نَفَرَقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ
(البقرہ - ۲۸۵)

رسول ایمان لایا اس پر جو اس کے رب کے پاس سے اس پر اترا اور ایمان والے سب نے مانا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا تیری معافی ہو اے رب ہمارے لئے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ
وَالرَّسُولِ فَأَتَقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ
بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ
مُؤْمِنِينَ

(الانفال - ۱)
رکھو اور اللہ اور رسول کا حکم مانو
اگر ایمان رکھتے ہو۔

چوتھے مقام پر فرمایا۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ
وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

(النور - ۵۱)
مسلماؤں کی بات تو یہی ہے جب
اللہ اور رسول کی طرف سے
بلائیں جائیں کہ رسول ان میں
فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے
سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو
پہنچے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھنے والا مطیع ہوتا ہے، جیسے
جیسے ایمان قوی ہوتا ہے طاعت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ طاعت سراپا شکر
بن جاتی ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ اس قدر عبادت فرماتے کہ قدم مبارک سوجھ جایا
کرتے، جب عرض کیا جاتا کہ آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے تمام معاملات پر مغفرت کا
اعلان ہے تو فرماتے۔

افلا اکون عبدا شکورا
کیا میں اس کا شکر گزار بندہ نہ
(بخاری و مسلم) بنوں۔

پچھے اس امت کے مومن اور یہود کے درمیان تقابل گزرا کہ یہ ”سمعنا و
اطعنا“ کہتے ہیں اور وہ ”سمعنا و عصینا“ کہا کرتے تھے۔ اس کفر کی بنا پر وہ کفر
کے مستحق ٹھہرے جبکہ اس امت کے مومن دائمی جنتی بن گئے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح رسول اللہ ﷺ کی طاعت کو کامل مومن کی علامت فرمایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو راضی کرنا بھی مومن کی علامت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَاللَّهُ
وَرَسُولَهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ
(التوبہ - ۶۲) اللہ ورسول کا حق زائد تھا کہ اسے
راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

یہاں غور کیجئے ”یرضوه“ میں ضمیر واحد ہے۔ شئیہ نہیں ”یرضوهما“ نہیں فرمایا۔ اس میں راز و لطف ہے۔

۴۔ مطیع، اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی اتباع کرنے کو بہت سے اعزازات سے نوازا ہے۔ ان میں اہم اعزاز یہ ہے کہ مطیع کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ کیونکہ مطیع نے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کو ہر مخلوق کی محبت سے مقدم رکھا اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طاعت کو ہر مخلوق کی طاعت پر مقدم رکھا۔ لہذا وہ محبت الہی کا مستحق ٹھہرا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قَدْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ
اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
(آل عمران - ۳۱) اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا تمہارے گناہ بخش دے گا

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندوں سے اسی عبادت کو قبول فرماتا ہے۔ جو آپ ﷺ کی نبج، طریق اور سنت پر ہو، اسی لئے بہت سی آیات کا اختتام اللہ کے مطیع اور رسول

اللہ ﷻ کے مطیع کے لئے محبت الہی کے تذکرہ پر ختم کیا گیا ہے۔ اگرچہ طاعت کے مظاہر مختلف ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
بیشک بھلائی والے اللہ کے محبوب ہیں۔ (البقرہ - ۱۹۵)

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ
بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو (البقرہ - ۲۲۲)

فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ
بیشک پرہیزگار اللہ کو پیارے ہیں۔ (آل عمران - ۷۶)

وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ
اور صبر والے اللہ کو محبوب ہیں (آل عمران - ۱۵۹)

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ
بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔ (آل عمران - ۱۵۹)

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ
انصاف والے اللہ کو پسند ہیں۔ (المائدہ - ۴۲)

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ
اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ (المائدہ - ۹۳)

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ
اور ستھرے اللہ کو پیارے ہیں۔ (التوبہ - ۱۰۸)

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ
بیشک اللہ دوست رکھتا ہے انہیں

صَفًّا..... جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں صف

(الصف - ۴) باندھ کر۔

یہ تمام طاعت الہی اور طاعت رسول اللہ ﷺ کے مظاہر ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس چیز کو محبوب رکھتا ہے کہ لوگ اس کی اور اس کے حبیب ﷺ کی
طاعت اختیار کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ اور اپنے حبیب ﷺ کے ساتھ ایمان
نہایت ہی محبوب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس ایمان کو اپنے صالح بندوں کے دلوں میں مزین
فرما دیتا ہے اور جسے یہ مقام حاصل ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جاتا ہے۔
اللہ عزوجل کا فرمان مقدس ہے۔

وَأَعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ
فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ
حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَ
كَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ
أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِقُونَ

(الحجرات - ۷)

اور جان لو کہ تم میں اللہ کے
رسول ہیں بہت معاملوں میں اگر یہ
تمہاری خوشی کریں تو تم ضرور
مشقت میں پڑو لیکن اللہ نے تمہیں
ایمان پیارا کر دیا ہے اور اسے
تمہارے دلوں میں آراستہ کر دیا
اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی
تمہیں ناگوار کر دی ایسے ہی لوگ
راہ پر ہیں۔

۵۔ مطیع، لشکر خدا کا سپاہی ہے

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو گروہ بنا دیا ہے، ”حزب اللہ“ اور ”حزب
الشیطان“ اللہ تعالیٰ کا گروہ یہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر اس کی طاعت،
اس کے احکام اور اس کے رسول ﷺ کے احکام بجا لاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس
کے رسول ﷺ سے ہی تعلق دوستی بناتے ہیں۔ جس کی یہ صفات ہوں وہ اللہ تعالیٰ کے
لشکر کا سپاہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان گرامی ہے۔

اتَّمَا وَلِيَّكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ
(المائدہ - ۵۵ - ۵۶)

تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور
اس کا رسول اور ایمان والے کہ
نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے
ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے
ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول
اور مسلمانوں کو اپنا دوست بنائے
تو بیشک اللہ ہی کا گروہ غالب ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ فِي
الْأَذْيَانِ ﴿٢٠﴾ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرَسُولِي
إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢١﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
أَخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي
قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ
وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ

(المجادلہ - ۲۰ - ۲۲)

بے شک وہ جو اللہ اور اس کے
رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ
سب سے زیادہ ذیلیوں میں ہیں۔
اللہ لکھ چکا کہ ضرور میں غالب
آؤں گا اور میرے رسول، بے
شک اللہ قوت والا عزت والا ہے
تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین
رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ
دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ
اور اس کے رسول سے مخالفت کی
اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا
بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن
کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش
فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے
ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں
لے جائے گا جن کے نیچے نہریں

ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنت ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔

تو اہل ایمان، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں اور مخالفین کو دوست نہیں بناتے۔ اگرچہ وہ کتنے ہی عزیز کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہو چکے۔ اللہ نے انہیں کامیاب گروہ میں شامل فرمایا ہے اب ان کا ٹھکانہ دائمی جنت ہے۔

۶۔ ان کے عمل میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی طاعت کرنے والے اور اس کے رسول کی طاعت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ جب وہ طاعت و اتباع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اجر میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْنَا لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قَالُوا اسَلَّمْنَا وَلَمَّْا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِكُمْ مِمَّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ

گنوار بولے ہم ایمان لائے تو فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

پہلے ان کے اتمام ایمان کے دعویٰ کا رد فرمایا کہ ابھی ان کے دلوں میں ایمان متمکن نہیں ہوا۔ اس کے بعد واضح فرمایا جب وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کریں گے تو ان کے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی بلکہ وہ کامل و تام اجر پائیں گے۔

۷۔ اسے اجر حسن ملتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے مطیع اور رسول کریم ﷺ کے مطیع کے اجر میں کمی نہیں فرماتا کیونکہ انہیں اجر حسن بلکہ ان کے اعمال سے احسن فرماتا ہے۔ بلکہ ان کے اجور و حسنت میں کئی گنا اضافہ فرما دیتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے۔ کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔ پھر اگر تم فرمان مانو گے اللہ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سُدْعُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ آوَلِيٍّ بِأَسْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسَلِّمُونَ فَإِنْ تَطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِنْ قَبْلُ يُعَذِّبِكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

(الفتح - ۱۶)

حسنت میں اضافہ پر نصوص متعدد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

جو نیکی لائے اس کے لئے اس سے بہتر صلہ ہے۔

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِنْهَا

(النمل - ۸۹) (القصص - ۸۴)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا اور اگر کوئی نیکی ہو تو اسے دوئی کرتا اور اپنے پاس سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكُ حَسَنَةً يُضْعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهِ أَجْرًا عَظِيمًا

(النساء - ۴۰)

اضافہ کی مقدار کی بارے میں فرمایا۔

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی
راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ
کی طرح جس نے اگائیں سات
بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ
اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس
(البقرہ - ۲۶۱)

کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا
علم والا ہے۔

اس مبارک آیت میں سات تک پھر سات سو تک پھر جتنا اللہ چاہے تک، حسنات
میں اضافہ کا ذکر ہے۔

اس سلسلہ میں احادیث بھی کافی ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا احسن احد کم اسلامه فكل حسنة
بعملها تكتب له بعشر امثالها الى
سبعماتة ضعف

جب کوئی اپنے اسلام کو بہتر کرے
تو وہ جو بھی نیکی کرے گا اسے دس
سے لے کر سات سو گنا تک اجر
(البخاری، کتاب الایمان) ملے گا۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے بیان
کیا۔

وان هم بها فعملها كتبها الله عز وجل له
عنده عشر حسنات الى سبعماتة ضعف
الى اضعاف كثيرة

اگر وہ ارادہ کرے پھر اس پر عمل
کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں اس
کے عوض دس سے لے کر سات
سو تک اور کئی گنا لکھ لیتا ہے۔
(البخاری، کتاب الرقاق)

یہ تمام اللہ کا فضل ہے اور یہ اسی کو وہ عطا فرماتا ہے جو اس کی طاعت کرے اور

اس کے رسول ﷺ کی طاعت کرے۔

۸۔ ہدایت کا حصول

جب منافقین نے اپنے ایمان کے پختہ اور مضبوط ہونے پر حلف اٹھایا اور کہا اللہ کا رسول ﷺ ہمیں دشمنوں کے خلاف جہاد کا حکم دے تو ہم فی الفور اس پر عمل پیرا ہو کر جہاد کے لئے چل پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا جہاد سراپا طاعت ہے اور یہ قوم تو تکذیب کرنے والی ہے، اپنے رسول ﷺ سے فرمایا انہیں کہو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کریں۔ اگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اوامرو نواہی میں طاعت کر لی تو یہ ہدایت پالیں گے اور حق و رشد پر گامزن ہو جائیں گے۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ
لَيَخْرُجُنَّ قُلُوبَهُمْ لَئِنْ تَقَسَّمُوا طَاعَةَ مَعْرُوفَةٍ
إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ أَطِيعُوا
اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا
عَلَيْهِ مَا حَمَلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حَمَلْتُمْ وَإِنْ
تَطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا
الْبَلْغُ الْمُبِينُ

(النور - ۵۳، ۵۴)

اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی
اپنے حلف میں حد کی کوشش سے
کہ اگر تم انہیں حکم دو گے تو وہ
ضرور جہاد کو نکلیں گے تم فرماؤ
قسمیں نہ کھاؤ موافق شرع حکم
برداری چاہئے اللہ جانتا ہے جو تم
کرتے ہو، تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا
اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ
پھيرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو
اس پر لازم کیا گیا اور تم پر وہ ہے
جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا اور اگر
رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ
پاؤ گے اور رسول کے ذمہ نہیں مگر
صاف پہنچا دینا۔

اتباع کرنے والا مؤمن نور، ہدایت اور بصیرت پر ہوتا ہے۔ جب وہ اللہ کو پکارے یا رب کی عبادت کرے یا کسی عمل میں طاعت کرے وہ یقین و ايقان پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَى بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسَجَنَ اللَّهُ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

(یوسف - ۱۰۸)

تم فرماؤ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں اور اللہ کو تقدس ہے اور میں شرک کرنے والا نہیں۔

وہ اپنے عمل و دعوت میں منتشر نہیں ہوتا بلکہ یقین و ہدایت پر ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی رہنمائی فرمادی ہے کہ وہ اس کے رسول ﷺ کے طریقہ پر ہے۔

۹۔ فلاح کا حصول

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و صفی محمد ﷺ پر ایمان، آپ ﷺ کی طاعت و اتباع اور نصرت کو عبد مومن کے فلاح اور رحمت الہی کے حصول کا سبب بنا دیا ہے یہ کیسے نہ ہو؟ آپ ﷺ کی ذات نے وہ بوجھ اور بیڑیاں کاٹ پھینکیں جو سابقہ امتوں پر تھیں، طیبات کو حلال اور خباثت کو حرام فرمایا، ہر خیر کی رہنمائی فرمائی، ہر شر و خبث سے ڈرایا اور منع فرمایا یہ تمام امت کی خیر خواہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۶﴾ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے تو عنقریب نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ ہی ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں وہ جو غلامی کریں

گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترتا وہی بامراد ہوئے۔

وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (الاعراف - ۱۵۶ - ۱۵۷)

دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَحْشِ اللَّهَ وَيَتَّقِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

(النور - ۵۱، ۵۲)

تو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کر لی وہ سعادت مند، کامیاب اور صاحب فوز و فلاح ٹھہرا، صحابہ کرامؓ اسی شان کے مالک تھے۔
۱۔ حضرت رافع بن خدیجؓ سے قصہ محافلہ میں ہے۔

فنہانا رسول اللہ عن امر کان لنا نافعا
وطواعیۃ اللہ ورسولہ انفع لنا
ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اس کام سے منع فرمایا جس میں ہمارا نفع تھا
(المسلم، کتاب الیسوع)
مگر اللہ ورسول کی طاعت ہمارے لئے زیادہ نفع مند ہے۔

۲۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے قصہ طلاق میں ہے کہ مجھے حضرت معاویہ اور حضرت ابو جہم رضی اللہ عنہما نے پیغام نکاح بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زیدؓ کے بارے میں فرمایا۔ میں نے اسے ناپسند کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔
طاعة اللہ و طاعة رسولہ ﷺ خیر لک
اللہ کی طاعت اور اس کے رسول کی طاعت تیرے لئے بہتر ہے۔
(المسلم، کتاب الطلاق)

میں نے آپ ﷺ کے حکم کے مطابق نکاح کر لیا اس کے بعد مجھ پر رشک کیا جاتا تھا۔ یہ ظفر و سعادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت میں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسے غیر مسلم بھی مانتے ہیں وہ قصہ پڑھئے جس میں ہے کہ دجال نے تمیم داری اور ان کے ساتھیوں سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا۔
اخبرونی عن نبی الامیین ما فعل؟
مجھے امیین کے نبی کے بارے میں بتائیے ان کا کیا حال ہے؟

انہوں نے کہا کہ انہوں نے مکہ سے تحریک شروع کی ہے اور اب یثرب میں ہیں۔ کہنے لگا

اقاتلہ العرب؟
کیا عربوں کے ساتھ ان کی لڑائی ہوئی ہے؟

ہم نے کہا ”ہاں“ کہنے لگا
کیف صنع بہم؟
کیسا رہا؟

ہم نے بتایا آپ ﷺ غالب آگئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی طاعت کر لی۔ کہنے لگا
 اما ان ذاک خیر لہم ان یطیعوہ
 ان کے لئے یہی بہتر ہے کہ ان کی
 (المسلم، کتاب الفتن) طاعت کریں۔

۱۰۔ مطیع اللہ کا مخلص ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسولان کرام کی تشریف آوری اور ان پر کتب کے نزول کے ساتھ
 اہل کتاب پر حجت تام فرمادی مگر انہوں نے بغض، حسد اور بغاوت و سرکشی کی وجہ سے
 اختلاف کیا، اللہ جل شانہ نے ہمیں آگاہ فرمایا کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجت
 بازی سے کام لیں تو انہیں کہہ دو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے طریقہ و مذہب اور
 امر میں فرمانبرداری کرنے والے تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مخلص ہیں اور اس
 کے ساتھ وہ کسی کو شریک بنانے کے لئے ہرگز تیار نہیں، اسی لئے آپ ﷺ پر یہ لازم
 تھا کہ آپ ﷺ اہل کتاب اور عرب کو اپنے دین و شریعت اور طریق کی دعوت دیں۔
 اگر وہ اسلام لے آئیں تو ہدایت پا جائیں گے اور اگر وہ نہیں مانتے تو اس میں
 آپ ﷺ کا کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ذمہ داری پیغام الہی موثر انداز میں
 پہنچانا ہے اور وہ آپ ﷺ نے پوری کر دی۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

فَإِنْ حَاجَّوْكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ
 وَمَنِ اتَّبَعَنِ وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
 وَالْأُمِّيِّينَ أَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا
 وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَاللَّهُ
 بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

(ال عمران - ۲۰)

پھر اے محبوب اگر وہ تم سے حجت
 کریں تو فرما دو میں اپنا منہ اللہ کے
 حضور جھکائے ہوں اور جو میرے
 پیرو ہوئے اور کتابیوں اور ان
 پڑھوں سے فرماؤ کیا تم نے گردن
 رکھی ہیں اگر وہ گردن رکھیں جب
 تو راہ پا گئے اور اگر منہ پھیریں تو
 تم پر تو یہی حکم پہنچا دینا ہے اور
 اللہ بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اتباع کرنے والے اہل ایمان اور مشرک اہل کتاب کا حال ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

قُلْ أَنَحَا جَوْنَنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ
وَلَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ
مُخْلِصُونَ

(البقرہ - ۱۳۹)

تم فرماؤ کیا اللہ کے بارے میں
جھگڑتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک
ہے اور تمہارا بھی اور ہماری کرنی
(ہمارے اعمال) ہمارے ساتھ اور
تمہارے اعمال تمہارے ساتھ اور
ہم نرے اسی کے ہیں۔

اسی وجہ سے نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کو اللہ عزوجل کی اس تعلیم (وہی ہمارا
رب ہے) کو بار بار یاد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللهم انى اسلمت وجهى اليك وفوضت
امرى اليك والجات ظهري اليك رغبة
ورهبة اليك لا ملجاء ولا منجاء منك
الا اليك، امنت بكتابك الذى انزلت
ونبيك الذى ارسلت

جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو نماز والا وضو کرو پھر دائیں طرف لیٹ جاؤ اور یہ پڑھو
اے اللہ میری ذات تجھے ماننے والی
ہے۔ میں نے اپنا معاملہ تیرے
سپرد کر دیا، میری پشت شوق و خوف
میں تیری پناہ چاہتی ہے۔ تجھ سے
تیری طرف کوئی پناہ دینے والا نہیں
میں تیری نازل کردہ کتاب پر ایمان
لایا اور تیرے مبعوث فرمودہ نبی پر
ایمان لایا۔

اور آخری کلمات یہ فرمائے

فان مت من ليلتك مت وانت على
الفطرة

اگر تم اس رات فوت ہو گئے تو
تمہاری موت فطرت پر ہوگی۔

(البخاری، کتاب الدعوات)

رسول اللہ ﷺ ہر فرض نماز کے بعد اعلانیہ طور پر ہر عمل خالصتہ اللہ کے لئے کرنے کا اظہار فرماتے اور صحابہؓ کا بھی یہی معمول تھا۔

حضرت ابو زبیر سے ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ ہر نماز کے سلام کے بعد یہ پڑھا کرتے۔

لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له له الملک
وله الحمد وهو علی کل شیء قدیر
لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ ولا
نعبد الا ایاہ له النعمۃ وله الفضل وله
الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین له
الدین ولو کره الکافرون

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں
ذات و صفات میں اس کا کوئی ہم
پلہ نہیں، ملک اسی کا، حمد اسی کی
اور وہ ہر شے پر قادر ہے، اللہ
تعالیٰ کی مدد کے بغیر برائی سے
پھرنے اور نیکی بجالانے کی طاقت
کہاں؟ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود
نہیں ہم اسی کی عبادت کرتے
ہیں۔ ہر نعمت اسی کی ہے، فضل
اسی کا، ثنا حسن اسی کی، اللہ کے
سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں،
دین خالص اسی کے لئے ہے اگرچہ
کافر ناپسند کریں۔

اور فرمایا آپ ﷺ ہر نماز کے بعد لا الہ الا اللہ پڑھا کرتے تھے۔

(المسلم، کتاب المساجد)

مسلم مطیع اپنے نفس کو اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ جھکائے رکھتا ہے، اللہ کے حکم
کی تابعداری اور فرمانبرداری کے لئے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ اور اس کا نفس، شیطان یا
ہوئی کے تابع نہیں ہوتا، مومن، اپنے دین کو اپنے رب کے لئے خالص بناتا ہے، اپنے
تمام امور کو شوق و خوف کی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے۔ مومن مطیع کی یہی
شان ہے کہ اپنے مولیٰ و مالک کا بن کر رہے۔

۱۱۔ آپ ﷺ کا مطیع نجات پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو نذیر و بشیر بنا کر بھیجا۔ جس نے بھی انجام سے خبردار کرنے والے کی اطاعت کر لی، وہ ہلاکت سے نجات پا گیا اور جس نے اس کی نہ مانی وہ ہلاک ہو جائے گا، اس موضوع پر تفصیل گزری، بعض نئی چیزیں یہاں ذکر کر دیتے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور اس شخص کی مثال جسے اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اس شخص کی ہے جو کہے: اے قوم میں نے دشمن کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے میں تمہیں اعلانیہ متوجہ کر رہا ہوں پس اپنی نجات کا سوچ لو۔ ان میں ایک گروہ اس کی مان کر وہاں سے نکل جاتا ہے تو وہ نجات پا جائے گا، دوسرے نے اس کی بات جھٹلا دی، دشمن نے اسے تباہ و برباد کر دیا۔

فذلک مثل من اطاعنی فاتبع ما جئت به
ومثل من عصانی و کذب بما جئت من
الحق

یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میری طاعت کی اور میری تعلیمات کی اتباع کر لی اور مثال

(البخاری، کتاب الاعتصام) ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میری نافرمانی کی اور میری تعلیمات کی تکذیب کی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرشتوں نے یہ مثال بیان کی، اس شخصیت کی مثال اس کی طرح ہے جس نے گھر بنایا اس میں دسترخوان لگایا پھر داعی کو بھیجا تو جس نے داعی کی بات مان لی گھر میں داخل ہو گیا تو اس نے کھانا تناول کر لیا اور جس نے داعی کی بات نہ مانی وہ نہ داخل دار ہوا اور نہ کھانا تناول کر سکا تو فرشتوں نے کہا۔

فالدائر الجنة والداعی محمد

دار سے مراد جنت ہے اور داعی حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

تو جس نے رسول اللہ ﷺ کی طاعت کی اس نے دوزخ سے نجات پائی اور جس نے اطاعت نہ کی وہ ہلاک ہو گیا اور کیرے مکوڑوں کی طرح آگ میں واقع ہو گیا حالانکہ آپ ﷺ نے امت کو بار بار متنبہ فرما دیا۔

۱۲۔ قبر میں مطیع کا امان پانا

قبور کے احوال سن کر دل دہل جاتے ہیں، مخلص اور صادق لوگ ڈر جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اطاعت کرنے والے اور مخلصین کو قبور کے عذاب، وحشت اور اس کی گرفت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور یہ تمام اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے صلاۃ خوف کے واقعہ میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا قبور میں تمہیں آزمائش میں ڈالا جائے گا۔

فیؤتی احدکم فیقال ما علمک بهذا الرجل؟ فاما المومن فیقول هو محمد هو رسول اللہ جاءنا بالبینات والهدی فاجبنا واطعنا فیقال له نعم قد کنا نعلم انک لتؤمن به فتم صالحا

اور پوچھا جائے گا اس ذات کے بارے میں تو کیا علم رکھتا ہے؟ اہل ایمان کہے گا یہ اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس دلائل و براہین لے کر تشریف لائے تھے ہم نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور طاعت کی اسے کہا جائے گا ہاں ہم جانتے تھے تو ان پر ایمان رکھتا ہے اب تو میٹھی نیند سو جا۔

(المسلم، صلاۃ الخوف)

اتباع و طاعت کرنے والا مومن ابتداً ان کی برکات کا صلہ بوقت موت اور قبر میں سوالات کے وقت بھی پاتا ہے اور انتہا "جنت میں اعلیٰ و احسن رفاقت اور اللہ تعالیٰ کی رضا پاتا ہے۔"

۱۳۔ طاعت و اتباع کرنے والے کی اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرماتا ہے۔

کسی بھی مسلمان کے لئے یہ سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت سے متوجہ ہو اور جب وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول فرمائے، قبیح اور مطیع کو ہی یہ مقام حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے۔

لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ

وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ
 مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبَ فَرِيقٍ مِنْهُمْ
 ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رُؤُوفٌ رَحِيمٌ
 (التوبہ - ۱۱۷)

ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے
 والے اور ان مہاجرین اور انصار
 پر جنہوں نے مشکل کی گھڑی میں
 ان کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ
 قریب تھا کہ ان میں کچھ لوگوں کے
 دل پھر جائیں پھر ان پر رحمت
 سے متوجہ ہوا بے شک وہ ان پر
 نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے غزوہ تبوک کے موقع پر مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم پر
 جو خصوصی کرم فرمایا تو اس کا سبب آپ ﷺ کی اتباع ہی تھا۔ حالانکہ سواری، زاد راہ
 اور پانی میں بہت کمی تھی اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و لطف ہے۔

۱۳۔ مطیع کا صاحب فوز ہونا

اللہ تعالیٰ کا مطیع پر خصوصی رحمت فرمانا، اس کے اجر میں کمی نہ فرمانا بلکہ اس کے
 اجر و ثواب میں خوب اضافہ فرمانا اور دنیا و آخرت میں اسے نجات عطا فرمانا یہ تمام مطیع
 کے لئے فوز عظیم ہے اور اس کا کیا مقام ہو گا؟ جب اس کے ساتھ دخول جنت، اس
 میں ہمیشہ رہنا، گناہوں کی مغفرت اور رحمت الہیہ کا حصول بھی ہو جائے۔
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا
 سَدِيدًا ۗ لِيُصْلِحَ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرَ لَكُمْ
 ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ
 فَوْزًا عَظِيمًا

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور
 سیدھی بات کہو تمہارے اعمال
 تمہارے لئے سنوار دے گا اور
 تمہارے گناہ بخش دے گا اور
 اللہ اور اس کے رسول کی
 فرمانبرداری کرے اس نے بڑی
 کامیابی پائی۔

(الاحزاب، ۷۰، ۷۱)

دوسرے مقام پر فرمایا۔

رَأْمًا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ
وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا
وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾ وَمَنْ
يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَ يَخْشِ اللَّهَ وَيَتَّقَهُ
فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ

(النور - ۵۱، ۵۲)

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب
اللہ اور رسول کی طرف بلائے
جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ
فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا
اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو
پہنچے اور جو حکم مانے اللہ اور اس
کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے
اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ
کامیاب ہیں۔

تو جس نے آپ ﷺ کے ہر امر و نہی میں طاعت کی اس نے تمام خیر کو پالیا اور وہ
دنیا و آخرت کے عذاب و شر سے امن پا گیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ
یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم
مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا
اسے باغوں میں لے جائے گا جن
کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں
رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی

(النساء - ۱۳)

۱۵۔ مطیع کے گناہوں کی مغفرت

اللہ تعالیٰ نے ہمیں مطلع فرمایا ہے کہ وہ اپنے ساتھ شرک کرنے والے کو معاف
نہیں فرماتا اس کے سوا تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا۔
إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ
ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ
افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا
بے شک اللہ نہیں بخشتا کہ اس کے
ساتھ کفر کیا جائے اور کفر سے
نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے معاف
فرما دیتا ہے۔ اور جس نے خدا کا

(النساء - ۴۸)

شریک ٹھہرایا اس نے بڑا گناہ کا
طوفان باندھا۔

دوسرے مقام پر فرمایا

قُلْ يُعْبَادِي الَّذِينَ اسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا
تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ
الدُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(الزمر - ۵۳)
تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں
نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی
رحمت سے ناامید نہ ہوں بیشک اللہ
سب گناہ بخش دیتا ہے۔ اور وہی
بخشش فرمانے والا اور رحم کرنے
والا ہے۔

مومن مطیع نے جن گناہوں کا ارتکاب کیا ہوتا ہے۔ وہ توبہ اور معافی مانگ لیتا ہے
تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ کہیں اسے آزمائش میں ڈالتا ہے جس میں صبر کرتا ہے
تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ بعض اوقات اس کی نیکیوں پر اسے معافی مل جاتی ہے۔
اسی لئے بہت سی آیات میں آپ ﷺ کے مطیع اور متبع کے لئے گناہوں کی مغفرت کی
بشارت ہے۔ بخلاف ان لوگوں کے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا اور اس کے
رسول ﷺ کی مخالفت کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس امت کے متبعین کے گناہ یہود و نصاریٰ پر
ڈال دے گا اور اس امت کو دوزخ سے آزاد فرما دے گا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ
اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

(آل عمران - ۳۱)
اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش
دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔

تو اتباع کا ثمر اور ثواب، متبع کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت و رحمت اور اس کے

گناہوں کی مغفرت و بخشش ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

دیہاتی بولے ہم ایمان لائے تم فرماؤ تم ایمان تو نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور اگر تم اللہ اور اس

(الحجرات - ۱۴) کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے

تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ دے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

مطیع کے کسی عمل سے بھی کوئی کمی نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دے گا اور اس پر رحمت فرمائے گا۔

جب جنات کو اطلاع ہوئی کہ نبی اکرم ﷺ کے مطیع اور قبیح کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے گناہوں کی مغفرت ہے تو وہ دوسرے جنات کی طرف بشارت دینے والے بن کر لوٹے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ﴿۲۶﴾ قَالُوا يُقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۲۷﴾ يُقَوْمَنَا أَحْيَبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمَنُوا بِهِ يَغْفِرَ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ

اور جب کہ ہم نے تمہاری طرف کتنے جن پھیرے کان لگا کر قرآن سنتے پھر جب وہاں حاضر ہوئے آپس میں بولے خاموش رہو پھر جب پڑھنا ہو چکا اپنی قوم کی طرف ڈر سنا تے پلٹے بولے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سنی کہ موسیٰ کے بعد اتاری گئی اگلی کتابوں کی

تصدیق فرماتی حق اور سیدھی راہ
دکھاتی اے ہماری قوم اللہ کے
منادی کی بات مانو اور اس پر ایمان
لاؤ کہ وہ تمہارے کچھ گناہ بخش
دے اور تمہیں درد ناک عذاب
سے بچالے۔

(الاحقاف - ۲۹، ۳۱)

اللہ تعالیٰ نے ان اہل ایمان کے بارے میں فرمایا جو آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے
ہوئے آپ ﷺ پر ایمان لے آئے، آپ ﷺ کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور
گناہوں کو ساقط کرنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول فرماتا ہے۔ اور انہیں ان کی
امید سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔ انہیں کے بارے میں فرمایا۔

اے رب ہمارے ہم نے ایک
منادی کو سنا کہ ایمان کے لئے ندا
فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ
تو ہم ایمان لائے اے رب
ہمارے تو ہمارے گناہ بخش دے
اور ہماری برائیاں دور کر دے اور
ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔
اے رب ہمارے اور ہمیں دے
وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا
ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور
ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر
بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا تو
ان کی دعا سن لی ان کے رب نے
کہ میں تم میں کام والے کی محنت

رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ
آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَأَمْنَا رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا
وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾
رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا
تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْمِيعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا
أضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرْتُ وَأَنْتِي
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا
وَأُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأُودُوا فِي سَبِيلِي
وَقَاتَلُوا وَقُتِلُوا لَأُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا
أُدْخِلَنَّهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ
الثَّوَابِ

(آل عمران - ۱۹۳، ۱۹۵)

ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم
 آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے
 ہجرت کی اور اپنے گھروں سے
 نکالے گئے اور میری راہ میں
 ستائے گئے اور لڑے اور مارے
 گئے میں ضرور ان کے سب گناہ
 اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں
 میں لے جاؤں گا جن کے نیچے
 نہریں جاری ہیں اللہ کے پاس کا
 ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا
 ثواب ہے۔

جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے گناہ یہود و نصاریٰ پر ڈالے گا
 جنہوں نے اس کے رسولوں اور نبیوں سے کفر کیا اور ان کی نافرمانی کی، ان کو مستحق نار
 ٹھہرایا جائے گا لیکن امت کے وہ لوگ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طاعت کی،
 آپ ﷺ پر ایمان لائے اور اتباع کی مگر غفلت کی وجہ سے گناہ ہو گئے ان کی مغفرت کر
 دی جائے گی۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اذا كان يوم القيامة دفع الله عز وجل الى
 كل معهم يهوديا او نصرانيا فيقول هذا
 فكاك من النار
 روز قیامت اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی
 طرف ایک یہودی یا نصرانی دے گا
 اور فرمائے گا یہ تیری جہنم سے
 آزادی ہے۔ (المسلم، کتاب التوبہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔

لا يموت رجل مسلم الا ادخل الله مكانه
 النار يهوديا او نصرانيا
 جو آدمی مسلمان فوت ہو گا۔ اللہ
 تعالیٰ اس کے عوض دوزخ میں
 یہودی یا نصرانی کو ڈالے گا۔ (المسلم، کتاب التوبہ)

۱۶۔ مطیع پر خصوصی رحمت

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے رسول ﷺ کی اتباع کرنے والے اہل ایمان پر دنیا و آخرت میں خصوصی رحمت فرماتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا
مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۱۳۱﴾
وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالتَّرْسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ
(آل عمران - ۱۳۰، ۱۳۲)

اے ایمان والو سود دونا دونا نہ
کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر
کہ تمہیں فلاح ملے اور اس آگ
سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کر
رکھی ہے۔ اللہ و رسول کی بات
مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

ترک ربا میں اللہ و رسول ﷺ کی بات مان لو تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمتوں کا
نزول فرمائے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ
بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ
وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ
اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ
(التوبہ - ۷۱)

اور مسلمان مرد اور مسلمان
عورتیں ایک دوسرے کے رفیق
ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے
منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور
زکوٰۃ دیں اور اللہ و رسول کا حکم
مانیں یہ ہیں جن پر عنقریب اللہ
رحم کرے گا بیشک اللہ غالب
حکمت والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے دوست، نیکی کی تلقین، برائی سے روکنا، اقامت نماز،
ادائیگی زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طاعت، رسول اللہ ﷺ کی طاعت، اللہ تعالیٰ اپنے مطیع کو عزت
سے نوازتا ہے۔ کیونکہ عزت اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول ﷺ کی اور اللہ
تعالیٰ کی عطا سے اہل ایمان کی، اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان و عمل اور صالحین سے زمین میں

خلافت کا وعدہ فرمایا تو ان سے یہ مطالبہ فرمایا کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کریں، جب وہ ان شرائط کو پورا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

(النور - ۵۵، ۵۶)

اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان لائے اور اچھے کام کئے کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا جیسی ان سے پہلوں کو دی اور ضرور ان کے لئے جمادے گا ان کا دین جو ان کے لئے پسند فرماتا ہے اور ضرور ان کے اگلے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہ لوگ بے حکم ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

اس امت پر اللہ تعالیٰ کی یہ خصوصی رحمت ہے کہ اس نے اس امت کے نبی ﷺ کو سراپا رحمت بنا دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت (الانبیاء - ۱۰۷) سارے جہان کے لئے۔

۱۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و میں محمد، احمد، پیچھے آنے والا، حاشر،

نبی التوبة و نبی الرحمة
نبی توبہ اور نبی رحمت ہوں۔
(المسلم، کتاب الفضائل)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة
میں رحمت سے دور کرنے والا
(المسلم، کتاب الحج) نہیں بلکہ سراپا رحمت بن کر آیا
ہوں۔

اس امت پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی کرم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال اس امت سے پہلے
ہو گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے جا کر امت کے لئے انتظام فرمائیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے
اس کو امت مرحومہ فرما دیا اور آخرت میں اس پر عذاب نہیں رکھا، صرف دنیا میں
عذاب رکھ دیا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امتی امة مرحومة لیس علیہا فی
میری امت کو امت مرحومہ بنا دیا
الاحرة عذاب انما عذابها فی الدنيا
گیا ہے۔ آخرت میں اس پر
القتل و الفتن والزلازل
عذاب نہیں صرف دنیا میں قتل،
فتنہ اور زلزلے کی صورت میں
ہے۔

اسے امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے صحیح قرار دیا، ذہبی نے حکم برقرار رکھا، امام
بخاری نے تاریخ میں، شہاب قضاوی نے مسند، بیہقی نے شعب میں، طبرانی نے معجم صغیر
میں نقل کیا۔ اس کی بعض سندیں صحیح اور بعض حسن ہیں، حافظ ابن حجر نے سند ابی
داؤد کو حسن قرار دیا اور طبرانی کے رجال کے بارے میں فرمایا تمام ثقہ ہیں، اس کا ایک
شاهد محدث ابویعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حافظ ابن حجر نے اسے بھی
صحیح کہا ہے جیسا کہ اس جیسے اور شواہد بھی ہیں۔

لیکن اس حدیث کا محل اس امت کے عظیم لوگ ہیں کیونکہ شفاعت کے بارے
میں بہت سی احادیث ہیں کچھ کا ذکر پیچھے آیا بھی ہے۔

۱۷۔ اطاعت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا۔

اس وقت یہ معاملہ اپنی انتہا کی بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔ کہ حدیبیہ کے دن جب آپ ﷺ نے صحابہؓ کو بیعت کی دعوت دی انہوں نے آپ ﷺ کی اطاعت کی اور آپ ﷺ کے حکم کو تسلیم کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے راضی ہونے کا اعلان فرما دیا اس طرح مہاجرین، انصار اور ان کی احسان کے ساتھ اتباع کرنے والوں کو اپنی رضا کی بشارت عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ
السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو ان کے دلوں میں تھا تو ان پر

اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ﴿۱۰۰﴾
ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کیا تو ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں

(التوبہ - ۱۰۰)

یہی بڑی کامیابی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ ان مہاجرین اور انصار سے راضی ہے۔ جو ان کے ساتھ بغض،

عداوت رکھے گا یا ان کو برا بھلا کہے گا خصوصاً ان کے اوائل کو تو اس کی سزا کتنی بڑی

ہوگی؟

اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کی احسان میں اتباع کرنے والوں سے رضا اور دائمی جنت کا وعدہ فرما رہا ہے۔ حالانکہ وہ سینکڑوں سال ہو گئے چلے گئے تو یہ وعدہ حضور ﷺ کی اتباع کرنے والوں کو بطریق اولیٰ حاصل ہو گا۔ کیونکہ صحابہ کرامؓ کو یہ فضل اور درجہ فقط آپ ﷺ کی اتباع کے سبب ہی حاصل ہوا ہے۔

اسی لئے جب رسول ﷺ نے ستر مبلغین تبلیغ کے لئے بھیجے اور انہیں دھوکہ کے ساتھ قبیلہ رعل، زکوان اور عصیہ نے قتل کر دیا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر ان کے بارے میں وحی نازل کی۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی
عنا ورضینا عنہ

(البخاری، کتاب الجہاد)

ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام دے دو ہم نے اپنے رب سے اس حال میں ملاقات کی ہے کہ وہ ہم سے راضی اور ہم اس سے راضی ہیں۔

روز قیامت اس امت پر جنت اور اس کی نعمتیں نچھاور کرنے کے بعد اپنی رضا عطا فرمائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت تو وہ عرض کریں گے۔

لبیک ربنا و سعیدیک والخیر فی یدیک
اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں تیرے حضور تمام خیر تیرے قبضہ قدرت میں ہے۔

فرمائے گا، کیا تم راضی ہو؟ عرض کریں گے۔

وما لنا لانرضی یا رب؟ وقد اعطیتنا
مالم تعط ابدًا من خلقک

اے ہمارے رب ہمارے راضی نہ ہونے کی بھی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی ہے۔ آپ نے ہمیں وہ کچھ

عطا فرما دیا جو کسی اور مخلوق کو
نہیں دیا۔

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

الا اعطیکم افضل من ذالک؟
کیا میں تمہیں اس سے افضل عطا
کروں؟

وہ عرض کریں گے۔

یا رب و ای شئی افضل من ذالک؟
اے ہمارے مالک و خالق اس سے
بھی بڑھ کر کوئی شے ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

احل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم
بعده ابدا
میں نے تمہیں اپنی رضا عطا فرمادی
اب اس کے بعد کبھی بھی تم سے
(بخاری و مسلم، کتاب الرقاق) ناراض نہیں ہوں گا۔

اہل جنت کون ہیں؟ آپ ﷺ کی طاعت کرنے والے، آپ ﷺ کا فرمان نہیں پڑھا
”من اطاعنی دخل الجنة“ (جس نے میری طاعت کر لی وہ جنتی ہے) اس لئے تو وہ
اس قدر فضل، ثواب اور عزت پا رہے ہیں کیونکہ جنت دار تکریم اور جزا و ثواب ہے۔

۱۸۔ دخول جنت

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں اور اہل عمل
صالح کے لئے بطور ثواب جنات تیار کی ہیں اور یہ نعمت کبریٰ ہیں۔ خصوصاً جب ہم
عاصیوں کے عذاب جہنم سے آگاہ ہوں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَیْسَ عَلَی الْأَعْمَىٰ حَرْجٌ وَلَا عَلَی
الْأَعْرَجِ حَرْجٌ وَلَا عَلَی الْمَرِيضِ حَرْجٌ
اندھے پر تنگی نہیں اور نہ لنگڑے
پر مضائقہ اور نہ بیمار پر مواخذہ

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَنْ يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا
 أَلِيمًا
 (الفتح - ۱۷)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا
 حکم مانے اللہ اسے باغوں میں لے
 جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں
 اور جو پھر جائے گا اسے دردناک
 عذاب فرمائے گا۔

لفظ طاعت کے بغیر عمل صالح پر ثواب کا تذکرہ کثیر آیات میں ہے۔
 وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى
 وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا
 يُظَلَمُونَ نَقِيرًا
 (النساء - ۱۲۴)

اور جو کچھ بھلے کام کرے گا مرد ہو
 یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت
 میں داخل کئے جائیں گے اور
 انہیں تل بھر نقصان نہ دیا جائے
 گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا
 خَيْرًا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا
 حَسَنَةٌ وَلَدَارِ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ
 الْمُتَّقِينَ ﴿۳۰﴾ جَنَّاتٍ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجْرَى
 مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ
 كَذَلِكَ يَجْزِي اللَّهُ الْمُتَّقِينَ
 (النحل - ۳۰، ۳۱)

اور ڈر والوں سے کہا گیا تمہارے
 رب نے کیا اتارا بولے خوبی
 جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی
 ان کے لئے بھلائی ہے اور بے
 شک پچھلا گھر سب سے بہتر اور کیا
 ہی اچھا گھر پرہیز گاروں کا بننے کے
 باغ جن میں جائیں گے ان کے
 نیچے نہریں رواں اور انہیں وہاں
 ملے گا جو چاہیں، اللہ ایسا ہی صلہ
 دیتا ہے پرہیز گاروں کو۔

ایک مقام پر ارشاد ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ
وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝۵۹
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ
يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا جَنَّاتِ
عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّهُ
كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًّا

(مریم - ۵۹، ۶۱)

تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف
آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں
اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے
تو عنقریب وہ گمراہی کے انجام سے
دو چار ہوں گے۔ مگر جو تائب
ہوئے اور ایمان لائے اور اچھے
کام کئے تو یہ لوگ جنت میں جائیں
گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیا
جائے۔ بسنے کے باغ جن کا وعدہ
رحمن نے اپنے بندوں سے غیب
میں کیا بے شک اس کا وعدہ آنے
والا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِمَّنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْشَىٰ وَهُوَ
مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ
فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ
(المومن - ۲۰)

اور جو اچھا کام کرے مرد خواہ
عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت
میں داخل کئے جائیں گے۔ وہاں
بے گنتی رزق پائیں گے۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔

رَبَّنَا وَإِنَّا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا
تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ
فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّمَّنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْشَىٰ بَعْضُكُمْ مِّنْ
بَعْضٍ ۖ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ

اے رب ہمارے اور ہمیں دے
وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا
ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور
ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر
بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا تو

ان کی دعا سن لی ان کے رب نے کہ میں تم میں کام والے کی محنت ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک ہو تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے میں ضرور ان کے سب گناہ اتار دوں گا اور ضرور انہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں اللہ کے پاس کا ثواب اور اللہ ہی کے پاس اچھا ثواب ہے۔

دِيَارِهِمْ وَأُوذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا
لَا كُفْرَانَ عَنْهُمْ سَيَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَنَّهُمْ جَنَّتِ
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ثَوَابًا مِمَّنْ عِنْدِ
اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ

(آل عمران - ۱۹۳، ۱۹۵)

چوتھے مقام پر ہے۔

بے شک اللہ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے باغوں میں جن کے نیچے نہریں

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

(الحج - ۱۳، ۲۳) (محمد - ۱۲) جاری ہیں۔

یہ تمام کی تمام آیات قرانیہ میں عمل صالح کی تصریح ہے اور عمل صالح آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہی بن سکتا ہے۔ اور یہی آپ ﷺ کی طاعت ہے اور اسی کو طاعت الہی کہا جاتا ہے ہاں اس کے ساتھ اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لازمی ہے۔

احادیث شریفہ میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انکار کرنے والے کے سوا میرا ہر امتی جنت میں جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول

اللہ ﷺ انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا۔

من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی
فقد ابی
جس نے میری طاعت کی وہ جنت
میں داخل ہو گا اور جس نے میری
نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے قصہ ملائکہ میں ہے۔

فإله هو الملك والدار الاسلام والبيت
الجنة وانت يا محمد رسول الله من
اجابك دخل الاسلام ومن دخل الاسلام
دخل الجنة
اللہ مالک، دار اسلام اور گھر جنت،
اور رسول اللہ ﷺ، آپ ﷺ اللہ
کے رسول، جس نے آپ ﷺ کی
بات مان لی وہ مسلمان اور جو
مسلمان ہو گیا وہ جنت میں داخل ہو
گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔

أما السيد فهو رب العالمين وأما البنيان
فهو الاسلام والطعام الجنة و محمد
الداعي فمن اتبعه كان في الجنة ومن لم
يتبعه عذب
مالک اللہ رب العالمین ہے، مکان
اسلام، کھانا جنت اور حضور ﷺ
داعی ہیں جس نے آپ ﷺ کی
اتباع کر لی، وہ جنتی اور جس نے
اتباع نہ کی عذاب میں گرفتار ہو
گا۔

اسے امام احمد، ترمذی، ابن خزیمہ نے نقل کر کے صحیح قرار دیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قسم مجھے اس ذات
اقدس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم تمام جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے
انکار کیا اور سرکش اونٹ کی طرح ہو گیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ
ومن يابئ ان يدخل الجنة؟
جنت کے داخلہ کا کون منکر ہو سکتا
ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا۔

من اطاعنى دخل الجنة ومن عصانى
فقد ابى

جس نے میری طاعت کر لی وہ جنتی
اور جس نے میری نافرمانی کر دی

(ابن حبان، ۱ - ۱۱۱) اس نے انکار کر دیا۔

اسے طبرانی نے رجال صحیح سے نقل کیا ہے۔

۱۹۔ دائمی جنت

اللہ تعالیٰ کا یہ کس قدر فضل ہے کہ وہ جسے جنت میں داخل فرمادے گا اسے پھر نکالے گا نہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس امت کے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے تبعین کو دائمی جنتی ہونے کا اعزاز عطا فرمایا ہے۔ خواہ وہ بغیر حساب اس میں داخل ہوں یا تھوڑے حساب کے بعد ہوں یا شفاعات کے واسطے سے داخل ہوں۔ آخر جنت کا داخلہ ہے اور وہ بھی دائمی، بخلاف سابقہ امم کے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم
مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ
اسے باغوں میں لے جائے گا جن

(النساء - ۱۳) کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں
رہیں گے۔

ایمان اور عمل صالح پر دائمی جنت کا تذکرہ کثیر آیات میں ہے۔ ایمان سے مراد اللہ اور اس کے رسول ﷺ دونوں پر ہے، عمل صالح وہی ہو گا جو آپ ﷺ کے طریق پر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان سنئے۔

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ

اور وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام
کرے وہ باغوں میں داخل کئے
جائیں گے جن کے نیچے نہریں
رواں ہمیشہ ان میں رہیں اپنے

(ابراہیم - ۲۳)

رب کے حکم سے اس میں ان کے
ملنے وقت کا اکرام سلام ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

تو اللہ سے ڈرو اے عقل والو وہ
جو ایمان لائے ہو بیشک اللہ نے
تمہارے لئے عزت اتاری ہے وہ
رسول کہ تم پر اللہ کی روشن
آیتیں پڑھتا ہے تاکہ انہیں جو
ایمان لائے اور اچھے کام کئے
اندھیروں سے اجالے کی طرف لے
جائے اور جو اللہ پر ایمان لائے
اور اچھا کام کرے وہ اسے باغوں
میں لے جائے گا جن کے نیچے
نہریں بہیں جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں
بیشک اللہ نے اس کے لئے اچھی
روزی رکھی۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ
أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَسُولًا يَتْلُوا
عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مَبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى
النُّورِ ۚ وَمَنْ يُؤْمَرْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا
(الطلاق - ۱۰، ۱۱)

تیسرے مقام پر ارشاد ہے۔

اور جو اللہ پر ایمان لائے اور اچھے
کام کرے اللہ اس کی برائیاں اتار
دے گا اور اسے باغوں میں لے
جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں
کہ وہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی
کامیابی ہے۔

وَمَنْ يُؤْمَرْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يَكْفِرْ عَنْهُ
سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ

(التغابن - ۹)

اللہ تعالیٰ نے فریقین، اتباع کرنے والے صالحین اور مخالفت کرنے والے معاندین کا حال

بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي
الْأَذْيَانِ ۖ كَتَبَ اللَّهُ لَأَ غُلِبْنَ أَنَا وَرَسُولِي
إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۗ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ
إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي
قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ
وَوَدَّخِلَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ
أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ

(المجادلہ - ۲۰، ۲۱)

بیشک وہ اللہ اور اس کے رسول کی
مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے
زیادہ ذلیلوں میں ہیں اللہ لکھ چکا
کہ ضرور میں غالب آؤں گا اور
میرے رسول بیشک اللہ قوت والا
عزت والا ہے۔ تم نہ پاؤ گے ان
لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ پر
اور پچھلے دن پر یہ کہ دوستی کریں
ان سے جنہوں نے اللہ اور اس
کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ
ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے
والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں
میں اللہ نے ایمان نقش فرمایا اور
اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد
کی اور انہیں باغوں میں لے جائے
گا جن کے نیچے نہریں رواں ان
میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی
اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی
جماعت ہے خبردار اللہ ہی کی
جماعت کامیاب ہے۔

مومن صادق کسی کافر مغضوب کو دوست نہیں بناتا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے عزیز رشتوں کو چھوڑ دیا اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی
رضا، دخول جنت، دائمی جنت اور فلاح عظیم سے نوازا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہمیں بھی

اپنا فضل و کرم عطا فرمائے اور کسی کافر، فاسق اور فاجر کو غلبہ عطا نہ فرمائے اور ان کی طرف ہمارے دل ایک آنکھ جھپکنے بلکہ اس سے کم وقت کے لئے بھی متوجہ نہ فرمائے۔

۲۰۔ جنت میں اعلیٰ رفاقت

یہ فطرتی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں اپنے جلیس اور انیس سے محبت پیدا فرمائی ہے۔ جیسے جیسے ساتھی نفس کو محبوب ہو مجلس اسے زیادہ محبوب ہو جاتی ہے اور عکس کا معاملہ اس کے برعکس ہے جب جلیس و انیس کی ذات عظیم ہو، باوقار ہو، درجات میں بلند ہو، عمل میں صالح، اخلاق میں اعلیٰ اور صفات میں کامل تو اس کی مجلس تو سب سے زیادہ پسندیدہ، اور قابل قدر و غنیمت ہوگی۔ پھر وہ مجلس کتنی اعلیٰ ہوگی جس کے شرکاء مجلس حضرات انبیاء، صدیقین، شہداء و صالحین ہوں؟

اللہ تعالیٰ کی طاعت اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کرنے والے جنت میں ان لوگوں کی مبارک و مقدس سنگت میں ہوں گے اور یہ سنگت دائمی ہوگی۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿۵۰﴾ ذَٰلِكَ الْفُضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَزِيمًا

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے

(النساء - ۶۹، ۷۰)

والا۔

تو جس نے اللہ عزوجل کی طاعت کی اور اس کے رسول ﷺ کی طاعت کی، اللہ و رسول ﷺ نے جو حکم دیا اس پر عمل کیا جس سے منع فرمایا اس سے رک گئے اللہ تعالیٰ انہیں اس مبارک گھر (جنت) میں مقام عطا فرمائے گا۔ اور حسب مرتبہ اپنے انعام یافتہ بندوں کی سنگت و رفاقت عطا فرمائے گا۔ وہ انبیاء علیہم السلام پھر صدیقین، پھر شہداء

اور صالحین۔ اللہ تعالیٰ نے اس حسین رفاقت کی تعریف ان کلمات میں فرمائی۔
وَحَسَنَ أَوْلَٰئِكَ رَفِيقًا
یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(النساء - ۶۹)

تو کیا ان سے اچھا کوئی ہے؟ ہرگز نہیں اور یہ تمام کا تمام اللہ کا فضل ہے۔ اسی لئے جب حضور ﷺ کو وصال کے وقت دنیا یا آخرت کے بارے میں اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

سنا

ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والآخرۃ
جب کوئی نبی مرض وصال میں ہوتا ہے تو اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک کا اختیار دیا جاتا ہے۔

جب آپ ﷺ کا مرض وصال شروع ہوا تو آپ ﷺ بار بار یہ آیت پڑھتے

مَعَ الَّذِیْنَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیِّیْنَ
وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّٰلِحِیْنَ
ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ۔

تو مجھے محسوس ہو گیا آپ ﷺ کے بھی اختیار کا وقت آ پہنچا ہے۔ (البخاری، کتاب التفسیر)

انہی سے ہے کہ آپ ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے۔

انہ لم یقبض نبی حتی یری مقعدہ من الجنة تم یخیر
کسی نبی کا اس وقت تک وصال نہیں ہوتا جب تک اسے جنت میں ان کا مقام دکھا نہیں دیا جاتا اس کے بعد اس نبی کو اختیار دیا جاتا ہے۔

جب آپ ﷺ کا وصال قریب آیا۔

رأسه على فخذى غشى عليه ثم افاق
 فاشخص بصره الى سقف البيت ثم قال
 اللهم الرفيق الاعلى فقلت اذا لا يختارنا
 تو سر اقدس میری گود میں تھا
 آپ ﷺ اپنے حال میں تھے افاقہ
 ہوا تو آپ ﷺ کی نگاہیں چھت کی
 طرف اٹھیں فرمایا اے اللہ رفیق
 اعلى، میں نے محسوس کر لیا
 آپ ﷺ نے ہمیں ترجیح نہیں
 دی۔

مجھے اس وقت حالت صحت کے کلمات یاد آگئے۔ اور آپ ﷺ کے آخری کلمات تھے۔
 اللهم الرفيق الاعلى
 اے اللہ رفیق اعلى کو پسند کرتا
 (البخاری، کتاب المغازی) ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ محسوس کیا کہ آپ ﷺ کو اختیار عطا فرمایا گیا۔ یہی
 بات ان کے والد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی محسوس کی تھی۔
 حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دیا
 اور فرمایا۔

عبد خیر اللہ بین ان یؤتیہ زهرة الدنيا
 و بین ما عنده فاختر ما عنده
 ایک بندہ ہے جسے اللہ نے اس
 بات کا اختیار دیا ہے کہ وہ دنیاوی
 زندگی کو اختیار کرے یا جو کچھ اللہ
 تعالیٰ کے پاس ہے اسے پسند
 کرے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سن کر رو دیئے اور کہنے لگے آپ ﷺ پر ہمارے آباء اور امہات
 قربان و فدا ہوں۔ یہ خود رسول اللہ ﷺ مراد ہیں جنہیں اختیار سے نوازا گیا ہے۔ اور
 حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم تھے۔ (البخاری، کتاب مناقب الانصار)
 اسی لئے بوقت موت جب سینہ دھڑکنے لگتا ہے، آنکھیں پھٹنے لگتی ہیں، جسم کانپتا ہے،
 آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور انگلیاں اکڑنے لگتی ہیں تو مومن کو اللہ کی رحمت، اس کی

رضا اور جنت کی بشارت دی جاتی ہے، مومن اللہ تعالیٰ سے ملاقات چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی چاہتا ہے۔ لیکن کافر کو اللہ تعالیٰ کے عذاب و ناراضگی اور دوزخ کی بشارت دی جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔

حضور رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا۔

من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن
کرہ لقاء الله کرہ الله لقاءه
جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات چاہتا
ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات
چاہتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے
ملاقات ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی
اس سے ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔

بخاری و مسلم نے اسے حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی
اللہ عنہما سے، مسلم نے سیدہ عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے اور بخاری نے حضرت
ابو ہریرہؓ سے اسے بطور حدیث قدسی بیان کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (البخاری،
کتاب الرقاق)

تو مومن مطیع کا ڈیرہ جنت میں ہو گا اور دائمی ہو گا اور وہاں اسے انبیاء، صدیقین،
شہداء اور صالحین کی صحبت میسر آئے گی اور یہ کیا ہی حسین و مبارک سگت و رفاقت
ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان تمام انعامات سے نوازے۔ انہ جواد کریم

فصل کا خاتمہ

ہم نے اس فصل کے تحت جو آیات و احادیث ذکر کیں ان میں ہم دو امور سے
باہر نہیں نکلے، آپ ﷺ کی طاعت لازم و فرض اور آپ ﷺ کی معصیت حرام، جو
رسول اللہ ﷺ کا مطیع ہے اسے حاصل ہونے والے ثواب و ثمرات اور مکافات کا ذکر،
اس نے اللہ تعالیٰ کی ہی طاعت کی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی طاعت اس کے رسول
بنانے والے کی طاعت ہے۔ کیونکہ اس نے آپ ﷺ کو بھیجا اور آپ ﷺ کی طاعت کا
حکم دیا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی معصیت کرنے والے کے لئے جزا و سزا کیا ہے؟ اور

آپ ﷺ کا عاصی اللہ تعالیٰ کا عاصی ہے۔ کیونکہ رسول کی معصیت اس کے بھیجنے والے کی معصیت ہے، اس نے آپ ﷺ کو بھیجا اور آپ ﷺ کی معصیت کو حرام بھی قرار دیا ہے۔ طاعت و معصیت جیسے امور جزئیہ میں ہوتی ہے ایسے ہی امور کلیہ اسامیہ میں بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ تمام کے تمام طاعت ہوں گے یا معصیت، اگرچہ ہر ایک کا حکم مختلف ہو گا۔ اس لئے آیات میں طاعت کی تاکید اور معصیت پر وعید کرتے ہوئے کوئی تخصیص یا تقیید نہیں کہ وہ جزوی ہو یا کلی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتباع و طاعت اور عدم معصیت کے انتہائی آخری درجہ پر تھے۔ خصوصاً جو شخص یہ جانتا ہو کہ اسلام لانے سے پہلے ان کا حال کیا تھا اور اسلام لانے کے بعد وہ اتباع و امتثال اور طاعت میں کس قدر آگے چلے گئے تھے۔ ہم نے اس چیز کا احاطہ اپنی کتاب ”الشوق الی رسول اللہ صلی علیہ وسلم من الجزع الی ثوبان“ میں کیا ہے۔ یہاں کچھ گفتگو اس پر سماعت کیجئے کہ طاعت کا باعث دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔

۱- شوق ۲- خوف

اگر طاعت شوق و رضا سے ہو

اگر طاعت بطور شوق، رضا اور ایمان ہو تو اس کا اثر اپنے صاحب پر نہایت ہی مفید ہوتا ہے۔ یہ دنیا و آخرت میں نافع ہو جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں اخلاص، صدق، توجہ اور عمل میں دوام و پختگی ہوتی ہے..... کیونکہ مخلص مطیع کی منزل اپنے محبوب کی رضا ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبانی کہلایا ہے۔

وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ
اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ
عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ

اور عرض کی اے میرے رب مجھے
توفیق دے کہ میں شکر کروں
تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر اور
میرے ماں باپ پر کئے اور یہ کہ

(النمل - ۱۹) میں وہ بھلا کروں جو تجھے پسند آئے

اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے ان بندوں میں شامل کر جو تیرے قرب خاص کے سزاوار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے حوالے سے فرمایا۔

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور جنا اس کو تکلیف سے اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ جب اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا عرض کی اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند ہیں اور میرے لئے میری اولاد میں نیکی رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں یہ ہیں وہ جن کی نیکیاں ہم قبول فرمائیں گے اور ان کی تقصیروں سے درگزر فرمائیں گے جنت والوں میں سے سچا وعدہ جو انہیں دیا جاتا تھا۔

رَوَّضَيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمَلُهُ وَفِطْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۗ إِنِّي تُبِّتُّ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعَدَّ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ

(الاحقاف - ۱۵، ۱۶)

تو مومن مطیع اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے کہ اس کا عمل صالح فقط اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو اور وہ آپ ﷺ کی تعلیمات اور شریعت کے موافق ہو۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَاللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ
(التوبہ - ۶۲)

تمہارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے
ہیں کہ تمہیں راضی کریں اور
اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے
راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔

من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد
جس نے ہمارے امر سے ہٹ کر
کام کیا وہ مردود ہے۔

بخاری و مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

من احدث في امرنا ليس منه فهو رد
جس نے بھی ہمارے دین میں ایجاد
سے کام لیا حالانکہ وہ دین سے
نہیں تو وہ مردود ہو گا۔

اس لئے مطیع جب روز قیامت اپنے رب عزوجل سے ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے
اپنی رضا سے نوازے گا۔ کیونکہ وہ دنیا میں اپنے ہر عمل پر اپنے رب کی رضا کا ہی
طالب تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اُرْجِعِي إِلَىٰ
رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِي فِي
عِبْدِي ۝ وَاَدْخُلِي جَنَّتِي
(الفجر - ۲۸، ۳۰)

اے اطمینان والی جان اپنے رب
کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس
سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر
میرے خاص بندوں میں داخل ہو
اور میری جنت میں آ۔

جب طاعت خوف کی وجہ سے ہو

اگر طاعت خوف کی وجہ سے ہو تو صاحب طاعت پر موثر نہیں ہوتی اور یہ نافع بھی نہیں کیونکہ اس میں نہ اخلاص ہوتا ہے اور نہ صدق، بعض اوقات اس کا باعث ریاکاری بھی ہوتا ہے۔ عمل ہوتا ہے مگر اس میں شوق و رغبت نہیں ہوتی۔ اگرچہ بعض اوقات اس سے دنیاوی فعل ساقط ہو جاتا ہے۔

جب ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مطیع کے لئے ثواب و اجر کو اور نافرمان پر عذاب و گرفت کو دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کے حال پر نظر ڈالتے ہیں تو بہت فرق پاتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا واقعہ "مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ان کی طاعت بجا لا رہے ہیں۔ تاکہ وہ اس اجر عظیم کو حاصل کر سکیں یا وہ معصیت میں ڈوبے ہوئے ہیں تو پھر اس سزا و عقوبت کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ اسأل اللہ تعالیٰ التوفیق و حسن القول

جمادات پر انسان کی فضیلت

بیتنا پت اولہ

کتاب کا خاتمہ (اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ بہتر فرمائے)

حضور ﷺ سے جمادات کی محبت اور ان کی طاعت، اس محبت و طاعت کے مختلف مناظر اور بغیر حکم کے ان سے ان چیزوں کا حصول و ثبوت، انسان پر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کی محبت کے لزوم پر قرآنی آیات و احادیث کے ذکر، وہ اسباب جو انسان میں یہ محبت پیدا کرتے ہیں، اس محبت کے اثرات و ثمرات اور نتائج جو دنیا و آخرت میں حاصل ہوتے ہیں، حضور ﷺ کی طاعت لازم ہے اور آپ ﷺ کی معصیت حرام ہے پر دلائل، عاصی کی جزا اور سزا اور اور مطیع کے اجر و ثواب کے بیان کے بعد یہ انسان اور جمادات کے درمیان ایک تقابل تھا اب خلاصتاً چند چیزوں پر گفتگو کرنی ہے۔

- ۱۔ یا تو انسان عاقل، مکلف، مامور، محبت و طاعت نبوی ﷺ میں، جماد کی آپ ﷺ سے محبت و طاعت میں برابر ہے۔ تو اب دونوں کا درجہ مساوی ہے۔
 - ۲۔ یا جماد اس میں آگے ہے جو بظاہر نہ ادراک رکھتا ہے، نہ مکلف ہے اور نہ مامور حالانکہ انسان مکلف، مدرک اور محبت و طاعت نبوی ﷺ کا مامور ہے۔
 - ۳۔ یا محبت و طاعت نبوی ﷺ میں انسان، جماد سے آگے ہے۔
- یہاں دو اہم امور ہیں۔

۱۔ محبت و طاعت میں جماد، انسان سے بڑھ جائے۔

۲۔ یا دونوں برابر رہیں

ان دونوں حالتوں میں جماد، انسان سے افضل ٹھہرے گا اس لئے کہ انسان عاقل و مکلف ہے اور اسے محبت و طاعت کا حکم دیا گیا ہے اور جماد بظاہر نہ عاقل ہے نہ مکلف اور نہ مامور، باوجود اس کے وہ عاقل، مدرک، مکلف اور مامور سے بڑھ گیا یا اس کے برابر رہا۔

یہ مذکورہ تصور کوئی کافر معاند یا عاصی مکابر ہی کر سکتا ہے۔

جب کسی مومن مسلم سے عصیان کا صدور ہوتا ہے تو اغلب طور پر وہ کسی عناد یا

قصد یا سابقہ مصمم ارادہ نہیں ہوتا۔ اس میں یا تو غلبہ شہوت، طیش یا حملہ

شیطان و خواہش ہوتا ہے۔ لیکن مومن مسلم جلدی سے لوٹ کر نادم ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور اگر وہ عصیان اور عدم محبت پر مصر ہے تو پھر وہ ماسبق کے ساتھ لاحق ہوگا لیکن کفر کے ساتھ وہ لاحق نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے ان غافل مکابر اور معاندین کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ﴿١٤٦﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاءُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٤٧﴾ وَكَذٰلِكَ نَفْصِلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٤٨﴾ وَآتَلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاتَّبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِينَ ﴿١٤٩﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلَ عَلَيْهِ يَلْهَثُ اَوْ تَشْرَكْهُ يَلْهَثُ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا فَاَقْصِصْ الْقِصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿١٥٠﴾ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا وَاَنْفُسُهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿١٥١﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِىْ وَمَنْ يُضِلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٥٢﴾ وَلَقَدْ ذَرٰنَا لِحٰجَتِهِمْ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ

اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا، کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا جو اہل باطل نے کہا اور ہم اس طرح آیتیں رنگ رنگ سے بیان کرتے ہیں اور اس لئے کہ کہیں وہ پھر آئیں اور اے محبوب انہیں اس کا احوال سناؤ جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تو وہ ان سے صاف نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو گمراہوں میں ہو گیا اور ہم چاہتے تو آیتوں کے سبب اسے اٹھا لیتے مگر وہ تو زمین پکڑ گیا

لَا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ
أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ

اور اپنی خواہش کا تابع ہوا تو اس کا
حال کتے کی طرح ہے تو اس پر
حملہ کرے تو زبان نکالے اور چھوڑ
دے تو زبان نکالے یہ حال ہے
ان کا جنہوں نے ہماری آیتیں
جھٹلائیں تو تم نصیحت سناؤ کہ کہیں
وہ دھیان کریں کیا بری کہاوت ہے
ان کی جنہوں نے ہماری آیتیں
جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا برا
کرتے تھے جسے اللہ راہ دکھائے تو
وہی راہ پر ہے اور جسے گمراہ کرے
تو وہی نقصان میں رہے اور بیشک
ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت
جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جن
میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن
سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن
سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح
ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی
غفلت میں پڑے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنی
جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا
تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے یا یہ
سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے

أَرَأَيْتَ مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنْتَ تَكُونُ
عَلَيْهِ وَكَيْلًا ﴿٤٣﴾ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ
يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ
بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا

(الفرقان - ۲۳، ۲۴) یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے
چوپائے بلکہ ان سے بھی برتر گمراہ
ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ﷺ کو پیدا فرمایا، ان کی پشت سے ان کی اولاد کو
نکالا، ان کو اپنے رب ہونے پر گواہ بنایا انہوں نے اس کی حالاً اور قالاً گواہی دی تاکہ وہ
روز قیامت فطرتاً توحید و ایمان کا انکار نہ کر سکیں۔

لیکن مشرکین و کافرین نے اپنے جوارح سے نفع نہ اٹھایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں
ان کیلئے سبب ہدایت و رہنمائی بنایا تو ان کا حال چوپایوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بدتر ہو
گیا۔

اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَابْصَارًا وَافْئِدَةً فَمَا
أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا
أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ
اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ
(الاحقاف - ۲۶)

اور ان کے لئے کان اور آنکھ اور
دل بنائے تو ان کے کان اور
آنکھیں اور دل کچھ کام نہ آئے
جب کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار
کرتے تھے اور انہیں گھیر لیا اس
عذاب نے جس کی ہنسی بناتے
تھے۔

ہاں ان کے لئے کان اور آنکھیں تھیں لیکن انہوں نے حقیقت کو نہ دیکھا اور نہ
ہی انہوں نے ہدایت کو سنا یہ یا تو کافر تھے ایمان نہ لائے یا منافق تھے اظہار ایمان کا
کرتے مگر باطن سے کافر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حال بیان فرمایا، منافقین کے بارے
میں فرمایا

لَا يَرْجِعُونَ
بِهِمْ بِكُمْ عُمَىٰ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے
(البقرہ - ۱۸) والے نہیں۔

کفار کے بارے میں فرمایا۔

رَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا
لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صَمٌّ بِكُمْ عُمِي
سَمٌّ لَا يَعْقِلُونَ

اور کافروں کی مثال اس کی سی ہے
جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ و پکار
کے سوا کچھ نہ سنے بہرے گونگے

(البقرہ - ۱۷۱) اندھے تو انہیں سمجھ نہیں۔

تمام حقیقت سے بہرے اور گونگے ہو گئے اسی طرح ہدایت سے، اللہ تعالیٰ نے

ارشاد فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا
تَوَلُّوا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ وَلَا تَكُونُوا
كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ إِنَّ
شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا
يَعْقِلُونَ ﴿۲۲﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ
وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ
مُعْرِضُونَ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے
رسول کا حکم مانو اور سن سنا کر اس
سے نہ پھرو اور ان جیسے نہ ہونا
جنہوں نے کہا ہم نے سنا اور وہ
نہیں سنتے بیشک سب جانوروں میں
بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو
بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں

(الانفال - ۲۰، ۲۳)

اور اگر اللہ ان میں کچھ بھلائی جانتا
تو انہیں سنا دیتا اور اگر سنا دیتا
جب بھی انجام کار منہ پھیر کر پلٹ
جاتے۔

یہ بنو آدم میں بدتر بلکہ ساری مخلوق سے بدترین ہیں۔ اس لئے فرمایا ”
لا یعقلون“ یہ چوپایوں سے بدتر ہیں کیونکہ ہر چوپایہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے جبکہ انہیں
اس نے عبادت کے لئے پیدا فرمایا مگر انہوں نے اس کا انکار ہی کر دیا تو یہ چوپایوں کی
طرح بلکہ ان سے بھی گمراہ ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان میں خیر جانتا تو ضرور انہیں ہدایت سنا
دیتا لیکن ان میں خیر تھی ہی نہیں لہذا انہیں نہ سمجھایا گیا اس لئے اگر انہیں کچھ سمجھایا
جاتا تو یہ قصداً اس سے اعراض کرتے لہذا ان کا حال چوپایوں جیسا ہے جو اپنے حواس
سے نفع نہیں اٹھاتے مگر فقط اتنا جس سے دنیاوی زندگی گزر جائے۔

وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً (البقرہ - ۱۷۱) اور کافروں کی مثال اس کی سی ہے جو پکارے ایسے کو کہ خالی چیخ پکار کے سوا کچھ نہ سنے۔

چرواہا جب انہیں بلاتا ہے تو وہ اس کی آواز کو سنتے ہیں یہ نہیں جانتے وہ بات کیا کر رہا ہے۔ یہی حال کفار معاندین کا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں کیونکہ بعض چوپائے اپنے داعی کی بات مان لیتے ہیں اور اس لئے بھی کہ جس خاطر ان کی تخلیق ہوئی ہے وہ اسے بجا لا رہے ہیں۔ خواہ وہ طبعاً بجا لا رہے ہوں یا تسخیراً بخلاف کافر کے، اسے طاعت، ایمان اور عبادت کے لئے پیدا کیا گیا لیکن اس نے کفر، عصیان اور عناد سے کام لیا یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے جوارح عطا فرمائے ہیں تاکہ انسان اپنے مولیٰ کی طاعت کا کام لے سکے اور اس کا شکر ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (النحل - ۷۸) اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹ سے پیدا کیا کہ کچھ نہ جانتے تھے اور تمہیں کان اور آنکھ اور دل دیئے کہ تم احسان مانو۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر (بطور سزا) مہر لگا دی تاکہ ان سے نفع نہ اٹھا سکیں۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَسَمِعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ (۱۰۸) لَا جْرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ (النحل - ۱۰۸، ۱۰۹) یہ ہیں وہ جن کے دل اور کان اور آنکھوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے اور وہی غفلت میں پڑے ہیں بلاشبہ آخرت میں وہی خراب ہیں۔

جس طرح دنیا میں ان کے جوارح پر مہر لگا دی گئی اسی طرح روز قیامت یہ بہرے، گونگے اور اندھے اٹھائیں جائیں گے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَضِلْ فَلَنْ تَجِدَهُمْ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِمْ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى وُجُوهِهِمْ اس کے سوا کوئی حمایت والے نہ

عُمِيًّا وَبُكْمًا وَصُمًّا مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمَ كُلَّمَا
 حَبَّتْ زُرْدَانُهُمْ سَعِيرًا ﴿٩٨﴾ ذَلِكَ جَزَاءُ الَّذِينَ
 بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا

پاؤ گے اور ہم انہیں قیامت کے
 دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں
 گے اندھے اور گونگے اور بہرے

(بنی اسرائیل - ۹۷، ۹۸)

ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی بجھنے
 پر آئے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں
 گے یہ ان کی سزا ہے اس پر کہ
 انہوں نے انکار کیا۔

سورۃ نحل کی آیت پر غور کیجئے اس کا اختتام ان الفاظ میں ہے۔ ”اولئک ہم
 الغفلون“ یہ بالکل سورہ اعراف کی آیت ”بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ“ اور
 اس آیت کی طرح ہے۔ ”أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ“
 جب تقابل کافر اور چوپائے کے درمیان ہوا۔

أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ
 وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان
 (الاعراف - ۱۷۹) سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔

تو اس سے واضح ہو گیا کہ جس انسان نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا اس کی اطاعت نہ کی اس
 کے نبی و صفی ﷺ پر ایمان نہ لایا ان کی طاعت نہ کی تو چوپائے اس سے احسن و انفع
 ہیں۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا۔

بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ
 بلکہ وہ گمراہ ہیں وہ غفلت میں
 (الاعراف - ۱۷۹) پڑے ہیں۔

جبکہ جو اللہ تعالیٰ او اس کے رسول ﷺ کی طاعت کرنے والے ہیں وہ تو ملا کہ
 سے بھی افضل ہیں۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس نے اللہ و رسول ﷺ کی طاعت نہ کی اس کے
 دل میں ان کی محبت نہیں تو ایسا انسان، جمادات، حیوانات اور نباتات سے کم اور پست
 ہے۔ کیونکہ تمام کے تمام مطیع اور فرمانبردار ہیں جبکہ یہ غافل ہے ”هُمُ الْغَافِلُونَ“ غیر
 عاقل ہے ”لَا يَعْقِلُونَ“ چوپایوں سے بدتر، ”بَلْ هُمْ أَضَلُّ“ اس لئے خسارے میں
 ہے۔ ”هُمُ الْخَاسِرُونَ“ اور ٹھکانہ جہنم ہے۔

۲۔ انسان محبت و طاعت میں جماد سے آگے بڑھ جائے۔

انسان محبت و طاعت میں جماد سے آگے بڑھ جائے یہ ہے وہ اصل جو واجب و لازم ہے کیونکہ انسان، جمادات سے افضل ہے۔ جیسا کہ یہ نصوص اس پر دال ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ
وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ
عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا
اور بیشک ہم نے اولاد آدم کو
عزت دی اور ان کو خشکی اور تری
میں سوار کیا اور ان کو ستھری
چیزیں روزی دیں اور ان کو اپنی
بہت مخلوق سے افضل کیا۔
(بنی اسرائیل - ۷۰)

یہ نص دلالت کر رہی ہے کہ انسان ان مخلوقات سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے
ہاں تکریم و عزت ہے۔

انسان کی تکریم و تفضیل کے مظاہر

جمادات پر انسان کی تفضیل و تکریم کے بہت سے مظاہر ہیں ان میں چند کا تذکرہ بغیر
شرح کے بیان کر رہے ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اس میں اپنی روح پھونکی
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَكَةِ إِنِّي خَالِقٌ مِّنْ بَشَرٍ مِّنْ
طِينٍ ۝۴۱ فَإِذَا سَوَّيْتَهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ
رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝۴۲ (الی قولہ
تعالیٰ) قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ
لِمَا خَلَقْتُ بِإِيْدِي أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ
مِنَ الْعَالِينَ

جب تمہارے رب نے فرشتوں
سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان
بناؤں گا پھر جب میں اسے ٹھیک بنا
لوں اور اس میں اپنی طرف کی
روح پھونکوں تو تم اس کے لئے
سجدے میں گرنا، فرمایا اے ابلیس
تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے
لئے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے

(ص - ۷۱، ۷۳)

۳۔ انسان کو احسن تقویم بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق نہایت ہی حسین کی اسے احسن تقویم بنایا، اس میں عقل و ادراک رکھا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ
پیشک ہم نے آدمی کو اچھی صورت
(التین - ۹۴) پر بنایا۔

اسے قامت بخشی، یہ دو قدموں پر چلتا ہے، اسے پیٹ پر ریگنے والا یا چار پاؤں پر چلنے والا نہ بنایا، اس کے تمام اعضاء کو کامل و حسین بنایا، اس میں عقل رکھا، اس عقل کی وجہ سے اسے مکلف بنایا، اگر عقل نہ رہے تو تکلیف بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کی تخلیق کو اتم فرمایا، ملائکہ کو نور سے، شیاطین کو آگ اور انسان کو مادہ اور روح سے پیدا فرمایا، اس میں ان دونوں کی مشابہت ہے، جسمانی شہوات بھی ہیں اور قلب میں روح و نور بھی ہیں، اس لئے اس میں عالم علوی اور سفلی دونوں کا اشتراک ہے۔

۴۔ جمادات اور کائنات کو اس کے تابع بنایا

انسان کی فضیلت کے مظاہر میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات کو بلکہ تمام کائنات کو اس کے لئے مسخر کر دیا۔ اس پر بہت سی نصوص ہیں جن کا احاطہ ہم نے ”الادراک عند الجمادات“ میں کیا ہے۔ بعض کا ذکر مقدمہ کتاب میں بھی آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ
رِزْقًا لَكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمْ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ
فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمْ الْآنْهَارَ
اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین
بنائے اور آسمان سے پانی اتارا تو
اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے
کو پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتی

وَسَخَّرَ لَكُمْ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ
وَسَخَّرَ لَكُمْ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ
(ابراہیم - ۳۲، ۳۳) میں چلے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلُكُ
فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ
لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُتَفَكَّرُونَ

(الجاثیہ - ۱۲، ۱۳)

اللہ ہے جس نے تمہارے بس میں
دریا کر دیا کہ اس میں اس کے حکم
سے کشتیاں چلیں اور اس لئے کہ
اس کا فضل تلاش کرو اور اس لئے
کہ حق مانو اور تمہارے لئے کام
میں لگائے جو کچھ آسمانوں میں ہیں
اور جو کچھ زمین میں اپنے حکم سے
بے شک اس میں نشانیاں ہیں
سوچنے والوں کے لئے۔

تیسرے مقام پر فرمایا

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا

وہی ہے جس نے تمہارے لئے بنایا
جو کچھ زمین میں ہے۔

(البقرہ - ۲۹)

۵۔ انسان نے امانت کا بوجھ اٹھایا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش فرمایا تو انہوں نے
معذرت چاہی اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدم پر پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھالیا تو وہ
افضل ٹھہرے۔ شاید ابتدا جمادات سے ہوئی ہو کیونکہ یہ تخلیق میں اول ہیں پھر ان میں
قوت و صلابت ہے اور انسان کمزور ہے۔ الغرض اس سے انسان کا جمادات بلکہ باقی
مخلوقات پر افضل ہونا واضح ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا
وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ
(الاحزاب - ۷۲)

بیشک ہم نے امانت پیش فرمائی
آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو
انہوں نے اس کے اٹھانے سے
انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور
آدمی نے اٹھالی۔

۶۔ جنت میں مقیم رکھنا

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی اہلیہ حضرت حوا علیہما السلام کو جن میں پیدا
فرمایا۔ پھر اپنی قضا و قدر کے مطابق انسان کو زمین میں خلیفہ بننے کے لئے وہاں سے نکال
دیا لیکن جلد ہی وہ دینی اہل ایمان ذریت کے ساتھ دوبارہ جنت میں داخل ہوں گے اور
ہم اللہ کے ہاں جنت کی فضیلت و مقام سے بھی آگاہ ہیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ اس میں
اسے ٹھہرایا گیا جو مخلوق سے افضل تھے۔ جنت میں ان کے مقیم ہونے پر متعدد آیات
ہیں۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ
وَكَلا مِنْهَا رَعْدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا
هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ
فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا
كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ
إِلَى حِينٍ فَتَلَقَى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَةً فَتَابَ
عَلَيْهِ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
(البقرہ ۳۵، ۳۷)

اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور
تیری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ
اس میں سے بے روک ٹوک جہاں
تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے
پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں
میں ہو جاؤ گے تو شیطان نے اس
(جنت) سے انہیں لغزش دی اور
جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں
الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے
اترو آپس میں اک تمہارا دوسرے
کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک

الْهَكْمُ إِلَهُ وَاحِدٌ

زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے پھر
سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے
کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ
قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ
قبول کرنے والا مہربان۔

(۱ لکھن - ۱۱۰)

اب دخول جنت، تو وہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لئے بنایا ہے۔

اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف
بلاتا ہے اپنے حکم سے۔

وَاللَّهُ يَدْعُوا إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ

(البقرہ - ۲۲۱)

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے
رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے
جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں
ہمیشہ ان میں رہیں گے۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

(النساء - ۱۳)

اور جو ایمان لائے اور اچھے کام
کئے وہ جنت والے ہیں انہیں ہمیشہ
اس میں رہنا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ

أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

(البقرہ - ۸۲)

۷۔ ان میں انبیاء و مرسلین بنائے

انسانوں کی بہت بڑی فضیلت یہ بھی ہے کہ ان میں سے اللہ تعالیٰ نے

انبیاء و مرسلین، علما اور صلحا کو پیدا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم
ہیں تو تمہاری طرح انسان۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ

(ابراہیم - ۱۱)

تو فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا

میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے
 کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے
 اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول
 بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم
 وحی کرتے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي
 إِلَيْهِمْ
 (یوسف - ۱۰۹، النحل ۲۳ - انبیاء ۷)

جمادات اور دیگر مخلوق میں انبیاء و رسل نہیں۔

۸۔ قیام قیامت پر جمادات ختم

جیسے ہی قیامت قائم ہوگی جمادات، زوالِ جبال، تغیرِ ارض، سورج بے نور،
 ستاروں کے گر جانے اور سمندروں کے خشک ہو جانے سے ختم ہو جائیں گے۔ جبکہ
 انسان کی دوسری نئی زندگی عالمِ آخرت میں شروع ہوگی اور یہ زندگی عالمِ برزخ و حساب
 کے بعد ہوگی۔ تو صالح مومن کا ٹھکانہ جنت ہوگا، دوزخ میں وہی رہا جو بطنِ ام سے
 شقی تھا اور اس نے اپنے رب کے ساتھ کفر و شرک کیا اور اس پر فوت ہوا۔
 اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ
 وَالسَّمَوَاتُ وَبُرُزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ
 (ابراہیم - ۴۸)

جس دن بدل دی جائے گی زمین
 اس زمین کے سوا اور آسمان اور
 لوگ سب نکل کھڑے ہوں گے
 ایک اللہ کے سامنے جو سب پر
 غالب ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ① وَإِذَا النُّجُومُ
 انْكَدَرَتْ ② وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ③ وَإِذَا
 الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ④ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ
 ⑤ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ⑥ وَإِذَا النُّفُوسُ
 جب دھوپ لپیٹی جائے اور جب
 تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ
 چلائے جائیں اور جب تھکی
 (گابھن) اونٹنیاں چھوٹی پھریں اور

جب وحشی جانور جمع کئے جائیں
اور جب سمندر سلگائے جائیں اور
جب جانوروں کے جوڑ بنیں اور
جب زندہ دبائی ہوئی سے پوچھا
جائے کس خطا پر ماری گئی اور جب
نامہ اعمال کھولے جائیں۔

زُوجَتْ ④ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ⑤ بِأَيِّ ذَنْبٍ
قُتِلَتْ ⑥ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ
(التکویر - ۱۱۱)

تیسرے مقام پر فرمایا۔

اور تم سے پہاڑوں کو پوچھتے ہیں تم
فرماؤ انہیں میرا رب ریزہ ریزہ کر
کے اڑا دے تو زمین کو چٹیل
میدان ہموار کر چھوڑے تو اس
میں نیچا اونچا کچھ نہ دیکھے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي
نَسْفًا ⑦ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ⑧ لَا
تَبْقَى فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا
(طہ - ۱۰۵، ۱۰۷)

چوتھے مقام پر ہے

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو
گلاب کے پھول سا ہو جائے گا جیسے
سرخ نری (بکرے کی رنگی ہوئی
کھال)

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً
كَالدِّهَانِ
(الرحمن - ۳۷)

پانچویں مقام پر فرمایا۔

پھر جب صور پھونک دیا جائے ایک
دم اور زمین اور پہاڑ اٹھا کر
دفعہ "چورا کر دیئے جائیں وہ دن
ہے کہ ہو پڑے گی وہ ہونے والی
اور آسمان پھٹ جائے گا تو اس دن
اس کا پتلا حال ہو گا۔

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ⑩
وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً
وَاحِدَةً ⑪ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ
وَالنَّشَقِقَتِ السَّمَاءُ فِيهِ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ
(الحاقة - ۱۳، ۱۶)

چھٹے مقام پر فرمایا۔

وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ① وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا
وَحُفَّتْ ② وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ③ وَأَلْقَتْ
مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ
(الانشقاق - ۴۱) اور جو کچھ اس میں ہے ڈال دے
اور خالی ہو جائے۔

یہ تمام جمادات متغیر و متبدل ہو جائیں گے حالانکہ یہ انسان کے لئے مسخر بھی ہیں تو
ان کی زندگی کا مقصد دنیا میں پورا ہو گیا لہذا انہیں ختم کر دیا جائے ہاں انسان باقی رہے
گا۔

۹۔ بہت سے جمادات دوزخ میں ہوں گے۔

جب اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو جنت میں اور اہل کفر و نفاق کو دوزخ میں ڈالے گا تو
بہت سے جمادات بھی دوزخ میں ہوں گے، انہیں عذاب دینے کے لئے نہیں بلکہ ان
کے ذریعے کافر و منافق لوگوں کو عذاب دیا جائے گا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَلَكِنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ
لِلْكَافِرِينَ
(البقرہ - ۲۴) آدمی اور پتھر ہیں تیار رکھی ہے
کافروں کے لئے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا قَوْمًا أَنفُسُهُمْ وَأَهْلِيهِمْ
نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا
مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ
(التحریم - ۶) اس پر سخت طاقتور فرشتے مقرر

ہیں۔

جنہیں آگ میں جلایا جائے گا وہ کافر و مشرک ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ
جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَرِدُونَ لَوْ كَانَ هُوَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ
(الانبیاء - ۹۸، ۹۹)

پیشک تم اور جو کچھ اللہ کے سوا تم
پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو
تمہیں اس میں جانا اگر یہ خدا
ہوتے جہنم میں نہ جاتے اور ان
سب کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

تو مشرک اور جن کی اللہ کو چھوڑ کر پوجا کی گئی وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ اللہ
تعالیٰ نے جنات کی زبان سے کہلوا یا۔

وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ
أَسْلَمَ فَأَوْلَىٰكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَأَمَّا
الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا
(الجن - ۱۳، ۱۵)

اور یہ کہ ہم میں کچھ مسلمان ہیں
اور کچھ ظالم تو جو اسلام لائے
انہوں نے بھلائی سوچی اور رہے
ظالم وہ جہنم کے ایندھن ہوئے۔

پتھر کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے، کبریت کا پتھر اللہ تعالیٰ
نے پیدا فرمایا وہ اسے جیسے چاہے کر دے، اسے حاکم اور بیہقی نے نقل کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الشمس والقمر مکوران يوم القيامة
(البخاری، کتاب بدء الخلق)

روز قیامت شمس و قمر بے نور ہو
جائیں گے۔

امام بزار، اسماعیلی اور خطابی نے یہ اضافہ فرمایا۔

الشمس والقمر مکوران يوم القيامة في
النار

گے۔

(فتح الباری، ۶ = ۲۹۹)

طحاوی میں رجال صحیح سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الشمس والقمر ثوران مکوران فی النار شمس و قمر روز قیامت بیل کی
یوم القيامة صورت میں دوزخ میں بے نور
(مسند الطیالسی، ۲۸۱) ہوں گے۔

تو یہ دوزخ میں کفار و مشرکین کے عذاب کے لئے ہوں گے جیسے وہاں ملائکہ عذاب دینے کے لئے ہوں گے۔

۱۰۔ معرفتِ بشرِ کامل ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل، انسانوں میں سے بنائے تو انسان کو اپنے رب کی معرفت کامل ہوگی اور یہ معرفت بلاشبہ جمادات سے افضل ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الرَّحْمَنُ فَسْئَلُ بِهِ حَبِيرًا وہ بڑی مہر والا تو کسی جاننے والے
(الفرقان - ۵۹) سے اس کی تعریف پوچھ۔

یعنی جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سب سے زیادہ اس کے نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گراہی ہے۔

انی اعلمکم باللہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم
(بخاری و مسلم) سب سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں نے انصاف سے قائم ہو کر اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی۔ وہی عزت والا حکمت

(آل عمران - ۱۸)

والا ہے۔

یہاں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی معرفت میں ملائکہ کرام کے بعد اہل علم کو رکھا ہے۔ تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کا مقام اس بارے میں کتنا بلند ہو گا؟ ارشاد فرمایا۔

أَنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ
اللہ سے اس کے بندوں میں وہی
(فاطر - ۲۸) ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا
اللہ نے تمہارے ایمان والوں کے
الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
اور ان کے جن کو علم دیا گیا
(المجادلہ - ۱۱) درجے بلند فرمائے گا۔ اور اللہ کو
تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

اس لئے عالم اور متعلم کی فضیلت میں متعدد نصوص ہیں، علماء انبیاء کے وارث ہیں عالم کے لئے سمندر کی مچھلیاں اور جنگلی وحوش دعا گو رہتے ہیں، عالم، عابد سے افضل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ روز قیامت علماء کو بلند مقام دے گا، قیامت کی ایک نشانی علماء کا ختم ہو جانا ہے۔ جیسا کہ یہ بھی ہے کہ اپنے رب کی معرفت میں اہل ایمان کامل ہیں، سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس کے رسولوں کو حاصل ہے۔ اس کے بعد ان کی اتباع کرنے والوں کو کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

۱۱۔ مطیع کو ثواب اور عاصی کے گناہوں کی مغفرت

مطیع کے ثواب میں اضافہ اور عاصی کے گناہوں کی بخشش یہ مقام بھی بشر کو حاصل ہے۔ بشرطیکہ وہ کافر نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ مشرک کو معاف نہیں کرتا۔ اس سے نچلے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ کیونکہ وہ تمام گناہ معاف کرنے والا ہے۔ اس موضوع پر بڑی تفصیلی گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں اگر انسان نیکی کا ارادہ کرے اگرچہ نہ ہو سکے اس کی نیکی لکھی جاتی ہے اگر نیکی بجا لایا تو دس سے لے کر

سات سو تک یا جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے ثواب ملتا ہے۔ جبکہ برائی کا ارادہ کیا مگر کی نہیں تو برائی نہیں لکھی جاتی اگر برائی کر لی تو ایک ہی لکھی جائے گی اگر توبہ کرے معافی مانگ لے تو وہ بھی ختم کر دی جاتی ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور یہ واضح طور پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے صالح بندوں سے محبت و پیار ہے۔ اور انہیں اس نے دوسروں پر فضیلت و شرف عطا کر رکھا ہے۔

۱۲۔ اللہ کا لطف

بندوں کی تکریم کی ایک صورت اس کا بندوں پر لطف بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ
اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا
(الشوریٰ - ۱۹) ہے۔

اس کا تقرب بندوں کے ساتھ، اس کے ساتھ بندوں کے تقرب سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

انا عند ظن عبدی بی وانا معہ حین
یذکرنی ومن تقرب الی شبراً تقربت
الیہ زراعاً ومن تقرب الی زراعاً تقربت
الیہ باعاً واذا اقبل الی یمشی اقبلت الیہ
اھرول

(بخاری و مسلم)

میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے پاس ہوتا ہوں جو میری طرف ایک بالشت آتا ہے میں اس کی طرف ایک گز آتا ہوں جو میری طرف ایک گز آتا ہے اس کی طرف میں پورا ہاتھ بڑھتا ہوں جب بندہ میری طرف چل پڑتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ پڑتا ہوں۔

وہ اہل ایمان کا ولی ہے انہیں وہ ظلمات سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا لِيُخْرِجَهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ
اللہ والی ہے مسلمانوں کا انہیں
اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا

(البقرہ - ۲۵۷) ہے۔

انہیں شیطان سے ڈراتا ہے کیونکہ ان کا دشمن ہے۔ اس نے ان کے والدین کو جنت
سے نکالا تاکہ وہ انہیں دوزخ میں لے جائے۔

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ
مُبِينٌ
اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو
بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(البقرہ - ۱۶۸، ۲۰۸) (الانعام - ۱۳۲)

الْمَ أَعٰهَدُ اِلَيْكُمْ يٰبَنِي اٰدَمَ اَنْ لَا تَعْبُدُوا
الشَّيْطَانَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ
اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے
عمد نہ لیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا
بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

(یس - ۶۰)

دنیا سے انہیں ڈراتا ہے کہیں وہ انہیں سرکش نہ بنا دے

فَاَلَا تَعْرٰنَكُمْ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغْرٰنَكُمْ
بِاللّٰهِ الْغُرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ
تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی
زندگی اور ہرگز تمہیں اللہ کے حکم

پر فریب نہ دے وہ بڑا فریبی بیشک

شیطان تمہارا دشمن ہے۔

ان کے رزق کا کفیل ہے۔

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تَوْعَدُوْنَ ۝ ۲۲ فَو
رَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقُّ قَوْلٍ مَّا
اَنْتُمْ تَنْطِقُوْنَ
اور آسمان میں تمہارا رزق ہے اور
جو تمہیں وعدہ دیا جاتا تو آسمان اور
زمین کے رب کی قسم بیشک یہ

(الذريت - ۲۲، ۲۳)

قرآن حق ہے ویسی ہی زبان میں
جو تم بولتے ہو۔

پھر متقی بندوں سے وہ محبت کرتا ہے جیسا کہ گزرا ہے۔ یہ بھی اس کی محبت ہے

کہ اس نے ان پر حلال و حرام بیان فرما دیا، باب تقرب ان پر کھول دیا، جب وہ

نافرمانی و خطا کرتے ہیں تو ان کے لئے توبہ کا دروازہ کھول دیا، کبھی آزمائش کرتا ہے تاکہ ان کے گناہ معاف کر دے۔

تو انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تکریم و تفضیل پانے کے تین امور ہیں۔

۱۔ زمین میں خلافت کے قیام کا حق

۲۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کی توحید کا حق

۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت

۱۳۔ زمین میں خلیفہ بنایا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں خلیفہ بنایا اور ملائکہ کو اس سے آگاہ فرما دیا اور اس منصب جلیل پر افضل و بہترین ہی منتخب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلانے کا اور خونریزیوں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ بولے پاکی

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾ وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا بِهٰذَا إِنَّا نَعْلَمُ مَا نُرَاكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ (البقرہ - ۳۰، ۳۱، ۳۲)

ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا
تو نے ہمیں سکھایا بیشک تو ہی
علم و حکمت والا ہے۔ فرمایا اے
آدم بتا دے انہیں سب (اشیاء
کے) نام جب اس نے (یعنی آدم
نے) انہیں سب کے نام بتا دیئے
فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا
ہوں آسمانوں اور زمین کی سب
چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو
کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم
چھپاتے ہو۔

اس نے تخلیق کے بعد سجدے کا حکم دیا۔

۱۴۔ اللہ پر ایمان انسان کی فطرت بنایا

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان، انسان کی فطرت بنایا، اگر اس کے ایمان سے کوئی
رکاوٹ بنتا ہے تو وہ خارجی عوامل ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

کل مولود الا یولد علی الفطرة فابواه
یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج
البہمیة بہمیة جمعاء هل تحسون
فیہا من جدعاء

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

فَطُرَّتْ اللّٰهُ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا
تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیْمُ

اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جن پر لوگوں کو
پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا ہی

(الروم - ۳۰) سیدھا دین ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی یا کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے باپ دادا نے کیا اور ہم ان کے بعد بچے ہوئے تو کیا تو ہمیں اس پر ہلاک فرمائے گا اہل باطل نے کیا۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ﴿١٤٢﴾ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ

(الاعراف - ۱۴۲، ۱۴۳)

ایک اور مقام پر فرمایا

تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لئے ایک اکیلے اسی کے ہو کر اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی سیدھا دین ہے۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

(الروم - ۳۰)

حضرت عیاض بن حمار الجاشی رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

میں نے اپنے تمام بندوں کو حنیف ہی پیدا فرمایا ان کے پاس شیاطین آئے اور انہیں اپنے جال میں پھنسایا اور انہوں نے حرام کر دیا جو

انی خلقت عبادی حنیفاء کلہم وانہم اتہم الشیاطین فاجتالتہم عن دینہم و حرمت علیہم ما احللت لہم وامرتہم ان یشرکوا بی ما لم انزل بہ سلطانا

(المسلم، کتاب الجنۃ)

میں نے ان کے لئے حلال کیا تھا اور
انہیں میرے ساتھ شرک کی
ترغیب دی۔ حالانکہ میں نے اس
پر کوئی دلیل نازل نہیں کی۔

۱۵۔ فطرتاً عبادت الہی پر بنایا۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو فطرتاً ایمان، یقین اور عدم شرک پر پیدا
فرمایا اسی طرح اس نے انہیں اپنی عبادت و طاعت کے لئے بنایا۔ ارشاد فرمایا۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون اور میں نے جن اور آدمی اس ہی
(الذاریت - ۵۶) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ مخلوق کی عبادت سے مستغنی ہے اور اس کا محتاج نہیں لیکن مخلوق اللہ
تعالیٰ کے حق عبودیت کو پورا کرنے کے لئے خوشی یا مجبوری سے اس کی عبادت کرتی ہے
اور ہم سارے اس کے محتاج اور فقیر ہیں۔

جب انسان میں تین امور پائے جائیں تو اسے قیام خلافت کا حق ہے اور
مکرم و معزز ہے۔ ان میں ایک کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی رہنما ہونا چاہئے جو ان میں
ہر موڑ پر رہنمائی کرتا رہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے مطیع او عاصی کے بارے میں فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا
تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَشْوَى لَهُمْ

بیشک اللہ داخل فرمائے گا انہیں جو
ایمان لائے اور اچھے کام کئے
باغوں میں جن کے نیچے نہریں
رواں اور کافر برتتے ہیں اور
کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھائیں
(محمد - ۱۲)

اور آگ میں ان کا ٹھکانا ہے۔

تو مطیع اہل ایمان کی جزا جنات ہیں اور کفار ان کا حال دنیا میں چوپایوں جیسا ہے

ان کا مقصد کھانا اور پینا ہے انہوں نے حواس سے فائدہ نہ اٹھایا اور آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم اور وہاں عذاب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

محبت و طاعت میں تلازم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محبت اور طاعت کے درمیان تلازم

محبت اور طاعت آپس میں متلازم ہیں۔ ان میں جدائی نہیں ہو سکتی، سچی محبت طاعت میں اضافہ کا سبب ہے اور طاعت صحیحہ نافعہ، محبت بڑھاتی ہے۔
باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم
اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے
(آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست
رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش
دے گا۔

تو اگر محبت سچی و صادق ہو تو یہ متابعت پر مجبور کر دیتی ہے۔ اس طرح حقیقی اتباع محبت کا پیکر بنا دیتی ہے۔ اس لئے یہ ایک دوسرے کا متبادل نہیں، حضور ﷺ کے اس فعل سے بات خوب واضح ہو جاتی ہے۔ جب یہ آیت مبارک نازل ہوئی۔
إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ① لِيَغْفِرَ لَكَ
اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ
نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا
② وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا
بیشک ہم نے تمہارے لئے روشن
فتح فرما دی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے
سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں
کے اور تمہارے پچھلوں کے اور
اپنی نعمتیں تم پر تمام کر دے اور
تمہیں سیدھی راہ دکھاوے اور اللہ
تمہاری زبردست مدد فرمائے۔

اور یہ بات مسلمہ اور سابقہ انبیاء علیہم السلام میں معروف تھی کہ یہ آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے۔ کہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے تمام معاملات پر اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا اعلان فرما دیا ہے۔ کیونکہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ روز قیامت لوگ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آکر کہیں گے۔

یا محمد انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء
وقد غفر لک ما تقدم من ذنبک وما
تأخر اشفع لنا الی ربک

اے محمد ﷺ آپ ﷺ اللہ کے
رسول ہیں انبیا میں سے آخری اور
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے
پچھلے معاملات پر بخشش کی خوشخبری
دی ہے۔ اپنے رب کے حضور
ہماری سفارش کرو۔

شفاعت کے بارے میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا انبیاء
علیم السلام فرمائیں گے۔

ولکن أتوا محمدا ﷺ عبد قد غفر له ما
تقدم من ذنبه و تأخر
تم محمد ﷺ کی خدمت میں جاؤ وہ
ایسی شخصیت ہیں جنہیں تمام
معاملات پر بخشش کی خوشخبری سنا
رکھی ہے۔

اس مقام پر فائز ہونے کے باوجود اپنے رب کے حضور اتنی عبادت کرتے کہ قدم
مبارک سوج جاتے حالانکہ نہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے
اور نہ اللہ تعالیٰ سے آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی محبت کرتا ہے۔ لیکن عبادت و طاعت کے
معاملہ میں کس قدر محنت و جدوجہد کی جا رہی ہے کہ قدم مبارک تک سوج رہے ہیں۔
بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ

قام حتی تظفر رجلاه فقالوا له اتصنع
هذا قد غفر الله لك ما تقدم من ذنبک
وما تأخر؟
آپ ﷺ اتنا قیام فرماتے کہ
مبارک پاؤں سوج جاتے عرض کیا
آپ ﷺ ایسا کیوں کرتے ہیں
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے
تمام اگلے پچھلے معاملات پر بخشش
کی خوشخبری دی۔

تو آپ ﷺ فرماتے۔

کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

افلا اکون عبدا شکورا

اگر فقط محبت کافی ہوتی تو آپ ﷺ اتنی محنت و جدوجہد کیوں فرماتے؟ حتیٰ کہ قدم

مبارک سوچ رہے ہیں، اسی پر اکتفا فرما لیتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فضل فرما رکھا

تھا لیکن یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے آپ ﷺ نے خوب محنت و مشقت فرمائی ہے۔

اسی طرح جو رسول اللہ ﷺ کا سچا محب ہے۔ اس پر آپ ﷺ کی کامل

اتباع و طاعت بلکہ حسب استطاعت عمل کرنا لازم ہے۔ تاکہ آپ ﷺ کی معیت نصیب ہو۔

صحابہ کرامؓ نے تو اسی طرح کیا آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں بھی اور آپ ﷺ

کے وصال کے بعد بھی، بلکہ ان میں سے بعض نے طاعت میں اس قدر اضافہ اور زیادتی

کی کہ آپ ﷺ کو انہیں اعتدال اور وسط کی طرف لانا پڑا کیونکہ عملِ قلیل پر دوام اور

استمرار اس عملِ کثیر سے بہتر ہوتا ہے جو ترک کر دیا جائے۔

جب حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کی شادی

کی تو وہ عبادت و طاعت کی وجہ سے بیوی کے پاس نہ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں

اعتدال کا حکم فرمایا۔

انہی سے مروی ہے کہ مجھے رسول ﷺ نے فرمایا عبداللہ مجھے معلوم ہوا کہ

انک تصوم النهار و تقوم الیل؟ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات

کو قیام کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا ”ہاں یا رسول اللہ ﷺ“ آپ ﷺ نے فرمایا ”ایسا نہ کرو“

صم و افطر و قم و نم فان لجسدک روزہ رکھو بھی اور چھوڑو بھی، قیام

علیک حقا وان لعینیک علیک حقا وان بھی کرو اور آرام بھی کیا کرو

لزوجک علیک حقا وان لزورک علیک کیونکہ تیرے جسم کا تجھ پر حق

حقا ہے، تیری آنکھوں کا تجھ پر حق

ہے، تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے، (بخاری و مسلم)

اور تیرے مہمان کا تجھ پر حق

ہے۔

جب حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دنیا کو ترک کر دیا تو ان سے ملنے ان کے بھائی
حضرت سلمان رضی اللہ عنہ گئے، حضرت ام ورداء رضی اللہ عنہا کو خستہ حالت میں دیکھا تو پوچھا
کیا وجہ ہے؟ انہوں نے بتایا۔

اخوک ابوالدرداء لیس له حاجة فی تمہارے بھائی ابودرداء کو دنیا کی
الدنیا ضرورت ہی نہیں۔

تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء کو بھی وہی کلمات کہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہے تھے، جب اس بات کا تذکرہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صدق سلمان سلمان نے صحیح کہا۔

(البخاری، کتاب الصیام)

اسی طرح کا جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہؓ کو دیا تھا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے
بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے پوچھا تھا۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

اما واللہ انی لا خشاکم للہ واتقاکم لکن اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ
اصوم وافطر و اصلی و ارتقد و ازوج اللہ سے خوف رکھتا ہوں میں سب
النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی سے زیادہ صاحب تقویٰ ہوں، لیکن
(بخاری و مسلم) روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا

بھی ہوں، نماز پڑھتا ہوں، سوتا بھی
ہوں نکاح بھی کئے ہیں تو جس نے
میرے طریقہ کو چھوڑ دیا وہ ہمارا
نہیں۔

جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عورتوں اور نکاح سے الگ ہونے اور
عبادت کے لئے فارغ ہونے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع فرمایا۔
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے۔

رد رسول اللہ ﷺ علی عثمان بن مظعون
التبتل ولو اذن له لا ختصینا
(بخاری و مسلم، کتاب النکاح)

عثمان بن مظعون نے مجرد ہونے کی
اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اسے
رد فرما دیا اگر اس کی اجازت ہو
جاتی تو ہم اپنے آپ کو خصی کر
لیتے۔

اس مذکورہ اختصا کا معنی عبادت میں کمی نہیں بلکہ عبادت میں اضافہ اور کثرت ہی
مطلوب ہے، فرض، فرض و لازم جبکہ نوافل کی کثرت مستحب ہے ہاں اس قدر کثرت
نہیں کہ کام انسانی طاقت سے باہر ہو جائے اور بعد میں ترک عبادت کا سبب بن جائے یا
اس کی وجہ سے دیگر واجبات ترک ہونے لگ جائیں بلکہ اعتدال مطلوب ہے اور حقوق
کے درمیان نظم و ضبط بھی مطلوب ہے، دونوں احوال میں سنت اور آپ ﷺ کے طریقہ
پر قائم رہنا اور اس سے باہر نہ جانا لازم ہے۔ اتباع سنت کا التزام کرتے ہوئے نوافل
میں اور طاعت و عبادت میں کثرت پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی شاہد ہے جو آپ ﷺ
نے اپنے اللہ تعالیٰ سے روایت فرمایا ہے۔

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما
تقرب الی عبدی بشئ احب الی مما
افترضتہ علیہ وما یزال عبدی یتقرب
الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت
سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر
بہ ویدہ الی الی بیطش بہا و رجلہ الی الی
یمشی بہا و ان سأ لنی لاعطینہ ولن
استعاذ بی لا عینہ

(بخاری، باب التواضع)

جس نے میرے کسی دوست سے
عداوت کی میں اس کے ساتھ
اعلان جنگ کرتا ہوں جن چیزوں
سے میرا بندہ میرا قرب پاتا ہے ان
میں فرائض سب سے اہم ہیں بندہ
جب نوافل کے ذریعے قرب پاتا
ہے تو وہ میرا محبوب بن جاتا ہے
جب میں اس سے محبت کرتا ہوں
تو میں اس کی قوتِ سمع بن جاتا
ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی
قوتِ بصر بن جاتا ہوں جس سے وہ

دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بنتا ہوں
جس سے وہ گرفت کرتا ہے۔ اگر
وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں عطا کرتا
ہوں اور مجھ سے یہ رحمت مانگتا ہے
تو میں اسے دیتا ہوں۔

بندہ جتنے اعمال بجا لاتا ہے ان میں فرض تقرب کے حوالے سے سب سے زیادہ محبوب
ہیں اور نوافل میں کثرت، عبد کو اللہ کا مقرب بنانے میں محبوب ہے بلکہ یہ اس مقرب
بندے سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبب ہے لیکن ان میں طاقت کے مطابق اور سنت کے
موافق ہونا اور بدعت و ایجاد سے دور رہنا ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لكل عابد من شرة ولكل شرة فترة بلاشبہ ہر عابد کے لئے شوق و شوق
فاما الى سنة واما الى بدعة فمن كانت ہے اور ہر شوق کے لئے کمزوری
فترة الى سنة فقد اهتدى ومن كانت رکاوٹ ہے پس یا تو سنت کی طرف
فترة الى غير ذلك فقد هلك رغبت ہوگی یا بدعت کی طرف

جس کی رغبت سنت کی طرف ہو
گی وہ ہدایت پا جائے گا اور جس
کی رغبت اس کے علاوہ کی طرف
ہوگی وہ ہلاک ہو گیا۔

اسے امام احمد، طبرانی، طحاوی، ابن حبان وغیرہ نے سند صحیح سے روایت کیا۔

یہ روایت حضرت ابو ہریرہ، حضرت جعدہ بن بصیرہ، ابن عباس اور حضرت ابو امامہ
رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ (مسند احمد، ۲ = ۱۵۸)

عبادت میں اکمل ہونا منع — نہیں یہ تو امور محمودہ میں سے ہے ہاں ایسی زیادتی
جس سے بے ذوقی اور ملال ہو جائے منع ہے یا نقلی عبادت میں اتنا مبالغہ کرنا کہ اس
سے افضل عمل ترک ہو جائے یا فرض کا وقت نکل جائے مثلاً ایک آدمی ساری رات

قیام کرتا ہے رات کے آخری حصے میں سو جاتا ہے۔ صبح کی جماعت رہ جاتی ہے یا اس کا مستحب وقت نکل جاتا ہے یا فرض نماز فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایسی شدت جو یہاں تک پہنچا دے منع ہے۔

ان الدین یسر ولن یشاد الدین احد
الاعلہ فسدوا وقاربوا وابشروا
واستعینوا بالغدوة والروحة و شئ من
الدلجة
(البخاری، کتاب الایمان)

دین سراپا آسانی ہے جو دین میں
شدت اختیار کرے گا وہ مغلوب ہو
جائے گا لہذا اعتدال پر قربت پیدا
کرو، مژدہ سنایا کرو، صبح و شام اس
سے مدد طلب کیا کرو اور رات کے
کچھ حصہ سے۔

اس لئے اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے نہ کمی اور نہ زیادتی، اوقات نشاط میں عبادت کی تعلیم دی اور تین اوقات کا ذکر کیا، صبح، شام اور رات کا کچھ حصہ۔
حضور ﷺ نے واضح فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسند ہے جس پر دوام ہو اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
یا ایہا الناس علیکم من الاعمال ما
تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا وان
احب الاعمال الی اللہ ما دوم علیہ وان
قل
(بخاری و مسلم، کتاب الایمان)

اے لوگو تم پر حسب طاقت اعمال
لازم ہیں اللہ تعالیٰ اس وقت تک
ملال نہیں فرماتے جب تم ملال میں
نہ پڑھو، اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ
محبوب و پسند ہے جس پر دوام ہو
اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

اس لئے کہ دائمی قلیل عمل سے طاعت کا سلسلہ جاری رہتا ہے کبھی ذکر سے، کبھی مراقبہ، کبھی اخلاص اور کبھی توجہ الی اللہ سے بخلاف کثیر شاق عمل کے اس میں یہ نہیں، قلیل دائمی میں اس کثیر سے اضافہ بطور ثواب ہوتا رہتا ہے۔ جو ختم ہو جانے والا ہو۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں۔ احب الدائم (دائمی عمل زیادہ محبوب ہے) کے دو معانی ہیں۔

- ۱۔ عمل شروع کر کے چھوڑنے والا ایسے ہی ہے جیسے وصل کے بعد اعراض کرنے والا اور ایسا شخص قابلِ مذمت ہوتا ہے اس لئے اس شخص کے حق میں وعید آئی ہے۔ جس نے کسی آیت کو یاد کر کے بھلا دیا اگرچہ حفظ سے پہلے اس کی یہ ذمہ داری نہ تھی۔
- ۲۔ دائمی خیر کرنے والا، مالک کی خدمت میں ہی رہتا، جو ہر روز کسی نہ کسی وقت چوکھٹ پر آ پہنچتا ہو اس کے برابر وہ کہاں ہو سکتا ہے جو ایک مرتبہ پورا دن آئے پھر نہ آئے (فتح الباری، ۱ = ۱۰۳)

خلاصہ یہ ہے کہ محبت اور طاعت کے درمیان تلازم ہے۔ محبت صادقہ، طاعت کی طرف متوجہ کرتی ہے اور طاعت صحیحہ، محبت میں کمال پیدا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان پڑھ لیجئے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ
 اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے دوست (آل عمران - ۳۱) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

جیسا کہ ان کے درمیان اس طرح بھی تلازم ہے کہ محبت صادقہ دونوں احوال میں اتباع پر ابھارتی ہے۔ حالت اقبال، حالت فترت اور دونوں سنت کے مطابق ہوں۔ اور محب صادق سوائے حالت غفلت کے معصیت کا مرتکب نہیں ہوتا۔

دعویٰ محبت اور محبت صادقہ

اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ جو شخص کسی شے کا دعویٰ کرے خصوصاً جب وہ شے مخفی ہو تو اسے وہ امتحان کے ذریعے واضح فرما دیتا ہے۔ جب یہود و نصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔ لہذا

وہ خوب ذلیل و رسوا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کا اس سلسلہ میں مبارک فرمان ہے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ
وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ
بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرْ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ
مَنْ يَشَاءُ

اور یہودی اور نصرانی بولے کہ ہم
اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے
ہیں تم فرما دو پھر تمہیں کیوں
تمہارے گناہوں پر عذاب فرماتا ہے
بلکہ تم آدمی ہو اس کی مخلوقات
میں سے جسے چاہے بخشتا ہے اور
جسے چاہے سزا دیتا ہے۔

(المائدہ - ۱۸)

یعنی محب، محبوب کو عذاب نہیں دیتا تو اگر یہ جھوٹے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں
عذاب نہ دیتا، ان کی کذب بیانی یہ بھی تھی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں حالانکہ اللہ
تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ

نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی
سے پیدا ہوا۔

(سورہ اخلاص - ۳)

پھر محب، اپنے محبوب کی ملاقات چاہتا ہے تو جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دوستی
اور محبت کا دعویٰ کیا تھا تو یہ تو ان کا نہایت بلند مقام تھا پھر انہیں موت کی دعا کرنی
چاہئے تھی لیکن وہ ایسا کیسے کر سکتے تھے؟ اللہ تعالیٰ یہود کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ
خَالِصَةً مِّنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوْا الْمَوْتَ إِنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۹۴﴾ وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا
قَدَّمْتُمْ أَيْدِيهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ

تم فرماؤ اگر پچھلا گھر اللہ کے
نزدیک خالص تمہارے لئے ہو نہ
اوروں کے لئے تو بھلا موت کی
آرزو تو کرو اگر سچے ہو اور ہرگز
کبھی اس کی آرزو نہ کریں گے
ان بد اعمالیوں کے سبب جو آگے کر
چکے اور اللہ خوب جانتا ہے

(البقرہ - ۹۳، ۹۵)

ظالموں کو۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنْكُمْ
أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنُّوا الْمَوْتَ إِنْ
كُنْتُمْ صَادِقِينَ ⑥ وَلَا يَتَمَنَّوْنَ أَبَدًا بِمَا
قَدَّمْتُمْ أَيْدِيَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ
تم فرماؤ اے یہودیو! اگر تمہیں یہ
گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو
اور لوگ نہیں تو مرنے کی آرزو
کرو اگر تم سچے ہو اور وہ کبھی اس
کی آرزو نہ کریں گے ان کو تاہیوں
(الجموعہ - ۶، ۷)

کے سبب جو ان کے ہاتھ آگے
بھیج چکے ہیں اور اللہ ظالموں کو
جاننا ہے۔

ہر مدعی کا یہ حال ہے، شواہد امتحان ہی اسے واضح کرتے ہیں، یہ یہود حضور ﷺ
کو سچا سمجھتے تھے مگر آپ ﷺ کی تکذیب کی پھر اس دنیاوی زندگی کے حریص بن گئے اور
موت کی تمنا سے بھاگ گئے اگر تمنا کرتے تو سب مر جاتے کوئی یہودی زمین پر باقی نہ
رہتا۔

جبکہ محب صادق، محبوب کی ملاقات و وصال کے لئے تڑپتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ
کی عادت ہے وہ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے اگر وہ سچے ہوں تو ان کے
درجات بلند اور ان میں اضافہ فرماتے ہوئے ثواب کبیر عطا فرماتے ہیں اور اگر جھوٹے
ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ تو پھر انہیں رسوا و ذلیل فرما دیتا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَلَمْ ① أَحْسِبِ النَّاسَ أَنْ يَتَّكِفُوا أَنْ يَقُولُوا
أَمْنَا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ② وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ
مَنْ قَبْلِهِمْ فَلْيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا
وَلْيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ
کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ اتنی
بات پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ
کہیں ہم ایمان لائے اور ان کی
آزمائش نہ ہوگی اور بے شک ہم
نے ان سے اگلوں کو جانچا تو ضرور
اللہ سچوں کو دیکھے گا اور ضرور
(العنکبوت - ۱، ۳)

جھوٹوں کو دیکھے گا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر سب سے بڑھ کر آزمائش اور امتحانات آتے ہیں تاکہ ان کے درجات میں مزید ترقی عطا کی جائے اور خوب ثواب پائیں۔ اور جیسے جیسے انسان قرب پاتا ہے اور ان کے مشابہ ہوتا ہے تو اس پر بھی آزمائش زیادہ آتی ہے، اس لئے محبین، انبیاء علیہم السلام کے بعد زیادہ آزمائے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ انبیاء کے ساتھ مشابہت، امثال اور مشاکلت کے مدعی ہوتے ہیں اگر تو وہ محض لاف زنی کرنے والے ہوتے ہیں، ننگے ہو جائیں گے اور اگر سچے ہوں گے تو درجہ معیت پا لیں گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ای الناس اشد بلاء؟ سب سے بڑی آزمائش کس کی ہوتی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الانبياء ثم الصالحون ثم الامثل من
 الناس يبتلى الرجل على حسب دينه
 فان كان في دينه صلابة زيد في بلائه
 وان كان في دينه رقة خفف عنه ولا يزال
 البلاء بالعبد حتى يمشي على الارض
 وماله خطيئة
 (مسند احمد، ۱ = ۱۷۲)

حضرات انبیاء کی پھر صالحین کی پھر
 جو ان کے قریب ہے۔ پھر لوگوں
 میں سے جو ان کے قریب ہے۔ ہر
 آدمی کی آزمائش اس کے دین کے
 مطابق ہوتی ہے اگر اس کے دین
 میں پختگی ہو تو اس کی آزمائش بھی
 کڑی ہوتی ہے اور اگر دین میں
 نرمی ہو تو پھر اس سے رعایت کی
 جاتی ہے، بندے پر آزمائش قائم
 رہتی ہے حتیٰ کہ زمین پر چلتا ہے
 اور اسکے ذمہ خطا نہیں ہوتی۔

حدیث میں الفاظ ”فان كان في دينه صلابة“ (اگر اس کے دین میں پختگی

ہوئی) غیر انبیاء علیہم السلام کے لئے ہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے دین میں نرمی یا پختگی کا سوال ہی نہیں ان کا معاملہ اس سے بالاتر ہے۔ یہ بات صالحین کی ہے جب ان پر ابتلا آتا ہے اور وہ صبر و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ جھاڑ دیتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ زمین پر چل رہے ہوتے ہیں مگر ان کے ذمہ خطا نہیں رہتی۔

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ جیسے جیسے انسان کا ایمان قوی، اس کا رتبہ بلند اور مقام اعلیٰ ہو اس پر آزمائش بھی زیادہ آتی ہے۔ تاکہ وہ درجاتِ عالیہ اور خوب قرب پا سکے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا جس نے عرض کیا تھا۔ آزمائشوں کی مختلف انواع ذکر کرنے کے بعد عام فرما دیا۔
واللہ یا رسول اللہ انی لا حبک
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم مجھے
آپ سے محبت ہے

فرمایا

ان البلايا اسرع الی من یحبنی من
السیل الی منتہاہ
میرے ساتھ محبت کرنے والے پر
مصیبتیں اس طرح آتیں ہیں جیسے
(مسند احمد، ترمذی) سیلاب اپنی منزل کی طرف بڑھتا

الذین إذا أصابتهم مصیبة
کہ جب ان پر کوئی مصیبت
(البقرہ - ۱۵۶) پڑے۔

تاکہ ہر آزمائش کا بیان ہو جائے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اذا انقطع شسع احدکم فلیستر جمع فانه
من المصائب
اگر کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو انا اللہ
پڑھے کیونکہ یہ بھی مصیبت ہے۔

(المستدرک، ۴ = ۳۳۱)

یہ روایت حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابو امامہ اور حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

بلکہ جب کسی مسلمان کے پاؤں میں کانٹا چب جائے تو یہ مصیبت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے، سیئات مٹا دیتا ہے اور اس کے بعض گناہ بھی معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مامن مسلم یصیبہ اذی شوکة فما فوقها
انہ کفر اللہ بہا سیئاتہ ما تحط الشجرة
ورقها (بخاری و مسلم، کتاب المرضی)

کسی مسلمان کو کانٹا چب جائے یا
اس سے کم درجہ کی تکلیف ہو تو
اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس
طرح اس کے گناہ معاف فرماتا جیسے
درخت کے پتے جڑھتے ہیں۔

مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ منقول ہیں۔

فی کل ما یصاب بہ المسلم کفارة حتی

الغلبة ینکبھا او الشوكة یشاکھا

(المسلم، کتاب البر)

حدیث اول میں شوکتہ فما فوقها“ مراد جس کانٹا نہیں، توین یہاں تکلیل کے لئے ہے تاکہ اس سے بڑے اور حقیر کا اس پر ترتب ہو سکے اس میں دونوں کا احتمال یعنی کانٹے سے کوئی شے بڑی ہو یا اس سے حقیر ہو۔

جب انسان، عافیت میں ہو تو ابتلا نہ مانگے، جب آرام میں ہو، مشقت نہ مانگے جب غنی ہو فقر کا سوال نہ کرے، جب صحت مند ہو مرض نہ مانگے اس لئے کہ بعض ایسی تکلیف لاحق ہو جاتی ہے جس کے نہ اٹھانے کی طاقت اور نہ اسے دفع کرنے کی طاقت ہوتی ہے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کی تکلیف سے پناہ مانگا کرتے۔

یتعود من جهد البلاء ودرک الشقاء
تکلیف و معصیت کی پریشانی سے
(بخاری و مسلم، کتاب الدعوات) اور بد بختی سے پناہ مانگتے تھے۔

بخاری میں الفاظ ہیں۔

تعودو ابالله من جهد البلاء
تکلیف کی پریشانی سے اللہ تعالیٰ کی
پناہ مانگو

حافظ ابن حجر نے امام ابن ابطال سے نقل کیا کہ ”جهد البلاء“ سے مراد
 كل ما اصاب المرء من شدة مشقة ومألة ہر وہ تکلیف ہے جس کا برداشت
 طاقة له بحمله ولا يقدر على دفعه کرنا دشوار ہو اور اس کے دور
 (فتح الباری، ۱۱ = ۱۳۹) کرنے کی طاقت نہ ہو۔

اسی لئے آپ ﷺ اپنے لئے عافیت کی دعا کیا کرتے۔
 اھم انی اساء لک العافیة اے اللہ میں آپ سے عافیت
 مانگتا ہوں۔

صحابہ کو آپ ﷺ نے اس دعا کی تعلیم دی۔
 اللهم عافنی فی بدنی اللهم عافنی فی جسمی عافیت عطا
 جسدی اللهم عافنی فی بصری فرما، اے اللہ میرے جسم کو عافیت
 (المسلم، کتاب الذکر) عطا فرما اے اللہ میری آنکھوں کو
 عافیت عطا فرما۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے۔
 لا تتمنوا لقاء العدو واسألو الله العافیة دشمن سے ملاقات کی تمنا نہ کرو
 (بخاری و مسلم، کتاب الجھاد) اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگتے رہا
 کرو۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہے۔
 لان اعافی فاشکر احب من ان ابتلی مجھے عافیت میں شکر کرنا
 فاصبر آسان و محبوب ہے۔ اس سے کہ
 (فتح الباری، ۶ = ۱۵۶) مصیبت میں صبر کروں۔

بعض اوقات انسان ابتلا و تکلیف کا سوال کرتا ہے تو اس پر ایسی تکلیف آجاتی ہے
 کہ اس کے اٹھانے سے وہ عاجز ہوتا ہے اور اس پر صبر نہیں کر سکتا تو وہ اس سے
 جزع و ضعف کے سوا کچھ نہیں پاتا تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر اس کا معاملہ
 صحابی رسول ﷺ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ والا ہو تو کیا ہی بات ہے، لیکن اتنا

صبر و استقلال آج کس میں ہے؟
ہم اللہ تعالیٰ سے صحت و بدن اور دین و دنیا میں عافیت اور معافات مانگتے ہیں۔ اور
اگر وہ ابتلا فرمائے تو اس میں صبر و تحمل عطا فرمائے اور اسے اللہ تعالیٰ مزید فضل کا سبب
بنادے کیونکہ وہ تو ثواب جزیل اور اجر عمیم کا مالک ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان کی عیادت
فرمائی جو نہایت ہی چوزے کی طرح کمزور ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پوچھا۔
هل كنت تدعو بشئ
کیا تم نے اللہ سے کوئی شی مانگی
تھی؟

عرض کیا ہاں میں نے یہ مانگا تھا
اللهم ما كنت معا قبی به فی الاخرة
فیعجله فی الدنيا
اے اللہ جو کچھ مجھے آخرت میں
دینا ہے وہ مجھے دنیا میں ہی عطا فرما
دے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سبحان اللہ
لا تستطيعه افلا قلت اللهم اتنا فی
الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا
عذاب النار
کیا تو یہ دعا نہیں کر سکتا اے اللہ
میری دنیا بھی بہتر فرما اور آخرت
بھی اور ہمیں عذاب آگ سے
محفوظ فرما۔

اس مسلمان نے اسی طرح دعا کی تو اسے شفاء ہو گئی (المسلم، کتاب الذکر)
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی علت طاقت نہ رکھنا ہی بیان فرمائی ہے۔ باقی یہ کوئی شرط
نہیں کہ ہر محب کو ضروری آزمایا جاتا ہے۔ جو آرام میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت
پر اس کا شکر ادا کرتا رہے کیونکہ بلا کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی یہ پریشانی و غم اور کبھی
قتل، بعض اوقات بڑی آزمائش معاف فرما کر چھوٹی ڈال دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے
بندوں پر بڑا کرم کرنے والا ہے۔

اس لئے بھی کہ بلا، نعمت کے مقابلہ میں ہوتی ہے، جس پر نعمت زیادہ ہوگی اس کی

بلا بھی شدید ہوگی اس لئے انبیاء علیہم السلام پر سب سے سخت امتحان آتا ہے، آزاد کی سزا، غلام کی سزا سے دوگنی ہوتی ہے، امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اے نبی کی بی بیو جو تم میں صریح
حیا کے خلاف کوئی جرات کرے
اس پر اوروں سے دونا عذاب ہو گا
اور یہ اللہ کو آسان ہے اور جو تم
میں فرمان بردار رہے اللہ اور
رسول کی اور اچھا کام کرے ہم
اسے اوروں سے دونا ثواب دیں
گے اور ہم نے اس کے لئے عزت
کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے
نبی کی بی بیو تم اور عورتوں کی
طرح نہیں ہو۔

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ
مُّبَيِّنَةٍ يُضَعَّفُ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ
ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ وَمَنْ يَقْنُتْ
مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا
أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا
﴿٣١﴾ يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ
(الاحزاب - ٣٠، ٣٢)

وہ واقعی دیگر خواتین کی طرح نہیں، ان پر اللہ تعالیٰ کی کس قدر نعمت ہے۔ کہ وہ تمام اہل ایمان کی مائیں اور حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ اس نعمت کے برابر کسی کے پاس نعمت کہاں؟ تو جب ان کا ثواب دو گنا ہے تو عقاب بھی دو گنا ہو گا۔ لیکن جس کا درجہ کم ہے اس کا ابتلا بہت کم ہو گا لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ دنیا سے بغیر خطا جائے گا کیونکہ اس امت کی سزا دنیا میں ہے بخلاف سابقہ امم کے۔

امام ابن جوزی نے حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تحت لکھا ہے۔

حدیث اس پر دال ہے کہ قوی، بوجھ کو اٹھا لیتا ہے اور ضعیف پر نرمی کی جاتی ہے۔ مگر یہ کہ جیسے جیسے ابتلاء میں ڈالنے والے کی معرفت زیادہ ہوتی چلی جائے گی، بلا آسان ہو جائے گی، بعض کی نظر بلا کی وجہ سے اجر پر ہوتی ہے اس کے لئے بھی آسان ہو جاتی ہے۔ سب سے اعلیٰ درجہ اس شخص کا ہے جو یہ جانے مالک اپنی ملکیت میں جو

چاہے کرے وہ اسے تسلیم کرے اعراض نہ کرے پھر اس سے بلند اس کا مرتبہ ہو جو محبت کی وجہ سے دفع بلا، طلب ہی نہیں کرتا پھر آخری مرتبہ اس کا ہے جو بلا میں لذت پاتا ہے۔ کیونکہ وہ اختیار سے بھی نکل چکا ہے۔ (فتح الباری، ۱۰-۱۱۲)

حضرات انبیاء علیہم السلام کے امتحانات کو اسی پر محمول کرو، حضرت آدم و نوح ہوں یا حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل ہوں یا حضرت یعقوب یا حضرت ایوب و حضرت یوسف اور آخری ہمارے نبی علیہم و علی نبینا الصلاة والسلام انہوں نے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے بلند درجات پائے ہیں اور اپنے متبعین کے لئے عظیم کردار پیش کیا ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے۔ تو اسے آزماتا ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا مبارک فرمان ہے۔

جب محب صبر کا مظاہرہ کرتا ہے اس کے اندر کی طہارت، اس کے جوہر کی صفائی اس کے تعلق کی صحت، اس کی دوستی کی سچائی اور اس کی اتباع کا کمال سامنے آ جاتا ہے۔ پھر وہ محبوب کی معیت و سنگت پاتا ہے اسے اور قرب ملتا ہے اس کی محبت اس کے لئے نافع ہو جاتی ہے اگرچہ وہ عمل میں کوتاہی کرنے والا ہو، سچی محبت، قلتِ عمل کے باوجود نافع ہوا کرتی ہے، قلتِ عمل سے ہماری مراد فرائض و نوافل کی محافظت کے علاوہ ہے۔ یعنی کثرت نوافل نہ ہو۔ اس لئے کہ دائمی قلیل عمل، کثیر ختم ہونے والے عمل سے افضل ہوا کرتا ہے۔ کچھ اس کا بیان پیچھے گزر چکا اور کچھ انشاء اللہ عنقریب آ رہا ہے۔

جیسے کہ سچی محبت، گناہوں سے معصوم نہیں بنا دیتی بلکہ کبھی محب معصیت کا ارتکاب کر سکتا ہے خواہ وہ صغیرہ ہو یا کبیرہ جیسا کہ آپ ﷺ کا یہ فرمان مبارک گزرا کہ لا تلعنه فانه يحب الله ورسوله اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ (البخاری) اور اس کے رسول سے محبت رکھتا

ہے۔

سچی محبت، عمل کے خلل، نقص اور کمی کو پورا کر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ محب، محبوب کی معیت کو پالیتا ہے۔ حالانکہ وہ ان جیسے اعمال کی طاقت نہیں رکھتا۔

محبت، عمل پر حریص ہوتا ہے لیکن اس کے اور ادا کامل کے درمیان کئی عوارضات لاحق ہوتے ہیں، مثلاً ضعف جسم، بیماریاں، قلت وقت، کسب معاش، بچوں کی پرورش، بوڑھے والدین کی خدمت، قلت رزق وغیرہ۔
اس کی اس ارشاد سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

ان الرجل يحب القوم ولا يستطيع ان يعمل عملهم
بعض اوقات آدمی کسی سے محبت رکھتا ہے مگر ان جیسے اعمال کی طاقت نہیں رکھتا۔

”لا يستطيع“ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ محبت ادائیگی پر حریص ہے لیکن اسے طاقت نہیں۔

ولو كان له طاقة لفعل
اگر اسے طاقت ہوتی تو وہ کر گزرتا۔

اس پر بہت سے مظاہر ہیں۔

حضرت ابو کبشہ انماری سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

دنیا چار آدمیوں کی ہے۔

عبد رزقه الله مالا و علماً فهو يتقى فيه
ربہ ويصل فيه رحمه ويعلم لله فيه حقا
فهذا بافضل المنازل و عبد رزقه الله
علماً و لم يرزقه مالا فهو صادق النية
يقول لو ان لي مالا لعملت بعمل فلان
فهو بنيته فاجر هما سواء

بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم عطا فرمایا اور وہ اس میں تقویٰ اختیار کرتے ہوئے صلہ رحمی سے کام لیتا ہے اور اللہ کی خاطر پھیلاتا ہے تو یہ افضل درجہ ہے دوسرا وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا مگر مال نہ دیا لیکن سچی نیت والا ہے کہ اگر مجھے مال ملے تو میں بھی فلاں کی طرح راہ خدا میں خرچ کروں تو ان دونوں کا اجر برابر ہے۔

(مسند احمد، ۴ = ۲۳۰)

اسے امام احمد اور ترمذی نے صحیح کہا۔

یہ دونوں اجر میں برابر ٹھہرے حالانکہ دوسرے کے پاس مال نہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اسے علم دیا اور اس کی نیت صحیح ہے تو اس کا اجر پہلے کی طرح ہے کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

انما الاعمال بالنیات
اعمال کا دار و مدار نیتوں پر

ہے۔

اب محب صادق اور محض مدعی محبت کا فرق واضح ہو چکا ہے، محب صادق امتحان کے وقت ثابت قدم رہ کر محبوب کی معیت، قرب، بلند درجات اور گناہوں کی بخشش کروا لیتا ہے اور مدعیانِ محبت کو آزمائش و امتحانات زلیل و رسوا کر دیتے ہیں، وہ راستہ بھٹک جاتے ہیں، ان کے درجات ختم ہو جاتے ہیں اور اللہ ان کو رسوا فرما دیتا ہے۔ نسألہ تعالیٰ مزید فضلہ و رضاه من غیر ابتلاء و لا محنة

تعالیٰ کی عبادت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کی طاعت کا حکم دے رکھا ہے۔ تو جس نے آپ ﷺ کی طاعت کر لی اس نے اللہ کی طاعت کی اور جس نے آپ ﷺ کی طاعت ترک کر دی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی رؤف و رحیم ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اپنے نبی و صلی ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور اہل ایمان کے لئے رؤف و رحیم اور تمام مخلوق کے لئے سراپا رحمت بنایا۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی منشاء و حکمت کے تحت لوگوں کو قوت، فہم، ادراک اور طول و ضخامت میں مختلف بنایا ہے اس طرح اس نے طاعت و فرمانبرداری میں بھی لوگوں کو مختلف بنایا لیکن یہاں ایک حد ہے جس سے انسان نیچے نہیں آسکتا ہے اور بلندی کے لئے میدان کھلا چھوڑ دیا ہر کوئی اپنی بلند ہمتی، طاعت، خوشی، نیت، صدق اور محبت سے جتنا آگے بڑھ سکتا ہے بڑھ جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین حصص میں تقسیم فرما دیا ہے۔

۱۔ خیرات میں آگے بڑھ جانے والے ۲۔ معتدل ۳۔ اپنے نفس پر ظلم کرنے والے
اللہ تعالیٰ کا مقدس فرمان ہے۔

پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا
اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو
ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم
کرتا ہے اور ان میں کوئی
میانہ چال پر ہے اور ان میں
کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم
سے بھلائیوں میں سبقت لے
گیا یہی بڑا فضل ہے بسنے کے
باغوں میں داخل ہوں گے وہ
ان میں سونے کے کنگن اور

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ
عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ
وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِنَ اللَّهُ ذَلِكُ
هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٣٢﴾ جَنَّتٌ عَدْنٍ
يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرٍ مِنْ
ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۝۱۰۱ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٣٣﴾
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ
إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٤﴾ الْيَذِي أَحَلَّنَا
دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا
نُصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾ وَالَّذِينَ

کَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ
فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

(فاطر - ۳۲، ۳۶)

موتی پہنائے جائیں گے اور
وہاں ان کی پوشاک ریشمی ہے
اور کہیں گے سب خوبیاں اللہ
کو جس نے ہمارا غم دور کیا
بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدر
فرمانے والا ہے۔ وہ جس نے
ہمیں آرام کی جگہ اتارا اپنے
فضل سے ہمیں اس میں نہ
کوئی تکلیف پہنچے نہ ہمیں اس
میں کوئی تکان لاحق ہو اور
جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے
جہنم کی آگ ہے نہ ان کی قضا
آئے کہ مرجائیں اور نہ ان
پر ہلکا کیا جائے۔

پہلی آیت میں اس امت کا انتخاب، کتاب کا وارث اور تین حصص میں اس کی
تقسیم بیان کی پھر ان کا ثواب بیان فرمایا، آخری آیت کے الفاظ "وَالَّذِينَ كَفَرُوا" بتا
رہے ہیں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اسی امت سے ہو گا اور یہ وہ تیسری قسم ہے جو
دوزخ میں داخل ہو گی پھر وہاں شفاعات اور کبیر متعال رب کی رحمت پا کر جنت میں
منتقل ہو گی، دوسری فصل کے آخر میں اس کا بیان آچکا ہے۔ اس آیت میں اسی چیز کا
بیان ہے جو سورۃ واقعہ میں ہے۔

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۖ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ
مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمِ
أَصْحَابُ الْمَشْأَمِ وَالسَّبِقُونَ السَّبِقُونَ ۗ
أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ

(الواقعہ - ۷، ۱۱)

اور تم تین قسم کے ہو جاؤ گے
تو داہنی طرف والے کیسے
داہنی طرف والے اور بائیں
طرف والے کیسے بائیں طرف

والے اور جو سبقت لے گئے
وہ تو سبقت ہی لے گئے وہ
مقرب بارگاہ ہیں۔

تو اصحاب المیمنة وہ ہوں گے جو عرش کی دائیں طرف اور ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے، اصحاب شمال سے مراد وہ لوگ ہیں جو عرش کے بائیں طرف اور اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ہوں گے، رہ گئے سابقوں تو وہ سامنے ہوں گے ان میں انبیاء و رسل، صدیقین اور شہداء ہوں گے۔

تو قسم اول (خیرات میں سابق) وہ لوگ ہیں جو فرائض، واجبات اور مستحبات کو بجا لاتے ہیں اور محرمات، مکروہات اور بعض مباحات کے بھی تارک ہوتے ہیں۔
دوسری قسم (معتدل) وہ لوگ ہیں جو فرائض کی پابندی کرتے ہیں، محرمات سے رکتے ہیں کبھی بعض مستحبات کو ترک کر دیتے ہیں اور بعض مکروہات اپنا لیتے ہیں تیسری قسم (ظالم) جو بعض فرائض میں کوتاہی برتتے ہیں جیسا کہ وہ بعض محرمات کو بجا لاتے ہیں۔

یہی نظیر ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی۔

وَ الْآخِرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا
صَالِحًا وَ آخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ
يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ
(التوبہ - ۱۰۲)

او کچھ اور ہیں جو اپنے گناہوں
کے مقرر ہوئے اور ملایا اک
کام اچھا اور دوسرا برا قریب
ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کر
لے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان
ہے۔

جیسے کہ حضرت سمرہ جندب رضی اللہ عنہا والی حدیث اس کو واضح کر رہی ہے۔

اما القوم الذين كانوا شطرا منهم حسن و
شطرا منهم قبيح فانهم خلطوا عملا
صالحا و آخر سيئا تجاوز الله عنهم
(البخاری، کتاب التفسیر)

قوم میں کچھ لوگ حسن اور
کچھ قبیح ہوں گے کیونکہ انہوں
نے اعمال صالح اور سیئات

میں اختلاط کر دیا اللہ تعالیٰ ان سے درگزر فرمائے گا۔

خود اللہ تعالیٰ نے اس امت کو طاعت و مغفرت اور اپنی جنت کی طرف جلدی کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى دَارِ السَّلَامِ
(یونس - ۲۵) اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف پکارتا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

وَسَارِعُوْا اِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ لَا اَعَدْتُمْ
لِلْمُتَّقِيْنَ
(آل عمران - ۱۳۳) اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑائی میں سب آسمان و زمین آجائیں پرہیز گاروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

تیسرے مقام پر فرمایا۔

وَسَابِقُوْا اِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا اَعَدْتُمْ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
يُوْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
(الحديد - ۲۱) بڑھ کر چلو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی جیسے آسمان اور زمین کا پھیلاؤ تیار ہوئی ہے ان کے لئے جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پیچھے گزرا حضور ﷺ جنت کی طرف داعی ہیں، اہل ایمان نے اللہ تعالیٰ کی دعوت

اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت قبول کی مگر قبولیت میں اختلاف ہے اس کی بھی تین اقسام ہیں۔

۱۔ جو ثواب کے شوق اور عقاب کے خوف سے عمل کرے

۲۔ جو مقام، قرب اور بلند درجات کے لئے عمل کرے

۳۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے حق کی ادائیگی اور بطور شکر عمل کرے

شیخ ابن قیم لکھتے ہیں کہ آخرت کے لئے عمل کرنے والے دو طرح کے ہیں

۱۔ جو اجر و ثواب کے لئے عمل کریں۔

۲۔ جو درجات کی بلندی کے لئے عمل کریں، یہ لوگ آپس میں مسابقت کرتے ہیں تاکہ

اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں دوسرے سے بڑھ کر قرب نصیب ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحديد میں دونوں اقسام کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ

قَرْضًا حَسَنًا يَضَعُ لَهُمْ لَهُمْ وَأَجْرٌ كَرِيمٌ

اور وہ جنہوں نے اللہ کو اچھا

قرض دیا ان کے دونے ہیں

اور ان کے لئے عزت کا

ثواب ہے۔

یہ اصحاب اجر و ثواب کا تذکرہ ہے۔ پھر فرمایا۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِمْ أُولَٰئِكَ هُمُ

الصَّادِقُونَ

سب رسولوں پر ایمان لائیں

وہی ہیں کامل سچے۔ (الحديد - ۱۹)

یہ اصحاب منزلت و قرب کا ذکر ہے۔ اس کے بعد شہدا کا ذکر فرمایا۔

یا تو ان کا ذکر بطور وصف ہے تو اب صدیقین اور شہداء کا ایک مقام ہو گا یا بطور

عطف ہے تو اب شہداء سے نیا کلام ہو گا اس کے بعد اشقیاء کا تذکرہ فرمایا۔ پھر لکھا مقصود

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اصحاب اجر و مراتب کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ وہی دو چیزیں

ہیں جن کا ذکر فرعون نے جادوگروں سے بطور لالچ کیا تھا جب انہوں نے فرعون سے کہا۔

أئنَّا لَنَأْتِيَنَّكَ إِذَا لَمِنَ الْمُقْرَبِينَ
 کیا ہمیں کچھ مزدوری ملے گی
 اگر ہم غالب آئے بولا ہاں اور
 (الشعراء - ۴۱، ۴۲)
 اس وقت تم میرے مقرب ہو
 جاؤ گے۔

یعنی میں نے تمہارے لئے اجر اور اپنے ہاں مقام اور قرب مقرر کر دیا ہے۔ تو کچھ عالمین، اجر کی خاطر عمل کرتے ہیں اور عارفین مراتب، منزلت اور قرب الہی کے لئے عمل کرتے ہیں، ان کے اعمال قلب ان پہلوں سے زیادہ ہوتے ہیں اور ان کے اعمال بدنی بھی ان سے زیادہ ہوتے ہیں۔

ایک اور مرتبہ

ہم کہتے ہیں یہاں ایک اور مرتبہ بھی ہے جو ان دونوں سے بلند ہے کہ بندہ عمل اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے حق کی ادائیگی اور اس کی غیر محدود نعمتوں پر بطور شکریہ کرے اس معنی کی وضاحت سورۃ الفتح کا نزول کر رہا ہے کیونکہ اس میں ہے۔
 لِيُعْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
 تاکہ اللہ تمہارے اگلے پچھلے
 تمام معاملات معاف فرمادے۔

(الفتح - ۲)

دیکھا کتنا بلند مقام حاصل ہو گیا، اب اس کے بعد آپ بذریعہ عبادت کیا حاصل کریں گے؟

حالانکہ آپ ﷺ اتنی دیر عبادت کرتے ہیں کہ پاؤں مبارک سوجھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں

افلا اکون عبدا شکورا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

”افلا“ میں ”فا“ سببیت کے لئے ہے اب محذوف عبارت یوں ہو گی۔
 اء ترک تہجدی لما غفر لی فلا اکون
 کیا میں اس لئے تہجد ترک کر
 عبد اشکور
 دوں کہ میری مغفرت ہو گئی
 ہے میں کیوں نہ شکر گزار بندہ

بنوں۔

یعنی مغفرت تو اس تہجد کے بطور شکریہ پڑھنے کا سبب ہے تو میں اسے کیسے ترک کر
 دوں؟

اسی لئے امام قرطبی نے فرمایا۔

جن لوگوں نے آپ ﷺ سے عبادت میں مشقت کے بارے میں پوچھا تھا ان کے
 ذہن میں تھا کہ عبادت فقط گناہوں پر خوف اور مغفرت و رحمت کی خاطر کی جاتی ہے اور
 جس کے لئے اللہ تعالیٰ مغفرت کی ضمانت قرآن میں بیان کر دے وہ اب اس چیز کا محتاج
 نہیں رہ جاتا تو آپ ﷺ نے ان کے علم میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا کہ عبادت کا سبب
 محض یہی نہیں بلکہ ایک اور سبب بھی ہے وہ یہ ہے کہ مغفرت پر شکر ادا کیا جائے کیونکہ
 یہ ایسی نعمت ہے جس پر کسی کا استحقاق نہیں لہذا اس پر کثرتِ شکر لازم ہے اور شکر کیا
 ہے؟ نعمت کا اعتراف اور خدمت کے لئے حاضر رہنا، جس میں یہ صفت کثرت کے
 ساتھ ہو اسے ”شکور“ کہا جاتا ہے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ

میرے بندوں میں کم ہیں شکر

(سبا- ۱۳) والے

(فتح الباری، ۳ = ۱۵)

حضور ﷺ کے مبارک فرمان

افلا اکون عبدا شکورا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

میں دور امور ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ کا عبد ہونا

۲۔ اور آپ ﷺ کا عبد شکور ہونا

لفظ شکور، شاکر سے مبالغہ ہے یعنی بہت زیادہ شکر کرنے والے، یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے بھی اعلیٰ مقامات مثلاً آپ ﷺ پر نزول قرآن کے بیان میں، اسرا و معراج کے موقع پر اسی طرح دعوت شروع کرنے کے موقعہ آپ ﷺ کا وصف، عبدیت ہی ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ الْكِتَابَ
(الکھف - ۱) سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے پر کتاب اتاری۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ
لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا
(الفرقان - ۱) بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو ڈر سنانے والا ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا
(بنی اسرائیل - ۱) تقدس ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصا تک

تیسرے مقام پر ہے۔

وَالنَّجْمِ إِذْ هُوَ
إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى
(النجم - ۱۰) اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی

فرمائی۔

چوتھے مقام پر فرمایا
 وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ
 عَلَيْهِ لِبَدًا
 اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اس کی
 بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ
 (الجن - ۱۹) وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو
 جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ لقب عطا فرمایا اور ساتھ ساتھ مغفرت کا اعلان
 بھی فرما دیا تو پھر آپ ﷺ کی عبادت، اب اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے حق کی ادائیگی اور
 اس کے انعامات پر شکر ہے اور یہ آپ ﷺ کے لئے خاص نہیں ورنہ اہل بدر کے
 بارے میں کیا کہا جائے گا ان کے بھی اگلے پچھلے گناہوں کی مغفرت کی بشارت ہے۔
 حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ میں مروی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ
 نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے بارے میں فرمایا تھا۔

انہ شہد بدرا وما یدریک لعل اللہ اطلع
 علی اہل بدر فقال اعملوا انتم فقد
 غفرت لکم
 وہ بدری ہیں تم نہیں جانتے اللہ
 تعالیٰ نے اہل بدر پر خصوصی کرم
 فرمایا اور فرمایا اب تم جو کرو میں
 نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔

بخاری کی ایک روایت میں ہے۔

فقد وجبت لکم الجنة
 تمہارے لئے جنت ثابت ہو چکی
 ہے۔

ایک روایت میں ہے۔

ان اللہ اطلع علی اہل بدر
 (البخاری، کتاب الجہاد) فرمائی ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر نظر رحمت

اسی طرح ان لوگوں کا حکم جن کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں عمل سے
 غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر
 اس کے سابقہ اور آئندہ گناہ

معاف ہو گئے۔

اس طرح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کی بیعت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا۔
 لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ
 تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ
 السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ

تمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے
 (الفح - ۱۸) جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان
 پر اطمینان اتارا۔

تو کیا یہ تمام لوگ گناہوں کی مغفرت کے لئے عبادت کرتے رہے؟ ان کے تو تمام
 گناہ معاف کر دیئے گئے تھے یا وہ اللہ تعالیٰ سے بلند درجات، مقام رفیع اور قرب الہی
 مانگتے تھے یا اس کے انعامات پر شکر اور اللہ تعالیٰ کا حق عبودیت ادا کرنے کے لئے
 عبادت کرتے تھے، آخری دونوں صورتوں کا احتمال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی فضیلت دینے والا
 ہے کیونکہ نعمت پر شکر بھی شکر کا محتاج ہے لہذا انسان عاجز ہی ٹھہرتا ہے۔
 خلاصہ یہ ہوا آخرت کے لئے عمل والے تین طرح کے ہیں۔

۱۔ ثواب و اجر کے طالب اور عقاب سے خائف

۲۔ اللہ تعالیٰ سے قرب، منزلت اور درجہ کی طلب اور ناراضگی و بعد کا ڈر

۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا حق اور اس کی نعمتوں پر شکر

یہ تینوں اقسام اپنی عبادات و طاعات میں اتباع کی پابند ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ تمام دروازے بند ہیں لے

اللہ تعالیٰ نے اس امت کو کھلا نہیں چھوڑ دیا کہ وہ اپنی خواہش کے مطابق جس طرح چاہے کرے اپنے تصورات کے مطابق عبادت کرتی پھرے اور اپنی اپنی مرضی کے مطابق طاعت کرتی پھرے اور اپنی اپنی اختراعات و ایجادات کے مطابق زندگی بسر کرے بلکہ اس کو پابند کیا گیا ہے، اس پر تمام دروازے اور راستے بند کر دیئے گئے ہیں۔ صرف ایک دروازہ کھلا رکھا ہے جس سے بندہ داخل ہو کر اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کر پاتا

ہے، اس دروازے کے لئے ایک ہی راستہ متعین کیا گیا ہے۔ اس کو سب سے چھوٹا، واضح، روشن اور مستقیم بنایا گیا ہے، جو اس پر چلے امن پائے، جو اس پر چلے اللہ کا وصال پائے، جو اس طریق کو اپنائے نجات و سعادت پائے اور وہ ہے باب النبی ﷺ، آپ ﷺ کا طریقہ واضح اور روشن ہے۔ آپ ﷺ کا راستہ ہی مستقیم ہے، آپ ﷺ کا دین ہی روشن ہے خواہ کوئی ہو آپ ﷺ کی راہ اور طریق کو چھوڑ کر جو بھی عبادت ہو گی اسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ مطیع کے لئے خواہ وہ حالت خوشی و توجہ ہو یا حال فترت ہو، لازم ہے کہ وہ طریق سنت پر ہو ابھی پیچھے گزرا آپ ﷺ نے فرمایا

فمن كانت فترته الى سنة فقد اهتدى
ومن كان فتره الى غير ذلك فقد هلك
جس نے اپنی فطرت سنت بنا لی وہ کامیاب ہوا اور جس نے اس کے علاوہ راہ اپنائی وہ ہلاک ہو گیا۔

یہی وہ بات ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے واضح فرما دیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یوں نہیں چھوڑ دیا کہ بحث میں پڑے اور راستہ تلاش کرتی رہے کوئی رہنما ڈھونڈتی پھرے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑا ہی مختصر اور بڑا ہی واضح راستہ عطا کیا جو اللہ تعالیٰ کا صراط مستقیم اور نبی کریم ﷺ کا طریق ہے۔ اور آپ ﷺ کا طریق نہایت ہی واضح اور روشن ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اس مقام سے آگے دعائیہ کلمات تک کا ترجمہ مولد النبی ﷺ کی چوکھٹ پر کیا گیا ہے۔

(قادری غفرلہ)

وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ
 دَلِيكُمْ وَصَّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ
 اور یہ کہ یہ ہے میرا سیدھا راستہ
 تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو
 کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر
 دیں گی یہ تمہیں حکم فرمایا کہ کہیں
 تمہیں پرہیز گاری ملے۔
 (الانعام - ۱۵۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے بیعت لیتے تو اس اور سابقہ
 دو آیات پر لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف کرتے ہوئے فرمایا۔

وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ اِي
 اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ
 بتاتے ہو اللہ کی راہ
 صِرَاطِ اللَّهِ

(الشوریٰ - ۵۲، ۵۳)

صراط مستقیم سے مراد ”اللہ کا راستہ“ ہے۔

خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا، میں داعی ہوں، جس نے میری بات قبول کر لی وہ
 اسلام میں داخل ہو گیا اور جو اسلام میں داخل ہو گیا جنت میں داخل ہو گیا حدیث میں
 فرشتوں کی زبان سے ہے کہ اس شخص کی مثال اس جیسی ہے جس نے گھر بنایا اس میں
 دسترخوان بچھایا اور دعوت دینے والے کو بھیجا جس نے دعوت قبول کی وہ دار میں داخل
 ہو گیا اور کھانا تناول کیا اور جس نے دعوت قبول نہ کی وہ نہ گھر میں داخل ہوا اور نہ
 کھانا کھا سکا۔ (البخاری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

كل امتي يدخلون الجنة الا من ابي
 سوائے منکر کے ہر امتی جنت میں
 داخل ہو گا۔

صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کرنے والا کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔

من اطاعنی دخل الجنة ومن عصانی
فقد ابی
جس نے میری طاعت کی وہ جنت
میں داخل ہوا اور جس نے میری
(البخاری) نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

آپ ﷺ نے یہ بھی واضح فرما دیا کہ ہر وہ عمل جو میری سنت، طریق، منہج سے
ہٹ کر ہو خواہ عمل کرنے نے اس کو اختراع و ایجاد کیا ہو یا کسی غیر نے ایجاد کیا ہو وہ
رد کر دیا جائے گا۔

ان الباب مغلق الامن طریقہ
آپ ﷺ کے طریق کے علاوہ ہر
دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے طریق کے علاوہ یہاں کوئی راستہ نہیں۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
من احدث فی امرنا لیس منه فہو رد
جس نے ہمارے دین میں کوئی
(بخاری و مسلم) اختراع کی وہ مردود ہوگی۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔
من عمل عملاً لیس علیہ امرنا فہو رد
جس نے ایسا عمل کیا جو ہمارے حکم
کے تحت نہیں وہ مردود ہے۔

پہلی حدیث کے الفاظ صرف اس معاملہ کو شامل تھے دوسرے الفاظ عامل کو بھی
شامل ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت و طاعت میں یہی شان تھی۔ اس کائنات میں
محبت و طاعت میں ان کی کوئی مثال نہیں، ہم نے اس کی تفصیل اپنی کتاب ”نشأة علم
المصطلح“ اور الشوق الی رسول اللہ ﷺ میں دی ہے۔

مسلمانوں پر لازم ہے۔ اگر وہ صحابہ کے ساتھ حشر و قرب چاہتے ہیں۔ ان کی اتباع
کریں، ان کے مسلک کو اپنائیں، ان کے نقش قدم پر چلیں، رسول اللہ ﷺ کی
محبت و طاعت میں ان کا طریق اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیں تاکہ ہم صحابہ کے ساتھ آپ ﷺ
کے جھنڈے کے نیچے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور سب میں اگلے مہاجر اور انصار
اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے
پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور
وہ اللہ سے راضی اور ان کے لئے
تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے
نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں
یہی بڑی کامیابی ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ
تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا
ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

(التوبہ - ۱۰۰)

لیکن جو لوگ ان کے طریق نہیں اپنائیں گے محبت و طاعت اور عقیدہ میں اہل ایمان
نہیں ان کے لئے عذاب شدید ہو گا۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد
اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل
چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا
راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر
چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں
داخل کریں گے اور کیا ہی بری
جگہ پلٹنے کی۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ
مَا تَوَلَّىٰ وَنُصَلِّهِمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
(النساء، ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہمارے اس کام اور دیگر کاموں کو خالصتاً اپنی رضا کے
لئے بنا دے، ہمارے لئے اس دن میں ذخیرہ بنا دے جس میں مال و اولاد نفع نہ دے گی،
وہ ہمارے گناہ اور سیاہ کاریوں کو معاف فرما دے، وہ ہماری اور ہماری اولاد کی اصلاح
فرما دے، ہمارے باطن کو ہمارے ظاہر سے بہتر بنا دے اور ہمارے ظاہر کو صالح کر دے،
یہ بھی دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں، ہماری اولاد، اہل کو اپنی محبت اور اپنے حبیب و صفی ﷺ
کی محبت کی ایسی سرشاری عطا فرما دے کہ وہ ہمیں اپنی ذات، اہل اور پیاس کے وقت

ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے، ہم تمام کو اپنی طاعت و غلامی اور اپنے حبیب و صفی ﷺ کی طاعت کا شرف بخشے، آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہو، آپ ﷺ کی امت میں حشر ہو، آپ ﷺ کی صحبت و قرب میسر آئے، حوض مبارک پر جانا نصیب ہو اور آپ ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے مبارک مشروب نصیب ہو جس کے بعد پیاس نہیں لگے گی، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا عطا فرمائے، اپنے عذاب سے محفوظ و مامون کر دے، ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمادے، ہمیں فوز عظیم اور فضل کریم سے نواز دے، بلاشبہ وہ جواد و کریم ہے۔

اس ذات اقدس و اکرم سے دعا ہے (جس نے بغیر کسی استحقاق کے ہم پر نعمتیں کیں، ہماری کوتاہیوں کے باوجود اپنے فضل کا دروازہ ہم پر ہمیشہ کھلا رکھا، ہمیں سب سے بہتر امت میں پیدا فرمایا) کہ وہ ہمارے کانوں، دلوں زبانوں اور تمام اعضاء کو اپنی طاعت و فرمانبرداری کی توفیق دے، ہر اس عمل سے محفوظ فرمادے جو اس کی تعلیمات کے خلاف ہو، ہمیں ہمارے نفس کے سپرد نہ فرمائے کیونکہ اگر اس کے سپرد کر دیا تو وہ ہمارے لئے کہاں کافی ہے؟ ہمیں گناہوں سے دوری اور خصوصی توفیق نصیب ہو، ہماری زبانیں ایسی حق گو ہو جائیں کہ اس کی باتوں میں کسی شبہ و شک کی گنجائش نہ رہے، اس میں خواہش نفس اور غفلت کا دخل نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ سے یہ بھی عرض و دعا ہے ہمیں قول میں صدق اور عمل میں اخلاص عطا فرمائے، ہمیں اور ہمارے احباب کو روز قیامت حبیب مصطفیٰ ﷺ کے مبارک جھنڈے کے نیچے جگہ عطا فرمائے، وہ ہمیں معاف فرما دے، ہمارے والدین، آباء، مشائخ اور احباب تمام کو معاف فرما دے، ہماری اہل، اولاد اور ذریت کے حوالے سے حفاظت فرمائے۔

میرے رب میرے دل میں ڈال کہ
میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو
نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر
کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي
أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلَى وَالِدِي وَأَنْ أَعْمَلَ
طَلِحًا تَرْضَاهُ وَ أَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي
نُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

(الاحقاف، ۱۵) پسند آئے اور میرے لئے میری

اولاد میں اصلاح رکھ میں تیری

طرف رجوع لایا اور میں مسلمان

ہوں۔

رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ

صَلِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي

عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ

(النمل - ۱۹) کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے

اپنی رحمت سے ان بندوں میں

شامل فرما جو تیرے قرب خاص کے

سزاوار ہیں۔

اے اللہ ہمیں بد بخت اور محروم نہ بنا، اے اللہ ہماری زبان کو عذاب سے بچا جو

تیرے بارے میں اور تیرے حبیب ﷺ کے بارے میں تیری مخلوق کو آگاہ کرتی ہے،

ہماری آنکھوں کو عذاب سے بچا جو ان علوم کو دیکھتی ہیں جو تیری طرف رہنمائی کرتے

ہیں، ہمارے قدموں کو عذاب سے بچا جو تیری طاعت و بارگاہ کی طرف چل کر آتے

ہیں۔ ان ہاتھوں کو بچا جو تیرے حبیب ﷺ کی احادیث لکھتے ہیں، ہمارے دل کو بچا جو

تیرے ساتھ اور تیرے حبیب ﷺ کے ساتھ محبت رکھتا ہے اور اس جسم کو بچا جو تیری

ہی بارگاہ اقدس میں جھکتا ہے۔ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ ہمیں آگ میں داخل نہ فرما اور نہ مجھے اس میں رسوا فرما، ہمارے

خاندان یہی جانتے ہیں کہ ہم نے تیرے دین اور شریعت کا دفاع کیا ہے، تیرے کلام وحی

کو واضح کیا ہے، تیرے نبی و خلیل اور صفی ﷺ کی عظمت کو آشکار کیا ہے۔

اے اللہ ہمارے ایمان اور دین کی ہماری ذات، ہمارے اہل، ازواج، اولاد،

ذریات اور احباب میں حفاظت فرما یا ارحم الراحمین

اے اللہ ہمیں، ہماری نظروں میں حقیر بنا دے، ہمیں اس سے بہتر بنا دے جو
 ہمارے بارے میں گمان کیا جاتا ہے، ہمارے دشمن و حاسد کو ہمارے بارے میں خوش نہ
 فرما، ہمارے مخفی معاملات کو معاف فرما، جس طرح تو نے سابقہ زندگی میں پردہ ڈالا اسی
 طرح بقیہ زندگی میں بھی پردہ نصیب فرما، میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنا دے اور
 میرے ظاہر کو صالح کر دے یا ارحم الراحمین

وصلی اللہ وسلم وبارک و عظم و شرف علی سیدنا و مولانا و حبیبنا
 محمد و علی الہ و صحبہ و ذریتہ و اتباعہ وسلم تسلیما کثیرا

والحمد لله رب العالمین

المدینۃ المنورۃ صفر الخیر ۱۴۱۳ھ

الراقم

ابو ابراہیم

خلیل بن ابراہیم بن ملا خاطر العزازی

مقیم مدینہ منورہ

... کا یہ کہہ کر کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ ...
... کہ وہ میرے لیے رحمت اور مغفرت بنے اور ...
... اور میرے لیے اجر و ثواب بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...

... کے لیے دعا کی ہے کہ وہ میرے لیے رحمت اور ...
... اور میرے لیے اجر و ثواب بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...

... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...

... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...
... اور میرے لیے جنت بنے اور ...

﴿ مصادر الكتاب ومراجعته ﴾

١- القرآن الكريم .

- أ -

٢- آداب الشافعي ومناقبه ، لابن أبي حاتم ، ت الشيخ عبد الغني عبد الخالق ، ط
القاهرة .

٣- الآداب ، للإمام البيهقي ، ت محمد عبد القادر عطا ، دار الكتب العلمية ،
بيروت .

٤- إتحاف ذوي الفضائل المشتهرة ، للشيخ عبد العزيز الغماري ، مطبوع مع الأزهار
المتناثرة

٥- الأحاديث الطوال ، للإمام الطبراني ، ت الشيخ حمدي السلفي ، نشر وزارة
الأوقاف ، بغداد

٦- أخبار أصبهان ، للحافظ أبي نعيم . نشر الدار العلمية - الهند .

٧- أخلاق النبي صلى الله عليه وآله وسلم وآدابه ، لأبي الشيخ ، ت أحمد محمد
مرسي ، القاهرة .

٨- الأدب المفرد ، للإمام البخاري ، تقديم وترتيب كمال يوسف الحوت ، ط عالم
الكتب ، بيروت .

٩- الإدراك عند الجمادات - مخطوط - خليل إبراهيم ملا خاطر .

١٠- إرشاد الساري شرح صحيح البخاري ، للإمام القسطلاني ، ط الميرية ،
وبحاشيتها شرح صحيح مسلم للنووي .

١١- الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة ، للحافظ السيوطي ، نشر مكتبة دار
التأليف ، القاهرة .

١٢- الاستيعاب ، للحافظ ابن عبد البر ، بحاشية الإصابة .

١٣- أسد الغابة ، لابن الأثير الجزري ، دار الفكر ، بيروت .

١٤- الإصابة في معرفة الصحابة ، للحافظ ابن حجر العسقلاني ، دار نهضة مصر ،
القاهرة .

١٥- الاكتفاء في مغازي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم والثلاثة الخلفاء ،

لللكلاعي ، ت الدكتور مصطفى عبد الواحد ، نشر مكتبة الخانجي ، القاهرة .

١٦- الأم ، للإمام الشافعي ، ط مطابع الشعب ، القاهرة .

١٧- الإلماع ، للنقاضي عياض ، ت السيد أحمد صقر ، نشر دار التراث ، والمكتبة
العتيقة .

- ب -

١٨- البحر الزاخر = مسند البزار ، ت الدكتور محفوظ الرحمن زين الله ، نشر
مؤسسة علوم القرآن ، ومكتبة العلوم والحكم .

١٩- البحر المحيط ، للإمام أبي حيان ، نشر مكتبة النصر الحديثة ، الرياض .

٢٠- البداية والنهاية ، للحافظ ابن كثير الدمشقي ، تصوير مكتبة المعارف بيروت ،
ومكتبة النصر بالرياض .

٢١- بذل الماعون في فضل الطاعون ، للحافظ ابن حجر العسقلاني ، ت أحمد عصام

محبة النبي صلى الله عليه وسلم

الكاتب ، نشر دار العاصمة ، الرياض .

٢٢- البعث والنشور ، للإمام البيهقي ، ت الشيخ عامر أحمد حيدر ، مؤسسة الكتب الثقافية ، بيروت .

- ت -

٢٣- تاريخ بغداد ، للإمام الخطيب البغدادي ، طبعة الخانجي ، مصر .

٢٤- التاريخ الكبير ، للإمام البخاري ، ط دائرة المعارف العثمانية ، الهند .

٢٥- تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف ، للحافظ المزي ، ت عبد الصمد شرف الدين ، ط دار القيمة .

٢٦- التذكرة في أحوال الموتى وأمور الآخرة ، للإمام القرطبي ، ت الدكتور أحمد حجازي ، دار الكتب العلمية ، بيروت .

٢٧- الترغيب والترهيب ، للحافظ المنذري ، دار الفكر ، بيروت .

٢٨- تفسير الألوسي = روح المعاني ، دار إحياء التراث العربي .

٢٩- تفسير الرازي = التفسير الكبير ، تصوير دار إحياء التراث العربي ، بيروت .

٣٠- تفسير أبي السعود ، ت عبد القادر عطا ، نشر مكتبة الرياض الحديثة ، الرياض .

٣١- تفسير الطبري = جامع البيان ، دار المعرفة ، ونسخة دار المعارف بتحقيق الشيخ أحمد شاكر ، القاهرة .

٣٢- تفسير القرطبي = جامع أحكام القرآن ، نشر دار الكاتب العربي ، القاهرة .

٣٣- تفسير ابن كثير ، دار الفكر ، بيروت .

٣٤- تفسير الكشاف ، للإمام الزمخشري ، دار المعرفة ، بيروت .

٣٥- تفسير النسائي ، للإمام النسائي ، ت سيد الجليمي وصبري الشافعي ، نشر

مكتبة السنة ، القاهرة .

٣٦- التقصي للحافظ ابن عبد البر = تجريد التمهيد لما في الموطأ من المعالي والأسانيد ، مكتبة القدسي ، القاهرة .

٣٧- التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير ، للحافظ ابن حجر ، نشر السيد عبد الله هاشم اليماني ، المدينة المنورة .

٣٨- تلخيص المستدرک ، للإمام الذهبي ، بحاشية المستدرک .

٣٩- التمهيد ، للحافظ ابن عبد البر ، نشر وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية ، المغرب .

٤٠- تهذيب الكمال ، للحافظ المزي ، ت الدكتور بشار عواد ، مؤسسة الرسالة .

- ج -

٤١- جامع بيان العلم وفضله ، للحافظ ابن عبد البر النمري ، نشر المكتبة السلفية ، المدينة المنورة .

٤٢- الجامع لأخلاق الراوي وأداب السامع ، للإمام الخطيب البغدادي ، ت الدكتور محمود طحان ، دار المعارف ، الرياض .

٤٣- جزء الحسن بن عرفة ، ت عبد الرحمن عبد الجبار الفريواتي ، نشر الكويت .

٤٤- جلاء الأفهام في الصلاة على خير الأنام صلى الله عليه وآله وسلم ، لابن القيم الجوزية .

- ح -

- ٤٥ - حجة الله على العالمين ، للشيخ يوسف النبهاني ، دار الجندي ، القاهرة .
٤٦ - حلية الأولياء ، للحافظ أبي نعيم ، ط مكتبة الخانجي والسعادة ، مصر .

- خ -

- ٤٧ - الخصائص التي انفرد بها النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن غيره من الأنبياء ،
خليل إبراهيم ملا خاطر ، مخطوط .
٤٨ - الخصائص الكبرى ، للحافظ السيوطي ، دار الكتب العلمية ، بيروت .
٤٩ - الخصال المكفرة للذنوب المتقدمة والمتأخرة ، للحافظ ابن حجر ، ت الشيخ
أحمد حسن جابر رجب .

- د -

- ٥٠ - الدر المنثور ، للحافظ السيوطي ، دار الفكر ، بيروت .
٥١ - دلائل النبوة ، للإمام البيهقي ، ت الدكتور عبد المعطي القلعجي ، دار الكتب
العلمية ، بيروت .
٥٢ - دلائل النبوة ، للإمام التيمي ، ت محمود الحداد ، نشر دار طيبة ، الرياض .
٥٣ - دلائل النبوة ، للحافظ أبي نعيم ، ت الدكتور محمد رواس القلعجي ، ط المطبعة
العربية ، حلب .
٥٤ - ديوان الإمام الشافعي ، جمع الأستاذ محمد عفيف الزعبي ، ط دار النور ،
بيروت .

- ر -

- ٥٥- الرسالة ، للإمام الشافعي ، ت الشيخ أحمد شاكر ، ط مصطفى البابي الحلبي ،
القاهرة .
- ٥٦- رياض الصالحين ، للإمام النووي ، ت عبد العزيز رباح ، أحمد الدقاق ، نشر
دار المأمون للتراث ، دمشق .

- ز -

- ٥٧- الزرقاني على المواهب = شرح المواهب اللدنية ، دار المعرفة ، بيروت .
- ٥٨- الزهد ، للإمام أحمد بن حنبل . دار الباز - مكة المكرمة .
- ٥٩- الزهد ، لابن أبي عاصم .
- ٦٠- الزهد ، للإمام هناد بن السري ، ت الدكتور عبد الرحمن عبد الجبار ، دار
الخلفاء ، الكويت .
- ٦١- الزهد والرقائق ، للإمام عبد الله بن المبارك ، ت الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي
- ٦٢- زوائد البزار ، للحافظ ابن حجر . ت صبري عبد الخالق . مؤسسة الكتب
الثقافية . بيروت

- س -

- ٦٣- سبل الهدى والرشاد، للإمام الصالحى ، نشر المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية ،
القاهرة .

- ٦٤- السنة ، لابن أبي عاصم ، ت الشيخ ناصر الألباني ، نشر المكتب الإسلامي .
- ٦٥- سنن الترمذي ، ت الشيخ أحمد شاكر وآخرين ، تصوير المكتبة الإسلامية .
- ٦٦- سنن الدارقطني ، نشر السيد عبد الله هاشم اليماني ، المدينة المنورة .
- ٦٧- سنن الدارمي ، نشر السيد عبد الله هاشم اليماني ، المدينة المنورة .
- ٦٨- سنن أبي داود ، ت الشيخ محمد محيي الدين عبد الحميد ، نشر دار إحياء السنة النبوية .
- ٦٩- السنن الصغرى ، للإمام البيهقي ، ت الدكتور عبد المعطي قلعجي ، ط القاهرة .
- ٧٠- السنن الكبرى ، للإمام البيهقي ، ط دائرة المعارف العثمانية ، الهند .
- ٧١- السنن الكبرى ، للإمام النسائي . ت الدكتور عبد الغفار البنداري ، وسيد كسروي . دار الكتب العلمية - بيروت .
- ٧٢- سنن ابن ماجه ، ت الأستاذ محمد فؤاد عبد الباقي ، ط دار إحياء الكتب العربية ، القاهرة .
- ٧٣- سنن النسائي ، بحاشيتي السيوطي والسندي .
- ٧٤- سير أعلام النبلاء ، للحافظ الذهبي ، نشر مؤسسة الرسالة .
- ٧٥- السيرة النبوية ، لابن كثير . ت مصطفى عبد الواحد . دار المعرفة .
- ٧٦- السيرة النبوية ، لابن هشام ، بشرح البروض الأنف ، مكتبة الباز ، مكة المكرمة .

- ش -

- ٧٧- شرح السنة ، للإمام البغوي ، نشر المكتب الإسلامي ، بيروت .
- ٧٨- شرح الشفا ، للإمام ملا علي القاري . مصطفى البابي الحلبي ، القاهرة .

- ٧٩- شرح صحيح مسلم ، للإمام النووي ، مطبعة حجازي ، القاهرة .
- ٨٠- شرح معاني الآثار ، للإمام الطحاوي ، ت محمد زهدي النجار .
- ٨١- شرف أصحاب الحديث ، للإمام الخطيب البغدادي ، ت الدكتور محمد سعيد خطيب أوغلي ، تركيا .
- ٨٢- شعب الإيمان للإمام البيهقي ، ت الدكتور عبد المعطي قلعجي ، دار الكتب العلمية ، بيروت .
- ٨٣- شعب الإيمان للإمام البيهقي ، ت مختار أحمد الندوي ، دار السلفية ، الهند .
- ٨٤- الشفا ، للقاضي عياض ، ت البجاوي ، ط عيسى البابي الحلبي ، القاهرة .
- ٨٥- شوق الجمادات واستجابتها له صلى الله عليه وآله وسلم ، خليل إبراهيم ملا خاطر ، مخطوط .
- ٨٦- الشمائل المحمدية ، للإمام البغوي ، ت الشيخ إبراهيم اليعقوبي ، نشر دار الضياء ، بيروت .
- ٨٧- الشمائل المحمدية ، للإمام الترمذي ، بشرح ملا علي العقاري ، والمناوي ، مصطفى البابي الحلبي ، القاهرة .
- ٨٨- الشمائل المحمدية ، لابن كثير الدمشقي ، نشر دار القبلة ، ومؤسسة علوم القرآن .

- ص -

- ٨٩- الصحاح للجوهري ، ت الأستاذ أحمد عبد الغفور عطار . دار العلم للملايين بيروت .
- ٩٠- صحيح البخاري ، بشرح فتح الباري ، المطبعة السلفية ، القاهرة .

٩١- صحيح ابن حبان = الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان ، ت الأستاذ كمال يوسف الحوت ، ط دار الكتب العلمية ، بيروت .

٩٢- صحيح ابن خزيمة ، ت الدكتور مصطفى الأعظمي ، نشر المكتب الإسلامي .

٩٣- صحيح مسلم ، ت الأستاذ محمد فؤاد عبد الباقي ، ط عيسى البابي الحلبي ، القاهرة .

٩٤- الصلوات والبشر في الصلاة على خير البشر ، للإمام الفيروز أبادي . ت محمد نور الدين الجزائري وآخرين . دمشق .

- ط -

٩٥- الطبقات الكبرى ، لابن سعد ، ت الدكتور إحسان عباس ، نشر دار صادر ، دار بيروت ببيروت .

- ع -

٩٦- عارضة الأحوذى ، للقاضي أبي بكر ابن العربي المعافري ، دار الكتب العلمية ، بيروت .

٩٧- العاقبة في ذكر الموت والآخرة ، للإمام الإشبيلي ، ت الشيخ خضر محمد خضر ، نشر مكتبة دار الأقصى ، الكويت .

٩٨- عشرة النساء ، للإمام النسائي ، ت عمرو علي عمر ، نشر مكتبة السنة ، القاهرة .

٩٩- عظيم قدره صلى الله عليه وآله وسلمورفعة مكانته عند ربه عز وجل ، خليل إبراهيم ملا خاطر ، ط ٦ نشر دار القبلة بجدة .

١٠٠- علامات النبوة ، للإمام البوصيري ، وهو جزء من ((إتحاف الخيرة ...)) نشر مكتبة السوادى .

١٠١- علل الحديث ، للإمام ابن أبي حاتم ، تصوير مكتبة المثنى ، بغداد .

١٠٢- العلل ، للإمام الدارقطني . ت الدكتور محفوظ الرحمن زين الله . دار طيبة . الرياض .

١٠٣- عمل اليوم والليلة ، للإمام ابن السني ، ت عبد الرحمن البرني ، نشر دار القبلة ، ومؤسسة علوم القرآن .

١٠٤- عمل اليوم والليلة ، للإمام النسائي ، ت الدكتور فاروق حمادة ، الرباط .

١٠٥- عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير ، لابن سيد الناس ، دار المعرفة ، بيروت .

- غ -

١٠٦- غريب الحديث ، لأبي عبيد ، نشر دائرة المعارف العثمانية ، الهند .

١٠٧- غريب الحديث ، لابن قتيبة ، ت الدكتور عبد الله الجبوري ، نشر وزارة الأوقاف ، بغداد .

- ف -

١٠٨- فتح الباري شرح صحيح البخاري ، للحافظ ابن حجر ، ط المطبعة السلفية ،

القاهرة .

- ١٠٩- فتح القدير ، للشوكاني . ط مصطفى البابي الحلبي . القاهرة .
- ١١٠- فضائل الصحابة ، للإمام أحمد بن حنبل ، ت وصي الله محمد عباس ، نشر مركز البحث العلمي بجامعة أم القرى ، مكة المكرمة .
- ١١١- فضائل الصحابة للإمام النسائي ، ت الدكتور فاروق حمادة ، المغرب .
- ١١٢- فضائل المدينة ، للإمام الجندي ، ت محمد مطيع الحافظ ، وغزوة بدير ، ط دار الفكر ، دمشق .
- ١١٣- فضائل المدينة المنورة ، خليل إبراهيم ملا خاطر ، نشر دار القبلة بجدة ، ودار التراث بالمدينة المنورة ، ومؤسسة علوم القرآن .
- ١١٤- فضائل النبي الكريم كما وردت في القرآن العظيم ، خليل إبراهيم ملا خاطر ، مخطوط .
- ١١٥- فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ، للقاضي إسماعيل ، ت الشيخ ناصر الدين الألباني ، نشر المكتب الإسلامي ، بيروت .
- ١١٦- الفقيه والمتفقه ، للإمام الخطيب البغدادي ، ت الشيخ إسماعيل الأنصاري ، الرياض .

- ق -

- ١١٧- القاموس المحيط ، للفيروز أبادي ، مطبعة السعادة ، مصر .
- ١١٨- قطف الأزهار المتناثرة في الأخبار المتواترة ، للحافظ السيوطي ، المكتب الإسلامي ، بيروت .
- ١١٩- القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع صلى الله عليه وآله وسلم ،

للحافظ السخاوي . دار الكتاب العربي بيروت .

- ك -

١٢٠- الكاشف ، للإمام الذهبي ، ت عطية عطية ، وموسى محمد علي الموشي ، دار الكتب الحديثة ، القاهرة .

١٢١- الكامل ، للإمام ابن عدي ، دار الفكر ، بيروت .

١٢٢- كتاب التوحيد ، للإمام ابن خزيمة .

١٢٣- كتاب الحقائق في علم الحديث والزهديات ، لابن الجوزي . ت مصطفى السبكي . دار الكتب العلمية ، بيروت .

١٢٤- كتاب العظمة ، لأبي الشيخ . ت رضاء الله محمد إدريس المبار كفوري ، دار العاصمة ، الرياض .

١٢٥- كتاب الغريبتين ، لأبي عبيد الهروي ، ط لجنة إحياء التراث الإسلامي ، القاهرة .

١٢٦- كتاب المجروحين ، للإمام ابن حبان البستي ، ت محمود إبراهيم زايد ، دار الوعي ، حلب .

١٢٧- كتاب المرض والكفارات ، لابن أبي الدنيا . ت عبد الوكيل الندوي ، نشر الدار السلفية . الهند .

١٢٨- كشف الأستار عن زوائد البزار ، للحافظ الهيثمي ، ت الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي ، مؤسسة الرسالة .

١٢٩- كشف الخفاء ، للإمام العجلوني ، ط ثانية ، تصوير دار إحياء التراث العربي ، بيروت .

١٣٠- كنز العمال ، للمتقي الهندي ، نشر مكتبة التراث الإسلامي ، حلب .

- ل -

- ١٣١- لامع الدراري على جامع البخاري . للشيخ رشيد الكنكوهي . ضبط الشيخ محمد يحيى الصديقي . المكتبة الإمدادية ، مكة المكرمة .
- ١٣٢- لسان العرب ، لابن منظور ، دار صادر ، بيروت .
- ١٣٣- لقط اللآلئ المتناثرة في الأحاديث المتواترة ، للإمام الزبيدي ، دار الكتب العلمية ، بيروت .

- م -

- ١٣٤- مجمع البحرين بزوائد المعجمين ، للحافظ الهيثمي . ت عبد القدوس محمد نذير ، مكتبة الرشد ، الرياض .
- ١٣٥- مجمع الزوائد ، للحافظ الهيثمي ، نشر دار الكتاب ، بيروت .
- ١٣٦- مجمل اللغة ، لابن فارس ، مؤسسة الرسالة .
- ١٣٧- المحدث الفاصل ، للرامهرمزي ، ت الدكتور محمد عجاج الخطيب .
- ١٣٨- المحرر الوجيز ، لابن عطية ، نشر وزارة الأوقاف ، المغرب .
- ١٣٩- المختارة . للمقدسي ، ت الدكتور عبد الملك بن دهيش ، مكتبة النهضة الحديثة ، مكة المكرمة .
- ١٤٠- مختصر سنن أبي داود . للحافظ المنذري . مع معالم السنن للخطابي .
- ١٤١- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، لملا علي القاري . المكتبة الإمدادية - باكستان .

١٤٢- المستدرک ، للإمام الحاکم النیسابوری ، نشر مكتبة النصر بالرياض عن النسخة الهندية .

١٤٣- مسند الإمام أحمد ، ت الشيخ أحمد شاكر ، ط دار المعارف ، مصر .

١٤٤- مسند الإمام أحمد ، تصوير بيروت ، دار صادر والمكتب الإسلامي .

١٤٥- مسند أبي بكر الصديق للمروزي .

١٤٦- مسند الحميدي ، ت الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي ، ط باكستان .

١٤٧- مسند سعد بن أبي وقاص ، للإمام الدورقي ، ت عامر حسن صبري ، نشر

دار البشائر الإسلامية ، بيروت .

١٤٨- مسند الشاشي ، لأبي سعيد الهيثم بن كليب الشاشي ، ت الدكتور محفوظ

الرحمن زين الله ، نشر مكتبة العلوم والحكم ، المدينة المنورة .

١٤٩- مسند الإمام الشافعي ، ط بيروت .

١٥٠- مسند الشهاب للقضاعلي ، ت الأستاذ حمدي السلفي ، مؤسسة الرسالة .

١٥١- مسند الطيالسي ، تصوير دار الكتاب اللبناني ، ودار التوفيق ، بيروت ، عن

الطبعة الهندية .

١٥٢- مسند عبد بن حميد = المنتخب ، ت السيد صبحي السامرائي . مكتبة السنة ،

القاهرة .

١٥٣- مسند علي بن الجعد ، ت الدكتور عبد المهدي عبد الهادي ، نشر مكتبة

الفلاح ، الكويت .

١٥٤- مسند ابن المبارك ، ت السيد صبحي السامرائي . مكتبة المعارف - الرياض

١٥٥- مسند أبي عوانة ، دائرة المعارف العثمانية ، الهند .

١٥٦- مسند أبي يعلى الموصلي ، ت الأستاذ حسين أسد ، ط دار المأمون للتراث ،

دمشق .

١٥٧- مسند أبي يعلى الموصلي ، ت الأستاذ إرشاد الحق الأثري ، نشر دار القبلة ،
ومؤسسة علوم القرآن .

١٥٨- مشكل الآثار ، للإمام الطحاوي ، دائرة المعارف العثمانية ، الهند .

١٥٩- مصنف ابن أبي شيبة ، نشر الدار السلفية ، الهند .

١٦٠- مصنف عبد الرزاق ، ت الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي ، ط بيروت .

١٦١- المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية ، ت الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي ،

نشر الكويت .

١٦٢- معالم السنن ، للإمام الخطابي ، ت الشيخ أحمد شاكر وحامد الفقي ، القاهرة .

١٦٣- معاني الآثار ، للإمام الطحاوي ، بشرحه .

١٦٤- المعجم الصغير = الروض الداني ، ت الأستاذ محمد شكور مرير . المكتب

الإسلامي . ودار عمار .

١٦٥- المعجم الكبير ، للإمام الطبراني ، ت الأستاذ حمدي السلفي ، نشر وزارة

الأوقاف ، بغداد .

١٦٦- معجم مقاييس اللغة . أحمد بن فارس بن زكريا ، ت عبد السلام هرون . دار

الكتب العلمية ، إيران .

١٦٧- معرفة السنن والآثار ، للإمام البيهقي . طبعان .

١٦٨- معرفة الصحابة ، للحافظ أبي نعيم ، ت الدكتور محمد راضي بن حاج

عثمان ، نشر مكتبة الدار ومكتبة الحرمين .

١٦٩- المعرفة والتاريخ ، للإمام الفسوي ، ت الدكتور أكرم العمري . مؤسسة

الرسالة .

١٧٠- المغني عن حمل الأسفار في الأسفار ، للحافظ العراقي ، بحاشية إحياء علوم

الدين .

١٧١- المقصد العلي ، للحافظ الهيثمي ، ت الدكتور نايف الدعيس . نشر تهامة .

جدة .

١٧٢- المقاصد الحسنة ، للإمام السخاوي ، ت الشيخ عبد الله بن الصديق ، نشر

مكتبة الخانجي والمثنى .

١٧٣- المقامات العلية في الكرامات الجليلة ، للحافظ ابن سيد الناس . ت عفت

وصال حمزة . دار الملاح بدمشق .

١٧٤- منال الطالب في شرح طوال الغرائب ، لابن الأثير الجزري ، ت الدكتور

الطناحي ، نشر جامعة أم القرى ، مكة المكرمة .

١٧٥- المناهل السلسلة في الأحاديث المسلسلة ، للشيخ عبد الباقي الأنصاري . دار

الكتب العلمية بيروت .

١٧٦- منحة المعبود إلى ترتيب مسند الطيالسي أبي داود ، للشيخ السباعي ، ط

القاهرة .

١٧٧- المنهاج في شعب الإيمان ، للإمام الحلبي . ت حلمي محمد فودة . دار الفكر .

١٧٨- موارد الظمآن إلى زوائد ابن حبان ، للحافظ الهيثمي ، المطبعة السلفية ،

القاهرة .

١٧٩- المواهب اللدنية ، للإمام القسطلاني ، بشرح الزرقاني .

١٨٠- موطأ الإمام مالك ، ت الأستاذ محمد فؤاد عبد الباقي ، مطبعة عيسى البابي

الحلي ، القاهرة .

- ن -

- ١٨١- نصب الراية للإمام الزيلعي ، دار المأمون ، القاهرة .
 ١٨٢- النظم المتناثر في الحديث المتواتر ، السيد جعفر الكتاني ، دار الكتب العلمية ،

بيروت .

- و -

- ١٨٣- الواابل الصيب ورافع الكلم الطيب ، لابن القيم الجوزية ، ت الشيخ إسماعيل الأنصاري ، نشر إدارة الإفتاء بالرياض .
 ١٨٤- الوفا بأحوال المصطفى صلى الله عليه وآله وسلم ، لابن الجوزي . ت مصطفى عبد الواحد . دار الكتب الحديثية ، القاهرة .

امیر کائنات اسلام

میں، محمد جان قاری



کادینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

- | | | | |
|--|--|--|---|
| <ul style="list-style-type: none"> □ امام احمد رضا بحیثیت قاضی بدعات □ برکات محافل سے محرومی کیوں؟ □ زوال امت کا ازالہ کیسے؟ □ آئیے تہذیب مصطفیٰ ﷺ پائیں □ اساس ایمان - محبت النبی □ جماعت نماز تہجد □ مجھے نیک کرنے کا حکم □ قرآنی الفاظ کے صحیح معنائیم □ سرمد اور روزہ □ کیا اولیاء اللہ اور رب ایک ہیں □ یارسول اللہ ﷺ کہاں ایمان یا شرک □ اسلام اور ایصال ثواب □ منہاج السنن □ مقصد احکام □ تفسیر سورۃ الکوکثر □ تفسیر سورۃ القدر □ امامت اور عمامہ □ عصمت انبیاء □ روح ایمان، محبت نبوی ﷺ □ علم نبوی اور کتابت | <ul style="list-style-type: none"> □ شب قدر اور اسکی فضیلت □ اسلام اور تصور رسول پاک ﷺ □ اسلام اور احترام والدین □ والدین مصطفیٰ ﷺ جنتی ہیں □ نسب نبوی ﷺ کا مقام □ وسعت علم نبوی ﷺ □ اسلام اور احترام نبوت □ اسلام اور خلافت غلط □ نظام حکومت نبوی ﷺ □ فضیلت درود و سلام □ شان نبوت ﷺ □ تفسیر سورۃ النبی والیہ والیہ شرح □ شاہکار روایت ﷺ □ ایمان والدین مصطفیٰ ﷺ □ حضور ﷺ کا سفر حج □ امتیازات مصطفیٰ ﷺ □ در رسول ﷺ کی ماضی □ صحابہ کی وصیتیں □ رفعت ذکر نبوی ﷺ □ مزاج نبوی ﷺ □ تبسم نبوی ﷺ □ منہاج الخوف | <ul style="list-style-type: none"> □ معارف الاحکام □ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم □ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم □ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم □ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم □ ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد نهم □ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم □ ترجمہ فتاویٰ جلد پانزدہم □ ترجمہ اربعہ الملعات جلد ہشتم □ ترجمہ اربعہ الملعات جلد ہفتم □ صحابہ اور محافل نعت □ صحابہ کے معمولات □ علم نبوی ﷺ اور منافقین □ حضور رمضان کیسے گزارتے ہیں؟ □ سدرہ تھری راہ گزر □ منہاج اصول الفقہ □ ذخائر محمدیہ ﷺ □ مسلک صدیق اکبر ﷺ و عشق رسول ﷺ □ شرح سلام رضا □ نوو خدا سیدہ علیہ کے گھر □ اسلام اور تجدید ازواج □ اسلام میں ٹیٹھی کا تصور □ فضائل طہین حضور ﷺ | <ul style="list-style-type: none"> □ شرح ان سبک مترادفی □ حضور ﷺ کے آباء کی شانیں □ والدین مصطفیٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا □ علماء نجد کے نام اہم پیغام □ جسم نبوی ﷺ کی خوشبو □ کیا سگ مدینہ کھلوانا جائز ہے؟ □ ہرمکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ □ سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ □ صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ □ محبت اور اطاعت نبوی ﷺ □ نعل پاک حضور ﷺ □ صحابہ اور علم نبوی ﷺ □ امام احمد رضا اور مسئلہ شتم نبوت ﷺ □ قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب □ خواب کی شرعی حیثیت □ علم نبوی ﷺ اور امور دنیا □ معراج حبیب خدا □ محافل میلاد اور شاہ ارہیل □ حضور ﷺ کی رضائی مائیں □ ترک روزہ پر شرعی وعیدیں □ عورت کی امامت کا مسئلہ □ عورت کی کتابت کا مسئلہ |
|--|--|--|---|

Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikkahs?

- کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
- رسول اللہ ﷺ کی گل کوڑکے فلانے کی حکمتیں مسئلہ ترک
- حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں سلاف کا مذہب
- بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور کا فیصلہ خطائیں
- قرآنی الفاظ کے صحیح معنائیم
- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- نماز میں خشوع و خضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- حدیث شریکہ پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال و آثار - مولانا عبدالحی لکھنوی
- والدین مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- میلاد النبی اور شیخ ابوالخطاب ابن دجیر
- مشاگان جمال نبوی ﷺ کی کیفیت جذبہ سستی
- تفسیر کبیر (آخری بابیں سورۃوں کا ترجمہ)
- حضور ﷺ کے ظاہر اور باطن پر فیصلے